مناقبِ اہلِ بیتؑ

اَلْقَطْرَۃُ

مِنْ بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِیِّ وَالْعِتْرَۃِ کا ترجمہ



حصہ چھارم

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.



منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان





۷۸۶
۱۱۰۔۹۲
یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com



مشہور عربی کتاب

اَلْقَطْرَةُ

مِنْ بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِی وَالْعِتْرَةِ

کا اردو ترجمہ



مناقبِ اہلِ بیتؑ

مشہور کتاب اَلقطرۃ مِن بحارِ مناقبِ النَّبی وَالعِترۃ کا ترجمہ

مؤلف

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل حوزہ علمیہ مشہد ایران

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن' ٹھوکر نیاز بیگ' لاہور۔

فون : 35425372



کتاب : مناقبِ اہلِ بیتؑ

مؤلف : آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

مترجم : حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل

نظرثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

پروف ریڈنگ : شیر محمد عابد مولائی

فنی تعاون : معصومہ بتول جعفری ایم اے، محمد عمران حیدر جعفری

تزئین : زہرا بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : جنوری 2013ء

تعداد : ایک ہزار

ہدیہ : 350 روپے

ملنے کا پتہ

اِدارہ مِنہاجُ الصّالِحِین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

فہرست

مناقب اہل بیت (حصہ چہارم)

تیسرا حصّہ

منبع وحی وتنزیل سے سیراب شدہ سیدہ النساء العالمین
اور پاک ومطہر پیشواؤں کی والدہ ماجدہ

حضرت فاطمہ زہراء

علیہا السلام کے مناقب وفضائل میں سے ایک

قطرہ

فاطمہؑ کا نام زہراء کیوں؟

(۸۹۰۔۱) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

انّما سمّاها فاطمة الزهراء لانّ اللّٰه عزّوجلّ خلقها من نور عظمته

"حضرت فاطمہ علیہا السلام کو زہرا کا نام دیا گیا کیوں اللہ تعالٰی نے انہیں اپنے نور عظمت سے خلق کیا ہے"

جب ان کا نور چمکا تو زمین و آسمان روشن ہو گئے، فرشتوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں، فرشتوں نے خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے کہا:

"اے ہمارے خدا! اے ہمارے آقا! یہ نور کیسا ہے؟"

اس وقت خداوند متعال نے ان پر وحی نازل فرمائی:

هذا نور من نوری، اسكنته فی سمائی ، وخلقته من عظمتی، اخرجه من صلب نبیّ من انبیائی ،افضله علی جمیع الانبیاء و اخرج من ذلك النور ائمة یقومون بامری ویهدون الی خلقی واجعلهم خلفاء فی ارضی۔

"یہ نور میرے نور سے ہے، میں نے اسے آسمان میں مستقر کیا، اسے اپنی عظمت سے خلق کیا۔ میں اس نور کو انبیاء میں ایک نبی کے صلب سے نکالوں گا، کہ اسے تمام انبیاء پر فضیلت دوں گا، میں اس نور سے ایک گروہ کو وجو

بخشوں گا جو میرے امر کے لیے قیام کرے گا اور میری مخلوق کو میری طرف رہنمائی کرے گا میں اس گروہ کو زمین پر اپنا جانشین قرار دوں گا"

(مصباح الانوار صفحہ ۲۲۳ (مخطوط) علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ بحار جلد ۲۳ صفحہ ۱۲)

حضرت فاطمہؑ کا حق مہر

(۲۔۸۹۱) حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

فرشتوں نے خداوند تعالیٰ سے درخواست کرتے ہوئے کہا:

"اے ہمارے خدا! اور ہمارے مالک! ہمیں آگاہ کرو کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا حق مہر کس قدر تھا تا کہ ہم جان سکیں اور ہمارے اوپر واضح ہو جائے کہ وہ آپ کے نزدیک بہترین مخلوق ہے"

خداوند عالم نے وحی فرمائی:

ملائکتی وسکان سماواتی اشھد کم ان مھر فاطمه بنت محمد نصف الدنیا۔

"اے میرے فرشتو اور میرے آسمانوں پر رہنے والو! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ فاطمہ دختر محمدؐ کا حق مہر آدھی دنیا ہے" (دلائل الامامہ صفحہ ۹۱ نوادر المعجزات صفحہ ۹۰)

فاطمہؑ پر سلام کا اجر جنت

(۳۔۸۹۲) علامہ حلیؒ کتاب "الفین" میں رقمطراز ہیں کہ عبدالمالک نوفلی اپنے باپ اور وہ اپنے باپ اور اپنے جد سے نقل کرتے ہیں: ایک دن میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا انہوں نے سلام کرنے میں پہل کی اور فرمایا:

"کیا ہوا ہے کہ صبح کے وقت آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا: طلب برکت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

انہوں نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے:

من سلّم علیه وعلی ثلاثة ایام اوجب الله له الجنة۔

"جو کوئی بھی میرے اوپر تین دن سلام بھیجے گا، خداوند متعال بہشت اس پر واجب کردے گا"

میں نے عرض کیا: کیا یہ سلام آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کی حیات میں ہو یا دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد؟

آپ نے فرمایا: فی حیاتنا وبعد موتنا۔

"ہماری حیات اور وفات پر دو صورتوں میں"

(وسائل الشیعہ جلد ۱۰، صفحہ ۱۸۷، مزار مفید صفحہ ۱۵۴، بحار جلد ۴۳، صفحہ ۱۸۵)

قیامت کے روز شفاعت فاطمہؑ

(۸۹۳-۴) کتاب "مصباح الانوار فی فضائل امام الابرار" میں تحریر کرتے ہیں:

چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ان فاطمةؑ لتشفع یوم القیامة فیمن احبها وتولّاها واحبّ ذریتها وتولّاهم ویشفعها الله فیهم ویدخلهم الجنة بشفاعتها۔

"بے شک حضرت فاطمہؑ روز قیامت ان لوگوں کی شفاعت کریں گی جو ان سے محبت اور ان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی اولاد سے محبت کرتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کے بارے میں ان کی شفاعت قبول کرے گا اور ان کے بزرگوار کی شفاعت کے سبب انہیں بہشت میں داخل کرے گا۔ (مصباح الانوار، مخطوطہ)

مولف کہتا ہے: میں نے یہ حدیث شریف ایک پرانے خطی نسخہ سے نقل کی ہے، شاید وہ خطی نسخہ تین سو سال یا اس سے بھی پہلے کا ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بی بی دو عالم فاطمہ علیہا السلام عرض کریں گے:

الٰہی وسیّدی ! و ذرّیتی وشیعتی وشیعۃ ذرّیتی ، ومحبی ومحب ذریتی، فاذا النداء من قبل اللّٰہ جل جلالہ: این ذریۃ فاطمۃ وشیعتھا ؟

"اے میرے معبود! میرے مولا! میری اولاد اور میرے شیعہ اور میری اولاد کے شیعہ میرے محب اور میری اولاد کے محب اس وقت خدا کی طرف سے ندا آئے گی کہ فاطمہؑ کی اولاد اور شیعہ کہاں ہیں"

(رجوع، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۱۹)

شیر مادر کے بعد فاطمہؑ کی غذا

(۸۹۴۔ھ) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو خداوند متعال نے ایک فرشتے پر وحی فرمائی کہ حضرت محمدؐ کی زبان مبارک پر کلمہ "فاطمہ" جاری کرے، اسی وجہ سے ان بزرگوار نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور فرمایا:

انّی فاطمتك بالعلم وفطمتك عن الطمث۔

"میں نے آپ کا دودھ علم کے ذریعہ چھڑوایا اور پلیدگی کو آپ سے دور رکھا"

توضیح مطلب کچھ یوں ہے کہ جب بچے کا دودھ چھڑوانا چاہتے ہیں تو دودھ کی جگہ ایک مخصوص چیز بچے کو دی جاتی ہے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی وہ غذا علم تھا۔

(نقل از کتاب فاطمہ زہرا من المہد الے اللحد)

اس کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

واللّٰہ! لقد فطمھا اللّٰہ تبارك و تعالٰی بالعلم و عن الطمث بالمیثاق۔

"خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کے روز انہیں علم و دانش کے ساتھ

مقرون کیا اور ناپاکی سے دور رکھا"

(مصابیح الانوار صفحہ ۲۲۸، الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۶۱، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۱۳، علل الشرائع صفحہ ۱۷۹)

فاطمہؑ پر درود سے محمدؐ کی جانشینی

(۸۹۵۔۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے فرمایا:

یافاطمۃ من صلّی علیک غفر اللہ لہ والحقہ بی حیث کنت من الجنّۃ

"اے فاطمہ! جو کوئی بھی آپ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیتا ہے اور اسے بہشت میں میرے ساتھ جگہ دے گا"

(مصباح الانوار مخطوط صفحہ ۲۲۸، بحار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۹۴، مستدرک صفحہ ۲۱۱ جلد ۱۰)

جنت میں سب سے پہلے جانے والی ہستی

(۸۹۶۔۷) مذکورہ کتاب میں ہے کہ ابو ہریرہ کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اول شخص یدخل الجنۃ فاطمۃ علیہا السلام، مثلہا فی ھذہ الامۃ مثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل۔

"بہشت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت فاطمہ زہراء کی ہے، اس امت میں اس کا مقام و مرتبہ وہی ہے جو مریم بنت عمران کا بنی اسرائیل میں ہے"

(فردوس دیلمی جلد ۱ صفحہ ۶۹، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۷۰، الفصول المہمہ صفحہ ۱۴۸، مصباح الانوار صفحہ ۲۳۰)

حالت احتضار میں فاطمہؑ کی دعا

(۸۹۷۔۸) عبداللہ بن حسن اپنے پدر بزرگوار اور اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ

جب حضرت فاطمہ زہراؑ کی زندگی کے آخری لمحات تھے، آپ نے جان کنی کی

حالت میں ایک دفعہ تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا:

السلام علی جبرئیل السلام علی رسول اللہ اللھم مع رسولك

اللھم فی رضوانك و جوارك ودارك دار السلام۔

"سلام ہو جبرئیل پر، سلام ہو رسول خدا پر، اے میرے معبود! مجھے اپنے رسول کے ساتھ محشور فرما، اے میرے معبود! مجھے اپنے بہشت، اپنے جوار اور اپنے گھر جو کہ دار السلام ہے میں جگہ عطا فرما:

پھر فرمایا: کیا جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں، آپ لوگ بھی دیکھ رہے ہیں۔

پوچھا گیا: آپ کیا دیکھ رہی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

ھذہ مواکب اھل السمٰوات، وھذا جبرئیل وھذا رسول اللہ،

ویقول: یابنیّة! اقدمی فما امامك خیر لك۔

"یہ اہل آسمان کا گروہ ہے، یہ جبرئیل ہے اور یہ رسول خدا ہے"

"وہ کہہ رہے ہیں: میری بیٹی! آجاؤ جو کچھ سامنے ہے وہ آپ کے لیے بہتر ہے"

(مصباح الانوار مخطوطہ صفحہ ۲۶۱، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۰۰)

جبرئیل اور رسول خدا کو فاطمہ کا سلام

(۸۹۸۔۹) مذکورہ کتاب میں ہے کہ علی بن زید کہتے ہیں:

جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رحلت کا وقت نزدیک ہوا تو انہوں نے جبرئیل اور رسول خدا کو سلام کیا، اسی طرح سے ملک الموت کو بھی سلام کیا۔ جو لوگ وہاں پر حاضر تھے انہوں نے فرشتوں کی جنبش کی آوازیں سنیں اور اس نورانی اور دل نشین محفل میں عطر کی خوشبو سونگھی۔

(مصباح الانوار صفحہ ۲۶۲)

جناب فاطمہؑ کی حفاظت پر فرشتوں کی ڈیوٹی

(۸۹۹۔۱۰) عماد الدین طبری کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں لکھتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: رسول خداؐ نے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں فرمایا:

ان اللہ قد وکّل فاطمۃ علیہ رعیلا من الملائکۃ یحفظو نہا من بین یدیہا ومن خلفہا وعن یمینہا ویسار ھا وھم معہا فی حیا تہا وعند قبرھا بعد موتہا ، یکثرون الصلوٰۃ علیہا وعلی ابیہا وبعلہا وبنیہا۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک گروہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام پر مقرر کیا ہے جو سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں طرف سے ان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ فرشتے ان کی زندگی اور موت کے بعد قبر میں ان کے ہمراہ ہوں گے، وہ ان پر، ان کے پدر بزرگوار، شوہر نامدار اور اولاد ابرار پر درود وسلام بھیجیں گے"

پس جس کسی نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی، گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے۔ جس کسی نے فاطمہؑ کی زیارت کی، گویا اس نے میری زیارت کی، اور جس کسی نے حضرت علیؑ کی زیارت کی، گویا اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی، اور جس کسی نے ان دونوں بزرگ ہستیوں کی زیارت کی ہو گی گویا کہ اس نے خود ان کی زیارت کی ہے۔

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۲۲)

رسول خداؐ کے نزدیک محبوب تر ہونے کا دعویٰ

(۹۰۰۔۱۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ آٹھویں پیشوا مولا رؤوف حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد اطہارؑ سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ایک دن حضرت فاطمہ زہراؑ نے مجھے فرمایا:

انا احب الی رسول اللّٰہ منکم۔

"میں رسول خداؐ کے نزدیک آپ سے محبوب تر ہوں"

میں نے کہا: نہیں میں محبوب تر ہوں۔

امام حسنؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں محبوب تر ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، میں محبوب تر ہوں۔

جب یہ خدا کے افضل ترین بندے رسول خداؐ کے نزدیک محبوب تر ہونے کا دعوی کر رہے تھے کہ اسی دوران رسول خداؐ ان کی نورانی محفل میں تشریف لائے اور پوچھا:

اے میری بیٹی! کس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی؟

ہم نے سارا واقعہ رسول خداؐ کے سامنے بیان کیا۔ واقعہ سننے کے بعد آپ نے اپنی دختر گرامی کو بغل کیا اور بوسہ دیا۔ علیؑ کو اپنی آغوش میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان چوما، پھر امام حسنؑ کو اپنی دائیں ران پر اور حضرت امام حسینؑ کو اپنی بائیں ٹانگ پر بٹھایا اور انہیں بوسے دیے۔ اس کے بعد فرمایا:

انتم اولی بی فی الدنیا و الآخرۃ والی اللّٰہ من والاکم وعادی اللّٰہ من عاداکم انتم منّی وانا منکم، والّذی نفسی بیدہ لایتولاکم عبدٌ فی الدنیا الّا کان اللّٰہ عزّوجلّ ولیتہ فی الدنیا والآخرۃ۔

"آپ دنیا و آخرت میں میرے عزیز ہیں، جو آپ کو دوست رکھتا ہے اس نے خدا کو دوست رکھا جو کوئی آپ کے ساتھ دشمنی کے لیے اٹھا وہ خدا کے ساتھ دشمنی کے لیے کھڑا ہوا۔ آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں، مجھے اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا میں آپ سے کوئی بندہ فرماں بردار نہیں مگر یہ کہ خداوند متعال دنیا و آخرت میں اس کا پشتیبان ہے۔ (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۰۶)

مصحف فاطمہ زہراؑ کس کے پاس ہیں

(۱۲-۹۰۱) کتاب "دلائل الامامۃ" میں رقمطراز ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولا وآقا حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام سے مصحف فاطمہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

أنزل علیها بعد موت ابیها۔

"ایسی کتاب تھی جو ان کے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد ان پر نازل کی گئی"

میں نے عرض کیا: کیا اس میں قرآن سے کوئی چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں قرآن سے کچھ نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

له دفتان من زبر جدتین علی طول الورق وعرضه حمراوین۔

"اس کی جلد کی دونوں طرفیں سرخ رنگ زبرجد کی ہیں کہ اس کا طول و عرض ایک ورق کے برابر ہے"

میں نے عرض کیا: اس ورق کی کچھ تعریف کریں۔

آپ نے فرمایا: اس کا ورق سفید ہے جو کلمہ "کن" سے وجود میں آیا:

میں نے عرض کیا: اس میں کیا کچھ لکھا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا:

فیه خبر ماکان وما یکون الی یوم القیامة وفیه خبر سماء سماء وعددما فی السموات من الملائکة وغیر ذلك ،وعددکل من خلق الله مرسلًا وغیر مرسل واسماؤ هم واسماء من أرسل الیهم واسماء من کذب ومن اجاب منهم ، وفیه اسماء جمیع من خلق الله من المؤمنین والکافرین من الاولین والاخرین ۔

"اس میں ہر اس چیز کا ذکر ہے جو وقوع پذیر ہو چکی ہے یا قیامت تک واقع ہو گی اس میں ہر ایک آسمان ہفرشتوں کی تعداد اور دیگر موجودات کا ذکر ہے، ان کے اسماء بھی مذکور ہیں جنہیں خدا نے بھیجا ہے خواہ وہ مرسل ہوں یا غیر مرسل ،ان اقوام کا ذکر بھی ہے جن میں انہیں مبعوث کیا گیا تھا، ان لوگوں کا تذکرہ بھی ہے جنہوں نے ان کی تکذیب کی جنھوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا، اسی طرح آغاز خلقت سے لے کر انتہائے تخلیق تک تمام مومنین اور کافرین کے نام بھی اس میں مذکور ہیں"

شہروں کے نام ہر شہر کی خصوصیات ،خواہ وہ دنیا کے مشرق میں ہو یا مغرب میں ہر شہر میں مومنین کی تعداد اس طرح کافروں کی مقدار اور لوگوں کی خصوصیات کا ذکر ہے جنھوں نے پیغمبروںؑ کو جھٹلایا ہے۔

گذشتہ اقوام کی صفات ،ان سے مربوط داستانیں وہ دشمنان خدا جنہیں سلطنت وحکومت ملی ،ان کی مدت سلطنت اور ان کی تعداد کا تذکرہ ہے۔

اسی طرح آئمہ علیہم السلام کے اسماء گرامی، ان کی مدت امامت ،ان کی رجعت کی خصوصیات اور ان تمام لوگوں کے فضائل جن کی تمام ادوار میں ان کے پاس رفت و آمد رہی ،کا ذکر مصحف زہراءؑ میں موجود ہے۔

میں نے عرض کیا: ادوار زمانے کی کتنی مقدار کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: پچاس ہزار سال کے سات ادوار ہوتے ہیں۔ اس مصحف میں آغاز آفرینش سے قیامت تک خدا نے جتنے لوگ پیدا کیے ہیں یا کرے گا اور ان کی عمریں کتنی ہیں ان کا ذکر موجود ہے، اس طرح بہشتیوں کی خصوصیات اور ان کی تعداد دوزخیوں کی خصوصیات اور ان کی تعداد نیز ان دونوں گروہوں کے ناموں کا تذکرہ بھی ہے اسی طرح اس میں قرآن کا علم ویسے ہی موجود ہے جیسے نازل ہوا ہے، نیز دوسری آسمانی

کتب توریت، انجیل اور زبور کا علم بھی اسی طرح سے موجود ہے جیسے نازل ہوئی ہیں:

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند متعال نے جب اسے نازل کرنا چاہا تو جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو حکم دیا کہ اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا جائے جب وہ نازل ہوئے تو نصف شب جمعہ کا وقت تھا کہ آپ حالت نماز میں تھیں، جب آپ نماز ختم کر چکیں تو انہوں نے سلام کرتے ہوئے کہا: السلام یقرؤک السلام" خداوند آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور وہ مصحف آپ کی گود میں رکھ دیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے فرمایا:

اللہ السلام ومنہ السلام والیہ السلام، وعلیکم رسل اللہ! السلام۔

"سلام خداوند متعال سے مخصوص ہے، اسے کی طرف سے ہے اور اسی کی طرف ہے اور سلام ہو آپ پر، اے فرشتگان خدا"

اس کے بعد فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور بی بی دو عالم حضرت زہرا نماز صبح کے بعد سے لے کر نماز ظہر تک اسے مسلسل پڑھتی رہیں، یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔

ولقد کانت علیہا السلام مفروضۃ الطاعۃ علی جمیع من خلق اللہ من الجنّ والانس والطیر والوحش والانبیآء والملائکۃ۔

"بے شک تمام مخلوق خدا جن وانس، پرندے درندے اور انبیاء وملائکہ پر ان کی اطاعت واجب تھی"

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ان کے بعد وہ مصحف کن کے پاس ہے، آپ نے فرمایا: حضرت زہراء نے اسے امیر المومنین علی علیہ السلام کی تحویل میں دے دیا تھا، ان کی شہادت کے بعد وہ امام حسن علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت امام حسینؑ تک پہنچا، پھر یہ مصحف ہر اس ہستی کے پاس رہا، جو اس قابل تھی یہاں تک کہ امام زمان علیہ السلام عجل اللہ الشرف کے حوالے کر دیا گیا۔

میں نے حیرانگی سے عرض کیا: یہ بہت زیادہ علم ہے۔

آپ نے فرمایا: یا ابا محمد ! ان محمد الذی وصفته لک لفی ورقتین من اوّله وما وصفت لک بعد مافی الورقة الثالثة وتکلمت بحرف منه.

"اے ابا محمد! جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ ان دو ورقوں کے آغاز میں تھا۔ میں نے تیسرے اور اس کے بعد والے اوراق کے مطالب ابھی بیان نہیں کیے ہیں حتی کہ ان میں سے ایک حرف بھی بیان نہیں کیا ہے" (دلائل الامامہ صفحہ ۱۰۴ جلد ۴۳)

فاطمہؑ کی ولادت پر بہشتی عورتوں کا نازل ہونا

(۹۰۲۔۱۳) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں رقمطراز ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

جب سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہراء متولد ہوئیں تو ان کے نور سے زمین کی ہر شی بیابان، صحرا، اور پہاڑ سب کے سب روشن ہو گئے، فرشتے زمین پر نازل ہوئے، انہوں نے مشرق سے مغرب تک اپنے پر پھیلا دیئے، ان پر خیمے اور قیمتی پردے لگا دیئے آسمانی سائے ہاتوں سے ان پر سایہ کر دیا جبکہ اہل مکہ کو ان کے نور نے مدہوش کر دیا۔

اسی دن رسول خداؐ حضرت خدیجہ کے کمرے میں داخل ہوئے اور فرمایا:

یا خدیجه ! لاتحزنی ، ان کان قد هجرك نسوان مكة ولن یدخلن علیك ، فلینزلن عندك الیوم نسوان نسرات بهجات عطرات عنجات نیقدح فی اعلامهنّ نور یستقبل استقبالا ،ویلتهب التهابا وتفوح منهن رایحةتسر اهل مكة جمیعا فسلمت الجواری فاحسنّ ، وحیین فابلغن۔

"اے خدیجہ! اس بات کا بالکل غم نہ کرو کہ اہل مکہ کی عورتوں نے آپ سے قطع تعلق کیا اور اس مشکل وقت میں آپ کی مدد کے لیے نہیں آئی ہیں، کیونکہ آج ہی خوبصورت بہشتی عورتیں آپ کے پاس آئیں گئیں کہ ان

کے چہرے شاد ہوں گے ، انہوں نے دل نشیں عطر لگایا ہو گا، ان کی
آنکھیں بلوری ہوں گی ، ان کے آگے آگے ایسا نور چمکے گا اور ایسی معطر
نسیم چلے گی کہ جو تمام اہل مکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی ، پس اس
دوران وہ خواتین نازل ہوئیں اور انہوں نے بہترین طریقے سے حضرت
خدیجہ پر درود و سلام بھیجا۔

یہاں تک کہ ان میں ہر کسی نے ولادت کے مشکل وقت میں جناب خدیجہ کی مدد کی ، انہوں نے مولود کو اس طشت میں نہلایا جو بہشت سے اپنے ہمراہ لائی تھیں، بہشتی تولیے سے اسے خشک کیا اور خوشبو سے معطر کیا، اس کے بعد اس رازِ ہستی کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کی مہربان ماں کی گود میں دے دیا۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے:

وہ خاتون جو حضرت خدیجہ کے پاس تھی ، اس آب کوثر سے مولود کو نہلایا ، پھر سفید کپڑے کے دو ٹکڑے نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے معطر تر تھے، ایک کپڑے میں اسے لپیٹا اور دوسرے کا اسکاف باندھا، اس کے بعد اس مولود سے گفتگو کرنے کی خواہش کی ، اس نے اپنے خوبصورت ہونٹوں کو جنبش دی اور کہا:

اشهد ان لا اله الّا الله ، واشهدانّ أبی محمدًا رسول الله،
وانّ بعلی سید الاوصیاء وولدی سادة الاسباط۔

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میرے پدر
بزرگوار محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، میرے شوہر نامدار (علیؑ) اوصیاء کے سردار
اور میرے دونوں بیٹے پیغمبر کے نواسے ہیں“

پھر اپنا رخ انور ان خواتین کی طرف کیا، ان پر سلام بھیجا اور تمام کو ان کے نام سے بلایا ، انہوں نے مسکراتے ہوئے چہروں سے اس مولود کی طرف دیکھا ، بی بی دو عالم کی ولادت باسعادت کے وقت حورالعین نے ایک دوسرے کو خوشخبری سنائی اور اہل آسمان نے ایک دوسرے

کو مبارک باد دی، آسمان میں ایسا نور چمکا کہ فرشتوں نے آج تک ویسا نور نہ دیکھا تھا، پھر ان بہشتی خواتین نے حضرت زہراؑ کو اٹھایا اور حضرت خدیجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

خذیها یا خدیجه! طاهرة مطهرة زكية ميمونة بورك لك فيها وفی نسلها۔

"اے خدیجہ اس مولود کو لے لیں کہ یہ پاک و پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک ہے کہ اس کی نسل آپ کے لیے مبارک اور بابرکت ہے"

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی دختر نازنین کو بغل میں لیا اور اپنا پستان اس کے منہ میں دیا جس میں بہت زیادہ دودھ آنے لگا۔

اس مولود نے ایک دن میں اتنی رشد کی جتنی دوسرے بچے ایک ماہ میں کرتے ہیں اور ایک ماہ میں اتنی کی کہ جتنی دوسرے ایک سال میں کرتے ہیں۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۸۶، جلد ۲)

سلمان بی بی دو عالم حضرت زہراءؑ کی خدمت میں

(۹۰۳۔۱۴) مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں:

میں رسول خداؐ کی رحلت کے بعد ایک دن گھر سے باہر آیا تو راستے میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ نے فرمایا:

یا سلمان! جفوتنا بعد وفاة رسول اللهؐ۔

"اے سلمانؓ! رسول خداؐ کی رحلت کے بعد آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے"

میں نے عرض کیا: اے میرے پیارے دوست، اے امیر المومنینؑ آپ جیسوں پر مخفی نہیں ہے (آپ کے ساتھ زیادتی کرنا جائز نہیں ہے) میں رسول خداؐ کی جدائی کے غم سے نڈھال ہو چکا ہوں، بس یہی چیز آپ کی زیارت میں کوتاہی کا باعث بنی ہے۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يا سلمان ائت الى منزل فاطمة عليها السلام فانها اليك مشتاقة، وتريد ان تتحفك تحفة قد اتحفت بها من الجنة۔

"اے سلمانؓ! ابھی فاطمہؑ کے گھر کی طرف روانہ ہو جاؤ وہ تمہارے دیدار کی مشتاق ہیں، وہ تمہیں ایک ہدیہ دینا چاہتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت سے لایا گیا ہے"

سلمانؓ کہتے ہیں: (یہ سن کر میں حیران رہ گیا) میں نے عرض کیا:

"اے امیر المومنینؑ! کیا رسول خداؐ کی وفات کے بعد بہشت سے فاطمہ کے پاس ہدیہ پہنچا ہے؟"

آپ نے فرمایا: ہاں اے سلمان!

سلمانؓ کہتے ہیں! میں جلدی سے فاطمہ علیہا السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا، دروازے پر دستک دی، بی بی دو عالم کی خدمت گزار فضہ دروازہ کے پیچھے آئی اور مجھے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں جناب سیدۃ فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا، بی بی دو عالم تشریف فرما تھیں اور عبا (برقعہ) میں اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

اے سلمانؓ! بیٹھ جاؤ اور جو کچھ میں کہوں، اس میں خوب غور و فکر کرو، آگاہ ہو جاؤ! گذشتہ شب میں اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی اور رسول خداؐ کی رحلت کی خاطر فکر میں ڈوبی ہوئی تھی، غم و اندوہ کی وجہ سے سینہ پھٹا جا رہا تھا، میں نے اپنے ہاتھوں سے دروازہ بند کیا تھا، اچانک میرے گھر کا دروازہ کھل گیا، جبکہ اسے کھولنے والا کوئی بھی نہ تھا، میں نے چار محترم خواتین دیکھیں جو میرے پاس آئیں، وہ اس قدر حسین و جمیل تھیں کہ آج تک کسی نے ویسی نہ دیکھی تھیں، ان کا چہرہ ہشاش بشاش تھا، جب وہ میرے کمرے میں داخل ہوئیں تو میں کھڑی ہو گئی اور اظہار کیا کہ میں آپ لوگوں کو نہیں جانتی ہوں، پھر پوچھا کیا آپ اہل

مدینہ ہو یا اہل مکہ؟

انہوں نے کہا: ہم نہ مدینہ کی رہنے والی ہیں نہ مکہ میں، بلکہ ہماری قیام گاہ تو نہیں ہے ہم حور العین ہیں، اے رسول خداؐ کی بیٹی! خداوند عالم نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ ہم آپ کو آپ کے پدر بزرگوار رسول خداؐ کی الم ناک رحلت پر تسلیت عرض کریں۔

بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراؑ فرماتی ہیں:

میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: ذرہ

میں نے کہا: اے میری پیاری دوست! تمہارا نام (ذرہ) کیوں رکھا گیا ہے؟

اس نے کہا: میرا یہ نام ذرہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار رسول خداؐ کے صحابی ابوذرؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

پھر دوسری سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟

اس نے کہا: میرا نام سلمہ ہے

میں نے کہا: تمہیں سلمہ کیوں کہا جاتا ہے؟

اس نے کہا: چونکہ میں رسول خداؐ کے باوفا صحابی سلمانؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

اس کے بعد تیسری سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟

اس نے کہا: میرا نام مقدودہ ہے۔

میں نے کہا: اے میری دوست تمہارا نام کیوں مقدودہ رکھا گیا ہے؟

اس نے کہا: میں رسول اللہؐ کے صحابی مقداد بن اسود بن کندیؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

اس کے بعد چھوتھی خاتون کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میرا نام عمارہ ہے۔

میں نے کہا: تمہارا نام عمارہ کیوں رکھا گیا ہے؟

اس نے کہا: میں بھی رسول خداؐ کے باوفا صحابی عمار بن یاسرؓ کے لیے خلق کی گئی ہوں۔

سلیمانؓ کہتے ہیں: اس کے بعد جناب فاطمہ ایک سفید رنگ کی پلیٹ لائیں اس میں جو خشک کھجوریں رکھی ہوئی تھیں جو خشک نانج (ایک قسم کی روٹی ہے جو خالص آٹے چینی اور پستہ بادام سے تیار کی جاتی ہے) سے بڑیں اور برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھیں، ان میں سے دس عدد اٹھا کر مجھے عنائیت فرمائیں

پھر مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"رات کے وقت ان کھجوروں سے روزہ افطار کریں اور ان کی گٹھلیاں کل میرے پاس لے آئیں"

سلمانؓ فارسی کہتے ہیں: میں نے بی بی دو عالم سے اجازت لی اور وہاں سے نکل کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں جو کوئی بھی ملا اس نے کہا: اے سلمانؓ! تمہارے پاس کون سی چیز ہے جس سے مشک کی خوشبو آرہی ہے؟

سلمانؓ کہتے ہیں: میں نے اسے راز میں رکھا کہ میرے پاس کوئی چیز ہے، یہاں تک گھر پہنچ گیا، میں نے ان کجھوروں سے روزہ کھولا، کسی میں بھی گٹھلی نہ تھی۔

اگلے دن مخدومہ کونین کی خدمت میں شرفیاب ہوا، دروازے پر دستک دی، مجھے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، میں کمرے میں داخل ہوا، میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کی بیٹی! آپ نے فرمایا تھا کہ ان کجھوروں کی گٹھلیاں لے آؤں، جبکہ ان میں سے کسی سے کوئی بھی گٹھلی نہیں نکلی ہے۔

رسول خداؐ کی وفات کے بعد آپ کبھی نہیں مسکرائی تھیں، جب یہ بات سنی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

"اے سلمانؓ! یہ کجھوریں اس درخت سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں میرے لیے لگا رکھا ہے، یہ درخت اس دعا سے بویا گیا ہے جو میرے

پدربزرگوار رسول خداؐ نے مجھے تعلیم دی تھی کہ میں صبح وشام اسے پڑھوں"
میں نے عرض کیا: اے بی بی دو عالم! وہ دعا مجھے بھی تعلیم دیں۔
آپ نے فرمایا:
ان سرّك ان تلقی اللّٰه تعالی وهو عنك راض غیر غضبان ولاتضرّك وسوسة الشیطان ما دلعت حیًا فواظب علیه۔
"اگر پسند کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرو کہ وہ راضی ہو، غضبناک نہ ہو اور کسی قسم کا وسوسہ شیطانی تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے تو یہ دعا ہمیشہ پڑھتے رہو"
ایک اور روایت میں آیا ہے:
ان سرّك ان لاتمسّك الحمٰی ماعشت فی دار الدنیا فواظب علیه۔
"اگر چاہتے ہو کہ جب تک دنیا میں زندہ ہو تمہیں بخار نہ ہو تو اس دعا کی ہمیشہ تلاوت کرو"
سلمان کہتے ہیں: وہ دعا مجھے تعلیم فرمائیں، بی بی دو عالم نے یوں دعا تلاوت فرمائی:
بسم اللّٰه الرَّحمٰنِ الرَّحِیْمِ ،بسم اللّٰهِ النُّورِ بسم اللّٰه نور النورِ ، بسم اللّٰهِ نورٌ علی نورٍ ، بسم اللّٰه الّذی هو مُدَبّرُ الْامور، بسم اللّٰه الّذی خَلَقَ النُّورَ مِنَ النّور ،الحمد للّٰه الّذی خَلَقَ النُّورَ من النور ، وَانزلَ النُّور عَلَی الطُّور فی کتاب مسطورٍ ،فی رقٍّ مَّنْشُور، وَالبیت المعمور ، وَالسَّقف المرفوع، والبحرا لمسجور،بقدر مقدور، علی نبیٍّ محبور،بسم (اللّٰه) الّذی هو بالعزّ مذکورٌ ،وبالخیر مشهورٌ، وعلی السرّاءِ والضراء مشکور۔
"خدا کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، خدا کے نام سے جو نور ہے، اس

خدا کے نام سے جس نے نور کو روشنی عطا فرمائی ہے، اس خدا کے نام سے جو نور پر نور ہے، اس خدا کے نام سے جس نے نور سے نور پیدا کیا، تمام حمد وثنا اس خدا کے لیے ہے جس نے نور کو نور سے خلق فرمایا، نور کو کوہ طور پر نازل کیا، جو کتاب میں تحریر شدہ ہے، کاغذ پر پھیلایا گیا، اور بیت معمور سقف مرفوع ورائے متلاطم اور نبی مکرم پر ایک اندازے کے مطابق نازل کیا، اس خداوند متعال کے نام سے جس کا ذکر عزت وتعظیم سے کیا جاتا ہے، جو اچھائی اور خیر کی وجہ سے مشہور ہے، اور خوشی وغمی کی حالت میں اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے"

سلمان کہتے ہیں: میں نے یہ دعا حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے یاد کی اور شہر مدینہ میں رہنے والے ایک ہزار (۱۰۰۰) ایسے افراد کو تعلیم دی جنہیں بخار آتا تھا، وہ تمام کے تمام لوگ جب یہ دعا پڑھتے تو اذن پروردگار سے شفایاب ہو جاتے۔ (المناقب فی المناقب صفحہ ۲۹۷ جلد ۳)

چادر زہراءؑ یہودی کے گھر میں

(۹۰۴-۱۵) مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ روایت ہوئی ہے:

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک یہودی سے کوئی چیز بطور قرض لی، یہودی نے اس چیز کے عوض اپنے پاس کوئی چیز بطور رہن رکھنے کی درخوست کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے جناب سیدہ زہراء علیہا السلام کی ایک چادر بطور گروی رکھ دی جو پشم سے بنی ہوئی تھی۔

یہودی وہ چادر اپنے گھر لے گیا اور کمرے کے درمیان رکھ دی، جب رات ہوئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی تو یہودی کی بیوی کسی کام سے اس کمرے میں داخل ہوئی، کیا دیکھتی ہے کہ وہ کمرہ نور کی لپیٹ میں ہے، وہ فوراً اپنے شوہر کے پاس آئی اور اس واقعہ سے آگاہ کیا۔

وہ یہودی شخص چونکہ بھول چکا تھا کہ اس کے گھر میں جناب سیدہ کی چادر ہے، وہ

پریشان ہو گیا، وہ جلدی سے اٹھا اور کمرے میں داخل ہو گیا، اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس چادر سے پھوٹنے والے نور نے پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، گویا کہ اس سے نکلنے والی شعاعیں چودھویں کے چاند سے روشن تر تھیں۔

یہودی چونکہ اس واقعہ سے حیران تھا اس نے اس جگہ کی بڑی باریکی سے جانچ پڑتال کی، جہاں پر چادر رکھی ہوئی تھی، وہ سمجھ گیا کہ یہ نور حضرت زہراء علیہا السلام کی چادر سے چمک رہا ہے، وہ کمرے سے باہر آیا اور جلدی سے اپنے رشتہ داروں کی طرف چل دیا، جبکہ اس کی بیوی اپنے رشتہ داروں کو بتانے چلی گئی، سب کو اس کمرے میں اکٹھا کیا اس رات (۸۰) یہودی اس گھر میں اکٹھے ہوئے اور یہ منظر دیکھا، یہ منظر دیکھنے کے بعد وہ تمام کے تمام مسلمان ہو گئے تھے۔ (الثاقب فی المناقب، صفحہ ۳۰ جلد ۲، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۳۸، بحار جلد ۴۳، صفحہ ۳۰)

فاطمہؑ کے حق میں رسول خداؐ کی دعا

(۹۰۵۔۱۶) کتاب "خرائج" میں روایت نقل ہوئی ہے کہ عمران بن حصین کہتے ہیں:

میں پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں موجود تھا کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ تشریف لائیں جبکہ اس وقت آپ کم سن تھیں۔ شدت بھوک سے ان کے چہرے کا رنگ دگرگون تھا، رسول خداؐ نے ان سے فرمایا: میرے پاس آؤ۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ اپنے والد گرامی کے پاس تشریف لے گئیں، آپ نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور سینے پر رکھتے ہوئے فرمایا:

اللھمّ شبع الجاعة ورافع الوضعية، لاتجع فاطمة بنت محمدؐ

"اے میرے معبود! جو بھوکوں کا پیٹ بھرتے ہو اور متواضع لوگوں کو بلند مرتبہ عطا کرتے ہو! محمدؐ کی بیٹی فاطمہ کو بھوکا نہ رکھ"

عمران کہتے ہیں: جونہی پیغمبر خدا نے یہ دعا ختم کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ کے چہرے پر خون کی گردش شروع ہو گئی جو چہرے کی زردی پر غالب آ گئی اور

آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام فرماتی ہیں:

''اس دعا کے بعد میں کبھی بھی بھوکی نہیں رہی ہوں''

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۵۲، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۲۷)

روز قیامت فاطمہؑ کیسے محشور ہوں گی؟

(۹۰۶۔۱۷) کتاب ''صحیفۃ الرضاؑ'' میں مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

تحشر ابنتی فاطمةؑ یوم القیامة ومعها ثیاب مصبوغة بدم الحسینؑ فتعلق بقائمة من قوام العرش فتقول : یارب احکم بنی وبین قاتل ولدی۔

''روز قیامت میری بیٹی فاطمہؑ اس حالت میں محشور ہو گی کہ اس کے بیٹے امام حسینؑ کا خون آلود لباس اس کے ہمراہ ہو گا، اس وقت عرش کے ایک پائے کو پکڑ کر کہے گی:''

''پروردگار! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان حکم انصاف کر''

رسول خداؐ نے فرمایا: فیحکم لابنتی وربّ الکعبة .

''رب کعبہ کی قسم! خدا تعالیٰ میری بیٹی کے حق کا فیصلہ کرے گا''

(صحیفۃ الرضا صفحہ ۸۹، عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۲۵، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۲)

پنجتن کی خلقت کیسی ہوئی؟

(۹۰۷۔۱۸) ایک امامی دانشور کی قدیمی کتاب میں مذکور ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

اشراف عرب میں سے ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس نے کہا: اے رسول خداؐ! آپ کس وجہ سے ہم سے افضل و برتر ہیں، درحالانکہ ہم اور آپ ایک ہی پانی سے پیدا ہوئے ہیں؟

پیغمبر خدا نے فرمایا:

"اے عرب برادر! جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ایک گفتگو کی، جس سے ایک نور پیدا ہوا، پھر ایک اور بات کی، جو روح بن گئی، پس مجھے، علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس نور سے خلق فرمایا۔ پھر میرے نور سے عرش الٰہی پیدا کیا۔ پس میں عرش سے افضل و برتر ہوں، علی کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا، پس علیؑ آسمانوں سے افضل و برتر ہیں، نور حسنؑ سے چاند کو خلق کیا، پس حسن چاند سے افضل ہیں اور نور حسین سے سورج کو وجود بخشا، پس حسینؑ سورج سے افضل و برتر ہیں"

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین پر ایسی تاریکی مسلط کر دی جسے فرشتے برداشت نہ کر سکے، پس انہوں نے اس بات کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے کہا: نور فاطمہ کی تھوڑی سے مقدار لے کر اس کی شمع بناؤ اور اسے گوشوارہ عرش میں لٹکا دو۔

حضرت جبرئیل نے حکم پروردگار کو انجام دیا، اس وقت ساتوں آسمان اور زمین روشن ہو گئے اور فرشتوں نے تسبیح و تقدیس الٰہی کو بجا لایا۔ پس خداوند متعال نے فرمایا:

وعزّتی و جلالی وجودی، ومجدی وارتفاع مکانی الاجعلنّ ثواب تسبیحکم و تقدیسکم لفاطمة وبعلها وبنیها و محبیها الی یوم القیامة، فمن اجل ذلك سمّیت الزهراء علیها السلام۔

"مجھے میری عزت، جلالت، سخاوت، بزرگواری اور رفعت و منزلت کی قسم! میں روز قیامت تک آپ کی تمام تسبیح و تقدیس کا ثواب فاطمہ، ان کے شوہر، ان کے بیٹوں اور ان کے چاہنے والوں کو دوں گا، پس اسی وجہ سے ان کا نام نامی زہراء رکھا گیا ہے"

(ایسی روایت مصباح الانوار (مخطوطہ) صفحہ ۲۹ پر بھی مذکور ہے، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

فاطمہؑ سے درخت طوبیٰ کی خوشبو

(۹۰۷۔۱۹) تفسیر قمی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

پیغمبر خداؐ حضرت فاطمہؑ کو بہت زیادہ بوسے دیتے، یہ بات حضرت عائشہ کو بہت ناگوار گزری، اس نے آنحضرتؐ پر اعتراض کیا۔ رسول خدا نے فرمایا:

یا عائشة ! انّی لمّا اُسری بی الی السمآء دخلت الجنة فأدنانی جبرئیل من شجرة طوبیٰ ، وناولنی من ثمارها فاکلته فحوّل الله ذلك ماء ا فی ظهری ، فلمّا هبطت الی الارض واقعت خدیجة فحملت بفاطمةؑ ، فما قبلتها قط الّا وجدت رائحة شجرة طوبیٰ منها۔

"اے عائشہ! جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا، اس رات میں بہشت میں داخل ہوا، جبرئیل مجھے درخت طوبیٰ کے نزدیک لے گیا اور اس کا پھل مجھے دیا، وہ پھل میں نے کھایا اللہ تعالیٰ نے میری صلب میں اس پھل کو نطفہ میں تبدیل کیا، جب میں زمین پر آیا تو اپنی بیوی خدیجہ سے ہم بستری کی، وہ فاطمہ سے حاملہ ہوئی، اس وجہ سے میں جس وقت فاطمہ کا بوسہ لیتا ہوں اس سے درخت طوبیٰ کی خوشبو سونگھتا ہوں"

(بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۲۰ جلد ۱۸ صفحہ ۳۶۴ تفسیر قمی جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

حضرت فاطمہؑ سے محبت کا فائدہ

(۹۰۹۔۲۰) ابن شاذان کا بیان ہے کہ سلمان فارسی کہتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا:

یاسلمان ! من احب فاطمةؑ ابنتی فهو فی الجنّة معی ، ومن ابغضها فهو فی النّار یا سلمان حبّ فاطمةؑ ینفع فی مائة

مواطن ،الیسرا تلك المواطن : الموت ولقبر والمیزان والمحشر والصراط والمحا سبة ،فمن رضیت عنه ، ابنتی فاطمة رضیت عنه ومن رضیت عنه رضی اللّٰہ عنه ، ومن غضبت علیه فاطمة غضبت علیه ومن غضبت علیه غضب اللّٰہ علیه۔ یا سلمان ! ویلٌ لمن یظلمها ویظلم ذریتها وشیعتها

"اے سلیمان ! جو کوئی بھی میری بیٹی فاطمہ سے محبت کرے گا، وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا اور جو کوئی بھی اس کے ساتھ دشمنی کرے گا، وہ جہنم میں ہوگا، اے سلمان ! فاطمہ سے محبت (۱۰۰) مقامات پر نفع بخش ہوگی، ان میں سے آسان تر مقامات موت، قبر، میزان، محشر، صراط اور حساب و کتاب کا مقام ہے، جس سے میری بیٹی فاطمہؑ راضی ہوگی، میں بھی اس سے راضی ہوگا اور جس سے میں راضی ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا، جس پر فاطمہ غضبناک ہوگی میں بھی اس پر غضب ناک ہوں گا اور جس پر میں غضب ناک ہوا، اس پر خدا بھی غضبناک ہوگا"

"اے سلمان! ہلاکت و بربادی ہو اس شخص کے لیے جو اس، اس کے بیٹیوں اور شیعوں پر ظلم و ستم کرے" (مائۃ منقبت صفحہ ۱۲۶ منقبت ۶۱)

حضرت زہراؑ کے اردگرد ۷۰۰۰۰ حوریں

(۹۱۰_۲۱) تیسری صدی کے علم حدیث میں ایک معروف دانشور "فرات بن ابراہیم" اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامة نادی مناد من بطنان العرش: یا معشر الخلائق اغضوا ابصارکم حتی تمتر بنت حبیب اللّٰہ الی قصرھا۔

"جب روز قیامت ہو گا تو عرش سے منادی ندا دے گا: اے مخلوق خدا اپنی آنکھیں بند کرلو تا کہ حبیب خدا کی بیٹی اپنے محل کی طرف چلی جائے"

حضرت زہرا علیہا السلام اپنے قصر کی طرف روانہ ہو گی، بی بی نے دو سبز رنگ کی چادریں اوڑھی ہوں گی اور ان کے اردگرد ستر ہزار حوریں ہوں گی، جب حضرت زہراء اپنے محل کے دروازے پر پہنچے گیں تو دیکھیں گی کہ امام حسن علیہ السلام کھڑے ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام محوخواب ہیں جبکہ ان کے تن پر سر نہیں ہے۔

بی بی دو عالم حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمائیں گی یہ کون ہے؟ امام حسنؑ جواب دیں گے یہ میرے بھائی حسینؑ ہیں کہ جنہیں آپ کے باپ کی امت نے قتل کیا اور سرتن سے جدا کر دیا۔

اس وقت خدا کی طرف سے خطاب ہو گا: اے دختر حبیب خداؐ! بے شک یہ ظلم وستم تیرے باپ کی امت نے کیا ہے، اس لیے تمہیں دکھا رہا ہوں کہ میں تم سے ایسا اظہار افسوس کروں اور تمہیں ایسی تسلیت کہوں، جو میں نے اپنے ہاں ذخیرہ کر رکھی ہے۔ البتہ میں نے آپ سے تسلیت کرنے کو یوں قرار دیا ہے کہ آج میں اس وقت تک کسی سے حساب کتاب نہیں لوں گا، جب تک آپ کی اولاد آپ کے شیعہ اور وہ لوگ جو آپ کے شیعہ نہیں ہے، لیکن آپ کی خدمت اور آپ سے نیکی کرتے رہے، بہشت میں داخل نہ ہو جائیں۔

اس وقت میری بیٹی اپنی اولاد، اپنے شیعوں اور ان لوگوں کو جو شیعہ نہیں تھے لیکن اس کے ساتھ اچھائی کرتے رہے، سب کو اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں داخل ہو گی، قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ (انبیاء آیہ ۱۰۳)

"انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا"

وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (انبیاء آیہ ۱۰۲)

"اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے"

هی واللہ ! فاطمة وذريتها وشيعتها ومن اولاهم معروفاً ليس بصومن شيعتها۔

"خدا کی قسم! ان افراد سے مراد فاطمہ زہراء ان کی اولاد، ان کے شیعہ اور وہ لوگ ہیں جو شیعہ تو نہیں ہیں لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں"

(تفسیر فرات صفحہ ۲۶۹، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۳۶، جلد ۶۸ صفحہ ۵۹)

جناب سیدہ کی شان میں امام باقرؑ کی حدیث

(۲۲۔۹۱۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ کہل بن احمد دینوری کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

جابرؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپ پر قربان جاؤں، اپنی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی فضیلت میں ایسی حدیث ارشاد فرمائیں کہ میں جب بھی اسے شیعوں کے سامنے نقل کروں تو وہ خوش حال و مسرور ہوں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے اپنے جد امجد اور انہوں نے رسول خدا سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا تو رسولوں اور پیغمبروں کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے اس دن میرا منبر سب سے اونچا ہوگا، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمدؐ خطبہ پڑھیں۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا کہ تمام رسولوں اور پیغمبروں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا ہوگا۔ اس کے بعد تمام انبیاء کے جانشینوں کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے تمام اوصیاء کے منبروں کے درمیان میرے وصی علی بن ابی طالبؑ کا منبر ہوگا جو تمام اوصیاء کے منبروں سے بلند ہوگا، اس وقت حکم پروردگار ہوگا: یا علیؑ! خطبہ پڑھیں۔

حضرت علی علیہ السلام ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے کہ اوصیاء میں سے کسی نے بھی ویسا خطبہ نہیں سنا ہوگا۔ اس کے بعد پیغمبروں کی اولاد کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے میرے دو بیٹوں، دو نواسوں اور میری زندگی کی تمناؤں کے دو پھولوں کے لیے نور کا منبر نصب کیا جائے گا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ خطبہ پڑھیں، وہ ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی نے ویسا خطبہ نہیں سنا ہوگا۔

پھر منادی یعنی حضرت جبرئیل فریاد بلند کرے گا حضرت محمد کی لخت جگر کہاں ہے؟ خدیجہ بنت خویلد کہاں ہے؟ مریم بن عمران کہاں ہے؟ آسیہ بنت مزاحم کہاں ہے؟ یحییٰ بن ذکریا کی والدہ گرامی ام کلثوم کہاں ہیں؟

تمام کے تمام کھڑے ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے اہل محشر! آج کرامت اور عزت و بزرگی کس کے لیے ہے؟

حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور حضرت زہراؑ سب کے سب عرض کریں گے، تمام کی تمام عزت و بزرگی خداوند وحدہ لاشریک کے لیے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

یا اهل الجمع ! انّی جعلت الکرم لمحمد وعلی والحسن والحسین والفاطمة علیهم السلام ،یا اهل الجمع ا طأطؤو الرؤوس وغضوا لابصار فانّ هذه فاطمة تسیر الٰی الجنة۔

"اے اہل محشر! بے شک میں نے عزت و عظمت محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ کو عطا کر دی ہے، اے اہل محشر! اپنے سر جھکا لو اور آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بہشت کی طرف جاسکیں"

اسی وقت حضرت جبرئیل بہشتی اونٹوں میں سے ایک اونٹ لے کر آئے گا، جس کی دونوں طرفیں بہشت کے ریشمی کپڑے سے آراستہ ہوں گئیں اس کی مہار مروارید کی ہوگی

اور اس کا ساز و رسامان مرجان کا ہوگا اسے ملکہ کونین کے سامنے روز انو بٹھایا جائے گا، آپ اس پر سوار ہوں گئیں، پھر اللہ تعالیٰ ایک لاکھ فرشتے اور نازل کرے گا تا کہ وہ فاطمہ زہراءؑ علیہا السلام کو اپنے پروں پر سوار کر کے بہشت کی طرف لے جائیں۔ جب وہ بہشت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے تو فاطمہؑ اپنے پیچھے مڑ کر دیکھیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے حبیب کی بیٹی! پیچھے مڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو، حالانکہ میں نے حکم دیا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ؟ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام عرض کریں گئیں۔

یا ربّ ! احببت ان یعرف قدری فی مثل ھذا الیوم۔

"اے میرے پروردگار! میں پسند کرتی ہوں کہ ایسے دن میں میری قدر و منزلت پہچانی جائے"

خداوند متعال فرمائے گا:

یا بنت حبیبی ارجعی فانظری من کان فی قلبه حبّ لك او لاحد من ذرّیتك خذی بیدہ فادخلیه الجنة۔

"اے میرے حبیب کی بیٹی! پلٹیں اور دیکھیں کہ جو کوئی بھی آپؑ یا آپؑ کی اولاد میں سے کسی ایک کی محبت دل میں رکھتا ہے، اسے ہاتھ سے پکڑ کر بہشت میں داخل کریں"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

واللہ یا جابر! انّها ذلك الیوم لتلتقط شیعتها ومحبیها کما یلتقط الطیر الحب الجید من الحب ابردی۔

"خدا کی قسم! اے جابر! اس روز حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے محبین کو اس طرح سے نکالیں گی جس طرح سے پرندہ اچھے دانوں کو خراب

والوں سے جدا کرتا ہے۔(یعنی اپنے شیعوں کو اہل محشر میں جدا کرے گی اور انہیں نجات دے گی)"

جب بی بی دو عالم اپنے شیعوں کے ہمراہ بہشت کے دروازے پر پہنچیں گی تو خدا تعالیٰ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے شیعوں کے دل میں ڈالے گا کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھیں، جب وہ پیچھے مڑ کر دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے دوستو! کیوں پیچھے مڑ کر دیکھ رہے ہو، حالانکہ میں نے اپنے حبیب کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی شفاعت آپ کے حق میں قبول کر لی ہے۔

وہ کہیں گے: پروردگار! ہم پسند کرتے ہیں کہ ایسے روز میں ہماری قدر و منزلت کی پہچان کروائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

یا احبائی ! ارجعوا وانظروا من احبّکم لحب فاطمة، انظروامن اطعمکم لحب فاطمة ،انظروا من سقاکم شربة فی حبّ فاطمة ،انظروا من ردعنکم غیبة فی حبّ فاطمة انظروا من کساکم لحب فاطمة خذو ابیده وادخلوا الجنّة۔

"اے میرے دوستو! پلٹ جاؤ اور دیکھو کہ جو کوئی بھی فاطمہ زہراؑ کی وجہ سے تم سے محبت کرتا ہے، جس کسی نے بھی محب فاطمہ ہونے کی وجہ سے کھانا دیا، جس کسی نے بھی محب فاطمہ کے راستے میں تمہیں شربت پلایا ،جس کسی نے محبت فاطمہؑ رکھنے کی وجہ سے غیبت کرنے سے روکا اور تمہاری عدم موجودگی میں تمہارا دفاع کیا اور جس کسی نے بھی محبت فاطمہؑ کی وجہ سے آپ کو لباس دیا، انہیں ہاتھ سے پکڑ کر بہشت میں لے جائیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کی قسم! ان لوگوں میں شکی، کافر اور منافق کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

جب کفار جہنم کے طبقات میں ٹھکانہ پالیں گے تو فریاد بلند کریں گے، چنانچہ خدا

وند متعال کا فرمان ہے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ (شعراء آیہ ۱۰۰ و ۱۰۱)

"اب ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنے والا بھی نہیں ہے اور نہ کوئی دل پسند دوست ہے" پس وہ کہیں گے:

فَلَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً فَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (شعراء آیہ ۱۰۲)

"پس اے کاش ہمیں واپسی نصیب ہو جاتی تو ہم سب بھی صاحب ایمان ہو جاتے"۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ھیھات، ھیھات!

انہیں ان کی خواہش سے روکا جائے گا۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْهُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ (انعام آیہ ۲۸)

"اور اگر یہ پلٹا بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے روکے گئے ہیں اور سب جھوٹے ہیں"۔

(تفسیر فرات صفحہ ۲۹۸، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۵۱، جلد ۴۳ صفحہ ۶۴)

جناب سیدہؑ کی خلقت

(۹۱۲-۲۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی اور جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ فاطمہ کو کیسے خلق کیا گیا ہے؟؟

انہوں نے کہا: خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں:

آپ نے فرمایا: فاطمہ زہراؑ ایسی حور ہے جسے انسانوں کی شکل وصورت میں خلق کیا گیا ہے، نہ کہ وہ ان کی جنس سے ہے۔

پھر فرمایا: وہ جبرئیل کے پسینے اور پر سے پیدا ہوئی ہے۔

انہوں نے کہا: اے رسول خدا! اس بات کو سمجھنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ حورا انسیہ ہے انسان نہیں اور ایک دفعہ فرمایا ہے کہ وہ جبرئیل کے پسینے اور پر سے خلق ہوئی ہے۔

رسول خدا نے فرمایا: میں ابھی اس بات کی آپ لوگوں کے سامنے وضاحت کرتا ہوں کہ میرے پروردگار نے میرے لیے جبرئیل کے ذریعے بہشت سے ایک سیب بھیجا، جسے اس نے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا، پس جبرئیل کو پسینہ آیا اور سیب کو بھی پسینہ اترا، دونوں کا پسینہ آپس میں مخلوط ہو کر ایک ہو گیا، پھر جبرئیل نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ!

میں نے کہا: وعلیکم السلام یا جبرئیل!

اس نے کہا خداوند متعال نے یہ سیب آپ کے لیے بہشت سے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔

میں نے اسے لیا چوما، آنکھوں پر رکھا اور سینے کے ساتھ لگایا۔

پھر اس نے کہا: یا محمد! تم اسے کھا لو۔

میں نے کہا: کیا ہدیہ پروردگار کو کھا لوں؟

اس نے کہا: ہاں اسے کھانے کا حکم ہوا ہے۔

جب میں نے اسے کھولا تو اس میں سے ایک نور چمکا کہ میں اس سے ڈر گیا۔

جبرئیل نے کہا: اسے کھائیں، یہ منصورہ فاطمہ کا نور ہے۔

میں نے کہا: اے جبرئیل! منصور کون ہے؟

اس نے کہا:

جارية تخرج من صلبك، اسمها في السمآء المنصورة وفي الارض فاطمة۔

"یہ وہ لڑکی ہے جو آپ کے صلب سے وجود میں آئے گی کہ آسمان پر

اس کا نام منصورہ اور زمین پر فاطمہ ہے"

میں نے کہا اے جبرئیل! اس کا نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہ کیوں ہے؟

اس نے کہا:

سمّیت فاطمة فی الارض لانه فطمت شیعتها من النار وفطمت اعداؤها عن حبها۔

"زمین پر اس لیے فاطمہ نام دیا گیا ہے کیونکہ اس کے شیعہ آتش جہنم سے نجات پائیں گے اور اس کے دشمن اس کی مہر ومحبت سے بے بہرہ ہوں گے"

اور اللہ کے اس فرمان۔

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّٰهِ (روم آیہ ۴،۵)

اور اس دن صاحبان ایمان خوشی منائیں گے وہ اللہ کی نصرت و امداد کے سہارے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ زہرا علیہا السلام کے وسیلہ سے ان کی نصرت ومدد کرے گا"

(تفسیر فرات صفحہ ۳۲۱ جلد ۶)



چوتھا حصّہ

وحی اور قرآن الٰہی کے شیر خوار
علم و شرف اور عظمت و بزرگی کے سائے میں پروان چڑھنے والے

حضرت امام حسن مجتبیٰ
اور حضرت امام حسین
علیہما السلام

کے مناقب و فضائل کے بحر بیکراں میں سے ایک

قطرہ

اس حصے کی خوبصورت احادیث کو دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں

فصل اول: اس فصل میں ایسی حادیث ذکر کی گئی ہیں جو حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین شہید کربلا علیہما السلام کے فضائل و مناقب میں مشترک ہیں

فصل دوم: اس فصل میں ان احادیث کو بیان کیا گیا ہے جو دونوں اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ مخصوص ہیں

فصل اول

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہما کے فضائل و مناقب میں مشترک احادیث کے بیان میں ہے

حسنینؑ شریفین کی ولادت پر سات رکعتوں کا اضافہ

(۹۱۳۔۱) کتاب شریف "کافی" میں آیا ہے کہ عبداللہ بن سلمان عامری کہتے ہیں کہ پانچویں پیشوا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لمّا عرج برسول اللّٰہ نزل بالصلوٰۃ عشر رکعات، رکعتین رکعتین، فلما ولدا الحسن والحسین زاد رسول اللّٰہ سبع رکعات شکرًا للہ، فأجاز اللہ لہ ذلک۔

"جب رسول خداؐ کو معراج پر لے جایا گیا تو واجب نماز دو دو رکعت تھیں، جب امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام پیدا ہوئے تو بطور شکر خدا نے سات رکعتوں کا اضافہ فرمایا، خداوند تعالیٰ نے بھی انہیں اجازت دے دی اور آنحضرتؐ کے اس عمل پر امضاء فرما دیئے"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۴۸۷، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۸، وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۳۵)

حسنینؑ شریفین کے وجود سے عرش کو سجایا

(۹۱۴۔۲) شیخ جلیل القدر جناب شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں کہ ابن عمر کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامۃ زُیّن عرش رب العلمین بکل زینۃ ثمّ یوتی بمنبرین من نور، لھما مائۃ فیوضع احدھما عن یمین العرش ، والآخرعن یسار العرش، ثمّ یؤتی بالحسن

والحسین علیهما السلام ،فیقوم الحسن ؑ علی احد هما والحسین ؑ علی الآخر، یزین الرّبّ تبارك و تعالی بهما عرشه کما یزین المرأة قرطاها۔

"جب قیامت کا دن ہوگا تو رب العالمین کے عرش کو ہر طرح کی زینت سے مزین کیا جائے گا، پھر نور کے دو منبر لائے جائیں گے جن کی لمبائی ایک سو میل ہوگی ، ایک کو عرش کے دائیں اور دوسرے کو بائیں طرف رکھیں گے، اس کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام تشریف لائیں گے، ایک پر حضرت امام حسنؑ اور دوسرے پر حضرت امام حسینؑ تشریف فرما ہوں گے، خداوند متعال ان دو بزرگ ہستیوں سے اپنے عرش کو اس طرح سے مزین کرے گا جس طرح سے عورت اپنے گوشواروں سے اپنے آپ کو آراستہ کرتی ہے"

(امالی صدوق صفحہ ۱۸۴، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۱، ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

حسنینؑ کو سیادت و شجاعت وراثت میں ملی

(۹۱۵) کتاب "خصال" میں آیا ہے کہ زینب بنت ابورافع کہتی ہیں:

رسول خداؐ بیمار تھے، وہ ایسی بیماری تھی کہ جس کی وجہ سے پیغمبر خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی، آپ کی دختر گرامی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے دونوں بچوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہمراہ اپنے والد بزرگوار کی تیمارداری کے لیے آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوئیں آپ نے رسول خدا سے عرض کیا:

"بابا جان! یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں، انہیں کوئی چیز بطور میراث عطا فرمائیں"

رسول خداؐ نے جواب دیا:

اما الحسن ؑ فانّ له هیبتی وسئو ددی واما الحسین ؑ فان له

شجاعتی وجودی۔

"میں نے اپنی ہیبت وسیادت اپنے بیٹے حسنؑ اور اپنی شجاعت وسخاوت اپنے بیٹے حسینؑ کو عطا کی ہے"

(الخصال صفحہ ۷۷، اعلام الوریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۱۲ الارشاد جلد ۲ صفحہ ۶، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۳)

حسنین شریفینؑ کی محبت آتش سے بچائے گی

(۴۔۹۱۶) شیخ مفید کے استاد ابن قولویہ اپنی کتاب "کامل الزیارات" میں رقمطراز ہیں:

ابو غفاری کہتے ہیں: میں پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ میں نے دیکھا، آنحضرت نے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے بوسے لیتے ہوئے فرمایا:

من احب الحسن و الحسین وذریتهما مخلصا لم تلفح النار وجهه ،ولو کانت بعدد رمل عالج، الاان یکون ذنبا یخرجه من الایمان۔

"جو کوئی بھی حسنؑ وحسینؑ اور ان کی اولاد سے مخلصانہ محبت کرتا ہے آتش جہنم اس کا چہرہ نہیں جلائے گی، اگرچہ اس کے گناہ صحرا کی ریت کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، سوائے اس گناہ کے جو ایمان سے خارج ہونے کا موجب ہے" (کامل الزیارات صفحہ ۱۱۳، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۹)

حسنین شریفینؑ کا جنتی طعام

(۵۔۹۱۷) علامہ مجلسیؒ کتاب "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: میں رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا اور سلام عرض کیا، اس کے بعد بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراؑ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے فرمایا:

"اے سلمانؓ! یہ حسنؑ وحسینؑ ہیں جو بھوک کی وجہ سے گریہ کر رہے ہیں ان دونوں کو ہاتھ سے پکڑ کر ان کے جد بزرگوار کی خدمت میں لے جاؤ"

میں نے دونوں کو ساتھ لیا اور رسول خداؐ کی خدمت میں لے گیا۔

رسول خداؐ نے ان دو ہستیوں سے فرمایا: اے میرے حسنین! تمہیں کیا ہوا ہے؟

انہوں نے کہا: نشتھی طعاما یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! ہم غذا کھانا چاہتے ہیں۔

رسول خدا پروردگار کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرتے ہیں:

اللّٰھم اطعمھما ، اے میرے معبود انہیں غذا عطا فرما۔

سلمان کہتے ہیں: میں اس دوران متوجہ ہوا اور رسول خداؐ کے دست مبارک میں ایک پھل بنام بہی دانہ دیکھا، جو ایک بڑے کاسے کی طرح تھا، وہ برف سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم تھا، آنحضرت نے اپنی مبارک انگلیوں سے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، آدھا حضرت امام حسنؑ اور آدھا حضرت امام حسینؑ کو دیا، میں نے ان دونوں ہستیوں کے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور چاہتا تھا کہ اس بہی دانہ سے کچھ کھاؤں، لیکن پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

یا سلمان ہذا طعام من الجنّۃ لایاکلہ احد حتی ینجو من الحساب

"اے سلمان! یہ جنتی کھانا ہے، اسے کوئی نہیں کھا سکتا، مگر وہ جو روز قیامت حساب کتاب سے فارغ ہو جائے"

(کتاب خرائج میں ہے کہ اسے ہمارے علاوہ کوئی بھی نہیں کھا سکتا البتہ تم خیر و نیکی پر ہو)

(بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۰۸، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۳۶ مقتل الحسین خوارزمی صفحہ ۹۷)

رسول خدا بہشتی پھل کھانے کے خواہش مند

(۶۔۹۱۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ عروہ بارقی کہتے ہیں:

ایک سال میں حج کے لیے مشرف ہوا، مراسم حج بجالانے کے بعد میں مسجد نبوی میں داخل ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرتؐ تشریف فرما ہیں، ان کی خدمت میں دو نوجوان حاضر ہیں، آپ کبھی ایک نوجوان کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے نوجوان کو چومتے۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ ان دونوں نوجوانوں سے یوں پیار کر رہے ہیں تو لوگوں میں آپ سے گفتگو کرنے کی جرات نہ ہوئی ،البتہ لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ آنحضرت ان دونوں جوانوں کو کیوں اس قدر دوست رکھتے ہیں۔

جب رسول خداؐ ان دونوں نوجوانوں کے بوسے لے رہے تھے تو میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسول خداؐ! کیا یہ آپ کے بیٹے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

انّهما ابنا ابنتی وابنا اخی وابن عمی واحب الرجال الیّ ،ومن هو سمعی وبصری ، ومن نفسه نفسی ونفسی نفسه ومن احزنه لحزنه ويحزن لحزنی ۔

"یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ،میرے بھائی اور میرے چچازاد کے بیٹے ہیں اور میرا چچا زاد میرے نزدیک سب سے محبوب ترین ہے ،وہی مری شجاعت وبصیرت ہے، ان کی جان میری جان اور میری جان ان کی جان ہے اور جوان کے غم واندوہ سے غمگین ہوتا ہے، وہی میرے غم واندوہ سے مغموم ومحزون ہوتا ہے"

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان دونوں کے ساتھ آپ کا سلوک اور دوستی کا معیار دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔

رسول خداؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

" اب میں تمھیں بتاتا ہوں کہ جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا ،میں بہشت میں داخل ہوا ،بہشت کے باغات میں ایک درخت دیکھا، اس کی خوشبو سونگھ کر حیران ہو گیا"

جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمدؐ! اس درخت کی وجہ سے حیران نہ ہوں! کیونکہ اس کے پھل کی اس سے زیادہ خوشبو ہے۔

پھر جبرئیل نے اس کا ایک پھل مجھے بطور ہدیہ دیا، میں نے وہ کھایا، اس کے کھانے سے میں بالکل غمگین نہ ہوا، پھر وہاں سے روانہ ہوا اور ایک دوسرے درخت کے پاس چلا گیا۔

جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمدؐ! اس درخت کا پھل بھی کھائیں۔ یہ درخت اس درخت کے مشابہ ہے جس کا پھل کھا چکے ہو، بلکہ اس کا پھل اس کے پھل سے زیادہ مزیدار اور خوشبودار ہے۔

جبرئیل نے اسی طرح سے مجھے اس درخت کا پھل بھی دیا، میں نے اسے سونگھا اور بالکل اندوہناک نہ ہوا۔ میں نے کہا:

یا اخی جبرئیل ! مارأیت فی اشجار الطیب ولا احسن من ھاتین الشجرتین۔

"میرے بھائی جبرئیل ! میں نے تمام درختوں میں سے کوئی ایسا درخت نہیں دیکھا، جو ان سے زیادہ مزیدار اور پاکیزہ تر ہے"

جبرئیل نے کہا: اے محمدؐ! کیا ان دونوں درختوں کے نام معلوم ہیں؟

میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا:

احدھما الحسن والاٰخر الحسین۔

"ان میں سے ایک کا نام حسنؑ ہے اور دوسرے کا نام حسینؑ"

اے محمدؐ! جب زمین پر اتریں گے فوراً اپنی ہمسر خدیجہ کے پاس جائیں اور اسی وقت اس سے مقاربت کریں، کیونکہ آپ نے ان درختوں سے جو پھل کھائے ہیں ان سے آپ کی ایک بیٹی فاطمہ زہراؑ پیدا ہوں گی، ان کی شادی اپنے چچازاد بھائی علیؑ کے ساتھ کردیں۔ ان سے علیؑ کے دو بیٹے پیدا ہوں گے، ان میں سے ایک کا نام حسنؑ اور دوسرے کا نام حسینؑ رکھیں۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں: میں نے اپنے بھائی جبرئیل کے حکم کی تعمیل کی اور یوں

ہوا، جب حسنین علیہما السلام متولد ہوئے تو جبرئیل میرے پاس آیا، میں نے اس سے کہا:

"اے جبرئیل! میں کس قدر آرزو رکھتا ہوں کہ ان دو درختوں کے پھل کھاؤں"

جبرئیل نے کہا:

یامحمدؐ! اذا اشتقت الی الاکل من ثمرۃ تینك الشجرتین فشم الحسن و الحسین علیہما السلام۔

"اے محمدؐ! جب بھی آپ ان دو درختوں کا پھل کھانے کے مشتاق ہوں تو امام حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام کو سونگھیں"

راوی کہتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ کو جب بھی ان بہشتی پھلوں کی آرزو ہوتی، امام حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام کی خوشبو سونگھتے اور انہیں چومتے اور فرماتے:

میرے بھائی جبرئیل نے سچ کہا ہے۔ پھر حسنین علیہما السلام کے بوسے لیتے ہوئے فرمایا:

یا اصحابی! انی اودّ انّی اُقا سمھما حیاتی، لحبی لھما، وھما ریحا نتای من الدنیا۔

"اے میرے صحابیو! میں حسنینؑ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ میں چاہتا ہوں اپنی زندگی ان دونوں کے درمیان تقسیم کردوں، وہ میری دنیا کے دو تازہ پھول ہیں"

ہاں، وہ شخص رسول خداؐ کی اس قدر جنتی پھلوں کی خواہش اور حسنین علیہما السلام کی تعریف و توصیف سن کر حیران رہ گیا، پس پیغمبر خداؐ پر کیا گزری ہوگی جب وہ ان لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے حسنین علیہما السلام کا خون بہایا، ان کے دوستوں کو قتل کیا، ان کے بچوں کے سر کاٹے، ان کے اموال لوٹ لیے اور ان کے اہل و عیال کو قید میں رکھا؟ ان پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ (شعراء

آیت ۲۲۷) ”عنقریب ظالمین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹا دیئے جائیں گے“۔

(بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۴ و ۳۱۵)

حسنین شریفین نے بوڑھے کو کیسے وضو سکھایا

(۹۱۹۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بچپنے میں ایک بوڑھے شخص کے قریب سے گذر رہے تھے، وہ بوڑھا شخص وضوء کرنے میں مشغول تھا لیکن وہ صحیح طریقہ سے وضو کرنا نہیں جانتا تھا حسنین شریفین نے اس بوڑھے کو وضو کا صحیح طریقہ بتانے کے لیے آپس میں گفتگو کی، دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا آپ کا وضو درست نہیں ہے۔

انہوں نے بوڑھے کو قاضی بنایا کہ وہ فیصلہ کرے کس کا وضوء درست ہے انہوں نے اس بوڑھے شخص سے کہا:

ایھا الشیخ اکن حکما بیننا یتوضاء کل واحد منا۔

”اے پیر مرد! ہم دونوں میں سے ہر ایک وضو کرتے ہیں، آپ ہمارے وضو کے بارے میں فیصلہ کریں کہ کس کا وضو درست ہے“

دونوں نے وضوء کیا اور پوچھا: بتائیں ہم دونوں میں سے کس کا وضوء درست ہے؟

بوڑھے شخص نے کہا: آپ دونوں کا وضو صحیح ہے، لیکن یہ بوڑھا شخص نادان ہے کہ اسے ابھی تک صحیح طریقہ سے وضو کرنا نہیں آتا، اس نے ابھی ابھی آپ لوگوں سے صحیح وضو کرنا سیکھا، اور آپ جو اپنے جد بزرگوار کی امت پر مہربان ہیں، اس کی برکت سے اس نے آپ کے وسیلہ سے توبہ کر لی ہے۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۰۰، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۹)

بوڑھی عورت کیسے دولت مند ہوئی؟

(۹۲۰۔۸) کتاب مناقب میں آیا ہے:

ابو جعفر مدائنی ایک مفصل حدیث میں کہتے ہیں: امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور

عبداللہ بن جعفر خانہ خدا کی طرف روانہ ہوئے، دوران سفر کھانے پینے کا سامان گم کر بیٹھے، بھوک و پیاس نے خوب ستایا ،اچانک انہوں نے راستے میں لگا ہوا ایک خیمہ دیکھا کہ وہاں پر ایک بوڑھی بیٹھی ہوئی تھی، اس خیمہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر اس بوڑھی عورت سے پانی مانگا۔

بوڑھی عورت نے کہا: اس گوسفند سے دودھ نکالیں اور پی لیں ،انہوں نے اس کا دودھ دوہا اور پیا، پھر بوڑھی عورت سے کھانا مانگا۔

بوڑھی عورت نے کہا: اس گوسفند کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، آپ میں سے کوئی ایک اسے ذبح کرے تاکہ میں آپ لوگوں کے لیے کھانا تیار کروں۔

ان میں ایک نے گوسفند کو ذبح کیا، بوڑھی نے اس کے گوشت سے کھانا تیار کیا، جو انہوں نے کھایا اور قیلولہ کرنے کے لیے اس کے خیمہ میں لیٹ گئے۔ جب نیند سے بیدار ہوئے اور سفر پر روانہ ہونے لگے تو اس بوڑھی سے کہا:

"ہمارا تعلق خاندان قریش سے ہے ہم حج بیت اللہ سے مشرف ہونا چاہتے ہیں، جب مراسم حج ختم ہو جائیں اور ہم مدینہ لوٹ آئیں تو ہمارے پاس آنا تاکہ آپ کی اس مہمان نوازی کا حق ادا کرسکیں"

یہ بزرگوار اتنا کچھ کہنے کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے، جب اس بوڑھی عورت کے شوہر کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے یوں کیا ہے تو اس نے اسے مارا پیٹا اور اذیت دی۔ کچھ دن ہی گذرے تھے کہ فقر و فاقے سے اس بوڑھی کی حالت خراب ہوگئی، وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئی، جب شہر میں داخل ہوئی تو امام حسن علیہ السلام نے اسے دیکھ لیا، حکم دیا کہ ایک ہزار گوسفند اور ایک ہزار دینار دیا جائے، یہ سب کچھ عطا کرنے کے بعد اسے ایک خادم کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اسے اتنی مقدار میں گوسفند اور دینار عطا کیے، پھر اسے ایک شخص کے ہمراہ عبداللہ بن جعفر کے ہاں بھیجا، انہوں نے بھی اس بوڑھی عورت کو اتنی مقدار میں گوسفند اور دینار عطا کیے۔

(المناقب" جلد ۴ صفحہ ۱۶، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۳۳۱، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۵۹، فصول المہمہ صفحہ ۱۳۹)

جنت سے آنے والے سیب اور بہی دانہ کا واقعہ

(۹۲۱_۹) کتاب "بحار الانوار" میں مرقوم ہے کہ حسن بصری اور ام سلمہ کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں شرفیاب ہوئے، حضرت جبرئیل بھی ان کی خدمت میں موجود تھا، وہ دونوں بزرگوار حضرت جبرئیل کے اردگرد پھرنے لگے۔ حضرت جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا جیسے وہ کسی کو کوئی چیز دینا چاہتا ہو۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک سیب، ایک بہی دانہ اور ایک انار ہے۔

جبرئیل نے وہ پھل ان دونوں بزرگ ہستیوں کو دیئے (جس سے وہ خوش حال ہو گئے) اور ان کے چہرے مبارک چمکنے لگے، وہ دونوں دوڑ کر اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

پیغمبر اکرمؐ نے وہ پھل لیے انہیں سونگھا اور فرمایا:

"یہ پھل لے کر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں جائیں البتہ اگر پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں شرفیاب ہوں تو بہتر ہے"

ان دونوں نے حکم پیغمبر کو انجام دیا اور دوڑ کر اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے وہ پھل اس وقت تک نہیں کھائے جب تک رسول خداؐ آ کر ان کے ساتھ مل نہیں گئے جب آپ پہنچ گئے تو سب نے مل کر وہ پھل تناول فرمائے۔

وہ مسلسل ان پھلوں کو کھاتے رہے لیکن ان میں کمی واقع نہیں ہوئی تھی، یہاں تک رسول خداؐ دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب تک میری والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ زندہ رہیں ان پھلوں سے کوئی

چیز کم نہیں ہوئی جس وقت میری والدہ کی رحلت ہوئی تو اس وقت انار مفقود ہو گیا، جب تک میرے والد گرامی زندہ رہے اس وقت تک سیب و بہی دانہ باقی تھے، جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقعہ ہوئی تو بہی دانہ بھی گم ہو گیا، اور سیب اسی حالت میں میرے بھائی حسنؑ کے پاس رہا۔ جب آپ زہر ستم سے مسموم ہوئے اور شہید ہو گئے، اس کے بعد سیب میرے پاس رہا۔ جب کربلا میں مجھ پر پانی بند کر دیا تو جس وقت پیاس غالب آتی ہم اس سیب کو سونگھتے جس سے ہماری آتش تشنگی ختم ہو جاتی، جس وقت میری پیاس شدید ہو گئی تو وہ سیب میں نے کھا یا، اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ میں شہید کیا جاؤں گا"

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں نے یہ بات اپنے باپ سے سنی کہ آنحضرتؑ نے شہادت سے قبل یہ مطلب ارشاد فرمایا تھا، جس وقت آنحضرت شہید ہو گئے تو قتل گاہ میں اس سیب کی خوشبو پھیل گئی تھی"

میں نے اس سیب کو بہت تلاش کیا لیکن اس کا کہیں پر نام و نشان نہ پایا، البتہ اس کی خوشبو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد بھی موجود تھی جب میں ان کے مرقد مطہر کی زیارت سے شرفیاب ہوا تو اس کی خوشبو قبر مطہر سے آ رہی تھی۔

فمن اراد ذلك من شیعتنا الزائرین للقبر فلیلتمس ذلك فی اوقات السحر، فانه یجده اذا کان مخلصا۔

"پس جو کوئی بھی ہمارے شیعہ زائرین میں سے چاہتا ہے کہ اس خوشبو سے بہرہ مند ہو، اسے چاہیے کہ سحر کے وقت آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو، کیونکہ اگر ایسے وقت پر اخلاص کے ساتھ زیارت کرے تو اس

خوشبو کا احساس کرے گا" (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۱ بحار الانوار جلد ۴۵ صفحہ ۹۱)

سرخ شیشے کا آسمانی جام

(۹۲۲۔۱۰) ابوالفتح حفار اپنی کتاب "امالی" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ اور ابو رافع کہتے ہیں:

ہم رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک جبرئیل سرخ شیشے کا کاسہ لے کر نازل ہوا جو مشک وعنبر سے پر تھا، اس نے آنحضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا: آپ پر سلام ہو! خداوند متعال نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور اس ہدیہ کے ذریعے آپ کی تعظیم وتکریم کی اور فرمایا کہ یہ ہدیہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے دونوں بیٹوں کو دیں، اس کے بعد شیشے کا وہ جام پیغمبر خداؐ کے مبارک ہاتھوں میں دیا۔

جب وہ کاسہ رسول خداؐ کے مبارک ہاتھوں میں آیا تو آپ نے تین مرتبہ لاالٰہ الااللہ اور تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہا۔ اس کے بعد فصاحت سے فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم طٰہٰ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ۔

(طٰہٰ آیہ ۱،۲)

"اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے "طٰہٰ" (اے ہمارے رسول) ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ اپنے آپ کو زحمت میں ڈالیں"

پیغمبر خداؐ نے اس جام کو سونگھا، اس کے بعد علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا جب وہ جام حضرت علی کے ہاتھوں میں پہنچا تو آپ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (مائدہ آیہ ۵۵)

"اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے۔ اے ایمان والو! تمہارا ولی صرف اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے بھی اسے سونگھ کر حضرت امام حسن علیہ

السلام کو دیا، جب وہ جام آنحضرت کے دست مبارک پر آیا تو آپ نے فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ (نباء آیہ ۱،۲)

"اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے یہ لوگ آپس میں کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں، بہت بڑی خبر کے بارے میں"

حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسے سونگھا اور حضرت امام حسینؑ کے حوالے کر دیا، جب وہ جام آنحضرت کے دست مبارک پر آیا تو فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ (شوریٰ آیہ ۲۳)

"اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو"

اس کے بعد وہ جام بلوریں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے پاس واپس آیا تو آپ نے فرمایا:

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (نور آیہ ۳۵)

"اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے"

راوی کہتے ہیں: یہ سارا کچھ دیکھنے کے بعد ہمیں پتہ نہیں چلا کہ وہ جام آسمان کی طرف چلا گیا یا قدرت خدا سے زمین میں غائب ہو گیا۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۹۰)

حسنین شریفینؑ کے بارے میں مشیت خدا

(۹۲۴-۱۱) علامہ مجلسی رقمطراز ہیں کہ مختلف کتب میں بعض اصحاب سے روایت نقل ہوئی ہے: رسول خداؐ کی زوجہ جناب ام سلمہ کہتی ہیں: ایک دن پیغمبر خدا میرے پاس تشریف لائے تو حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ بھی ان کے پیچھے پیچھے آ گئے اور وہ دونوں آقازادے ان کے پاس بیٹھ گئے

رسول خدا نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنے دائیں اور حضرت امام حسین علیہ

السلام کو بائیں زانو پر بٹھایا۔ آنحضرتؐ کبھی امام حسنؑ اور کبھی امام حسینؑ کا بوسہ لیتے، اچانک حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے رسول خدا! کیا حسنین شریفین کو دوست رکھتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

کیف لا احبهما وهی ریحانتای من الدّنیا وقرتا عینی۔

"کیسے انہیں دوست نہ رکھوں حالانکہ وہ دونوں دنیا میں میرا ماحصل اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"

جبرئیل نے کہا: اے پیغمبر خدا! ان کے بارے میں مشیت خدا ایسی چیز سے متعلق ہے کہ آپ کو صبر کرنا ہوگا۔

آپ نے فرمایا: وہ مشیت کیسی ہے؟

حضرت جبرئیل نے کہا: حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں مشیت یوں رقم ہے کہ انہیں زہر دے کر شہید کیا جائے گا اور حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مشیت پروردگار میں یوں تحریر ہے کہ ان کا سر اقدس بدن سے جدا کر دیا جائے گا۔ بے شک ہر پیغمبر کی دعا مستجاب ہوتی ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو زہر نہ دیا جائے اور امام حسین علیہ السلام کا سر کٹنے سے بچ جائے تو خدا کی بارگاہ میں دعا کریں، یا اس مصیبت کو بروز قیامت اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے شفاعت قرار دیں؟

پیغمبر خدا نے فرمایا:

یا جبرئیل ! انا راض بحکم ربّی لا ارید الّا ما یریده وقد احببت ان تکون دعوتی ذخیرة لشفاعتی فی العصاة من امّتی۔

"اے جبرئیل! میں اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں، میں اسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں، جسے وہ چاہتا ہے، میں دوست رکھتا ہوں کہ میری دعا میری

امت کے گناہ گاروں کے لیے ذخیرہ ہے، اور میرے دونوں بیٹوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ جیسے چاہے، حکم کرے" (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۱)

امام حسنؑ اور حسینؑ کی زیارت سے بھوک ختم

(۹۴۴-۱۲) حضرت آیۃ اللہ شیخ جعفر شوشتری اپنی کتاب "خصائص الحسینیہ" میں تحریر کرتے ہیں:

پیغمبر خدا امام حسن اور حسین علیہما السلام کی طرف مسلسل دیکھتے رہتے، بلکہ بعض اوقات جب آنحضرت پر بھوک کا غلبہ ہوتا تو آپ فرماتے:

اذھب فانظر الی الحسن والحسین علیھما السلام فیذھب مابی من الجوع۔

"میں جب حسنؑ و حسینؑ کو دیکھنے جاتا ہوں تو میری بھوک ختم ہو جاتی ہے"

ان کے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام بھی ایسے ہی کرتے تھے کہ ہمیشہ امام حسینؑ کو دیکھتے اسی طرح آنحضرت کے مرقد مطہر کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (الخصائص الحسینیہ)



فصل دوم

اس فصل میں پاک طینت لوگوں کے پیشوا
اور جوانان جنت کے سردار

حضرت امام حسن مجتبیٰ

صلوات اللہ علیہ

سے مخصوص فضائل و مناقب کے بارے میں روایات نقل کی گئی ہیں

امام حسنؑ کے نام کی وجہ تسمیہ

(۹۲۸-۱) کتاب شریف "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

سمّی الحسن حسناً لانّ باحسان اللّٰہ قامت السموات والارضوان، واشتق الحسین من الاحسان، وعلی والحسن اسمان من اسمآء اللّٰہ، والحسین تصغیر الحسن۔

"حسنؑ کا نام اس وجہ سے رکھا گیا، کیونکہ خداوند متعال کے احسان سے تمام آسمان اور زمینیں قائم ہیں، حسینؑ کا نام بھی احسان سے مشتق ہے، علی اور حسنؑ خدا کے اسماء میں سے دو اسم ہیں، جبکہ حسینؑ تصغیر ہے حسنؑ کی"

(مأۃ منقبۃ ۲۱ منقبت، المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۷، بحار الانوار جلد ۴۳، صفحہ ۲۵۲)

امام حسنؑ رسول خداؐ کے مشابہ

(۹۲۹-۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ زبیر کا غلام مسہر کہتا ہے:

میں جب اس بارے میں گفتگو کر رہا تھا کہ خاندان پیغمبرؐ میں کون آنحضرت کے مشابہ ہے تو اس وقت عبداللہ بن زبیر آیا اور اس نے کہا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ خاندان پیغمبرؐ میں کون آنحضرتؐ سے زیادہ شباہت رکھتا ہے۔ وہ حسنؑ بن علیؑ ہیں۔

میں نے انہیں متعدد بار دیکھا ہے کہ رسول خدا حالت سجدہ میں ہوتے تو وہ آ کر آنحضرت

کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے، جب تک وہ نہ اترتے آنحضرتؐ انہیں نیچے نہ اتارتے۔

میں نے سنا ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے:

هو ريحاني من الدنيا، وانّ ابنى هذا سيد يصلح الله به بين فئتين من المسلمين۔

"وہ دنیا میں میری خوشبو ہے، میرا یہ فرزند ایسا سید و سردار ہے کہ خداوند متعال ان کے وسیلہ سے دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح و آشتی قائم کرے گا"

پھر فرمایا: انّي أحبّه و احب من يحبّه.

"میں ان اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں"

(العدد القویہ صفحہ ۴۲ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۷)

بڑے بھائی کا احترام

(۳-۹۲۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ماتكلّم الحسين بين يدي الحسن اعظاماً له۔

"حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے احترام کی وجہ سے کبھی بھی ان کے سامنے گفتگو نہ کرتے تھے"

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۰۱ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۹)

امام حسنؑ نے چودہ ماہ کے سن میں ابوسفیان کی ناک مروڑی

(۴-۹۲۸) کتاب "المناقب" میں آیا ہے کہ محمد بن اسحاق کہتے ہیں:

ایک دن ابوسفیان امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اے ابا الحسن! مجھے آپ سے کام ہے۔ آنحضرت نے فرمایا: کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میرے ساتھ اپنے چچا زاد محمدؐ کے پاس چلیں اور ان سے درخواست کریں کہ ہمارے درمیان قرارداد تحریر کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے ابوسفیان! میرے چچازاد بھائی نے تمہارے ساتھ جو قرارداد لکھی ہے اس سے کبھی نہیں پھریں گے"

حضرت فاطمہ زہراءؑ پردے کے پیچھے سے یہ گفتگو سن رہی تھیں، جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام چودہ ماہ کی عمر میں اپنی والدہ کے سامنے قدم بھر رہے تھے۔

ابوسفیان نے حضرت زہراءؑ علیہا السلام سے کہا: اے محمد کی بیٹی! اس بچے سے کہیں کہ اپنے جد بزرگوار سے میری سفارش کریں تاکہ اس وسیلہ سے وہ عرب وعجم کے درمیان آقائی وسرداری کریں۔

اس دوران حضرت امام حسن علیہ السلام ابوسفیان کی طرف بڑھے، ایک ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے داڑھی پکڑی اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت گویائی عطا کی تو آپ نے فرمایا:

یا ابا سفیان! قل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حتی اکون شفیعا۔

"اے ابوسفیان! تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تاکہ میں تمہارا سفارشی بنتا ہوں"

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا:

الحمد للہ الذی جعل فی آل محمد من ذریۃ محمد المصطفیٰ نظیر یحیی بن ذکریا "وَآتَیْنَاہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا"۔

"تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے محمد مصطفیٰ کی ذریت میں سے آل محمد کو ایسی ذریت قرار دیا جو یحییٰ بن زکریا کے مانند ہے (کہ خداوند متعال نے اس بارے میں فرمایا ہے) "ہم نے بچپنے میں اسے حکم عطا کیا (یعنی نبوت دی)" (مریم آیہ ۱۲) (المناقب جلد ۴ صفحہ ۶ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۲۶)

امام حسنؑ پر الزام لگانے والا مر گیا

(۹۲۹-۵) بحار الانوار میں مذکور ہے:

ایک شخص نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ امام حسن علیہ السلام اس کے ایک ہزار درہم کے مقروض ہیں درحالانکہ امامؑ اس کے مقروض نہیں تھے۔ اس نزاع کا فیصلہ کرنے کے لیے قاضی شریح کے پاس گئے۔ قاضی شریح نے امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا تم قسم کھاتے ہو؟ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر مدعی قسم کھائے تو میں ہزار درہم اسے ادا کردوں گا"

قاضی شریح نے اس شخص سے کہا کہ تم قسم کھاؤ اور کہو کہ مجھے اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ ہر ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

"میں نے ایسی قسم کے بارے میں نہیں کہا بلکہ یہ کہو کہ خدا کی قسم! میں اتنے دینار کا آپ سے طلب گار ہوں اس طرح سے قسم کھانے کے بعد ہزار دینار مجھ سے لے لو"

اس شخص نے جھوٹی قسم کھائی اور ہزار دینار وصول کر لیے، لیکن جب وہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگا تو اسی مقام پر گر کر مر گیا۔ وہاں پر موجود لوگوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ پہلی قسم پر راضی کیوں نہیں ہوئے اور یوں قسم کھانے کے لیے کیوں کہا ہے؟

حضرت نے فرمایا:

خشيت انه لوتكلّم بالتوحيد، يغفرله يمينه ببركة التوحيد و يحجب عنو عقوبة يمينه۔

"پہلے والی قسم میں خدا کی توحید و یگانگی کا اقرار تھا لہٰذا مجھے خوف تھا کہ اگر اس طرح سے قسم کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے صدقے میں اس کی جھوٹی قسم کو معاف کردے گا اور اسے جھوٹ کی سزا دینے سے درگذر کرے گا" (المناقب جلد ۴ صفحہ ۷ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۲۷)

امام حسنؑ گریہ کرنے لگے

(۹۳۰۔۶) صاحب کتاب "المناقب" تحریر کرتے ہیں کہ روایت ہوتی ہے:

ایک دن دوسرے پیشوا حضرت امام حسن علیہ السلام ابواء (مدینہ کے نواح میں ایک دیہات کا نام ہے) میں نماز میں مشغول تھے اچانک ایک خوبصورت عورت امام علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہوئی، امام علیہ السلام نے نماز مختصر کی، نماز ختم کرنے کے بعد اس عورت سے پوچھا: کیا تمھیں کوئی کام ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میرا شوہر نہیں ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ میری خواہش پوری کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: الیک عنّی لاتحرقینی بالنار نفسک.

"مجھ سے دور ہو جاؤ! مجھے اپنے ہمراہ آتش جہنم میں مت جلاؤ"

اس عورت نے اصرار کیا، امام علیہ السلام نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: تم برباد ہو جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ۔

آنحضرت کے گریہ میں شدت آ گئی، اس عورت نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بھی رونے لگی، اس دوران حضرت امام حسین علیہ السلام کمرے میں داخل ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں گریہ کر رہے ہیں، آپ بھی وہاں پر بیٹھ کر گریہ کرنے لگ گئے، آپ کے بعد اصحاب یکے بعد دیگرے کمرے میں آئے اور گریہ کرنے میں مشغول ہوتے رہے، حتیٰ کہ رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

اس دوران عورت وہاں سے چلی گئی اور آنحضرت کے اصحاب بھی ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے کافی وقت گذرنے کے باوجود حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار کے احترام کی وجہ سے اس واقعہ کے بارے میں ان سے کوئی سوال نہ کیا۔

رات کو امام حسن علیہ السلام سوئے ہوئے تھے کہ اچانک بیدار ہو گئے اور گریہ فرمانے

لگ گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار سے پوچھا: کیوں گریہ فرما رہے ہیں، امام علیہ السلام نے فرمایا: اس خواب کی وجہ سے جو میں نے آج رات کو دیکھا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کیسا خواب دیکھا ہے؟

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اس شرط پر آپ کو بتاؤں گا کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کو نہ بتائیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں کسی کو نہیں بیان کروں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے، میں نے ان کے حسن و جمال کو اسی طرح سے دیکھا، جس طرح سے دوسرے لوگوں نے دیکھا، جب میں نے ان کے حسن زیبا کو دیکھا تو گریہ کرنے لگ گیا''

حضرت یوسف علیہ السلام نے لوگوں کے درمیان سے دیکھا اور کہا:

مایبکیك یا اخی ابابی انت والی؟

''میرے بھائی، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیوں گریہ کر رہے ہو؟

میں نے کہا: میرے ذہن میں یوسفؑ اور بادشاہ مصر کی بیوی کا خیال آیا۔ اس کی وجہ سے جن مشکلات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا مثلاً آپ کو زندان میں ڈالا گیا اور آپ کے فراق سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جو دکھ ہوا، اس لیے گریہ کرنے لگا ہوں اور آپ کے صبر و حوصلے اور ہمت پر حیران و ششدر ہوں''۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا:

فهلّا تعجبت مما فیه المرأة البدوية بالابواء۔

''آپ اس وقت حیران و ششدر کیوں نہ ہوئے جب ابواء میں بدو عورت آپ کے مزاحم ہوئی تھی'' (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۴، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۴۳)

حضرت امام حسنؑ کی خدمت میں پھول بطور ہدیہ

(۹۳۱۔۷) کتاب "بحار الانوار" میں مذکور ہے کہ انس کہتے ہیں:

ایک دن ایک کنیز نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو ایک پھول ہدیہ کیا، حضرت امام نے اس سے فرمایا:

انت حرة لوجه اللہ۔

"تم راہ خدا میں آزاد ہو"

میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: آپ نے صرف ایک پھول کے عوض میں اسے آزاد کر دیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"خداوند متعال نے ہماری ایسی ہی تربیت فرمائی ہے۔" خدا کا فرمان ہے۔

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا (نساء آیہ ۸۶)

"اور جب تم لوگوں کو کوئی تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر واپس کرو اس کے ہدیہ سے بہتر جو چیز ہے وہ اسے راہ خدا میں آزاد کرنا تھا"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۸، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۴۳)

شامی آل محمد کا گرویدہ ہو گیا

(۹۳۲۔۸) کتاب "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں کہ مبرد اور ابن عائشہ، حضرت امام حسنؑ کے حلم و بردباری کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے مرکب پر سوار تھے کہ ایک شامی نے آپ پر سب وشتم شروع کر دیا، لیکن امام علیہ السلام نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب وہ خاموش ہو گیا تو امام حسن علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ اسے سلام کیا اور فرمایا:

ایھا الشیخ! اظنک غریبا، ولعلک شبہت فلواستعتبتنا اعتبناک، ولوسألتنا اعطیناک، ولواسترشدتنا ارشدناک

،ولو استحملتنا احملناك ،وان كنت جائعاً اشبعنا ك، وان كنت عريانا كسوناك ،وان كنت محتاجا اغنيناك ،وان كنت طريدًا آويناك ،وان كان لك حاجة قضينا هالك۔

"اے بوڑھے شخص! میرے خیال میں آپ اس شہر میں مسافر ہیں، شاید آپ کو کوئی اشتباہ ہوا ہے، اگر مجھ سے رضایت چاہتے ہو تو میں رضایت دیتا ہوں، اگر کسی چیز کی درخواست کرتے ہو تو میں تمہیں دیتا ہوں، اگر کسی راہنمائی کی ضرورت ہے تو میں آپ کی راہنمائی کرتا ہوں، اگر مجھ سے سواری چاہتے ہو تو میں دینے کے لیے تیار ہوں، اگر بھوکے ہو تو آپ کو کھانا کھلاتا ہوں، اگر برہنہ ہو تو آپ کے لیے لباس مہیا کرتا ہوں، اگر نیازمند ہو تو آپ کو بے نیاز کردوں گا، اگر نکالے گئے ہو تو میں آپ کو پناہ دیتا ہوں اور اگر ضرورت مند ہو تو آپ کی احتیاج پوری کرتا ہوں"

"اگر سواری ہماری طرف بڑھاتے ہو تو جب تک ہمارے مہمان رہیں گے، وہ آپ کے لیے بہتر ہوگا، کیونکہ ہمارا مہمان خانہ بہت وسیع ہے، ہمارا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے اور ہمارے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے"

اس شامی نے جب آنحضرت کی محبت آمیز لہجے میں گفتگو سنی تو گریہ کرتے ہوئے کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کسے عطا کرے۔ آج تک آپ اور آپ کے والد بزرگوار مخلوق خدا میں میرے سب سے بدترین دشمن تھے لیکن آج کے بعد مخلوق خدا میں آپ سب سے زیادہ محبوب ترین ہیں۔

اس شخص نے اتنی گفتگو کی اور اپنی سواری حضرت امام حسن علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ کردی، جب تک وہ مدینہ میں رہا امام علیہ السلام کا مہمان رہا، وہ شخص اس طرح سے خاندان عصمت و طہارت کی محبت کا گرویدہ ہوگیا۔

(المناقب جلد۴ صفحہ۱۹، بحار الانوار جلد۴۳ صفحہ۳۴۴، کشف الغمہ جلد۱ صفحہ۵۶۱)

حضرت امام حسن علیہ السلام کی سخاوت

(۹۳۳-۹) علامہ اربلی کتاب "کشف الغمہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبٰی علیہ السلام کی سخاوت و بخشش میں سے من جملہ ایک یہ تھا کہ ایک دن کوئی شخص آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور اپنی حاجت عرض کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

یا هذا احق سؤ الك یعظم لدیّ ،ومعرفتی بما یجب یکبرلدی ویدی تعجز عن نیلك بما انت اهله، والکثیر فی ذات الله عزّوجلّ قلیل ،ومافی ملکی وفاء لشکرك فان قبلت المیسور ،ورفعت عنی مونه الاحتفال والاهتمام بما أتکلّفه من واجبك فعلت۔

" اے فلاں شخص ! میرے نزدیک آپ کا سوال بہت بڑا ہے، میری شناخت کے مطابق جس قدر آپ کی احتیاج ہے، وہ میرے نزدیک بہت زیادہ ہے، آپ کی آرزو کو پورا کرنا میرے دست قدرت سے باہر ہے ،درحالانکہ اللہ تعالٰی کے نزدیک وہ کچھ بھی نہیں ہے جب کہ میری ملکیت میں اتنا کچھ موجود نہیں ہے جو آپ کی ضرورت کو پورا کر سکے، پس اگر اس چیز کو قبول کر لو جو میسر ہے اور اپنی ساری ضروریات پوری کرنے کی زحمت سے مجھے معاف رکھو، تو جتنا ہو سکتا ہے میں آپ کی ضرورت کو پورا کرنے کی سعی کرتا ہوں"

اس نے کہا: اے فرزند رسول! میں آپ کی اس تھوڑی سے عطا کو قبول کرتا ہوں اور آپ کی اس عنایت پر آپ کا شکر گزار ہوں اور جس چیز سے روکتے ہو، اسے قبول کرتا ہوں۔

امام حسن علیہ السلام نے اپنے وکیل سے کہا کہ اپنے مخارج کا تخمینہ لگائے، اس

نے حساب کیا تو تیس ہزار (۳۰) درہم بنے، امام علیہ السلا نے فرمایا:

"تیس (۳۰) ہزار درہم سے زیادہ جتنے بھی ہیں وہ سب لے آئیں"

اس نے پچاس ہزار (۵۰) درہم حاضر کیے۔

امامؑ نے فرمایا: آپ کے پاس جو پانچ سو دینار تھے انھیں کیا کیا؟

اس نے کہا: میرے پاس ہیں۔

آپ نے فرمایا: وہ بھی حاضر کریں۔

وکیل نے تمام کے تمام درہم حاضر کر دیے، امام علیہ السلام نے وہ تمام درہم اس شخص کو دیتے ہوئے فرمایا: کوئی قلی لے آئیں تا کہ وہ انھیں اٹھالے

وہ شخص دو پانڈی لے کر آیا کہ درہم و دینار اٹھا کر لے جائیں، آنحضرت نے ان قلیوں کو اپنی ردا مبارک بطور اجرت دی۔

آنحضرت کے غلاموں نے کہا: خدا کی قسم! ہمارے پاس ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

لکنّی ارجوان یکون لی عند اللّٰہ اجر عظیم۔

"لیکن میں خداوند متعال کی بارگاہ سے اجر عظیم کا امیدوار ہوں"

(کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۵۸، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۴۸، العدد القویہ صفحہ ۲۹)

ظالم دشمن کا مقابلہ

(۹۳۴_۱۰) علامہ حلیؒ کے بھائی شیخ رضی الدین حلی اپنی کتاب "العدد القویۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے۔

کوئی شخص حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی:

"اے فرزند امیر المومنین! میں آپ کو اس حق کی قسم دیتا ہوں، جس نے کسی کی سفارش کے بغیر آپ کو امامت و ولایت کی نعمت عطا فرمائی ہے!

میرے دشمن سے انتقام لیں، کیونکہ وہ دشمن ایسا ہے کہ جب لوگوں پر ظلم و ستم کرتا ہے، تو نہ کسی بوڑھے کا احترام کرتا ہے اور نہ ہی کسی شیر خوار بچے پر رحم کھاتا ہے"

امام حسن علیہ السلام تکیہ لگائے بیٹھے تھے، جب اس شخص کی گفتگو سنی تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر اس سے فرمایا:

من خصمك حتى انتصف لك منه؟

"تمہارا دشمن کون ہے کہ میں اس سے تمہارا بدلہ لوں؟

اس نے کہا: وہ فقر و تنگدستی ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اقدس جھکایا، پھر بلند کرتے ہوئے اپنے خادم سے فرمایا:

"تمہارے پاس جو کچھ موجود ہے وہ لے آؤ"

وہ گیا اس نے پانچ (۵) لاکھ درہم حاضر کیے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ رقم اس ضرورت مند شخص کو دے دو۔

پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

بحق هذه الاقسام الّتى اقسمت بها علىّ متى اتاك خصمك جائرًا الّا ما اتيتنى منه متظلّما۔

"تجھے ان قسموں کے حق کی قسم دیتا ہوں! جب بھی یہ دشمن تیرے اوپر حملہ آور ہو، میرے پاس آؤ اور داد خواہی کرو"

(العدد القویہ صفحہ ۳۵۹، جلد ۴۳، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۰)

حضرت امام حسنؑ کا ایک فصیح خطبہ

(۹۳۵-۱۱) شیخ بزرگوار فرات بن ابراہیم اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ امام صادق

علیہ السلام نے فرمایا:

ایک دن حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

"اے میرے بیٹے! کھڑے ہو کر گفتگو کریں تا کہ میں آپ کی گفتگو سنوں"

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: بابا جان! آپ کے حضور گفتگو کرنے سے شرم آتی ہے، میں کیسے گفتگو کروں؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے تمام گھر والوں کو اکٹھا کیا اور خود ایک طرف چھپ گئے تا کہ اپنے بیٹے کی گفتگو سن سکیں۔

امام حسن علیہ السلام کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل خوبصورت گفتگو فرمائی:

الحمد للّٰه الواحد بغير تشبيه، الدائم بغير تكوين ،القائم بغير كلفة الخلق، الخالق بغير منصبة، الموصوف بغير غاية، المعروف بغير محدودية ، العزيز لم يزل قديما في القدم ، ودعت القلوب لهيبته،وذهلت العقول لعزّته ، وخضعت الرقاب لقدرته۔

فليس على قلب بشر مبلغ جبروته ، ولايبلغ الناس كنه جلاله ولا يفصح الواصفون منهم لِكُنه عظمته ،ولايقوم الوهم منهم على التفكر على مضاسبه،ولاتبلغ العلماء بالبابها ، ولا اهل التفكر تهدبير امورها ، اعلم خلقه به الّذى بالحدّ لايصفه يدرك الابصار ولا تدركه الابصار وهو اللطيف الخبير ، امابعد، فان عليّا بابٌ من دخله كان مؤمناً، ومن خرج منه كان كافرًا، اقول قولى هذا واستغفر اللّٰه العظيم لى ولكم۔

"سب تعریفیں اس خدائے واحد کے لائق ہیں کہ کوئی شئے اس کے مشابہہ نہیں ہے، وہ ہمیشہ بغیر تکوین کے ہے، (یعنی اسے کسی نے خلق نہیں کیا) اس نے مخلوق کو کسی زحمت کے بغیر خلق کیا ہے، وہ کسی مشقت کے بغیر خالق ہے، وہ کسی غایت کے بغیر موصوف ہے، وہ کسی محدودیت کے بغیر معروف ہے، وہ ایسا عزیز ہے کہ اس کی قدیمیت کو کوئی بھی زائل نہیں کرسکتا، اس کی ہیبت وجلالت سے دلوں پر خوف ہے، اس کی عزت سے عقلیں حیران و پریشان ہیں، اس کی قدرت وطاقت کے سامنے عقلیں فروتن ہیں"

"اس کی جبروت و بزرگی کا اندازہ کسی دل میں نہیں آ سکتا، لوگوں میں اس کے جلال کی حقیقت و واقفیت کو پہچاننے کی سکت نہیں ہے، تعریف کرنے والے اس کی عظمت کی حقیقت و واقفیت کی توصیف کرنے سے ناتوان ہیں، ان کا خیال ہے اس کے بارے میں تفکر کرنے سے عاجز ہے"

"علماء اپنی عقل وخرد کے باوجود اس تک نہیں پہنچتے، مفکرین اس کے امور کی تدبیر سے آگاہ نہیں، اس کی عقل مند ترین مخلوق وہ ہے جو تعریف و توصیف میں اسے محدود نہ کرے، وہ آنکھوں کا ادراک رکھتا ہے لیکن آنکھیں اس کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، وہ لطیف و آگاہ ہے"

امابعد، بے شک علیؑ ایسا دروازہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا وہ کافر ہے، میں اپنی یہ گفتگو کرتا ہوں، اور میں خداوند متعال سے اپنے اور آپؐ کے لیے بخشش کا طلب گار ہوں،

اس وقت حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے بیٹے کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ (آل عمران آیہ ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے" (تفسیر فرات صفحہ ۷۹، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۰)

حضرت امام حسنؑ کا اپنے غلام سے برتاؤ

(۹۳۶۔۱۲) صاحب بحار الانوار تحریر کرتے ہیں کہ روایت ہے کہ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے غلاموں میں سے کسی ایک غلام نے کوئی کام انجام دیا جس کی وجہ سے سزا کا مستحق تھا۔

اس غلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے میرے آقا و مولی! وَالعافین عن النَّاسِ (آل عمران آیہ ۱۳۴) "اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں"

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔

غلام نے کہا: میرے مولی! وَاللّٰہُ یحبُّ المُحسِنِینَ (آل عمران آیہ ۱۳۴)

"اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

امام علیہ السلام نے فرمایا: انت حرٌ لوجه الله، ولک ضعف ماكنت أعطيك۔

"تو راہ خدا میں آزاد ہے میں جو کچھ تمہیں دیتا تھا اس کے دو برابر کرتا ہوں"

(بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۷، الحسین صفحہ ،

حضرت امام حسنؑ کا بہترین فیصلہ

(۹۳۷۔۱۳) ثقۃ الاسلام جناب شیخ کلینیؒ کتاب "کافی" میں رقمطراز ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دو آقاؤں سے سنا ہے کہ انہوں نے

ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے حضور حاضر تھے کہ اچانک کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے ابا محمد! ہمیں آپ کے والد بزرگوار علی علیہ السلام سے کوئی کام ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: کیا کام ہے؟

انہوں نے کہا: ہم ان سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: تمہارا سوالات کیا ہیں؟ مجھے بتائیں۔

انہوں نے کہا: ایک عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ ہم بستری کی ہے، قبل اس کے کہ اس کا بدن ٹھنڈا ہو، اس عورت نے باکرہ لڑکی کے ساتھ مساحقہ کیا، جس کی وجہ سے نطفہ اس لڑکی کے رحم میں منتقل ہو گیا اور وہ حاملہ ہو گئی، اس مسئلہ میں آپ کی نظر کیا ہے؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

معضلة و ابو الحسن لها، واقول فان اصبت فمن الله ثم من امير المؤمنين عليه السلام وأن اخطأت فمن نفسى فارجوا ان لا أُخطى ان شآء الله۔

"یہ ایک مشکل مسئلہ ہے کہ جس سے امام ابوالحسن عہدہ برا ہو سکتے ہیں لیکن اس کا جواب میں دیتا ہوں، اگر جواب صحیح ہوا تو وہ اللہ اور امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے ہے اور اگر درست نہ ہوا تو وہ میری طرف سے ہے، البتہ امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اشتباہ نہیں کروں گا۔"

سب سے پہلے اس عورت سے باکرہ لڑکی کا حق مہر وصول کریں، کیونکہ اس وقت تک بچہ پیدا نہیں ہو سکتا جب تک پردہ بکارت ختم نہ ہو جائے اس کے بعد اس عورت کو سنگسار کیا جائے، کیونکہ وہ زنائے محصنہ کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس کے بعد بچہ ہونے تک انتظار کیا جائے جب بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ صاحب نطفہ کو دے دیا جائے اور اس لڑکی پر حد جاری کریں اور کوڑے لگائے جائیں۔

حضرت نے فرمایا: وہ لوگ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روانہ ہوئے اور انہوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے ملاقات کی۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا:

"تم لوگوں نے حسنؑ سے کیا پوچھا ہے؟ اور اس نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟"

ان لوگوں نے وضاحت کے ساتھ پورا واقعہ بیان کیا۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

لواننی المسؤول ماکان عندی فیھا اکثر مما قال ابنی۔

"اگر تم لوگ یہی سوال مجھ سے کرتے تو جو جواب میرے بیٹے نے دیا ہے میرے پاس اس سے زیادہ جواب نہیں ہے"

(الکافی جلد ۷ صفحہ ۲۰۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۲، وسائل الشیعہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۶)

حضرت امام حسنؑ نے ایک مرد کو عورت بنادیا

(۹۳۸۔۱۴) کتاب "صراط المستقیم" میں تحریر کرتے ہیں:

بنی امیہ کے ایک شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے بداخلاقی کا مظاہرہ کیا، آپ کو اور آپ کے جد بزرگوار کو برا بھلا کہا، آنحضرت نے اس پر نفرین کی اور اس کی جنس تبدیل کردی، وہ شخص عورت میں تبدیل ہوگیا اور اس کی داڑھی کے بال گر گئے۔

یہ واقعہ ہر طرف مشہور ہوگیا، اس کی عزت و آبرو ختم ہوگئی، اس شخص کی زوجہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گریہ وزاری کرنے لگی (عفو و درگزر کی گذارش کی) حضرت امام حسن علیہ السلام نے خداوند متعال کی بارگاہ میں دعا کی تو وہ شخص اپنی پہلی حالت پر پلٹ آیا۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

خشک کھجور ہری ہوگئی ہے

(۹۳۹۔۱۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھجور کے ایک خشک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے، حضرت کے ساتھی نے کہا: اگر اس درخت پر کھجوریں لگی ہوتیں تو ہم کھاتے۔ حضرت امام حسن علیہ السلامؑ نے پروردگار سے دعا کی، وہ درخت سرسبز ہوگیا اور پھل اٹھایا جو انہوں نے کھایا۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

امام حسنؑ کے سر پر پرندہ سایہ فگن

(۹۴۰۔۱۶) ابوسعید خدری کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بچپن میں دیکھا کہ ایک پرندہ آنحضرت پر سایہ فگن ہوتا، امام جب اس پرندے کو بلاتے تو وہ جواب دیتا۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۱۰۰ و دلائل الامامہ صفحہ ۱۶۶، مدینۃ المعاجز جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

امام حسنؑ کا مسجد میں خطبہ

(۹۴۱۔۱۷) عماد بن طبری کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں رقمطراز ہیں کہ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ کے بعض بزرگوں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب جنگ جمل ختم ہوگئی تو علی علیہ السلام مریض ہوگئے، لہٰذا وہ نماز جمعہ میں حاضر نہ ہوسکے، آپ نے اپنے بیٹے حسنؑ سے فرمایا: "اے میرے بیٹے! مسجد میں جائیں اور لوگوں سے خطاب کریں"

لوگ مسجد میں اکٹھے ہوئے، حضرت امام حسن علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپؑ نے اس کی وحدانیت کی گواہی دی، اس کے بعد رسول خداؐ پر درود و سلام بھیجا، اس کے بعد فرمایا:

ایّها النّاس ! ان الله اختارنا بالنبوة ، واصطفانا علی خلقه ، وانزل علینا کتابه وحیه ، وایم الله لاینتقصنا احد من حقّنا شیئاً الّا ینتقصه الله من حقّه فی عاجل دنیاه و آجل آخرته ، ولاتکون علینا دولة الّاکانت لنا العاقبة " وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ "(سورہ ص آیہ ۸۸)

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے ہمیں منتخب کیا ہے، تمام مخلوق میں سے ہمیں چن لیا ہے، اپنی کتاب اور وحی ہمارے اوپر نازل فرمائی ہے، خدا کی قسم، کوئی شخص ہمارا حق غصب نہیں کرتا مگر یہ کہ خداوند متعال دنیا و آخرت میں اس کا حق کم کرے گا، ہمارے اوپر کسی کی حکومت

نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس کی عاقبت ہمارے حق میں ہوگی" اس کی اطلاع
ایک مدت کے بعد سن لوگے"

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور لوگوں میں گھل مل گئے آپ کی گفتگو آپ کے پدر بزرگوار تک پہنچی، جب آپ اپنے والدگرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے جب محبت بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا تو آنسوؤں کو کنٹرول نہ کرسکے اور چہرہ مبارک پر آنسو جاری ہوگئے، اس کے بعد اپنے بیٹے کو اپنے پاس بلایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔ (آل عمران آیہ ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے" (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۶۳، المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۱، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۵)

(۹۴۴۔۱۸) طبری اپنی کتاب "دلائل الامامہ" میں لکھتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اپنے دونوں بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کے ہمراہ اپنے والد بزرگوار رسول خداؐ کی عیادت کے لیے آئیں۔ یہ وہی مرض ہے جس کی وجہ سے آپ دنیا سے رحلت فرما گئے آپ نے اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا:

"اے رسول اللہ! کیا ان دونوں بھائیوں کے لیے کوئی میراث نہیں چھوڑو گے؟"

رسول خداؐ نے فرمایا:

اما الحسن ! فله هيبتي و سؤددي، واما الحسين فله جرأتي وجودي۔

"میں اپنے بیٹے حسن کے لیے ہیبت و سروری اور حسین کے لیے جرات و سخاوت بطور میراث چھوڑوں گا"

(دلائل الامامہ صفحہ ۶۸، مقتل الخوارزمی صفحہ ۱۰۵ کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۱۶، المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۶)

سفید پتھر سے شہد نکالا

(۹۴۳-۱۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ کثیر بن مسلمہ کہتے ہیں:

رسول خداؐ کا زمانہ تھا کہ میں نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو بچپن میں دیکھا کہ انہوں نے سفید پتھر سے شہد نکالا، میں حیران ہوا، اور رسول خدا کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور پورا واقعہ آنحضرت کے گوش گذار کیا۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

أتنكرون لابني هذا ؟ وانه سيد ابن سيد يصلح الله به بين فئتين ويطيعه أهل السمآء في سمائه، واهل الارض في ارضه۔

"کیا تم اس کام کا میرے بیٹے سے انکار کرتے ہو؟ درحالانکہ وہ خود سید بن سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے وسیلہ سے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا، اہل آسمان آسمان پر اور اہل زمین، زمین پر اس کی اطاعت کریں گے"

(دلائل الامامہ صفحہ ۱۶۵)

امام حسنؑ رسول خدا کی آغوش سے جبرئیل کی گود میں

(۹۴۳-۲۰) عماد الدین طوسی کتاب "الثاقب فی المناقب" میں رقمطراز ہیں کہ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولی امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام بھی وہاں تشریف فرما تھے، میں متوجہ ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام بڑی عمیق نگاہ سے اپنے بیٹوں کو دیکھ رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ یہ دونوں جوان آپ کو مبارک کرے، آپ کی ان کے بارے میں اور ان کی آپ کے بارے میں آرزوؤں کو پورا فرمائے (آپ کیوں اتنی گہری نگاہ سے ان دونوں بزرگ ہستیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں)۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے لب کشائی کرتے ہوئے فرمایا:

ایک دن میں گھر سے باہر آیا اور رسول خداؐ کے ہمراہ نماز ادا کی، واپس لوٹتے وقت میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! صبح سے باغ کے کام میں مشغول تھا، ظہر کے وقت گھر آیا تو سخت بھوک لگی ہوئی تھی، میں نے فاطمہ سے کہا: کیا کوئی غذا وغیرہ ہے کہ کھاؤں وہ کھانا تیار کرنے کے لیے کھڑی ہوگئیں۔

اس دوران آپ کے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ آئے، انھوں نے کہا: ہمیں جبرئیل اور رسول خداؐ نے ٹھہرایا ہوا تھا۔

میں نے کہا: انھوں نے آپ دونوں کو کیسے ٹھہرایا ہوا تھا؟

حسنؑ نے کہا:

کنت انا فی حجر رسول اللّٰہ والحسینؑ فی حجر جبرئیل فکنت أنا أثب من حجر رسول اللّٰہ الی حجر جبرئیل، والحسینؑ یثب من حجر جبرئیل الی حجر رسول اللّٰہ۔

"میں رسول خداؐ کی آغوش میں تھا اور حسینؑ جبرئیل کی آغوش میں، میں رسول خداؐ کی آغوش سے جبرئیل کی آغوش میں گیا اور حسینؑ جبرئیل کی آغوش سے رسول خداؐ کی آغوش میں گیا"

رسول خدا نے فرمایا: ہاں میرے بیٹوں نے سچ کہا ہے، وہ مسلسل میرے اور جبرئیل کے پاس تھے اور ہم نے انھیں مشغول رکھا ہوا تھا۔

میں نے عرض کیا: جبرئیل کس شکل میں تھا؟

آپ نے فرمایا: وہ اس شکل میں تھا جس میں میرے پاس نازل ہوتا ہے۔

عماد الدین طوسی کہتے ہیں: ان بزرگ ہستیوں کے فضائل و مناقب کو گننا طاقت بشر سے باہر ہے سچ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو ایمان

وکفر اور حلال زادہ اور حرام زادہ کے درمیان شناخت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

رسول خدا ایک خوبصورت حدیث میں فرماتے ہیں:

حبك ایمان وبغضك نفاق۔

"اے علی! آپ سے دوستی مومن اور دشمنی منافق کی علامت ہے"

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

لایحبك الّا مومن ولایبغضك الّا منافق۔

"مومن کے علاوہ تمہارے ساتھ کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی دشمنی نہیں رکھے گا" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۲۳ جلد ۹)

اہل سنت کے معروف مصنف ابن حجر اپنی کتاب "الصواعق المحرقۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں: ہم منافقین کی پہچان علیؑ کے ساتھ بغض وحسد اور کینہ رکھنے کی وجہ سے کرتے تھے۔ (الصواعق المحرقۃ صفحہ ۱۲۲ اسنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۶۳۵)

حضرت امام حسنؑ کے کچھ فضائل

(۶۳۵_۲۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

خدا اور اس کے رسول کے حق کی قسم! میں نے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے بہت سے حیران کن فضائل دیکھے ہیں۔ جو فضائل امام حسن علیہ السلام سے دیکھے ان میں سے کچھ اس طرح سے ہیں۔

جب حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعض اصحاب نے پیمان شکنی کی اور آنحضرت کو معاویہ کے ساتھ صلح کرنے پر مجبور کیا تو آپ نے مجبور ہو کر اس کے ساتھ صلح کر لی، ان لوگوں کا اس طرح سے برتاؤ کرنا حضرت کے باوفا اصحاب پر گراں گذرا، ان میں سے ایک میں تھا، میں نے ان پر لعنت وملامت کرنے کے لیے زبان کھولی تو امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

"اے جابر! انہیں ملامت نہ کرو، رسول خداؐ کی تصدیق کرو کہ انہوں نے فرمایا":

ان ابنی هذا سید ، وان الله تعالی یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

"بے شک میرا یہ بیٹا آقا و سرور ہے، خداوند متعال اس کے وسیلہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح و آشتی برقرار کرے گا"

یہ بات سن کر میں خاموش ہو گیا لیکن میرے دل کو سکون نہ ملا اور میں نے دل ہی دل میں کہا یہ واقعہ کہ جس کے بارے میں رسول خداؐ نے فرمایا ہے شاید بعد میں ہوگا اور آنحضرت کی مراد معاویہ سے صلح نہ تھا، کیونکہ اس صلح میں مومنین ہلاک و برباد اور ذلیل و خوار ہوئے ہیں۔

جب یہ بات میرے ذہن میں آئی اور میں دوری کا شکار ہوا تو حضرت امام علیہ السلام نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا:

"کیا تم رسول خداؐ کی بات میں شرک و تردید کا شکار ہو گئے ہو اور ایسی ویسی بات کر رہے ہو"

اس کے بعد فرمایا: کیا اس بات کو پسند کرو گے کہ ابھی رسول خدا کو دیکھو اور ان سے بھی گفتگو سنو؟

میں ان کی یہ گفتگو سن کر حیران ہو گیا، اچانک ایک گرج دار آواز سنی کہ میرے پاؤں کے نیچے سے زمین پھٹی، میں نے رسول خداؐ، علی مرتضیٰ، حمزہ اور جعفر کو دیکھا۔

میں خوف کے مارے ایک گوشے میں دبک گیا حضرت امام حسنؑ نے فرمایا:

"یا رسول اللہ! یہ جابر ہے یہ اس بارے میں شک و تردید میں مبتلا ہیں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے"

رسول خدا میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یا جابر ! انّك لاتكون مؤمناً حتى تكون لائمتك مسلّما ،ولاتكون عليهم برأيك معترضا ،سلّم لابني الحسن مافعل ، فان الحق فيه ، انه دفع عن حياة المسلمين الاصطلام بمافعل وماكان ما فعله الاعن امر الله وامري ـ

"اے جابر! تم اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے ،جب تک اپنے اماموں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرو، اپنی رائے اور نظر کے مطابق ان پر اعتراض نہ کرو، جو کچھ میرے بیٹے حسنؑ نے انجام دیا ہے اسے تسلیم کرو، کیونکہ وہی حق ہے، اس نے اپنے اس کام سے مسلمانوں کو پراگندہ ہونے سے بچا لیا ہے، انہوں نے یہ کام میرے اور خدا کے حکم کے بغیر انجام نہیں دیا ہے۔ جابر کہتے ہیں:

"میں نے کہا: یا رسول میں قبول کرتا ہوں"

اس کے بعد آپ حضرت علیؑ حمزہ اور جعفرؑ کے ہمراہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے ۔ میں نے دیکھا کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل گئے اور آپ ان میں داخل ہو گئے، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ گئے ،ان تمام موارد میں میرے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ سب سے آگے آگے تھے۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۳۰۶ معالم الزلفیٰ صفحہ ۴۱۳)

امام حسنؑ کی ایک اعرابی سے گفتگو

(۹۴۶-۴۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں کہ حذیفہ کہتا ہے:

"رسول خداؐ انصار و مہاجرین کے ایک گروہ کے ہمراہ کوہ احد میں تھے کہ اچانک حضرت امام حسن علیہ السلام بڑے سکون اور وقار کے ساتھ رسول خداؐ کی طرف روانہ ہوئے ،آنحضرت نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو

بڑی گہری نگاہ سے دیکھا"

حضرت بلال رسول خداؐ کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں: یارسول اللہ! کیا کوئی اور شخص بھی ان کے ہمراہ ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا:

ان جبرئیل یهدیه و میکائیل یسدده، وهو ولدی والطاهرمن نفسی، ضلع من اضلاعی دا سبطی وقرة عینی بأبی هو۔

"بے شک حضرت جبرئیل انہیں راہنمائی کرتا ہے، میکائیل ان کی حفاظت کرتا ہے، وہ میرا بیٹا اور میری پاک جان ہے، وہ میری شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، وہ میرا نواسہ اور میری آنکھوں کا نور ہے، میرا باپ اس پر قربان جائے"

اس کے بعد رسول خداؐ وہاں سے چلے اور ہم بھی ان کے ہمراہ چل پڑے، درحالانکہ رسول خداؐ نے فرماتے ہوتے ہوئے کہ انت تفاحتی وانت حبیبی وبهجة قلبی" تو میرے دل کا میوہ، میرا دوست اور میرے قلب کی خوشی ہو" امام علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے روانہ ہو گئے، ہم آنحضرت کے پیچھے پیچھے چل پڑے، یہاں تک کہ وہ ایک مقام پر تشریف فرما ہوئے تو ہم ان کے وجود مقدس کے اردگرد دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے ہم نے دیکھا کہ رسول خداؐ حضرت امام حسنؑ سے نگاہ نہیں ہٹا رہے ہیں اور مسلسل دیکھتے جا رہے ہیں اس کے بعد رسول خدا نے فرمایا:

انّه سیکون بعدی هادیا مهدیا، هدیة من رب العالمین لی ینبئ عنی ویعرف النّاس آثاری ویحیی سنتی، ویتولی اموری فی فعله، وینظر اللّٰه تعالی الیه ویرحمهٔ، رحم اللّٰه من عرف له ذلك وبرّنی فیهٖ واکرمنی فیه۔

"بے شک وہ (امام حسنؑ) بہت جلد میرے بعد مسلمانوں کا ہادی و رہبر ہو

گا۔ وہ پروردگار کی طرف سے میرے لیے ایک ہدیہ ہے، وہ میرے بارے میں مطلع کرے گا اور لوگوں کو میرے آثار کی شناخت کروائے گا، وہ میری سنت کو زندہ کرے گا، وہ اپنے کردار کے لحاظ سے میرے امور کو سنبھالے گا اور سرپرستی کرے گا، خداوند متعال بھی اسے محبت ورحم کی نگاہ سے دیکھے گا"

ابھی پیغمبر اکرم کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک عرب زمین پر عصا کھینچتے ہوئے ہوئے ہماری طرف آیا، جب رسول خدا کی نگاہ مبارک اس پر پڑی تو آپ نے فرمایا "جو شخص تمہاری طرف آرہا ہے، وہ آپ سے ایسی گفتگو کرے گا کہ آپ کے بدن کی کھال لرزنے لگے گی، آپ لوگوں سے کچھ امور کے بارے میں سوال کرے گا جبکہ اس کا انداز گفتگو خشونت آمیز اور کرخت ہوگا"

اعرابی آیا وہ سلام کیے بغیر کہتا ہے: آپ لوگوں میں سے محمد کون ہے؟

ہم نے کہا: کیا چاہتے ہو؟

اس وقت رسول خدا نے فرمایا: سکون سے رہو۔

اس نے پیغمبر کو پہچانا اور کہا: اے محمد! تجھے دیکھنے سے قبل میرے دل میں تمہارے بارے میں کینہ وحسد تھا اب دیکھنے کے بعد اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اس دوران رسول خدا مسکرائے ہم اس عرب کی گستاخی پر غضب ناک ہوئے اور اس کے بارے میں خطرناک منصوبہ بنایا۔ اس وقت رسول خداؐ نے ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ہاتھ روک لو۔

اعرابی نے کہا: اے محمد! تم گمان کرتے ہو کہ پیغمبر ہو، درحالانکہ پیغمبروں پر تہمت لگا رہے ہو، جبکہ تمہارے پاس ان جیسی کوئی بھی دلیل و برہان موجود نہیں ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا: تمہیں اس بات کا کیسے پتا چلا ہے؟

اس نے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی دلیل و برہان ہے تو اسے بیان کرو۔

پیغمبر خدا نے فرمایا:

"کیا اس بات کو پسند کرو گے کہ تم اپنے گھر سے کیسے نکلے اور اپنے قبیلے کے ساتھ میٹنگ میں کیا ارادہ کیا ہے؟ اگر تم پسند کرو تو میرے اعضا میں سے کوئی عضو سب کچھ بیان کرے تا کہ تمہارے لیے ایک محکم دلیل بن سکے"

اعرابی نے کہا: کیا انسان کے اعضاء و جوارح بھی گفتگو کرتے ہیں؟

رسول خدا نے فرمایا ہاں گفتگو کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور اس سے گفتگو کرو۔

اعرابی نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو کم سن سمجھتے ہوئے بڑی حقارت سے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: وہ تو بچہ ہے میرے ساتھ کیا گفتگو کرے گا۔

رسول خدا نے فرمایا: تم ابھی دیکھو گے کہ وہ تمہارے سوالات کے جوابات کیسے دیتا ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فوراً اس اعرابی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

اے اعرابی! سکون سے رہو، اس کے بعد درج ذیل اشعار پڑھے۔

ماغبیاً سالت و ابن غبی
بل فقیھاً اذان وانت الجھول
فان تک قد جھلت فان عندی
شفاء الجھل ما سال السؤل
وبحر لاتقسمہ الدوالی
تراثا کان اورثہ الرسول

"تو نے کسی کند ذہن اور کند ذہن کے بیٹے سے سوال نہیں کیا، بلکہ ایک فقیہ اور دانشمند شخص سے سوال کیا ہے درحالانکہ تم نادان و جاہل ہو"

اگر تم مسائل سے جاہل ہو تو آگاہ ہو جاؤ کہ جہالت کی شفا میرے پاس

ہے جب تک پوچھنے والا پوچھتا رہے"

تم نے علم و خرد کے ایسے بحر بیکراں سے سوال کیا ہے جسے بالیاں تقسیم نہیں کر سکتیں اس نے یہ علم و دانش رسول خداؐ سے بطور میراث پایا ہے"

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تم نے اپنی گفتگو میں زبان درازی سے کام لیا ہے اور حد سے تجاوز کر گئے ہو تیرے نفس نے تجھے دھوکہ دیا ہے لیکن اس کے باوجود تم یہاں سے باایمان لوٹ کر جاؤ گے۔

وہ اعرابی حیرانگی سے مسکراتے ہوئے کہتا ہے:ہیہات! یہ بات کس قدر بعید ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

"تم لوگوں نے اپنے ڈیرے پر اجتماع کیا، جہالت و کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپس میں گفتگو کی اور یہ گمان کیا کہ حضرت محمدؐ بے اولاد شخص ہے تمام عرب اس کے دشمن ہیں (جب اسے قتل کر دو گے) تو کوئی نہیں ہے جو اس کے خون کا انتقام لے"

"تم خیال کرتے ہو کہ آنحضرت کے قاتل ہو، اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اپنی قوم کے کندھوں سے بوجھ اتار دیا ہے، اس وجہ سے تیرے نفس نے تمہیں اس کام پر ابھارا ہے سچ بات تو یہ ہے کہ تو نے عصا ہاتھ میں لیا ہے اور آنحضرت کو قتل کرنا چاہتے ہو، لیکن یہ ارادہ تمہارے لیے مشکل پیدا کر دے گا اور اس کام میں تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں گی، تمہارے لیے بہتر تھا کہ یہ ذمہ داری قبول نہ کرتے۔ اب تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ کہیں تمہاری قوم تمہارا مذاق نہ اڑائے لہٰذا تم اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہو، در حالانکہ خیر و اچھائی کی طرف آئے ہو۔ میں تمہیں تمہارے سفر کی داستان سے آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا سفر کیسے گزرا ہے، تو

ایسی رات کے وقت باہر نکلا ہے کہ موسم صاف اور روشن تھا، اچانک شدید قسم کا طوفان آیا، جس کی وجہ سے ہر جگہ تاریکی چھا گئی، آسمان تاریک ہو گیا اور بادل آپس میں ٹکرائے تو اس سرخ گھوڑے کی طرح مشکل میں پھنس گیا کہ اگر پاؤں آگے بڑھائے تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور اگر پیچھے ہٹے تو چربی کی مانند ہو جائے گا[1]

"تم نے نہ کسی کے پاؤں کی آواز سنی ہے اور نہ کسی کی گھنٹی کی، درحالانکہ بادل تمہیں گھیرے ہوئے تھے اور ستارے تمہاری آنکھوں سے پنہاں ہو گئے تھے کہ تم نہ تو چمکتے ستارے کے وسیلہ سے راستہ پا سکو اور نہ ہی تمہارے پاس اتنی عقل و بینش تھی کہ جو تمہیں آگاہ کرتی"

تم نے جب تھوڑی سی مسافت طے کر لی تو اپنے آپ کو بیابان میں دیکھا کہ جس کی کوئی انتہا نہ تھی اگر اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہوئے چلتے رہتے تو تو اچانک تمہیں ایک ٹیلے کا سامنا کرنا پڑا اور راستے سے بہت دور ہو گئے اور تند و تیز ہواؤں نے تمہارے پاؤں اکھاڑ دیئے، تاریکی میں کانٹے اور خوف ناک رعد و برق نے تمہیں اذیت دیں اس بیابان کے ٹیلوں نے تمہیں وحشت زدہ کیا اور اس کے سنگریزوں نے تمہیں تھکا دیا، اچانک جب متوجہ ہوئے تو تم نے اپنے آپ کو ہمارے پاس پایا۔ جس وجہ سے تیری آنکھیں چمک اٹھیں، تیرا دل خوش ہو گیا اور آہ و فریاد ختم ہو گئی"

---

[1] یہ لقیط بن زرارہ کی گفتگو سے ایک اقتباس ہے جو اس نے جبلہ کی جنگ میں کی تھی وہ اس دن سرخ گھوڑے پر سوار تھا، اس نے گھوڑے سے کہا: اگر تو اپنی مرضی سے دشمنوں کی طرف گیا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے اور اگر شکست کی وجہ سے عقب نشینی کرو گے تو وہ تمہارا پیچھا کر کے چربی کی طرح مسل دیں گے پس ثابت قدم رہو اور جرات و وقار کو اپناؤ (بحار الانوار، نقل از مجمع الامثال جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

اعرابی، امام حسن علیہ السلام کی گفتگو سن کر حیران و پریشان ہوتے ہوئے کہتا ہے:

"اے لڑکے! تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا ہے؟ گویا تم نے میرے دل کی گہرائیوں سے پردہ اٹھایا ہے، گویا تم میرے ساتھ حاضر تھے، اور میرے بارے میں تم سے کوئی چیز پنہاں نہیں ہے، گویا تم علم غیب رکھتے ہو۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اکبر! کہو: اشھد ان لا الہ الّا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بے شک محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے"

اس اعرابی نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا، رسول خداؐ اور تمام مسلمان اس واقعہ سے خوش حال ہوئے، رسول خداؐ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ اسے سکھایا۔

اعرابی نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اس واقعہ سے انہیں آگاہ کروں؟

رسول خدا نے اسے اجازت مراحمت فرمائی، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا، جب وہ اعرابی دوبارہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے ہمراہ اپنی قوم کا ایک گروہ تھا جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۳۱۴، مدینۃ المعاجز جلد ۳ صفحہ ۲۵۹، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۳۳)

امام حسنؑ نے رومی شخص کو جوابات دیئے

(۹۴۷-۲۳) مذکورہ کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ایک دن مقام "رحبہ" میں تھے وہاں پر ایک شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے: میں آپ کی رعیت میں سے ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

تو میری رعیت اور میرے شہر سے نہیں ہے، درحقیقت بادشاہ روم نے تمہیں

معاویہ کے پاس بھیجا ہے کہ اس سے کچھ سوالات کرو، لیکن معاذ اللہ یہ ان سوالات
کے جوابات نہیں دے سکا، لہٰذا اس نے تمہیں میری طرف بھیج دیا ہے"

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اے امیر المومنین! مجھے معاویہ نے ہی
مخفیانہ طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے، لیکن آپ اس سے آگاہ ہو چکے ہیں، درحالانکہ خدا
کے علاوہ اس راز کو کوئی بھی نہیں جانتا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے ان بیٹوں میں سے جس سے چاہو
اپنے سوالات پوچھ سکتے ہو۔

اس مرد نے کہا: میں اس آقا زادے سے پوچھتا ہوں جس کے بال زیادہ اور
خوبصورت ہیں۔ اس کی مراد امام حسن علیہ السلام تھے۔

اس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

جئت لتسأل کم بین الحق والباطل؟ وکم بین الاسماء
والارض؟ وکم بین المشرق والمغرب؟ وما قوس قزح؟
وما المؤنث؟ وما عشرة اشیاء بعضها اشد من بعض؟

"یہ پوچھنے آئے ہو کہ (۱) حق و باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ (۲)
آسمان و زمین کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ (۳) مشرق و مغرب کے
درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ (۴) قوس و قزح کیا ہے؟ (۵) مونث کیا ہے؟
(۶) وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں؟"

اس شخص نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ہاں،

(۱) حق و باطل کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہے، کیونکہ جو چیز اپنی آنکھوں سے
دیکھو گے وہ حق ہے اور جو کانوں سے سنو گے اکثر و بیشتر باطل ہے۔

(۲) زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ مظلوم کی نفرت کے برابر ہے اور آنکھ کے دیکھنے کی مقدار میں ہے۔

(۳) مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ سورج کی ایک دن کی مسافت ہے۔

(۴) قزح شیطان کا نام ہے نہ کہو: قوس قزح کیونکہ وہ قوس قوس خدائی ہے، وہ نعمتوں کی فراوانی کی علامت ہے اور ساکنین زمین کے غرق ہونے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) خنثیٰ وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مرد ہے یا عورت، اس کے بارے میں وقت کرنی چاہیے، اگر وہ مرد ہو تو اسے احتلام ہوگا، اور اگر عورت ہو تو اسے خون حیض آئے گا اور اس کے پستان ظاہر ہوں گے، اگر اس طرح سے اس کی جنس معلوم نہ ہو سکے تو پھر پیشاب کرتے وقت معلوم ہو جائے گا، اگر پیشاب دھار مار کر نکلے اور دیوار تک پہنچ جائے تو وہ مرد ہے اور اگر اونٹ کی طرح پاؤں پر پڑے تو عورت ہے۔

(۶) وہ دس چیزیں جو ایک دوسرے سے سخت تر ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

خدا نے سخت ترین چیز جو پیدا کی ہے وہ پتھر ہے اس سے سخت لوہا ہے جس سے پتھر کو توڑا جاتا ہے، اس سے سخت تر آگ ہے جو لوہے کو پگھلا کر پانی کر دیتی ہے آگ سے سخت تر پانی ہے جو اسے خاموش کر دیتا ہے اور پانی سے سخت تر بادل ہیں جو اسے اٹھائے پھرتے ہیں، بادلوں سے سخت تر ہوا ہے جو انہیں پراگندہ کر دیتی ہے ہوا سے شدید تر وہ فرشتہ ہے جو اسے چلاتا ہے، اس فرشتے سے سخت تر ملک الموت ہے جو اس فرشتے کو مار دے گا اور اس سے سخت تر خدا کا فرمان ہے جو موت کو دور کرتا ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۳۱۹، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۷۲، بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۶۵)

احرام حج میں انڈہ توڑنے کا کفارہ

(۳۴۸_۹۴۳) کتاب مناقب میں آیا ہے کہ عبادۃ بن صامت اور راویوں کا ایک گروہ نقل کرتے ہیں: ایک دن بادیہ نشین عرب حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہتا ہے:

میں نے لباس احرام پہنا ہوا تھا، کچھ انڈے توڑ کر پکائے ہیں اور انہیں کھایا ہے اب میرے اوپر کتنا کفارہ ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا: اے اعرابی! اس سوال کا جواب میرے لیے مشکل ہے میں نہیں جانتا ہوں اس نے اسے حضرت عمر کے پاس بھیجا وہ بھی جواب نہ دے سکا پھر اسے عبدالرحمان کے پاس بھیجا، وہ بھی جواب دینے سے عاجز رہا، جب وہ تینوں جواب نہ دے سکے تو اس نے کہا: علیؑ سے جا کر پوچھو اعرابی حضرت امیرالمومنینؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

"میرے ان بیٹوں میں جس سے چاہو پوچھ سکتے ہو"

اس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی! کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا:

فاعمد الی عدد أکلت من البیض نوقاً فاضربھن بالفحول،

فما فصل فأھدہ الی بیت اللہ العتیق الذی حججت الیہ۔

"تم نے جتنے انڈے کھائے ہیں اتنی مقدار میں اونٹوں کو اونٹنیوں پر چھوڑ دو، ان اونٹنیوں کے جتنے بچے پیدا ہوں، انہیں اس خانہ خدا کے ہدیہ کرو، جس کا تم نے حج کیا ہے"

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسنؑ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

"بعض اونٹنیوں کے بچے سقط ہو جاتے ہیں (اس صورت میں کیا کرو گے)

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: بعض انڈے بھی گندے ہو جاتے ہیں۔

راوی کہتا ہے اس دوران ایک آواز سنی گئی کہ وہ کہتا ہے:

"اے لوگو! یہ حکم جو اس بچے نے سمجھا ہے وہی حکم تھا جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے سمجھا تھا" (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۰ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۴)

امام حسنؑ کا فصیح و بلیغ خطبہ

(۹۴۹-۲۵) علامہ حلی کے بھائی کتاب "العدد القویہ" میں تحریر کرتے ہیں:

اہل کوفہ کے کچھ لوگ حضرت حسن علیہ السلام کو طعنے مارتے اور کہتے کہ ان کا کوئی بیان نہیں ہے اور نہ ہی وہ اپنی بات پر دلیل و برہان قائم کر سکتے ہیں۔

یہ بات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے کانوں تک پہنچی، آنحضرت نے اپنے بیٹے کو بلا کر فرمایا:

"اے رسول خداؐ کے فرزند! کوفہ کے لوگ تمہارے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو مجھے اچھی نہیں لگتیں"

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا: یا امیر المومنین! لوگ کیا کہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی کا انداز بیان اچھا نہیں ہے اور وہ دلیل و برہان قائم نہیں کر سکتا اب منبر تیار ہے، منبر پر جاؤ اور لوگوں کے سامنے گفتگو کرو"

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: یا امیر المومنین! میں آپ کی موجودگی میں گفتگو نہیں کر سکتا۔

حضرت امیر المومنین علیؑ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے نہیں آؤں گا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے منادی کا حکم دیا کہ لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کرے، مسلمان ہر طرف سے مسجد کی طرف آنا شروع ہو گئے اور مسجد میں اکٹھے ہو گئے

حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے، ایک مختصر البتہ فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، لوگوں نے گ... یہ... ری کرنا شروع کر دیا۔

پھر حضرت امام حسنؑ نے خوبصورت انداز میں گفتگو کی اور فرمایا:

ایّھا النّاس ! اعقلوا عن ربّکم " انّ اللّٰہ عزّوجل اصطفٰی آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ اِبرَاھِیمَ وَآلَ عِمرَانَ عَلَی العٰلَمِینَ ذُرِّیَّۃً بَعضُھَا مِن بَعضٍ وَاللّٰہُ سَمِیعٌ عَلِیمٌ" (آل عمران آیہ ۳۳و۳۴)

فنحن الذرّیّۃ من آدَمَ وَالاسرۃ من نوحٍ، والصفوۃ من ابراھیم، والسّلالۃ من اسماعیل، وآل محمدؐ۔

نحن فیکم کا سمآء المرفوعۃ، والارض المدحوّۃ، والشمس الضاحیۃ وکاشجرۃ الزیتونۃ لا شرقیۃ ولاغربیۃ، الّتی بورک زیتھا، النّبیُّ اصلھا، وعلیٌّ فرعھا، ونحن واللّٰہ ثمۃ تلک الشجرۃ، فمن تعلق بغصن من اغصانھا نجا، ومن تخلف عنھا ٖالی النّار ھوی۔

" اے لوگو! اپنے پروردگار کے بارے میں غور و فکر کرو کہ " بے شک اللہ تعالٰی نے حضرت آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں سے چن لیا ہے"۔ ان میں سے بعض کی نسل بعض ہے اور اللہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی"

"ہم حضرت کی ذریت سے ہیں، ہم خاندان حضرت نوحؑ سے ہیں ہم ابراہیم کے منتخب شدہ، حضرت اسماعیل کی سلالہ اور حضرت محمدؐ کی آل سے ہیں"

" ہم آپ لوگوں کے درمیان بلند و بالا آسمان، پھیلی ہوئی زمین، چمکتے سورج اور اس درخت زیتون کی مانند ہیں جس کے بارے میں مشرق و مغرب نہیں ہے اور اس کا پھل پر برکت اور مبارک ہے، یہ وہی درخت

ہے جس کی اصل نبی اکرمؐ اور شاخ علیؑ ہیں، خدا کی قسم ہم اس درخت
کے پھل ہیں، جو کوئی اس کی شاخ کو مضبوطی سے تھام لے گا وہ نجات
پا جائے گا اور جو کوئی اس سے دور ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا"

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مسجد کے آخر سے لوگوں کے درمیان سے اٹھے اور منبر کی طرف چلے جبکہ آپ کی عبا زمین پر لگ رہی تھی، آپ منبر پر گئے اور اپنے بیٹے حسنؑ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کے بعد فرمایا:

"اے رسول خدا کے بیٹے! تم نے ان لوگوں پر حجت خدا تمام کر دی ہے اور ان پر اپنی اطاعت واجب کر دی ہے ہلاکت ہو اس کے لیے جو تمہاری مخالفت کرے" (الدر النظیم صفحہ ۳۱، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۸)

ناس، اشباہ ناس اور نسناس کے معانی

(۹۵۰-۲۶) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ حسین بن علوان کہتے ہیں:

چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی سے اور وہ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

ایک شخص حضرت علی علیہ السلام سے کہتا ہے: یا امیر المومنین! مجھے ناس (لوگ) اور اشباہ ناس اور نسناس کے معانی سے آگاہ فرمائیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے بیٹے حسنؑ اسے جواب دو۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

تم نے "ناس" یعنی مرد کے بارے میں سوال کیا ہے، اس سے مراد رسول خداؐ ہیں چونکہ اللہ تعالی کا قرآن میں ارشاد ہے:

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔ (بقرہ آیہ ۱۹۹)

"پھر اسی جگہ سے کوچ کرو جہاں سے لوگ کوچ کرتے ہیں" اس سے

مقصود رسول خداؐ اور ہم ہیں"

"اشتباہ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں، وہ ہم سے مشابہ ہیں"

"نسناس سے مراد دوسرے لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ

قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَ نْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔ (فرقان آیہ ۴۴)

"چار پائیوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے گمراہ ہیں" (تفسیر فرات صفحہ ۶۴ جلد ۳۰)

نوٹ

علمائے امامیہ کے بعض تصانیف میں درج ذیل دو اشعار کی نسبت حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔

اغن عن المخلوق بالخالق

تغن عن الکاذب بالصادق

واسترزق الرحمان من فضلہ

فلیس غیر اللہ من رازق

"اگر اپنے خالق کے ذریعے مخلوق سے بے نیاز ہوتے تو درواقع تم سچے پروردگار کے ذریعے اس مخلوق سے بے نیاز ہوئے ہو جو اپنے آپ کو جھوٹا غنی کہتی ہے۔ رزق وروزی کے فضل وکرم سے طلب کرو، پس اللہ کے علاوہ کوئی بھی رازق نہیں ہے"



پانچواں حصہ

خاندان وحی الٰہی کے شیر خوار علم و شرافت اور
عظمت و بزرگی کے سائے میں پروان چڑھنے والے
شہید بالا منزلت سید الشہداء

حضرت ابا عبداللہ الحسین

صلوات اللہ علیہ کے
مناقب و فضائل کے بحر بیکراں میں سے ایک

قطرہ

شہادت حسینؑ کے عوض کچھ عنایات

(۱۵۱۔۱) شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "امالی میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت جعفر صادق علیہما السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

انّ اللہ تعالی عوّض الحسین علیہ السلام من قتلہ ان جعل الامامہ فی ذرّیتہ، والشفاء فی تربتہ، واجابۃ الدعاء عند قبرہ، ولاتعدّ ایّام زائریہ جائیا وراجعا من عمرہ۔

"بے شک اللہ تعالی نے شہادت حسینؑ کے بدلے میں کچھ چیزیں عنایت فرمائی ہیں، ان کی اولاد کو مقام امامت عطا کیا ہے، ان کی تربت میں شفا رکھی ہے، ان کی قبر مطہر کے نزدیک دعا قبول ہوتی ہے اور جو زائرین ان کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں وہ ایام ان کی عمر میں شمار نہیں ہوتے"

محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یہ تو وہ فیوضات ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی برکت سے ان کے چاہنے والوں کو عطا ہوئے ہیں، پس خود ان بزرگوار کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پیغمبر خداؐ سے ملحق کیا ہے،

آنحضرت اپنے جد بزرگوار کے ہمراہ اور پیغمبر خداؐ کے درجہ ومقام پر فائز ہیں"

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَالَّذِينَ آمَنُو وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ......

"اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو بھی انہیں سے ملا دیں گے.........."

مولف کے بقول طبری نے اس حدیث کو کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں بھی نقل کیا ہے۔

(امالی طوسی صفحہ ۲۶۷، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۲۱، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۱۱)

امام حسینؑ کے پاؤں کی خاک چہرے پر ملی

(۲۔۹۵۲) کتاب "بحار الانوار" اور "فضائل الحسینیہ" میں مذکور ہے۔

ایک دن رسول خداؐ نے راستے میں ایک بچے کو دیکھا تو بیٹھ گئے اسے بغل میں لیا پیار کیا۔ اصحاب نے آنحضرتؐ سے اس طرح سے پیار کرنے کی وجہ پوچھی تو رسول خداؐ نے فرمایا:

انّی أحبّه، لانّه يحبّ ولدی الحسين لانّی رأيت انه يرفع التراب من تحت اقدامه ويضعه علی وجهه ،واخبر نی جبرئيل انه يكون من انصاره فی وقعة كربلا۔

"میں نے اس بچے کے ساتھ اس وجہ سے شفقت کی ہے کہ وہ میرے بیٹے حسینؑ کو دوست رکھتا ہے، میں نے ایک دن دیکھا کہ یہ بچہ میرے حسین کے پاؤں کی خاک اٹھا کر اپنے چہرے پر لگا رہا تھا، جبرئیل نے مجھے بتایا کہ یہ بچہ واقعہ کربلا میں میرے حسینؑ کے اصحاب میں سے ہوگا"

(بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۴۲، الخصائص الحسینیہ صفحہ ۵۳)

حضرت امام حسینؑ پیغمبر خداؐ کے پہلو میں

(۳۔۹۵۳) ابن قولویہ لکھتے ہیں کہ ابن ابی یعفور کہتے ہیں: حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن رسول خداؐ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراء سلام علیہا کے گھر میں موجود تھے، حضرت امام حسینؑ آنحضرتؐ کے پہلو میں تھے، اچانک پیغمبر خداؐ نے گریہ کرنا شروع کیا اور سجدہ ریز ہو گئے۔

پھر فرمایا: اے فاطمہؑ! اے دختر محمدؐ! علی اعلا ایک خوبصورت شکل میں آپ کے گھر میں مجسم ہوا اور کہا:

یا محمد! أتحب الحسین علیه السلام؟

"اے محمدؐ! کیا حسینؑ کی محبت رکھتے ہو؟"

میں نے کہا: نعم وقرة عینی، وریحانتی، وثمرة فوادی، وجلدة مابین عینی.

"ہاں، وہ میری آنکھوں کا نور اور میرا پھول ہے وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھوں کے درمیان کا پردہ ہے"

پھر اس نے حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"اے محمدؐ! آپ کو وہ مولود مبارک ہو، اس پر خدا کا درود و سلام، برکتیں اور رحمتیں ہیں۔ جو اسے قتل کرے گا اور اس کے ساتھ جنگ لڑے گا اس پر خدا کی لعنت، خشم، عذاب اور رسوا کنندہ عتاب ہو"

أما انه سید الشهداء من الاولین والآخرین فی الدنیا والآخرة، وسید شباب اهل الجنّة من الخلق اجمعین، وابوه افضل منه وخیر، فأقرأ السلام، وبشره بأنه رایة الهدی، ولنار اولیائی وحفیظی وشهیدی علی خلقی و خازن علمی و حجتی اهل السموات واهل ولارضین والثقلین

الجنّ والانس۔

"آگاہ ہو جاؤ! وہ دنیا و آخرت میں اولین و آخرین شہیدوں کا آقا و سردار ہے، وہ تمام مخلوق میں سے جنت کے جوانوں کا سردار ہے، اس کا باپ اس سے افضل و برتر ہے، پس اسے سلام پہنچائیں اور خوش خبری دیں کہ وہ ہدایت کا پرچم ہے، وہ میرے دوستوں کا راہنما اور میری مخلوق کا محافظ و گواہ ہے، وہ میرے علم کا خزانہ دار ہے اور وہ تمام اہل آسمان و زمین اور تمام جنوں اور انسانوں پر میری حجت ہے"

(کامل الزیارات صفحہ ۱۴۱، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۳۸)

جناب علامہ مجلسیؒ اس حدیث شریف کی وضاحت میں تحریر کرتے ہیں: اس حدیث میں اعلیٰ سے مراد فرستادہ خدا یعنی جبرئیلؑ ہے، یا ظاہر ہونے سے مراد ظہور علمی کا بلند ترین مرتبہ ہے بہترین شکل سے مراد صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا آنحضرت کے لیے ظاہر ہونا ہے اور امام حسین علیہ السلام کا سر پہ ہاتھ رکھنا کنایہ ہے ان پر فیض و رحمت ہے۔

امام حسینؑ نے انگوروں کا مطالبہ

(۹۵۴۔۴) جناب طبری اپنی کتاب "دلائل الامامہ" میں لکھتے ہیں کہ کثیر ابن شاذان کہتے ہیں:

میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا جبکہ آپ کے بڑے بیٹے حضرت علی اکبر بھی وہاں موجود تھے کہ انہوں نے اپنے والد گرامی سے انگوروں کا مطالبہ کیا، جبکہ اس وقت انگوروں کا موسم نہیں تھا، اچانک حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک مسجد کے ستون پر مارا تو اس سے انگوروں اور کیلوں کا گچھا باہر آ گیا، انہوں نے وہ اپنے بیٹے کو دیے کہ وہ انہیں کھائیں۔

پھر میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

ماعند اللہ لاولیاۂ اکثر۔

"وہ مقام و مرتبہ جو اولیا کا اللہ کے نزدیک ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے"

(دلائل الامامہ صفحہ ۱۸۳، جلد ۵)

حسینؑ کا علم رسولؐ کا علم ہے

(۹۵۵-۵) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ حذیفہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

واللہ لیجمعن علی قتلی طغاۃ بنی امیۃ ویقدمھم عمر بن سعد۔

"خدا کی قسم! بنی امیہ کے سرکش لوگ مجھے قتل کرنے کے لیے اکٹھے ہوں گے، جبکہ عمر بن سعد سب سے پیش قدم ہوگا"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ قول حیات پیغمبر میں فرمایا تھا، اس اعتبار سے میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: کیا رسول خداؐ نے آپ کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں

اس کے بعد رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آنحضرت کے سامنے بیان کیا:

رسول خدا نے فرمایا:

علمی علمہ، وعلمہ علمی، وانا لنعلم بالکائن قبل کینونتہ۔

"میرا علم، حسینؑ کا اور حسینؑ کا علم میرا علم ہے ہم (خاندان نبوت) حادثات کے واقع ہونے سے قبل جانتے ہیں" (دلائل الامامہ صفحہ ۱۸۳، بحار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۶)

امام حسینؑ نے پیاسوں کو سیراب کیا

(۹۵۶-۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ مفضل بن عمر کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو دریائے فرات کے

پانی سے روکا گیا تو آپ نے اپنے اصحاب کو بلا کر فرمایا:

من کان ظمآن فلیجی۔

"جو بھی تشنہ ہے وہ میرے پاس آئے"

اصحاب امام حسینؑ اپنے مولاؑ کی طرف دوڑ کر گئے، آنحضرت نے اپنی بڑی انگلی ہر ایک کے منہ میں ڈالی، اس طرح وہ سب کے سب پانی سے سیراب ہو گئے۔

ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: خدا کی قسم! میں نے ایسا مزیدار پانی پیا ہے کہ آج تک دنیا میں کسی نے بھی ویسا نہیں پیا ہوگا۔

اگلے روز میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے۔ شہادت کے بعد مغرب کے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام اصحاب کو ان کے نام بمع ولدیت لے کر پکارا، انہوں نے جواب دیا اور آنحضرت کے ارد گرد بیٹھ گئے۔

اس کے بعد آنحضرت نے ایک دسترخوان طلب فرمایا جو مائدہ بہشتی تھا، کھانا حاضر ہو گیا، تمام اصحاب نے وہ بہشتی کھانا تناول کیا اور اس کے پانی سے سیراب ہوئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کی قسم! (یہ منظر تمام کوفیوں نے دیکھا، اگر وہ عقل رکھتے تو ضرور غور و فکر کرتے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام اصحاب کو اپنے اپنے شہر کی طرف بھیجا اور آپ خود کوہ رضوی کی طرف تشریف لے گئے وہاں پر موجود تمام مومنین آنحضرت کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوئے، آپ وہاں پر نور تخت پر جلوہ فگن ہیں کہ آپ کے ارد گرد انبیاء الٰہی من جملہ ان میں سے حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں، ان کے پیچھے مومنین ہیں اور ان کے پیچھے فرشتے حاضر ہیں، جو حضرت امام حسینؑ کی گفتگو کے گواہ ہیں حضرت نے فرمایا

فھم بھذا الحال حتی یقوم المھدی علیہ السلام، فاذا قام

القائمؑ وافوا فیما بینھم الحسین علیه السلام حتی یاتی کربلاء ووافوا الحسین علیه السلام، فلایبقی احد سماویّ ولاارضیّ من المومنین الّاحفّ به، ویزوره ویصافحه ویقعد معه علی السریر۔

"وہ حضرت امام مہدیؑ کے قیام تک اسی حالت میں رہیں گے، جب آنحضرت قیام فرمائیں گے تو وہ کربلاء کی طرف آئیں گے اور حضرت امام حسینؑ سے ملاقات کریں گے، زمین وآسمان میں سے کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ آنحضرت کے اردگرد حلقہ باندھے گا، ان کی زیارت کرے گا، ان کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے ان کے ہمراہ نورانی تخت پر بیٹھے گا"

یا مفضل ! ھذہ واللّٰہ ! الرفعه الّتی لیس فوقھا شیء ولادونھا شیء ولاوراء ھا مطالب مطلب۔

"اے مفضل! خدا کی قسم! یہ ایسا بلند وبالا مقام ومرتبہ ہے کہ اس کے اوپر کا تصور نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اور نہ ہی کسی جستجو کرنے والے کے لیے اس کے بغیر کوئی مطلب ہے" (دلائل الامامہ صفحہ ۱۸۸)

جابر کی امام علیہ السلام کو پیشکش

(۹۵۷۔۷) کتاب "الثاقب والمناقب" میں آیا ہے

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ رسول خداؐ کے بیٹے اور ان کے دو نواسوں میں سے ایک ہیں، بہتر یہی سمجھتا ہوں کہ آپ بھی اپنے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرح اس قوم سے صلح کر لیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اے جابر! سچ بات تو یہ ہے کہ میرے برادر بزرگوار نے یہ کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے انجام دیا ہے، میں بھی اللہ و رسول کے تابع فرمان ہوں، کیا تم اس وقت اسی جگہ پر رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ اور میرے بھائی حسن مجتبیٰؑ کو دیکھنا چاہتے ہو؟"

کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک آسمان کا دروازہ کھلا، رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ، امام حسن مجتبیٰؑ، حضرت حمزہ سید الشہداءؑ، جعفر طیارؑ اور زیر آسمان سے نازل ہوئے، میں خوف کے مارے ایک گوشہ میں دبک گیا۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

یا جابر! ألم اقل لك في امر الحسن قبل الحسين لاتكون مؤمناً حتى تكونَ الائمتك علي، ولاتكون معترضاً؟

"اے جابر! کیا میں نے تمہیں امام حسینؑ کے کام سے پہلے امام حسنؑ کے کام کے بارے میں نہیں کہا تھا کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اماموں کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہو جاؤ اور ان پر زبان اعتراض نہ کھولو؟"

"کیا تم معاویہ کا منحوس اور امام حسینؑ کا بلند مقام اور آپ کے قاتل یزید کا افسوس ناک ٹھکانہ نہیں دیکھنا چاہتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ

رسول خداؐ نے مبارک پاؤں سے زمین پر ٹھوکر ماری تو زمین پھٹ گئی، اور ایک سمندر ظاہر ہوا، اس کے بعد ایک اور ٹھوکر ماری تو زمین دوبارہ پھٹی یہاں تک کہ ساتوں زمینیں ظاہر ہو گئیں، میں نے ان تمام کے نیچے آگ دیکھی کہ اس میں ایک زنجیر تھی جس کے ساتھ ولید بن مغیرہ، ابوجہل معاویہ، یزید اور شیطان بندھے ہوئے تھے وہ جہنمیوں کے سخت

ترین عذاب میں گرفتار تھے۔

پھر رسول خداؐ نے فرمایا: اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔

جابر کہتے ہیں: میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا، اچانک آسمان کے دروازے کھل گئے میں نے بہشت کے بلند ترین درجات مشاہدہ کیے اس کے بعد رسول خداؐ اپنے ساتھیوں سمیت آسمان کی طرف بلند ہوئے، جب آنحضرت فضا میں گئے تو امام حسینؑ سے فرمایا: میرے بیٹے! ہمارے ساتھ ملحق ہو جاؤ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ بلند ہوئے اور تمام کے تمام بہشت کے بلند ترین درجات میں داخل ہوئے۔

پھر رسول خداؐ نے وہاں سے مجھے دیکھا، اور حالانکہ حضرت امام حسینؑ کا دست مبارک پکڑا ہوا تھا اور مجھ سے فرمایا:

یا جابراً ھذا ولدی معی ھاھنا فسلّم له امرہ ولاتشك لتكون مؤمناً۔

"اے جابر! میرا یہ بیٹا مقام و مرتبہ میں میرے ساتھ ہے، اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور شک میں گرفتار نہ ہو، تاکہ مومن بن سکو"

جابر کہتے ہیں: میں اندھا ہو جاؤں اگر وہ کچھ بیان کروں جو میں نے رسول خداؐ سے نہ دیکھا ہو۔ (الثاقب المناقب صفحہ ۳۲۲)

اصحاب حسینؑ نے شدت تشنگی کا شکوہ کیا

(۹۵۸-۸) مذکورہ روایت میں آیا ہے کہ محمد بن سنان کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے اصحاب اپنی شدت تشنگی کی صورت حال اپنے مولا سے بیان کرتے ہیں۔

اس دوران ایک فرشتہ نازل ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔

انّ اللہ یقریك السلام ویقول: ھل لك من حاجة؟

"بے شک اللہ آپ پر سلام کرتے ہوئے فرماتا ہے: کیا آپ کو کسی قسم کی کوئی ضرورت ہے؟"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

هو السلام ومن ربّي السلام، وقال: قد شكى اليّ اصحابي ما هو اعلم به مني - من العطش-

"وہ سلام ہے اور سلام میرے پروردگار کی طرف سے ہے، میرے اصحاب نے شدت پیاس کا مجھ سے شکوہ کیا ہے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے بہتر جانتا ہے"

خداوند متعال نے اس فرشتے پر وحی نازل فرمائی کہ حسینؑ سے کہو: اپنی انگلی کے ذریعے اپنے سر مبارک کے پیچھے ایک لکیر کھینچیں جو ایک چشمہ بن جائے گی،

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی انگشت شہادت کے ساتھ ایک لکیر کھینچی جس سے ایک چشمہ پھوٹا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔

پس حضرت امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے وہ پانی پیا، فرشتے نے کہا: اے رسول خداؐ کے فرزند! یہ چشمہ صرف آپ کے لیے مخصوص ہے، یہ وہی رحیق مختوم یعنی سربمہر خالص شراب کا چشمہ ہے کہ خداوند قدوس کا فرمان ہے۔

خِتَامُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (سورہ مطففین آیہ ۲۶)

"جس کی مہر مشک کی ہو گی اور ایسی چیزوں میں شوق کرنے والوں کو آپس میں سبقت اور رغبت کرنی چاہیں" مجھے اجازت دیں کہ میں بھی اسے نوش کر سکوں"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر اس سے کچھ پینا چاہتے ہو تو پی لیں" (الثاقب والمناقب صفحہ ۳۲۷ جلد ۲)

امام حسینؑ کو دنیا و آخرت میں اختیار

(۹۵۹-۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ محمد بن سنان کہتے ہیں:

امام رؤوف حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھتے ہیں: کیا حضرت امام حسین علیہ السلام کو پیاسا شہید کیا گیا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

"آرام سے رہیں: ایسا کہاں سے کہہ رہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے چار بڑے فرشتے آنحضرت کی طرف بھیجے، انہوں نے کہا:"

اللّٰہ و رسوله يقرء ان عليك السلام و يقولان: اختران شئت اما تختار الدنيا بأ سرها وما فيها ونحكك من كل عدوّلك او الرفع الينا۔

"اللہ اور اس رسول آپ پر سلام بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں: آپ کو اختیار ہے کہ اگر چاہتے ہیں تو دنیا و مافیہا کو انتخاب کر لو ہم آپ کے ہر دشمن کو آپ سے دور کر دیں گے یا ہماری طرف آنے کو منتخب کریں"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

على الله السلام وعلى رسول الله السلام بل الرفع الاعلى اليه۔

"اللہ اور اس کے رسول پر سلام ہو، میں رفیع اعلیٰ کی طرف آنے کو انتخاب کرتا ہوں"

انہوں نے آنحضرت کو شربت دیا جو آپ نے نوش فرمایا اور کہا:

"پس آج کے بعد ہر گز تشنہ نہیں ہوں گے" (الثاقب والمناقب صفحہ ۳۲۷)

موٴلف کہتا ہے: اس حدیث شریف میں جو کچھ آیا ہے یہ بعض زیارات کے جملات کے ساتھ منافات نہیں رکھتا مثلاً زیارتوں کے بارے میں آیا ہے کہ اے مقتول تشنہ، یا بہت سی روایات ہیں جو آنحضرت کی تشنگی کو بیان کرتی ہیں کیونکہ ممکن ہے یہ تشنگی جان دینے کے وقت کے قریب ہو اور ان فرشتوں کا نازل ہونا اور پانی پلانا آنحضرت کی شہادت کے نزدیک ہو۔

شیعہ سچا شہید ہوتا ہے

(۹۶۰۔۱۰) زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

مامن شیعتنا الاصدیق شھید۔

"ہمارا شیعہ نہیں مگر وہ جو راست گو اور شہید ہے"

میں نے عرض کیا یہ کس طرح ممکن ہے حالانکہ وہ سونے کے کمرے میں مرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ

(سورہ حدید آیہ ۱۹)

"وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے نزدیک سچے اور شہید ہیں"

پھر فرمایا:

لولم تکن الشھادة الالمن قتل بالسیف لاقل اللہ الشھداء۔

"اگر شہادت صرف تلوار سے قتل ہونے والوں کے لیے ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کم کرتا" (الدعوات راوندی صفحہ ۲۴۲، بحار الانوار جلد ۸۲ صفحہ ۱۷۳)

فطرس کو پر کیسے ملے؟

(۹۶۱۔۱۱) قطب راوندی نے اپنی کتاب "خرائج" میں روایت نقل کی ہے:

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو خداوند متعال نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر جائے اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمدؐ کو مبارک باد پیش کرے۔

حضرت جبرئیل فرشتوں کی ایک جماعت لے کر زمین پر نازل ہوا ہوا راستے میں ایک جزیرہ دیکھا، جس میں فرشتہ بنام فطرس گرا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کسی کام پر مامور کیا

تھا لیکن اس نے ماموریت کو انجام دینے میں کوتاہی کی، اس وجہ سے اس کے پر ٹوٹے ہوئے تھے اور اسے اس جزیرے میں پھینکا گیا تھا، وہ فرشتہ وہاں پر سات سال تک خدا کی عبادت میں مشغول رہا۔ جب فطرس نے جبرئیل کو دیکھا تو پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

اس نے کہا: حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہونے جا رہا ہوں۔

اس نے کہا:

احملنی معک لعلّه یدعولی۔

"مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو، شاید آنحضرتؐ میرے لیے دعا فرمادیں"

حضرت جبرئیل نے اس کی گذارش قبول کر لی اور اسے ہمراہ لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے، جب حضرت کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوئے تو جبرئیل نے فطرس کی داستان آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ رسول خدا نے فرمایا:

قل له: یتمسّح بهذا المولود جناحه

"اس سے کہو کہ اپنے پر اس مولود کے گہوارے کے ساتھ مس کرے"

فطرس نے اپنے بال و پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے گہوارے کے ساتھ مس کیے تو خداوند کریم نے فوراً اس کے بال و پر اسے عطا کر دیئے۔ پھر فطرس حضرت جبرئیل کے ہمراہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا، اسے تمام فرشتوں کے درمیان حضرت امام حسین علیہ السلام کا آزاد شدہ نام دیا گیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۱۸۲)

ہر چیز کو معصومؑ کی اطاعت کا حکم

(۱۲۔۹۶۲) کتاب "مناقب" میں تحریر کرتے کہ زرارہ بن اعین کہتے ہیں:

میں نے اپنے آقا و مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرمایا:

ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کسی مریض کی تیمارداری کے لیے گئے وہ

بخار کی شدت سے تڑپ رہا تھا، جب آنحضرت مریض کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کا بخار ٹھنڈا پڑ گیا۔ مریض حضرت امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے کہ سچ بات تو یہ ہے کہ میں اس مقام و مرتبہ کی حقانیت پر راضی ہوں جو آپ کو عطا کیا گیا ہے، کہ بخار آپ سے راہ فرار اختیار کرتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

واللہ ما خلق اللہ شیئا الّا وقد أمر بالطاعة لنا۔

"خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی ایسی چیز پیدا نہیں کی، مگر یہ کہ اسے ہمارے لیے اطاعت کا حکم دیا ہے"

پھر کہتا ہے: میں نے ایک آواز سنی لیکن کسی شخص کو نہیں دیکھا، وہ کہہ رہا تھا، لبیک حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

أليس امير المؤمنين عليه السلام أمرك ان لاتقربی اِلّا عدوا اومذنباً لكی تكونی كفارة لذنوبه ،فمابال هذا؟

"کیا تمہیں امیر المومنین علیہ السلام نے حکم نہیں دیا کہ دشمن اور گناہ گار شخص کے علاوہ کسی کے پاس نہ جاؤ کہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو، اس شخص کا گناہ کیا ہے؟"

قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ مریض شخص عبداللہ بن شداد بن ہادی لیثی تھا۔

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۵۱، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۳)

مرد کا ہاتھ عورت کے بازو پر

(۹۶۳۔۱۳) جناب طوسیؒ کتاب "التہذیب" میں رقمطراز ہیں کہ ایوب بن اعین کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ایک خاتون خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھی، اس کے پیچھے ایک مرد تھا، اس خاتون نے اپنے بازو چادر سے باہر نکالے ہوئے تھے، اس شخص نے اپنا ہاتھ اس خاتون کے بازو

پر رکھا، خداوند قدیر نے اس کے ہاتھ اس کے بازو کے ساتھ چمٹا دیے، جب حاجیوں کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے طواف کعبہ چھوڑ دیا، معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان دونوں کو حاکم کے پاس بھیجا گیا، سب لوگ اکٹھے ہو گئے اور فقہاء سے ان کے بارے میں حکم پوچھنا چاہتے تھے۔

فقہاء نے کہا کہ اس شخص کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیے، کیونکہ وہ خباثت وزیادتی کا مرتکب ہوا ہے۔

حاکم نے کہا: یہاں پر پیغمبر خدا مصطفیٰؐ کی اولاد میں کوئی نہیں ہے؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں، آج رات ہی حضرت امام حسین علیہ السلام وارد ہوئے ہیں۔ حاکم نے ایک شخص کو امام حسینؑ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرتؑ یہاں تشریف لائیں جب آنحضرت تشریف فرما ہوئے تو حاکم نے کہا کہ ان دونوں کو دیکھیں انہوں نے کیا کام کیا ہے؟

حضرت امام حسینؑ روبہ قبلہ کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک آسمان کی طرف بلند کیے اور ایک لمبی مدت تک دعا میں مشغول رہے۔ پھر ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور مرد کا ہاتھ عورت کے بازو سے جدا کیا۔

حاکم نے کہا: کیا اس شخص کو اس کے گناہ کی سزا نہیں دیں گے؟

حضرت نے فرمایا: نہیں۔ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۵۱ بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۳)

ابن جویرہ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے

(۹۶۴-۱۴) جناب علامہ مجلسی کتاب "بحار الانوار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عطاء بن سائب کے بھائی کہتے ہیں:

میں روز عاشور کربلا میں حاضر تھا کہ قبیلہ تمیم کا ایک شخص بنام "عبداللہ بن جویرہ" حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر کہتا ہے: یا حسینؑ!

امام حسینؑ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ اس ملعون نے کہا: تجھے آتش جہنم مبارک ہو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کلّا انّی اقدم علیٰ ربّ غفور وشفیع مطاع، وانا من خیر الی خیر من انت ؟

"ہرگز ایسا نہیں ہے، بے شک میں رب غفور اور شفیع مطاع (جس کی اطاعت کی جائے) کی طرف جارہا ہوں، میں خیر کی طرف سے ہوں اور خیر کی طرف جارہا ہوں، تم کون ہو؟"

اس نے کہا: میں جویرہ کا بیٹا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اس قدر بلند کیے کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر اس پر نفرین کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰھم جرّہ الی النار۔

"اے میرے معبود! اسے آتش جہنم سے دوچار کر"

ابن جویرہ غصے سے بھڑک اٹھا اور آنحضرت پر حملہ کردیا، لیکن اس کا گھوڑا مضطرب ہوا اور اسے اس طرح سے گرایا کہ اس کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور سرزمین کی طرف لٹک گیا، گھوڑے نے تیزی سے دوڑنا شروع کردیا، اس کا سر پتھروں اور درختوں سے ٹکراتا رہا، اس طرح سے اس کا نجس بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور بدن کا کچھ حصہ رکاب میں لٹکا رہا۔ اس طرح سے وہ شخص واصل جہنم ہوا۔ (بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۷)

امام حسینؑ نے دیت ادا کی

(۹۶۵-۱۵) کتاب "جامع الاخبار" میں تحریر ہے:

ایک بادیہ نشین عرب حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور کہتا ہے: اے رسول خدا کے بیٹے! میں مکمل دیت ادا کرنے کا ضامن ہوا ہوں، لیکن اب اسے ادا کرنا میرے بس سے باہر ہے، میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس کام کے لیے کسی

بزرگوار ترین شخص سے درخواست کرتا ہوں، میں نے خاندان رسول خداؐ سے بزرگوار ترین کسی کو نہیں پایا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اے برادر عرب! میں تم سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں، اگر ان میں سے ایک کا جواب دیا تو جو دیت تم نے بتائی ہے اس کا تیسرا حصّہ ادا کروں گا، اگر دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیا تو دو حصّے اور اگر تیسرے کا بھی جواب دے دیا تو مکمل دیت ادا کروں گا"

اعرابی نے کہا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! کیا آپ جیسی شخصیت مجھ جیسے سے سوال کرے گی، درحالانکہ آپ کا تعلق خاندان علم و شرف سے ہے؟

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ہاں، میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: المعروف بقدر المعرفة"

"نیکی ہر شخص کی معرفت کے مطابق ہے"

اعرابی نے کہا: آپ جو پوچھنا چاہتے ہیں، وہ پوچھیں، اگر معلوم ہوا تو جواب دوں گا ورنہ آنجناب سے پوچھ لوں گا، اللہ کے علاوہ کوئی بھی صاحب قدرت نہیں ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"ای الاعمال افضل ؟ کون سے اعمال افضل و برتر ہیں؟"

اعرابی نے کہا: الایمان باللہ۔ خدا پر ایمان رکھنا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"فما النجاة من المهلكة ؟ ہلاکت سے بچنے کا راستہ کون سا ہے؟"

اعرابی نے کہا: الثقة باللہ۔ "خدا پر اعتماد کرنا۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"فما يزين الرجل؟ مرد کے لیے کون سی صفت موجب زینت ہے؟"

اعرابی نے کہا: علم مع حلم۔ ایسا علم جس کے ہمراہ تحمل و بردباری ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"فان اخطاہ ذلك؟ اگر یہ صفت نہ پائی جائے تو پھر کیا ہے؟"

اعرابی نے کہا: مال معه مروءة۔ ایسا مال جس کے ہمراہ جوانمردی ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر کیا ہے؟

اعرابی نے کہا: فقر معه صبر۔ "فقر جو صبر کے ہمراہ ہو۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر کیا ہے؟

اعرابی نے کہا: پس ایسے شخص پر آسمان سے بجلی گرے اور اسے جلا کر راکھ کر دے، کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے۔

اس دوران میں حضرت مسکرائے اور اسے ایک تھیلا عطا کیا، جس میں سونے کے ہزار دینار تھے اس کے علاوہ اپنی ایک انگوٹھی بھی اسے بخش دی، جس کے نگین کی قیمت دو سو درہم تھی۔

اس کے بعد فرمایا:

يا اعرابى! اعط الذهب الى غرمائك واصرف الخا تم فى نفقتك۔

"اے اعرابی! سونے کے ہزار دینار دیت ادا کرو اور اس انگوٹھی کو اپنی زندگی کے اخراجات میں استعمال کرو"

اعرابی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی عطا شدہ چیزیں لیں اور درج ذیل آیہ کریمہ کی تلاوت کی۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورہ انعام آیہ ۱۲۴)

''اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں برقرار دے''

(جامع الاخبار صفحہ ۱۳۷، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۱۹۶)

شترمرغ کے انڈوں کا کفارہ

(۹۶۶-۱۶) جناب علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ ابوسلمہ کہتے ہیں:

ایک سال میں مراسم حج ادا کرنے کے لیے عمر بن خطاب کے ساتھ شریک ہوا جس وقت ہم وادی ''ابطح'' میں پہنچے تو اچانک ایک بادیہ نشین عرب ہماری طرف آیا، جب وہ حضرت عمر کے قریب پہنچا تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے لباس احرام پہنا ہوا تھا اسی حالت میں، میں نے شترمرغ کے کچھ انڈے پکا کر کھائے، اب میرے اوپر کون سا کفارہ واجب ہے؟

حضرت عمر بن خطاب نے کہا: اس مسئلے کا حکم مجھے معلوم نہیں ہے، بیٹھ جاؤ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ کے اصحاب میں کسی کے ذریعے تمہاری اس مشکل کو حل کر دے۔

اس دوران امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تشریف لائے، حضرت عمر نے کہا: یہ علی بن ابی طالب ہیں، اپنا سوال ان سے پوچھو۔

اعرابی کھڑا ہوا اور آنحضرت سے سوال کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اعرابی! اپنے سوال کا جواب اس بچے سے پوچھو''

اعرابی نے کہا: آپ میں سے ہر کوئی جواب دوسرے کے حوالے کیوں کر رہا ہے؟

لوگوں نے اشارہ کرتے ہوئے اسے کہا: تمہارے اوپر وائے ہو! یہ رسول خداؐ کے فرزند ہیں، ان سے پوچھ لو۔

اعرابی نے کہا: اے رسول خداؐ کے فرزند! میں گھر سے اعمال حج بجا لانے کے لیے نکلا تھا درحالانکہ لباس احرام پہنا ہوا تھا، اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا:

کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں

آپ نے فرمایا: خذ بعدد البیض الذی أصبت نوقاً فاضربها بالفحول فما فضلت فاهدها الی بیت الله الحرام.

"جتنی مقدار میں شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں اسی مقدار میں اونٹنیوں پر اونٹ چھوڑ دو، ان سے جتنے بچے پیدا ہوں انہیں خانہ خدا کے لیے ہدیہ کر دو"

حضرت عمر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا: یا حسینؑ! ہو سکتا ہے کہ بعض اونٹنیوں کے بچے سقط کر جائیں اس صورت میں اس کا وظیفہ کیا ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اے عمر! ہو سکتا ہے شتر مرغ کے بعض انڈے بھی گندے ہوں"

حضرت عمر نے کہا: آپ نے سچ کہا اور خوب کہا۔

اس دوران امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے بیٹے کو سینے سے لگاتے ہوئے قرآن مجید کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ (آل عمران آیہ ۳۴)

"وہ ایسے فرزند ہیں جن میں بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے" (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۱۹۷ جلد ۴۳، صفحہ ۳۲۸)

امام حسینؑ کی ولادت پر آتش جہنم خاموش

(۹۶۷۔۱۷) شیخ صدوق کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ کے ایک فرشتے کا نام دردائیل ہے، اس فرشتے کے سولہ (۱۶) ہزار پر ہیں، اس کے ایک پر کا دوسرے پر سے اتنا فاصلہ ہے،

جتنا زمین سے آسمان کے درمیان ہے"

ایک دن اس فرشتے نے اپنے آپ سے کہا کیا میرے پروردگار سے مافوق کوئی چیز ہے؟

اللہ تعالیٰ اس کی اس گفتگو سے آگاہ ہوا! تو اس کے پر دگنے کر دیئے کہ اس کے پروں کی تعداد بتیس ہزار (۳۲۰۰۰) ہو گئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی اور فرمایا: اب پرواز کرو۔

اس نے پانچ سو (۵۰۰) سو سال پرواز کی، لیکن اس کا سر عرش کے پہلے پائے تک نہ پہنچ سکا کہ تھک گیا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کی خستگی سے آگاہ ہوا تو اس پر وحی کی: اے میرے فرشتے! اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ، کیونکہ میں ہر بزرگی سے بزرگ، بالاتر اور برتر خدا ہوں، مجھ سے بالاتر کوئی بھی چیز نہیں ہے، میں ہرگز کسی مکان سے متصف نہیں ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے پر اور مقام و مرتبہ واپس لیا اور فرشتوں کی صف سے نکال دیا۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام جمعرات کی عصر اور شب جمعہ کے وقت دنیا پر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ مالک خازن جہنم پر وحی نازل فرمائی کہ اس مولود کی خاطر جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو عطا کیا ہے، آتش جہنم کو خاموش کر دو۔

فرشتہ رضوان خازن بہشت پر وحی نازل فرمائی کہ اس کریم و شریف مولود کی خاطر جو حضرت محمدؐ کو عطا کیا گیا، جنت کو مزین و معطر کرو۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حوروں پر وحی نازل فرمائی کہ اس مولود کی خاطر جو محمدؐ کے لیے دنیا پر وارد ہوا ہے اپنے آپ کو سجاؤ اور ایک دوسرے کے دیدار کے لیے لے جاؤ۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر وحی فرمائی کہ کھڑے ہو جاؤ اور صف باندھ لو اور تسبیح، تحمید، تمجید اور تکبیر میں مشغول ہو جاؤ کیونکہ دنیا میں محمدؐ کے مولود مسعود متولد ہوئے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جبرئیل پر وحی نازل فرمائی کہ فرشتوں کے ہزار قبیلوں کہ ہر قبیلہ میں ہزار ہزار فرشتے ہیں کو اپنے ساتھ لے کر ابلق (چترے) گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ

جن پر زینیں کسی ہوئی ہیں اور لگامیں چڑھی ہوئی ہیں، ان کی پشت پر دُرو یاقوت کے قبے بنے ہوئے ہیں، ان کے ہمراہ روحانیوں نام کے فرشتے ہیں جن کے ہاتھوں میں نور کے طشت ہیں۔ حضرت محمدؐ کی طرف جاؤ اور انہیں مولود مسعود کی مبارک باد دو۔

واخبرہ یا جبرئیل ! انّی قد سمیتہ الحسین و ھنّئہ وعزّہ وقل لہ: یا محمد ! یقتلہ شرار امتک علی شرار الدوابّ ،فویل للقاتل ،وویل للسائق ،وویل للقائد ،قاتل الحسینؑ انا منہ بری وھو منّی بریٔ لانہ لایأتی احد یوم القیامۃ الّا وقاتل الحسینؑ اعظم جرماتہ قاتلُ الحسنؑ یدخل النار یوم القیامۃ مع الّذین یزعمون انّ مع اللہ الھاً آخر، والنّار اشوق الی قاتل الحسین ممن اطاع اللہ الی الجنّۃ۔

"اے جبرئیل پیغمبر کو مطلع کر دیں کہ میں نے اس کا نام حسینؑ رکھا ہے، انہیں مبارک باد کے ساتھ تسلیت دیتے ہوئے کہو:"

"اے محمدؐ! تیری امت کے شریر ترین لوگ جو بدترین گھوڑوں پر سوار ہوں گے تیرے اس بیٹے کو قتل کریں گے، اس کے قاتل پر وائے ہو اور افسوس ہو ان پر جو گھوڑے دوڑائیں گے، افسوس ہو ان پر جو ان کے راہنما بنیں گے، میں قاتل حسینؑ سے بیزار ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور ہے، کیونکہ روز قیامت قاتل امام حسینؑ کا جرم سب سے بڑا جرم ہوگا، روز قیامت امام کے قاتل ان لوگوں کے ہمراہ جہنم میں ہوں گے جو اپنے خیال میں خدا کا شریک قرار دیتے ہیں، آتش جہنم اس دن قاتل حسینؑ کو بڑے شوق سے دیکھے گی ان لوگوں میں سے جو جنت کے لالچ میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں"

رسول خداؐ نے فرمایا: جب جبرئیل پیام الٰہی لے کر زمین کی طرف آ رہا تھا راستے میں فرشتہ دردائیل سے ملاقات ہوئی، دردائیل نے اس سے کہا: اے جبرئیل! آج آسمان پر کیسا شور ہے؟ کیا دنیا والوں کے لیے قیامت برپا ہوگئی ہے؟

حضرت جبرئیل نے کہا: حضرت محمدؐ کے ہاں دنیا میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، رب خداوند قدوس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں مبارکباد پیش کروں۔

اس فرشتے نے کہا: اے جبرئیل! تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے تجھے خلق کیا ہے۔ جب تم حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو حضرت کی خدمت میں میرا سلام بھی عرض کردیں اور انہیں کہو کہ آپ کو اس مولود کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ خداوند متعال سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے میرے بال و پر اور وہ مقام و مرتبہ واپس لوٹا دے جو میرا فرشتوں کے درمیان تھا، حضرت جبرئیل زمین پر نازل ہوا اور جب رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوا، اس طرح سے جیسے خدا نے فرمایا تھا آنحضرت کی خدمت اقدس میں مبارک باد تہنیت اور تسلیت عرض کی ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: کیا میری امت کے لوگ اسے قتل کریں گے؟

حضرت جبرئیل نے کہا: ہاں یا محمدؐ۔

پیغمبر خدا نے فرمایا: ما هؤلاء بامتى، انا بری منهم والله عزوجل بری منهم.

"وہ میری امت سے نہیں ہیں، میں ان سے بیزار ہوں اور خداوند متعال بھی ان سے بیزار ہے"

خود جبرئیل نے بھی کہا: یا محمدؐ! میں بھی ان سے بیزار ہوں۔

اس کے بعد رسول خداؐ جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے ہاں تشریف لے گئے اور اس مولود مسعود کی مبارک باد اور تسلیت کہی۔

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

"کاش میں نے اسے پیدا نہ کیا ہوتا اللہ تعالیٰ اس کے قاتلوں کو واصل جہنم کرے"

رسول خداؐ نے فرمایا:

أنا أشهد بذلك يا فاطمة! ولكنّه لايقتل حتى يكون منه امام تكون منه الائمة الهادية بعده۔

"(اے میری بیٹی فاطمہؑ) میں بھی اس بات پر گواہی دیتا ہوں، لیکن حسینؑ قتل نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس سے ایک امام پیدا ہوگا اور اس سے آئمہ ہدایت وجود میں آئیں گے"

پھر رسول خداؐ نے فرمایا: میرے بعد یہ امام و ہادی ہوں گے۔

(۱) الهادی (ہدایت کرنے والا) علی علیہ السلام۔

(۲) المهتدی (راہ راست پانے والا) حسن علیہ السلام۔

(۳) الناصر (مدد کرنے والا) حسین علیہ السلام۔

(۴) المنصور (مدد کیا ہوا) علی بن حسین علیہما السلام۔

(۵) الشافع (شفاعت کرنے والا) محمد بن علی علیہما السلام۔

(۶) النفاع (نفع پہنچانے والا) جعفر بن محمد علیہما السلام۔

(۷) الامین (امین) موسیٰ بن جعفر علیہما السلام۔

(۸) الرضا (خوشنود وراضی) علی بن موسیٰ علیہما السلام۔

(۹) الفعال (بڑے کام کرنے والا) محمد بن علی علیہما السلام۔

(۱۰) الموتمن (امانت دار) محمد بن علی علیہما السلام۔

(۱۱) العلام (بہت علم والا) حسن بن علی علیہما السلام۔

(۱۲) القائم (قیام کرنے والا) وہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھے گا۔

پھر جبرئیل نے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں اس فرشتے کی داستان اور مشکل عرض کی۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پشم کے کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے رسول خدا نے انہیں آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا:

اللّهمّ بحق هذا المولودعليك ،لابل بحقك عليه، وعلى جده محمد و ابراهيم واسماعيل واسحاق ويعقوب ان كان للحسين بن عليّ (و) بن فاطمة عندك حق فارض عن دردائيل وردعليه اجنحته ومقامه من صفوف الملائكة۔

"اے میرے معبود! اس مولود مسعود کے اس حق کے واسطے جو تیرے اوپر ہے، نہ بلکہ اس حق کے طفیل جو تیرا اس پر، اس کے جد محمدؐ اور اجداد اطہار حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر ہے، اگر حسین بن علیؑ اور ابن فاطمہ کا تیرے نزدیک کوئی مقام و مرتبہ ہے تو دردائیل پر راضی ہوجا، اس کے بال و پر اور ملائکہ کی صفوں میں اس کا مقام و مرتبہ واپس عطا فرمادے"

پس خداوند مہربان نے رحمۃ للعالمین کی دعا قبول فرمائی، اس فرشتے کو معاف کردیا اس کے بال و پر اور فرشتوں میں مقام و مرتبہ واپس کردیا۔

وہ فرشتہ جنت میں اس طرح سے مشہور ہوا کہ یہ علیؑ و فاطمہؑ کے فرزند حسینؑ کا آزاد شدہ ہے۔ (کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۸۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۴۸ جلد ۸۹ صفحہ ۱۸۴)

جناب علامہ مجلسیؒ اس روایت کی وضاحت میں لکھتے ہیں: اس روایت کے صحیح ہونے کی بناء پر سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وہ فرشتہ اس وجہ سے اس مشکل میں گرفتار ہوا تھا کہ اس طرح کا اعتقاد صرف اس کے ذہن میں تھا نہ یہ کہ اس کا عقیدہ تھا کہ خداوند متعال کے لیے کوئی مکان ہے یا اس کی اس سے مراد کہ "کیا میرے پروردگار سے اوپر بھی کوئی چیز ہے؟" یہ تھی کہ ہمارے پروردگار کے عرش سے اوپر بھی کوئی مکان یا کوئی مرتبہ ہے۔ اس اعتبار سے

اس کا ایسا عقیدہ پروردگار کی عظمت وجلالت کی شناخت میں کوتاہی کی نشاندہی کرتا ہے۔

بنابراین نفی مکان کا ذکر ان لوگوں کے وہم کو برطرف کرنے کے لیے ہے جو بعض دفعہ ایسا خیال کرتے ہیں۔ خداوند متعال دانا وحکیم ہے۔

امام حسینؑ کے صدقے صلصائیل کو پر ملے۔

(۹۶۸-۱۸) چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک آسمانی فرشتہ تھا جس کا نام صلصائیل تھا، ایک دن اللہ تعالیٰ نے اسے کسی کام کے لیے بھیجا، اس نے اس کام کو انجام دینے میں سستی سے کام لیا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے بال و پر واپس لے لیے اور اسے سمندر کے جزیروں میں سے کسی جزیرے میں آسمان بدر کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شب ولادت آئی تو اس رات فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کی کہ میرے جدا مجد حضرت محمدؐ حضرت امیر المومنین علیؑ اور جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو مبارک باد دینے کے لیے زمین پر اتریں۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں اجازت مرحمت فرمائی، وہ گروہ در گروہ عرش سے آسمان ہفتم پر اور پھر ہر آسمان سے ہوتے ہوئے مبارک باد پیش کرنے کے لیے زمین پر آئے، اس دوران فرشتہ بنام صلصائل سے ملاقات ہوئی جو ایک جزیرے میں پڑا تھا، جب اسے دیکھا تو رک گئے۔

صلصائل نے کہا: اے فرشتگان خدا! کہاں جا رہے ہو اور کس لیے تازہ ہوئے ہو؟

فرشتوں نے کہا: یاصلصائیل! قد ولدفی هذه اللیلة أکرم مولود ولدفی الدنیا بعد جده رسول اللهؐ و ابیه علیؑ وامه فاطمةؑ واخیه الحسنؑ وهو الحسین علیه السلام، وقد استاذنّا الله فی الدنیا تهنئة حبیبه محمدؐ لولده فاذن لنا۔

"اے صلصائل! آج رات اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ، والد گرامی علی

مرتضیٰؑ والدہ ماجدہ فاطمہ زہراءؑ اور برادر محترم حسن مجتبیٰؑ کے بعد دنیا میں
مبارک ترین بچہ متولد ہوا ہے، جس کا نام حسینؑ ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اس
کے حبیب حضرت محمدؐ کو اس کے بیٹے کی مبارک باد دینے کے لیے اجازت
مانگی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے"

صلصائیل نے کہا: اے فرشتگان خدا میں نے آپ کو اپنے اور اور تمہارے پروردگار خداوند متعال، اس کے حبیب محمد مصطفیٰؐ اور اس مولود کی قسم دیتا ہو کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ حبیب خدا، محمد مصطفیٰؐ کے پاس لے چلو، کہ ہم سب مل کر ان سے التماس کریں، تا کہ خدا سے دعا کریں کہ اللہ نے انھیں جو مولود عطا فرمایا ہے اس کے صدقے میں مجھے بخش دے، میرے بال و پر واپس کر دے اور مقرب فرشتوں میں میرا مقام تھا واپس کر دے۔

فرشتوں نے صلصائیل کو اپنے ہمراہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر کیا، آنحضرت کو ان کے فرزند کی مبارک باد دی، اس کے بعد اس فرشتے کی داستان عرض کی اور التماس کی، کہ اس مولود مسعود کے حق کی قسم دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تا کہ خدا اس کی خطا معاف کر دے اور اس کے بال و پر واپس کر دے اور فرشتوں میں اسے مقام و مرتبہ کے ساتھ واپس لوٹا دے۔

پیغمبر خداؐ اٹھ کھڑے ہوئے اپنی بیٹی فاطمہؑ کے ہاں آئے اور فرمایا: میرے بیٹے حسینؑ کو لائیں۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ امام حسین علیہ السلام کو لائیں اور جبکہ آپ کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے، ان کے جد رسول خداؐ نے ان کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے انھیں اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور فرشتوں کے پاس لے آئے۔

جب فرشتوں نے انھیں دیکھا تو تکبیر و تہلیل کہی اور خدا کی حمد و ثنا کی، پیغمبر خداؐ قبلہ رو کھڑے ہوئے، امام حسین علیہ السلام کو ہاتھوں پر بلند کر کے: عرض کرتے ہیں:

اللّٰھُمَّ اِنّی اَسئلکَ بِحقِّ ابنی الحسین اَن تغفر یا صلصائیل خطیئتہ،

وتجبر کسر جناحه، وترده الی مقامه مع الملائکة المقربین۔
"اے پروردگار! میں تجھے اپنے بیٹے حسین کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ صلصائیل کی خطا معاف کردے، اسے بال و پر عطا کردے اور اسے اسی مقام پر فائز کردے جو مقرب فرشتوں کے درمیان رکھتا تھا۔

(بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۸)

ہرن اپنے بچے کے ہمراہ رسولؐ کی خدمت میں

(۹۶۹۔۱۹) جناب علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں تحریر کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے:

ایک دن ایک بادیہ نشین عرب رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، اور عرض کرتا ہے: اے رسول خداؐ! میں نے ہرن کا بچہ شکار کیا ہے، وہ آپ کے دونوں بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پیغمبر خدا نے قبول کرتے ہوئے اس کے لیے دعا خیر کی۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کے پہلو میں کھڑے تھے، انہوں نے ہرن کا بچہ مانگا، رسول خداؐ نے وہ بچہ انہیں عطا فرمایا، زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت امام حسینؑ بھی تشریف لے آئے، انہوں نے اپنے بھائی حسنؑ کو ہرن کے بچے کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو فرمایا:

"بھائی جان! یہ ہرن کا بچہ کہاں سے لائے ہو؟"

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا: مجھے میرے نانا رسول خداؐ نے عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام رسول خدا کی طرف دوڑ کر گئے اور کہا:

"اے نانا جان! آپ نے میرے بھائی کو ہرن کا بچہ عطا کیا ہے کہ وہ اس سے کھیل رہے ہیں، کیا مجھے بھی اس طرح کا عطا نہیں فرمائیں گے؟"

حضرت امام حسینؑ نے اپنی خواہش کا بار بار اظہار کیا، رسول خدا خاموش تھے،

درحالانکہ اپنے فرزند کی دل داری کرتے رہے اور محبت آمیز گفتگو کرتے رہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس قدر اصرار کیا کہ قریب تھا گریہ کرنے لگ جاتے۔

راوی کہتا ہے: اچانک اسی وقت مسجد کے دروازے سے آواز آئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہرنی اپنے بچے کے ہمراہ آرہی ہے، جس کے پیچھے ایک بھیڑیا لگا ہوا ہے جو ان دونوں کو رسول خداؐ کی طرف لا رہا ہے۔

جب وہ رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے تو ہرن نے فصیح زبان میں کہا:

یارسول اللہ! میرے دو بچے تھے، ایک کسی شکاری نے شکار کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا دیا ہے، یہ ایک بچہ میرے پاس باقی تھا، جس سے میرا دل لگا ہوا تھا، ابھی اسے دودھ پلانے میں مصروف تھی کہ اچانک کیا سنتی ہوں، کہ کسی کہنے والے نے کہا:

أسرعی أسرعی یاغزالۃ ! بخشفك الی النبی محمدؐ واوصلیه سرلعیاً لان الحسینؑ واقف بین یدی جدہ وقدھمّ ان یبکی والملائکۃ باجمعھم قدر فعوا رؤوسھم من صوامع العبادۃ ، ولو یبکی الحسینؑ لبکت الملائکۃ المقربون لبکائه۔

”اے ہرنی! جلدی کھڑی ہو جاؤ اور اپنا بچہ فوراً رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں پہنچاؤ، کیونکہ ان کا بیٹا حسینؑ اپنے جد بزرگوار کے سامنے کھڑا ہوا ہے، عنقریب ہے کہ گریہ کرنے لگے تمام فرشتوں نے اپنے سر عبادت سے اٹھا لیے ہیں اور اس منظر کو دیکھ رہے ہیں، اگر حسینؑ گریہ کرنے لگ گیے تو تمام فرشتے ان کے گریہ کرنے سے رونے لگیں گے۔

اسی طرح میں نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

”اے ہرن! قبل اس کے کہ حسینؑ کے اشک چہرے پر جاری ہوں،

جلدی سے اپنے آپ کو ان کی خدمت میں پہنچاؤ ورنہ اس بھیڑیے کو
تمہارے اوپر مسلط کر دوں گا، وہ تمہیں اور تمہارے بچے کو کھا جائے گا"

اے رسول خداؐ میں نے بہت لمبا سفر کیا ہے اور جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ امام حسینؑ کے چہرے پر آنسو جاری ہونے سے قبل میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئی۔

اس دوران رسول خداؐ کے اصحاب نے تہلیل و تکبیر بلند کی، پیغمبر خدا نے ہرن کے لیے دعائے خیر کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہرن کا بچہ پکڑا اور اپنی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بانو بزرگ بھی خوشحال و مسرور ہوئیں۔
(بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۲)

(۷۰-۹۷۰) عالم بزرگ جناب سید نعمۃ اللہ جزائری کتاب "زہر الربیع" میں رقمطراز ہیں:
ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط پیش کیا، جس میں اپنی حاجت تحریر کی ہوئی تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:
"حاجتك مقضية - آپ کی حاجت پوری ہو چکی ہے"

اس شخص نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ کیا یہ بہتر نہ تھا کہ آپ میرا خط پڑھتے اور میری ضرورت کے مطابق مجھے عطا کرتے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:
يسألني الله تعالى عن ذلّ مقامه بين يدي حتى اقرأ رقعته
"اللہ تعالیٰ میرے سامنے اس کی ذلت و خواری کا سوال کرے گا، یہاں تک کہ میں اس کا خط پڑھوں" (معالی السبطین صفحہ ۶۵)

امام حسینؑ کے سر اقدس سے آواز

(۹۷۱_۳۱) کتاب صراط مستقیم میں تحریر کرتے ہیں:

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس شہر دمشق میں لایا گیا تو ایک شخص نے اس سر مطہر کے پاس آیہ کریمہ کی تلاوت کی:

اَم حَسِبتَ اَنَّ اَصحابَ الکَھفِ وَالرَّقِیمِ کَانُوا مِن ایا تنا عَجباً

(سورہ کہف آیہ ۹)

" تمہارا خیال ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیز نشانیاں تھے"

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے سر مطہر کو قوت گویائی عطا فرمائی تو آپ نے عربی زبان میں کہا: اعجب من الکھف قتلی و حملی.

"اصحاب کہف سے تعجب انگیز تر میرا قتل اور میرا سر اٹھایا جانا ہے"

(الصراط مستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

کیا قاتل حسینؑ شفاعت کا امیدوار ہے؟

(۹۷۲_۲۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اعمش کہتے ہیں::

میں نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، جو کہہ رہا تھا خداوند! مجھے بخش دے اور میں جانتا ہوں کہ تو ہرگز مجھے معاف نہیں کرے گا۔

• میں نے اس سے پوچھا: تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟

اس نے کہا:

میں ان لوگوں میں سے تھا جن کے ذمہ لے کام لگایا گیا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اٹھا کر یزید (لعنۃ اللہ علیہ) کے پاس لے جاؤ، دوران سفر ایک بت خانے کے پاس قیام کیا، وہاں پر دسترخوان بچھایا کہ کھانا وغیرہ کھائیں، اچانک ہم نے دیکھا کہ

ایک ہاتھ دیوار سے نکلا جس نے تحریر کیا۔

أترجو امة قتلت حسیناً ۔شفاعة جدّہ یوم الحساب؟

''کیا وہ امت جس نے حسین کو قتل کیا وہ روز قیامت اس کے جد سے شفاعت کی امید رکھتی ہے؟''

ہمارے اوپر خوف طاری ہوگیا اور ہم وحشت زدہ ہو گئے، ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس ہاتھ کو پکڑنا چاہا، لیکن وہ چھپ گیا، جب ہم مجلس یزید میں داخل ہوئے تو مجھے رات کو حفاظت کرنے پر بٹھا دیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت آدمؑ ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور حضرت محمدؐ فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ نازل ہوئے۔

جبرئیل نے ہر کسی پر صور پھونکا، وہ تمام کے تمام مر گئے لیکن جب جبرئیل میرے نزدیک آیا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا: دعه لاغفر الله له ''اسے چھوڑ دو، خدا اسے نہ بخشے پس اس نے مجھے چھوڑ دیا''۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

خاتمہ

اس حصے کو حضرت آیت اللہ جناب جعفر شوشتری علیہ الرحمۃ کی گفتگو کے ساتھ ختم کرتے ہیں، انہوں نے کتاب ''الخصائص الحسینیہ'' میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی پچاس خصوصیات ذکر کی ہیں، ہم یہاں پر ان بعض کو ذکر کرتے ہیں جو حضرت امام حسین کی زیارت کرنے کے اسرار اور اجر و پاداش کے بارے میں وارد ہوتی ہیں۔

وہ اپنی بہترین کتاب میں رقمطراز ہیں:

زائر حسینؑ کی ضمانت

(۱) جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا، پیغمبر خدا نے اسے ضمانت دی ہے کہ وہ روز قیامت اس کی زیارت کریں گے۔

رسول خدا فرماتے ہیں:

ضمنت علی اللہ وحقّ علیّ ان ازور من زارہ فآخذ بعضدہ فانجیہ من اھوال القیامۃ وشدائد حتی اُمیر فی الجنۃ۔

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضامن ہوں اور میرے اوپر لازم ہے کہ قیامت کے دن اپنے بیٹے حسینؑ کے زائر کی زیارت کروں اور اسے قیامت کی سختیوں اور شدائد سے نجات دلاتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بہشت میں داخل کروں" (الخصائص الحسینیہ صفحہ ۱۵۹، بحارالانوار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۲۳)

(۲) روایت میں مذکور ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

من زاری فی حیاتہ زرتہ بعد وفاتہ وان وجدتہ فی النار اخرجتہ

(بحارالانور جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۶)

"جو کوئی اپنی زندگی میں میری زیارت کرے، میں اس کی موت کے بعد اس کی زیارت کے لیے آؤں گا .... اگر وہ آگ (جہنم) میں ہو گا تو اسے نجات دلاؤں گا"

حضرت آیۃ اللہ جعفری شوشتری کہتے ہیں: یہ زائر امام حسین علیہ السلام کی آخری حالت ہے اور یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ (الخصائص الحسینیہ صفحہ ۱۹۵)

کربلا کے بارے میں امام سجاد کا قول

(۳) اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پیدا کیا اور زمین کو پھیلانے سے قبل اسے حرم اور قابل احترام قرار دیا، لیکن کربلا کے بارے میں حضرت امام سجاد علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اتخذ اللہ ارض کربلا حرماً آمنا مبارکاًقبل ان یخلق اللہ ارض الکعبۃ وتیخذھا حرماً باربعۃ وعشرین الف عام، وانّہ اذا زلزلاللہ تبارك وتعالی الارض وسیرّھا رفعت کما

ھی بتر بتھا نورانیة صافیة۔

"خداوند متعال نے آفرینش کعبہ سے چوبیس ہزار سال قبل ارض کربلاء کو بطور حرم امن ومبارک منتخب کرلیا، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہلایا تو ارض کربلاء کو اس کی نورانی وشفاف تربت کے ہمراہ اوپر اٹھایا لیا اوراسے بہشت کے بہترین باغات میں رکھا"

بے شک یہ سرزمین بہشت کے باغات میں ایسے چمکتی ہے جیسے ستاروں کے درمیان درخشند ستارے چمکتے ہیں، اس سرزمین کا نور بہشتیوں کی آنکھیں خیرہ کرتا ہے اور یہ زمین بلند آواز سے کہتی ہے:

انا ارض اللہ المقدسة الطیبة المبارکة الّتی تضمنت سید الشہداء وسید شباب اھل الجنة۔

"میں ایک پاک اور مقدس سرزمین ہوں کہ میں نے شہیدوں کے سردار اوراہل جنت کے آقا ومولیٰ کو اپنی گود میں سلاؤں گی"

(کامل الزیارۃ صفحہ ۲۵۱، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۰۸، الخصائص الحسینیہ صفحہ ۲۴۰)

سرزمین کربلا کی فضلیت

(۴) سرزمین مکہ قدرت خدا سے گویا ہوئی اوراس عزت وعظمت جو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت وعظمت بخشی اس کی وجہ سے اپنے اوپر فخر کرتے ہوئے کہتی ہے:

کون سی سرزمین ہے جو میری طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر میرے اوپر بنایا ہے کہ لوگ دور دور سے میری طرف آتے ہیں اور مجھے حرم امن قرار دیا ہے۔ (کربلا کو اس پر برتری حاصل ہے جب سرزمین مکہ نے اپنے اوپر فخر کیا) تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی:

"(اے سرزمین مکہ) آرام کر، جو کچھ تمہیں عطا ہوا ہے اس پر فخر وناز مت کر، میں نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے یہ سرزمین کربلا کے مقابلے میں

سوئی کے ساتھ لگے ہوئے اس پانی کے قطرے کے برابر ہے جسے سمندر میں ڈال کر نکالا جائے"

ولولا تربه كربلا ما فضّلتك ولولا من تضمنه ارض كربلا ماخلقتك ولاخلقت البيت الّذى به افتخرت۔

"اگر خاک کربلا نہ ہوتی تو تمہیں عظمت وفضیلت عطا نہ کرتا، اگر وہ نہ ہوتا جسے کربلا نے اپنے اندر جگہ دی ہے تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی اس گھر کو خلق کرتا کہ جس پر تو فخر کر رہی ہے"

"پس آرام سے اپنی اوقات میں رہ، خاضع خاشع ہو کر رہ اور زمین کربلا کے مقابلے میں فخر فروشی مت کر، ورنہ تمہیں زمین سے اٹھا کر آتش جہنم میں ڈال دوں گا" (کامل الزیارات صفحہ ۴۴۹، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۰۶، الخصائص الحسینیہ صفحہ ۴۳۰)

خانہ کعبہ دلوں کے لیے مقناطیس

(۵) خداوند قدوس نے خانہ کعبہ کو دلوں کے لیے مقناطیس قرار دیا ہے کہ وہ دلوں کو دور ونزدیک سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور دلوں میں بھی اس تک پہنچنے کی آرزو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِم ۔ (ابراہیم آیہ ۳۷)

"اب لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے"

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی شیعوں کے دلوں کے لیے مقناطیس ہیں، وہ اپنے دلوں میں آنحضرت کے لیے ایک خاص قسم کی کشش محسوس کرتے ہیں۔ یہ چیز اپنے وجدان کی طرف رجوع کرنے سے آشکار ہوتی ہے۔

مولف اب ہم یہاں پر ان اسرار وفضائل کو ذکر کرتے ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں روایات میں وارد ہوئے ہیں۔

زیارت حسینؑ کا ثواب (۹۰) حج کے برابر

(۱) جناب شیخ ابن قولویہ کتاب ''کامل الزیارات'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ایک دن حضرت امام حسینؑ اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت ان کے ساتھ کھیل رہے تھے اور دونوں مسکرا رہے تھے۔

اس دوران حضرت عائشہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو اس بچے کے ساتھ کس قدر الفت و محبت ہے؟

رسول خدا نے فرمایا: ویلك ! وكيف لاٰ حبه ولا أعجب به ؟ وهو ثمرة فؤادي وقرة عيني ؟ اما انّ امتي ستقتله، فمن زاره بعد وفاته كتب الله له حجة من حججي۔

''تمہارے اوپر افسوس ہو! اس کے ساتھ کیسے مہر و محبت نہ کروں؟ وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھوں کا نور ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! عنقریب میری امت اسے قتل کر دے گی۔ پس جو کوئی بھی اس کی شہادت کے بعد اس کی زیارت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں میرے حج کا ثواب لکھ دے گا''

عائشہ نے حیران ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے حجوں میں سے ایک حج؟

رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں، میرے حجوں میں سے دو کا ثواب۔

حضرت عائشہ نے مزید حیران ہو کر کہا: آپ کے حجوں میں سے دو کا ثواب۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں، میرے حجوں میں سے چار کا ثواب۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت عائشہ مسلسل تعجب کرتی رہی اور پیغمبر خدا حجوں میں اضافہ کرتے گئے یہاں تک کہ نوے (۹۰) حج بمع عمرہ ذکر فرمائے۔

(کامل الزیارات صفحہ ۱۴۳، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۶۰)

زائر امام حسینؑ کی فضیلت

(۲) جناب شیخ ابن قولویہ اپنی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں (جیسا کہ کتاب "مزار کبیر" "مزار سید بن طاؤس" میں مذکور ہے) کہ آنحضرت نے مفضل یا جابر سے فرمایا:

کم بینك وبین قبر الحسین عیه السلام۔

"آپ کی رہائش اور قبر مطہر حضرت امام حسینؑ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟"

اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایک دن سے کچھ زیادہ کی مسافت ہے۔

حضرت نے فرمایا:

"کیا آنحضرت کی قبر کی زیارت کرتے ہو؟"

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: ألاأبشرك ألاأفرحك ببعض ثوابه؟

"کیا تمہیں خوش خبری سناؤں اور آنحضرت کی زیارت کا کچھ ثواب بیان کر کے تمہیں خوش کروں؟"

اس نے عرض کیا: ہاں آپ پر قربان جاؤں۔

آنحضرت نے فرمایا: ان الرجل منکم لیا خذفی جهازه ویتهیأ لزیارته فیتبا شربه اهل السمآء ، فاذا خرج من باب منزله راکبا او ماشیا وکّل الله به الف آلاف ملك من الملائكة یصلّون علیه حتی یوافی قبر الحسین علیه السلام۔

"آپ شیعوں میں سے جب کوئی سامان سفر باندھے اور آنحضرت کی قبر کی زیارت کے لیے آمادہ ہو جائے تو اہل آسمان اسے خوش خبری دیتے ہیں، جب وہ گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے خواہ سوار ہو یا پیدل، اللہ

تعالیٰ ایک لاکھ فرشتوں کے ذمہ لگاتا ہے کہ جب تک مرقد مطہر امام حسین علیہ السلام تک نہ پہنچ جائے اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں"

اے مفضل! جب قبر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام پر پہنچ جاؤ تو دروازے پر کھڑے ہو کر یہ کلمات ادا کرو، کیونکہ ہر کلمہ کے عوض رحمت خدا تیرے نصیب ہو گی۔ پھر آنحضرت نے ان کلمات کو ادا فرمایا:

جس وقت بھی آنحضرت کی قبر مطہر کی طرف چلو گے ہر قدم جو بھی زمین سے اٹھاؤ گے اور پھر رکھو گے، تمہیں ان لوگوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا جنہوں نے راہ خدا میں جنگ کی ہو اور خون میں لت پت ہوئے ہوں قبر پر پہنچ کر جب سلام پڑھو تو ہاتھ سے مس کرتے ہوئے اس طرح کہو:

السلام عليك يا حجة الله في سمائه وارضه۔

"اے آسمان و زمین پر خدا کی حجت آپ پر سلام ہو"

اس کے بعد نماز میں مشغول ہو جاؤ، اس مقام مقدس پر نماز کا ثواب ان کی طرح ہے جنہوں نے ہزار حج و عمرہ بجالایا ہو، ہزار غلاموں کو آزاد کیا ہو اور گویا کہ اس نے کسی پیغمبر مرسل کے ہمراہ ہزار مرتبہ جہاد کیا ہو۔

جب تم قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے واپس آؤ گے تو منادی نداء دے گا اگر تم نے وہ آواز سن لی تو تمام عمر قبر مطہر امام حسین کے پاس رک جاؤ، وہ منادی کہے گا۔

طوبى لك ايها العبد! قد غنمت وسلمت، وقد غفر لك ما سلف فاستأنف العمل۔

"اے بندے! تمہارے لیے خوش خبری ہے! تو بے نیاز ہو گیا اور تو نے ہر قسم کی آفت سے رہائی حاصل کر لی ہے، تمہارے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو گئے ہیں، پس اپنے اعمال کو از سر نو شروع کرو"

پس آنحضرت کا زائر اگر اسی سال یا اسی شب یا اسی روز فوت ہو تو اس کی روح کو قبض کرنا خداوند متعال کے ذمہ ہے، جس وقت زائر اپنے گھر کی طرف واپس آتا ہے تو فرشتے اس کے ہمراہ ہو جاتے ہیں، دوران سفر اس کے لیے استغفار کرتے اور اس پر درود بھیجتے ہیں جب وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے، جسے تیرے پیغمبر کے فرزند کی زیارت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے، یہ تو اپنے گھر پہنچ گیا ہے، اب ہم کدھر جائیں؟

اس وقت آسمان سے ندا آئے گی:

یا ملائکتی ! قفوا بباب عبدی، مسّجوا او قدّ سوا واکتبوا ذلك فی حسنا ته الی یوم یتوفی۔

"اے میرے فرشتو! میرے عبد کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اس کی موت تک تسبیح و تقدیس کرتے رہو اور اس عمل کا اجر و ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج کرتے رہو"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: فرشتے مسلسل زائر امام حسینؑ کے گھر کے دروازے پر کھڑے رہیں گے، خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہیں گے اور اس عمل کا ثواب اس زائر کے نامہ حسنات میں درج کر دیں گے۔

جب یہ زائر دنیا سے جائے گا تو فرشتے اس کے جنازے کے پاس غسل و کفن اور دفن میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اے پالنے والے! ہمارے ذمہ لگایا تھا کہ تیرے بندہ کے دروازے پر کھڑے رہیں، وہ تو دنیا سے چلا گیا ہے، اب ہم کدھر جائیں؟

تو آواز آئے گی۔

یا ملائکتی ! وقفوا عبدی بقبری مسجوا و قدّ سوا واکتبوا ذلك فی حسناته الی یوم القیامة۔

"اے میرے فرشتو! تا قیام قیامت میرے بندے کی قبر کے پاس کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو اور اس عمل کا اجر و ثواب اس کے نامہ حسنات میں رقم کرتے جاؤ"

(کامل الزیارات صفحہ ۲۷۴، مصباح الزائر صفحہ ۲۵۲ بحار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۶۳)

مولف: جو کہا گیا ہے کہ جب حرم مطہر کے دروازے پر پہنچو تو پڑھو، اس سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کی دسویں زیارت ہے، جسے علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب "التحفہ" میں نقل کیا ہے۔

زائر اہل بیت کے لیے مخصوص بخشش

(۳) میرے استاد بزرگوار اور بلند پایہ محدث جناب مرزا حسین نوری اپنی کتاب "مستدرک الوسائل" میں تحریر کرتے ہیں:

سلمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ فی کل یوم و لیلۃ مائۃ الف لحظۃ الی الارض یغفر لمن یشآء منہ و یعذّب من یشآء منہ و یغفر لزائری قبر الحسین بن علی علیہ السلام خاصتہ و الاھل بیتھم و لمن یشفع لہ یوم القیامۃ کائنات من کان۔

"بے شک اللہ تعالیٰ شب و روز میں ایک لاکھ مرتبہ ساکنین زمین پر نگاہ فرماتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے لیکن قبر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام، ان کے خاندان کے زائرین اور روز قیامت ان کی شفاعت پانے والوں کے لیے خواہ کوئی بھی ہو مخصوص بخشش و مغفرت ہے"

میں نے عرض کیا: خواہ دوزخ کا مستحق ہی کیوں نہ ہو؟

آپ نے فرمایا: وان کان ، مالم یکن ناصباً۔

"ہاں، البتہ ناصبی نہ ہو"

(کامل الزیارات صفحہ ۳۲۱، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۲۷، المستدرک جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۸)

زائر کے لیے جناب فاطمہؑ دعا کرتی ہیں

(۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ داؤد بن کثیر کہتے ہیں:

صادق آل محمدؑ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

انّ فاطمة بنت محمدؐ تحصر زوّارَ قبر ابنها الحسینؑ

متستغفر لهم ذنوبهم۔

"بے شک فاطمہؑ بنت محمدؐ اپنے بیٹے حسینؑ کے زائر کی قبر کے پاس

تشریف لے جاتی ہیں اور اس کے گناہوں سے طلب مغفرت فرماتی ہیں"

(کامل الزیارات صفحہ ۲۳۱، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۵۵، المستدرک جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۱)

زائر امام روز قیامت شفاعت کرے گا

(۵) مذکورہ کتاب میں سیف بن تمار سے روایت ہے وہ کہتا ہے: میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

زائر الحسینؑ شفع یوم القیامة مائة رجل ، کلهم قد وجبت

لهم النار ممن کان فی الدنیا من المسرفین۔

"امام حسین علیہ السلام کا زائر روز قیامت ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا

اور اس کی شفاعت ان تمام لوگوں کے بارے میں قبول کی جائے گی جو

مستحق دوزخ اور دنیا میں اسراف کرنے والے تھے"

(کامل الزیارات صفحہ ۲۰۹، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۷۷، المستدرک جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳)

رسول خداؐ کی زیارت امام حسینؑ کی زیارت ہے

(۶) مذکورہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک صحابی سے نقل ہے:

من سرّہ ان ینظر الی اللّٰہ یوم القیامۃ وتھون علیہ سکرۃ الموت وھول المطّلع فلیکثر زیارۃ قبر الحسینؑ فانّ زیارۃ الحسینؑ زیارۃ رسول اللّٰہ۔ (کامل الزیارات صفحہ ۱۴۲ بحارالانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۷۷)

"جو پسند کرتا ہے کہ روز قیامت خدا کو دیکھے، سکرات موت اور روز قیامت مواقف آسان ہو، پس وہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے بہت زیادہ جائے کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا رسول خداؐ کی زیارت کرنا ہے"

(علامہ مجلسی اس روایت کی تشریح میں بیان کرتے ہیں کہ خدا کو دیکھنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت وکرامت ہے یا اس کے اولیاء کو دیکھنا مراد ہے یا کشش فکری وقابلیت کے مطابق انسان کی شناخت بنائی ہے خدا کے بارے میں)(سکرات موت سے مراد سختیاں ہیں جو انسان موت کے وقت برداشت کرتا ہے)۔

امام حسینؑ کا مقام صرف اللہ جانتا ہے

(۷) میرے ایک اہل علم دوست مورد اعتماد گذشتہ علماء میں سے کسی ایک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عالم خواب میں دیکھا۔

روز قیامت برپا ہے، ہر گروہ کے لوگ محشور ہو رہے ہیں اور حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو رہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے مقام ومرتبہ اور اجر وثواب کے بارے میں سوال کرتا ہے یہاں تک کہ مقام شہید کے بارے میں پوچھتا ہے، اسے ان کا مقام ومرتبہ دکھایا جاتا ہے۔

آخر کار شہیدوں کے آقا ومولیٰ سید الشہداء صلوات اللہ علیہ کے مقام ومرتبہ کے

بارے میں پوچھتا ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوتا ہے: بے شک میرے نزدیک اس کا ایسا مقام ومرتبہ ہے جسے میرے اور اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے۔

امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب حج کے برابر کیوں؟

(۹) میرے ایک صاحب سخن وقلم دوست مجھ سے پوچھتے ہیں:

اکثر روایات میں کیوں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا اجر وثواب حج کے برابر قرار دیا گیا ہے۔؟

میں نے جواب میں کہا: دین خدا کے دشمنوں اور بنی امیہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قلب نازنین کو اذیت پہنچائی اور روز عرفہ سے کچھ دن قبل آپ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کردیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؑ کے دشمنوں کی ناک زمین پر رگڑی اور حقیقت حج کو تبدیل کرکے آپ کی زیارت کا ثواب حج کے ثواب سے کئی گناہ زیادہ کردیا۔

ہم بھی حضرت امام حسینؑ کے کلمہ حق کی سربلندی اور روز بروز باطل کی سرنگونی پر خداوندمتعال کے شکرگزار ہیں۔

امام حسین کیوں اہل خانہ کو ہمراہ لائے؟

(۱۰) ایک اہل ادب خطیب نے مجھ سے سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی روانگی کے اسرار پوچھے کہ آپؑ کیوں اپنے خاندان کو ہمراہ لے کر کربلا گئے اور اپنے شیر خوار کو راہ خدا میں قربان کردیا، درحالانکہ آپ جانتے تھے کہ قتل ہوجائیں گے؟

میں نے جواب میں کہا: ہر قانون کا ادب واحترام ہے اور اس کے پیروکاروں پر لازم وضروری ہے کہ اس کا احترام کرتے ہوئے اس کی پیروی کریں اور اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ قانون کا احترام کرنے سے متعلق لوگوں کے تین گروہ ہیں۔

(الف) قانون کے احترام کی بلند ترین حد یہ ہے کہ اس کی حفاظت کرنے میں اپنے آپ کو قربان کردے۔

(ب) کم ترین حد یہ ہے کہ اس کے بارے میں کسی قسم کی کوئی پرواہ نہ کرے۔

(ج) درمیانی حد یہ ہے کہ اس کا متوسط حد تک احترام کرے۔

اس اعتبار سے دنیا و جہان میں جتنی بھی حکومتیں قائم ہیں، انہوں نے کچھ قوانین بنائے ہیں اور ان قوانین کے احترام اور ان کی قدر قیمت کے قائل ہیں، اس اصل کلی کا کوئی بھی منکر نہیں ہے، یہ تو بات ہے دنیاوی قوانین وضوابط کی، اس کے مقابلے میں قانون الٰہی مثل قرآن کس قدر قدر و قیمت اور ارزش رکھتا ہے؟ اس قانون الٰہی کے محافظ و نگہبان مجاہدین کے آقا و مولیٰ اور سید الشہداء حضرت امام حسینؑ ہیں، جنھوں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ کربلاء کی طرف ہجرت فرمائی تاکہ اپنے اس مقدس عمل سے دین اور قانون الٰہی کی شان و شوکت اور عظمت لوگوں پر واضح کریں اور مغرض اور بے دین لوگوں کے طرز عمل پر خط بطلان کھینچ دیں۔

ہاں، آنحضرت نے اپنی مجاہدت و مہاجرت کے ذریعے اس مقدس و عظیم تحریک کی بنیاد رکھی، جو دین مبین اسلام کی تجدید کا سبب بنی گویا آپ نے اس مقدس تحریک اور اپنے عزیزوں اور اصحاب کے پاک و پاکیزہ خون کے ذریعے نابود شدہ دین کو حیات نو عطا کی۔

چونکہ یہ معلوم تھا کہ بعض مغرض و شکی لوگ اس مقدس تحریک کا انکار کریں گے، جیسا کہ مغرضین ملحدین نے امیر المومنین مولیٰ علی علیہ السلام کی امارت و امامت کا انکار کیا جس کا اعلان روز غدیر خم ہزاروں کے اجتماع میں کیا گیا۔ اسی وجہ سے اس علت احیاء کی بقاء کے لیے ایک اور علت کی ضرورت ہے تاکہ یہ پاک و مقدس تحریک دنیا میں زندہ رہ سکے۔

ظاہری سی بات ہے کہ بے مثال تحریک آنحضرت کے محبین کی طرف سے مجالس عزاداری برپا کرنے کی وجہ سے زندہ ہے۔ درواقع مجالس عزا کا قیام اس مقدس تحریک کی بقاء کی علت اور تکمیل کا سبب ہیں۔

دین مبین کی بقاء کا سبب

بناء بریں دین مبین اسلام کی بقاء دو تحریکوں کے سبب سے ہے۔

(۱) حضرت امام حسین علیہ السلام کی بے مثال اور مقدس تحریک ہے، جس کی آبیاری آپ نے اپنے عزیزوں اور اصحاب کے پاکیزہ و مطہر خون سے کی۔

(۲) وہ پاک و پاکیزہ تحریکیں جو مجالس عزاداری و تعزیہ خوانی کے لیے قیام میں لائی گئیں، جو اس مقدس تحریک کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون ہیں۔

اس جہت سے اہل دین بلکہ ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ ان امور کی حفاظت کے لیے قیام کرے جو امر الٰہی کے فروغ اور سیرت معصومین علیہم السلام کے احیاء کا سبب ہوں۔

درواقع ایسی محافل ومجالس برپا کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہائے افسوس لوگوں نے ان مقدس ہستیوں سے وہ مقام چھین لیا جو خدا نے انہیں عطا کیا تھا، کاش ہم ہوتے اور آنخضرت کی راہنمائی میں دشمنان خدا سے جہاد کرتے ۔ عزاداری کا قیام اس بات کی تائید ہے کہ یہ بزرگ ہستیاں امت کی سرپرستی و ولایت کے لائق تھیں۔ یہ کام شکر گزاری ہے ان حقوق سے جو ان کے لوگوں پر تھے اور پیغمبر خداؐ اور ان کی پاکیزہ آل کے لیے صلہ اور معصومین علیہم السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہے۔

اسی وجہ سے معصومین علیہم السلام نے مختلف موارد میں خوبصورت انداز سے لوگوں کو ترغیب وتشویق دلائی کہ ان مقدس محافل واجتماعات کو برپا کریں۔ ارشاد ہے:

فانّ فی اجتماعکم و مذاکراتکم احیاء امرنا وخیر الناس بعد نامن ذاکر بامرنا ودعاالی ذکرنا۔ (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۰۔بحار جلد ۷۴ صفحہ ۳۵۴)

"بے شک آپ لوگوں کے اجتماعات و مذاکرات میں ہمارے امر کا احیاء ہے ہمارے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہمارے امور کا تذکرہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ہماری طرف دعوت کرتے ہیں" ایک اور روایت میں ہے:

"ھل العیش الّاھذا ؟ کیا ہماری یاد کے علاوہ بھی زندگی کوئی چیز ہے؟"

ایک اور روایت میں ہے:

شیعتنا منّا موضافون الینا فلھم معنا قرابة خاصة ، رضوابنا آئمة ، ورضینا بھم شیعة ، یخر نھم خزننا، ویسرّ حلم سرورنا ، ونحن نظلع علی احوالھم ونتألم لتاً لمھم۔

"ہمارے شیعہ ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف ہیں، وہ ہمارے ساتھ مخصوص قرابت رکھتے ہیں، وہ ہماری امامت پر راضی ہیں اور ہم بھی ان کے پیروی کرنے سے راضی ہیں، ہمارا غم و اندوہ انہیں غمگین و محزون کرتا ہے اور ہماری خوشی و مسرت انہیں خوش حال و مسرور کرتی ہے۔ ہم ان کے حالات سے آگاہ ہیں اور ان کی ناراحتی سے ناراحت ہوتے ہیں"

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

من احبّنا بقلبه واخذ منا بیده ولسانه فھو معنا فی الغرفة الّتی نحن فیھا۔

(بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۱)

"جو کوئی بھی اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہاتھ و زبان کے ذریعے ہماری خدمت کرتا ہے، وہ بہشت میں مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہمارے حجرہ میں ہوگا"

اس بناء پر ان کی مدد کرنا کسی خاص مورد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ہر ایسا عمل ان کی نصرت شمار ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو اس خاص لطف و عنایت یعنی خلافت کبریٰ کی طرف متوجہ کرے، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔

یہاں پر اشکال نہیں کرنا چاہیے کہ شاید عزاداری کی بعض اقسام لہو ولعب ہیں کیونکہ وہ دلوں کو رولانے اور محزون کرنے کا ایک ذریعہ ہے، عزاداری کی ایسی قسم مخصصا

موضوع سے خارج ہے۔ البتہ یہ سوال کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو معلوم تھا کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے، پس ایسا اقدام کیوں کیا ہے؟

اس کے جواب میں کہیں گے کہ شرعی احکام کا تعلق حضرت امام حسینؑ کے ظاہری علم سے تھا،، وہ آنحضرتؑ کے علم غیبی سے متعلق نہیں تھے۔

جب بزرگان کوفہ کے مسلسل خطوط سے ان کی اطاعت وفرمان برداری کا یقین ہو گیا کہ انہوں نے اپنی مرضی سے ایسا قدم اٹھایا ہے، انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا، بلکہ ابتدائی طور پر خود امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔

آنحضرت ظاہری طور پر مجبور ہو کر مدینہ سے نکلے اور دین خدا کی بقاء کے لیے قیام کیا۔

پس عقلی و شرعی اعتبار سے ہمارے اوپر لازم ہے کہ امام مظلوم سید الشہداء کی عزاداری برپا کر کے اس احسان کا شکر ادا کریں، تا کہ اس مقدس کام میں آنحضرت کے ساتھ شریک ہوں اور خدا کے فرمان هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (رحمٰن آیہ ۶٠) "کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ اور ہو سکتا ہے؟" کی اطاعت کریں۔

علاوہ ازیں ایسی مجالس کا برپا کرنا عظیم ترین شعائر دین اور آیہ کریمہ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ .(حج آیہ ۳۲)

"جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل کے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی" کا واضح اور روشن ترین مصداق ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ ہم نے جو روایت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں بیان کی ہے یہ اس روایت سے بالکل کوئی منافات نہیں رکھتی جو کتاب "اصول کافی" میں نقل ہوئی ہے، اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ معصومین علیہم السلام کے تمام افعال خدا وند متعال کی طرف سے معین ہوتے ہیں۔



چھٹا حصّہ

پیامبر ثقلین کی آنکھوں کے نور

عبادت گزاروں کی زینت

حضرت علی بن الحسین

صلوات اللہ علیہ

کے مناقب وفضائل کے سمندر سے ایک

قطرہ

امام سجادؑ کا حسن سے سلوک

(۹۷۳ـ۱) قاضی نعمان اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے:

ایک دن حسن نامی حضرت امام سجاد علیہ السلام کے سامنے اس طرح کھڑا ہوا کہ آپ اس کی آواز سن سکتے تھے، اس نے لوگوں کی موجودگی میں آنحضرت کو برا بھلا کہنا شروع کردیا۔

امام سجادؑ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، حتی کہ ایک حرف تک نہ کہا، آنحضرت کے بعض اصحاب جو وہاں موجود تھے بہت ناراحت اور غمگین ہوگئے جب حسن چلا گیا تو حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

"آپ لوگوں نے سنا کہ اس شخص نے کیا کہا ہے؟"

انہوں نے کہا: ہاں ہم نے سنا ہے اور ہمیں بہت دکھ پہنچا ہے، ہم چاہتے تھے کہ آپ اسے کچھ کہیں تا کہ ہم بھی اسے کچھ کہہ سکتے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔

(آل عمران آیہ ۱۳۴)

"جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

پھر فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ باہم اس کے گھر جائیں تاکہ تم لوگ میرا
جواب بھی سنو کیونکہ اس اجتماع میں جواب دینا مناسب نہیں تھا"

آنحضرت کے اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چل پڑے، انہوں نے سوچا کہ آنحضرت اس سے انتقام لیں گے، جب اس کے گھر پہنچے، دق الباب کیا تو حسن خود باہر آیا، جب اس نے امام سجاد علیہ السلام کو اپنے ساتھیوں سمیت دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ آپ اس سے انتقام لینے کی غرض سے آئے ہیں اسی وجہ سے اس نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔

حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

"اے برادر آرام کرو! جو کچھ تم نے وہاں پر کہا تھا، ہم نے سنا، اب ہم کہیں گے، تم سنو" آپ نے فرمایا:

ان کان الذی قلت کماقلت فانی اسأل اللہ یغفرہ لی، وان لم یکن ذلک کماقلت، فانا اسأل اللہ ان یغفرہ لک۔

"اگر میں اس طرح سے ہوں جو تو نے میرے بارے میں کہا ہے، تو میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اگر ایسا نہیں ہوں تو پھر خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے معاف کر دے"

حسن، حضرت امام سجاد علیہ السلام کی گفتگو سن کر شرمندہ ہوا اور کھڑا ہو کر امام علیہ السلام کے سر اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے کہتا ہے: خدا کی قسم میں نے آپ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، آپ ویسے نہیں ہے اس کے بعد معذرت خواہی کی۔

(شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۵۷، بحار الانوار جلد ۵۶ صفحہ ۵۴)

امام سجادؑ کا اپنے غلام سے برتاؤ

(۲-۹۷۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے:

حضرت امام علی بن الحسنؑ کا ایک غلام آپؑ کے باغ میں کام کرتا تھا، ایک دن آنحضرت باغ دیکھنے گئے۔ آپؑ نے دیکھا کہ اس غلام نے اپنا کام سرانجام دینے میں کوتاہی کی ہے، جس کی وجہ سے باغ خراب ہو چکا ہے، آنحضرت کو غصہ آیا، آپ نے اسے تنبیہ کرنے کے لیے تازیانہ مارا اور باغ سے باہر نکال دیا۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے کسی کو اس غلام کے پاس بھیجا کہ وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو۔ جب غلام نے آنحضرت کے پاس رکھا ہوا تازیانہ دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ آپ اسے سزا دیں گے۔ امامؑ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

یا ھذا احملنی الغضب علی ان ضربتك مخذ السوط واقتص منی

"اے فلاں شخص! میں نے غصّے میں آ کر تجھے مارا ہے اب تازیانہ پکڑو اور مجھ سے قصاص لو"

غلام نے کہا: اے میرے آقا! خدا کی قسم میں نے سوچا تھا کہ آپ مجھے سزا دیں گے، بے شک میں خود سزا کا مستحق ہوں، آپ سے قصاص کیسے لوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اوپر افسوس کہ مجھ سے قصاص لو۔

غلام نے کہا: میرے آقا! میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں، میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے کئی مرتبہ اس مطلب کا تکرار فرمایا، لیکن غلام نے آنحضرت پر حلال کر دیا، جب امامؑ نے دیکھا کہ غلام قصاص پر آمادہ نہیں ہے تو اسی وقت آپ نے فرمایا:

الضیعة صدقة علیك۔ (شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۶۲)

"وہ باغ اب تمہاری ملکیت ہے" (شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۶۲، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۹۶)

حضرت امام سجاد علیہ السلام سردی کا موسم ختم ہونے پر سردی کے تمام لباس اور گرمی کا موسم ختم ہونے پر گرمی کے تمام لباس صدقہ کر دیتے۔ (شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۶۳، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۹۰)

محدث کا مقام شہید سے افضل

(۹۷۵-۳) کتاب "الثاقب والمناقب" میں زہری سے نقل ہوا ہے:

وہ کہتا ہے: میرا ایک بھائی تھا، جس کے ساتھ میری برادری خدا کے لیے تھی، میں اسے بہت چاہتا تھا، وہ رومیوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا، مجھے اس کے اس مقام و مرتبہ پر رشک آیا اور میں بہت خوش ہوا، میری آرزو تھی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ ہوتا اور مقام شہادت پر فائز ہوتا۔

ایک رات یہی آرزو لے کر سویا کہ خواب میں اسے دیکھتا ہوں، میں نے اس سے کہا: خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

اس نے کہا: خدا نے جہاد اور اس محبت جو محمد و آل محمد علیہم السلام سے رکھتا تھا کے صدقے میں مجھے معاف کر دیا ہے اور علی بن الحسین علیہما السلام کی شفاعت کے طفیل بہشت میں ہر طرف میری ملکیت ایک ہزار سال کی مسافت تک پھیلا دی ہے۔

میں نے کہا: میں بھی چاہتا ہوں کہ تمہاری طرح مرتبہ شہادت پر فائز ہوں۔

اس نے کہا: تیرا مقام و مرتبہ مجھ سے ایک لاکھ سال کی مسافت تک بلند و بالا ہے۔

میں نے کہا: وہ کیسے؟

اس نے کہا: کیا تو ہر جمعہ کو حضرت امام سجاد علیہ السلام کی ملاقات سے شرفیاب نہیں ہوتا اور ان کی خدمت میں سلام عرض نہیں کرتا؟ جب ان کے چہرۂ اقدس کو دیکھتے ہو تو محمد و آل محمد پر درود و سلام نہیں بھیجتے ہو؟ بنی امیہ کے اس سخت ترین دور حکومت میں اپنی جان خطرات میں ڈال کر آنحضرت سے حدیث نقل کرتے ہو، لیکن خداوند مہربان تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ بس اس وجہ سے اللہ کے نزدیک آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔

زہری کہتا ہے: میں نیند سے بیدار ہوا، اور اپنے آپ سے کہا: شاید یہ خواب پریشان تھا اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔

میں دوبارہ سویا تو پھر خواب میں اسے دیکھا، اس نے کہا کیا میری باتوں میں شک کرتے ہو؟ اپنے آپ کو شک سے بچاؤ، کیونکہ شک و تردید کفر ہے، جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے کسی اور کے سامنے مت بیان کرو، کیونکہ عنقریب حضرت امام سجاد علیہ السلام تمہیں ویسے ہی تمہارے خواب سے مطلع کریں گے، جس طرح رسول خداؐ نے شام کے سفر میں ابا بکر کو اس کے خواب سے آگاہ کیا تھا، میں نیند سے اٹھا اور نماز پڑھی، اچانک امام سجاد علیہ السلام کا ایلچی آیا، میں آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

"اے زہری گذشتہ شب تم نے خواب میں ایسے ایسے دیکھا ہم نے جو دو خواب دیکھے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں" (اثاقب المناقب جلد صفحہ ۳۶۲)

امام سجادؑ عبدالملک کے دربار میں

(۹۷۶۔۴) جلیل القدر عالم جناب سید بن طاؤوس کتاب "استخارات" میں لکھتے ہیں۔

زہری کہتا ہے: میں امام زین العابدینؑ کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا، اس نے جب آپ کی پیشانی پر سجدے کے آثار دیکھے تو حیران ہوا اور ان کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اے ابا محمد! سچ بات تو یہ ہے کہ آپ بہت زیادہ عبادت گذار ہیں، اور خداوند متعال کی عنایت آپ کے شامل حال ہے، آپ پیغمبر خداؐ کے جسم کا حصہ ہیں۔ آپ آنحضرت کے قریبی ترین ہیں، آپ اپنے خاندان والوں میں سے صاحب عظمت و رفعت ہیں۔ بے شک جو علم و فضل اور دیانت و پرہیزگاری آپ کو عطا ہوئی ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی، یہ صرف آپ پاکیزہ ہستیوں کے نصیب میں ہے"

عبدالملک نے آنحضرت کی بہت زیادہ تعریف کی۔

زہری کہتا ہے: حضرت امام سجاد نے فرمایا:

"جو کچھ تم نے کہا یہ خداوند متعال کا فضل اور اس کی تائید و توفیق ہے اے عبدالملک! کس طرح سے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے؟ رسول خداؐ نماز کے لیے اس قدر کھڑے ہوتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آ جاتے، روزہ کی حالت میں اس قدر تشنہ ہو جاتے کہ آپ کے منہ سے آب دہن خشک ہو جاتا"

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا خداوند متعال نے آپ کو معاف کرنے کا وعدہ نہیں کیا اور آپ کے گذشتہ و آئندہ گناہ معاف نہیں کیے؟[1]

پیغمبر خدا نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

الحمدللّٰہ علی ما ابلی واولی ولہ الحمد فی الآخرۃ والاولی، واللہ لو تقطعت اعضائی، وسالت مقلتای علی صدری، لن اقوم للّٰہ جل جلالہ بشکر عشر العشیر من نعمۃ واحدۃ من جمیع نعمہ التی لایحصیھا العادون، ولایبلغ حد نعمۃ منھا جمیع حمد الحامدین۔

"خدا کا شکر ہے اس کی نعمت اور اس کے لطف پر، وہ ابتداء و انتہا میں حمد و ستائش کے لائق ہے، خدا کی قسم! اگر میرے اعضائے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور کثرت عبادت کی وجہ سے میری آنکھیں سینے پر آ جائیں تو اس کی ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا عشر عشیر شکر ادا نہیں ہو سکتا جنہیں شاکرین شمار کرنے سے عاجز ہیں، تمام حمد کرنے والوں کی حمد اس کی ایک نعمت تک نہیں پہنچ سکتی"

---

[1] اس آیہ شریفہ کی طرف اشارہ ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا۔ (فتح آیہ ۱) تاکہ خدا آپ کے اگلے پچھلے تمام الزامات کو ختم کر دے اور آپ پر اپنی نعمت کو تمام کر دے اور آپ کو سیدھے راستے کی ہدایت کر دے

"خدا کی قسم! میں شکر گذاری کی سعی و کوشش کو کبھی بھی ترک نہیں کروں گا، یہاں تک کہ خداوند متعال مجھے اس حال میں دیکھ لے، شب و روز یہاں تک کہ کوئی بھی چیز مجھے اس کی نعمتوں کے تذکرے اور شکر گزاری سے نہیں روک سکتی ہے، اگر میرے خاندان اور میرے دوسرے لوگوں کے حقوق کہ جن کی رعایت اپنی قدرت کے مطابق ضروری ہے، میرے کندھوں پر نہ ہوتے تو اپنی آنکھیں مسلسل آسمان کی طرف لگائے رکھتا اور اپنا دل خدا کے حوالے کر دیتا، میں اس کام سے ہرگز باز نہیں آؤں گا، یہاں تک کہ اپنی جان خداوند رؤوف کے حوالے کر دوں کہ وہ بہترین داوری کرنے والا ہے"

اس دوران آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، عبدالملک بھی رونے لگا اور کہتا ہے: کس قدر فاصلہ ہے اس بندے کے درمیان جو ہمیشہ آخرت کی جستجو میں کوشاں رہتا ہے اور اس بندے کے درمیان جو ہر اعتبار سے دنیا کے پیچھے ہے، کہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

پھر عبدالملک نے حضرت امام سجاد علیہ السلام سے ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ آنحضرت نے جن لوگوں کے بارے میں سفارش کی تھی، اسے اس نے قبول کیا۔ (فتح الابواب صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۵۶)

(۹۷۷۔۵) شیخ طوسی کے فرزند ابوعلی اپنی کتاب "امالی" میں تحریر کرتے ہیں:

روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے کہا گیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپ نے صبح کس حال میں کی ہے؟

آپ نے فرمایا:

اصبحت مطلوبا بثمان: اللہ تعالی یطلبنی بالفرائض والنبیؐ

بالسنۃ والعیال بالقوت، والنفس الشھوۃ۔

"میں نے اس حال میں صبح کی کہ مجھ سے آٹھ چیزیں مطلوب ہیں"

(۱) خدا چاہتا ہے کہ واجبات کو انجام دوں۔

(۲) رسول خداؐ چاہتے ہیں کہ مستحبات وسنن بجالاؤں۔

(۳) میرا خانوادہ کھانے پینے کی چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے۔

(۴) نفس شہوت رانی چاہتا ہے۔

(۵) شیطان گناہ کی دعوت دیتا ہے۔

(۶) دو فرشتے موکل حفظ عمل وزبان چاہتے ہیں۔

(۷) ملک الموت میری روح کا طلب گار ہے۔

(۸) قبر میرے جسد کی منتظر ہے۔

پس میں ان طلب کاریوں کے درمیان محصور ومطلوب ہوں۔

امام سجادؑ ابن زبیر کے فتنہ سے محزون

(۹۷۸۔۶) ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میرے مولیٰ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن میں گھر سے باہر آیا اور اس دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا، اچانک ایک شخص آیا جس نے دو سفید لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اور مجھے دیکھ کر کہتا ہے:

"اے علی بن الحسینؑ کیا ہوا ہے کہ میں آپ کو غمگین ومحزون دیکھ رہا ہوں؟ کیا آپ دنیا کے لیے مغموم ہیں کہ بے شک وہ دن آمادہ ہے کہ نیکوکار وبدکار اس سے بہرہ مند ہیں"

میں نے کہا: میرا غم دنیا کی خاطر نہیں ہے کیونکہ دنیا ویسی ہی ہے جیسی تم نے بیان کی ہے۔

اس نے کہا: کیا آخرت کے لیے محزون ہے؟ وہ بھی ایک سچا وعدہ ہے اس دن سلطان قاہر حکم کرے گا۔

میں نے کہا: میرا غم آخرت کی وجہ سے بھی نہیں ہے، کیوں وہ بھی ویسی ہی ہے جیسی تم نے بیان کی ہے۔

اس نے کہا: اے علی بن الحسینؑ پھر آپ کا حزن وغم کس وجہ سے ہے؟

میں نے کہا: ابن زبیر کے فتنہ وفساد سے محزون ہوں۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا: اے علی بن الحسینؑ! کیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے جو خدا سے ڈرتا ہوا اور خدا نے اسے نجات عطا نہ فرمائی ہو؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: اے علی بن الحسینؑ کیا آپؑ نے آج تک کسی کو دیکھا ہے کہ جس نے خدا پر توکل کیا ہو اور خدا اس کے لیے کافی نہ ہوا ہو۔

میں نے کہا: نہیں اس کے بعد وہاں کسی کو موجود نہ پایا۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۶۳، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۶۹، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۴۵)

سجادؑ ابراہیمؑ کی طرح

(۷۔۹۷۹) حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

میرے پدر بزرگوار حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: میں ایک دن سخت مریض ہو گیا تھا، میرے والد گرامی حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کوئی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا:

اشتھی ان اکون ممن لا اقترح علی ربّی سوی ما یدبّرہ لی۔

"میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب کے سامنے کسی قسم کی پیش نہاد نہ کروں، سوائے اس کے کہ خود خدا میرے لیے مقدر فرمائے"

میرے والد بزرگوار نے فرمایا: شاباش، حضرت ابراہیم خلیلؑ کی مثل ہو، جب جبرائیل نے ان سے کہا: کیا کسی چیز کی ضرورت ہے؟

انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی قسم کا اظہار نظر نہیں کروں گا بلکہ صرف وہی میرے لیے کافی اور ایک اچھا نگہبان ہے۔ (دعوات راوندی صفحہ ۱۶۸، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶۷)

امام سجادؑ دو منتخب شدہ خاندانوں کے فرزند

(۹۸۰۔۸) زمخشری اپنی کتاب "ربیع الابرار" میں تحریر کرتے ہیں: رسول خداؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

للہ من عبادہ خیر تان: فخیرتہ من العرب قریش ومن العجم فارس۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دو خاندانوں کو منتخب کیا ہے، عرب سے خاندان قریش کو اور عجم سے فارس کو۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

انا ابن الخیر تین۔

"میں خدا کے دو منتخب خاندانوں کا فرزند ہوں"

کیونکہ آپؑ کے جد بزرگوار رسول خداؐ تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ بادشاہ یزدگرد کی بیٹی تھیں۔

ابوالاسود دوئلی اس بارے میں کہتے ہیں:

وان غلاماً بین کسریٰ وھاشم

لاکرم من نیطت علیہ العمائم

"بے شک وہ بچہ خاندان کسریٰ اور بنی ہاشم کے درمیان ہو، وہ اس سے بزرگوار تر ہے کہ اس کی گردن میں تعویذ لٹکائے جائیں"۔ (بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۴)

امام سجادؑ کا نام سجاد کیوں؟

(۹۸۱۔۹) جناب شیخ صدوقؒ اپنی کتاب "علل الشرائع" میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر جعفی کہتے ہیں: پانچویں رہبر امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

انّ ابی علی بن الحسین علیھما السلام ماذکر اللہ عزّوجل

نعمة عليه الّاسجد، ولاقرأ آية من كتاب الله عزّوجلّ فيها سجود الّا سجد، ولادفع الله عزّوجلّ عند سوء أ يخشاه، اوكيد كا يدالّا سجد، ولافرغ من صلاة مفرضة الّا سجد، ولاوفق لاصلاح بين اثنين الّا سجد، وكان اثر السجود فى جميع مواضع سجوده فسمى السجاد لذلك۔

"میرے والد گرامی امام سجاد علیہ السلام کو جب بھی خدا کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کی یاد آتی تو سر سجدے میں رکھتے، ہر اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرماتے جس میں سجدہ ہوتا اور سجدہ کرتے"

"وہ جب بھی کسی ناراحت کنندہ کام کیا کسی حیلہ وگر کے حیلہ سے خوف کھاتے تو اللہ تعالٰی ان کے شر سے انہیں آسودہ فرما دیتا، آپ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے پیشانی زمین پر رکھتے اور سجدہ کرتے"

"آپ ہر واجب نماز کے بعد سجدہ کرتے، جب دو افراد کے درمیان صلح کرواتے تو سجدہ کرتے، اسی وجہ سے آپ کے تمام اعضائے سجدہ پر سجدہ کے آثار نمایاں تھے، اسی وجہ سے آنحضرت کا نام سجاد (زیادہ سجدے کرنے والا) رکھا گیا۔ (علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۲۳۲، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶)

بی بی شہر بانو کی داستان

(۹۸۲_۱۰) قطب راوندی اپنی بہترین کتاب "الخرائج میں تحریر کرتے ہیں: جابر سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب یزدجرد بن شہریار جو آخری ساسانی بادشاہ تھا کی بیٹی کو اسیر کرکے شہر مدینہ میں لایا گیا تو مدینہ کی عورتوں نے چھتوں پر چڑھ کر اسے دیکھا جب اسے عمر کے پاس لایا گیا تو اس کے حسن و جمال کی روشنی سے محفل

روشن ہو گئی، جب اس کی نگاہ عمر پر پڑی تو اس نے کہا: ہرمز کامیاب ہو"

عمر نے جب یہ بات سنی تو غصے سے کہتا ہے: یہ کافر مجھے فحش گالیاں دے رہی ہے اس نے اسے سزا دینے کا پکا ارادا کر لیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سب کچھ دیکھ رہے تھے آپ نے حضرت عمر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کا انکار مت کرو۔

حضرت عمر نے حکم صادر کیا کہ اسے بازار میں لے جا کر فروخت کر دیا جائے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

لایجوز بیع بنات الملوك وان کنّ کافرات ولکن اعرض علیها ان تختار رجلاً من المسلمین حتی تتزوج منه، وتحسب صداقها علیه من عطائه من بیت المال یقوم مقام الثمن۔

"بادشاہوں کی بیٹیوں کو فروخت کرنا درست نہیں ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، اسے اختیار دو کہ وہ کسی مسلمان کو پسند کرے اور اس سے ازدواج کرے، اس کا حق مہر مرد کے بیت المال کے حصہ سے ادا کرو، جو اس کی قیمت کی جگہ پر ہوگا"

حضرت عمر نے کہا: میں ایسا ہی کرتا ہوں پھر اس نے شہزادی سے کہا: تم مسلمانوں میں کسی کو بطور شوہر انتخاب کرو۔

شہزادی نے نگاہ دوڑائی، جا کر امام حسین علیہ السلام کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہا: اے لڑکی! تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: جہان شاہ۔

آپ نے فرمایا: بلکہ آپ کا نام شہر بانو ہے۔

اس نے کہا: میری بہن کا نام شہر بانو ہے۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

اس کے بعد آپ امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

احفظ بها واحسن اليها ، فستلالك خير اهل الارض فى زمانه بعدك ،وهى ام الاوصياء الذرية الطيبته۔

"اس لڑکی کی اچھی حفاظت کرو، پس یہ بہت جلد تمہارے لیے ایک لڑکے کو جنم دے گی اور تمہارے بعد روئے زمین پر بہترین فرد ہوگا یہ لڑکی اوصیاء کی ماں ہوگی جس کی نسل پاک وطیب ہے"

پس علی بن الحسینؑ اس شہزادی کے بطن سے متولد ہوئے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ شہزادی بچے کی ولادت کے وقت دنیا سے رخصت ہوگئی تھی۔ اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس وجہ سے منتخب کیا، کہ اس نے عالم خواب میں جناب سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کو خواب میں دیکھا، وہ لشکر کے ہاتھوں قید ہونے سے پہلے مسلمان ہوگئی تھی۔

یہ ایک حیران کن قصہ ہے کہ جس کی وضاحت کچھ یوں ہے وہ شہزادی کہتی ہے:

میں لشکر اسلام کے حملے سے قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول خداؐ حضرت امام حسینؑ کو ساتھ لے کر میرے گھر میں تشریف فرما ہوئے، آنحضرت ایک مقام پر بیٹھ گئے اور امام حسینؑ کے لیے میرا رشتہ طلب کیا، میرے باپ نے اسے قبول کیا اور عقد کر دیا۔

جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی، میں صرف انہیں کے بارے میں سوچتی رہی۔

- دوسری رات میں نے حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو خواب میں دیکھا، آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، میں نے دعوت کو قبول کیا اور مسلمان ہوگئی۔

اس کے بعد سیدہ نساء العالمین حضرت زہراءؑ نے فرمایا:

ان الغلبة تکون للمسلمین وانّك تصلین عن قریب الی ابنی الحسینؑ سالمة لایصیبك سوء احد۔

"بہت جلد مسلمان آپ لوگوں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور تم صحیح وسالم میرے بیٹے حسینؑ کے پاس پہنچ جاؤ گی اور آپ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا"

وہ شہزادی کہتی ہے: اس طرح سے میں مدینہ شہر میں لائی گئی ہوں، ابھی تک مجھے کوئی اذیت نہیں پہنچی۔ (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۵۰، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۰)

علی بن حسینؑ کی اطاعت

(۹۸۳۔۱۱) شیخ بزرگوار جناب علی بن محمد بن علی الخزازقی اپنی کتاب "کفایۃ الاثر" میں تحریر کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں:

میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک علی بن الحسین علیہ السلام تشریف لائے، آپؑ نے انھیں اپنے پاس بلایا، گود میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس کے بعد فرمایا:

بابی انت ! ماطیب ریحك واحسن خلقك۔

"آپ کا باپ آپ پر قربان جائے! آپ کی خوشبو کتنی پاک ہے اور آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں"

آپ کی یہ گفتگو سن کر میرے دل میں کچھ آیا میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ خدانخواستہ اگر ایک وقت ایسا آئے کہ آپ ہمارے درمیان موجود نہ رہیں تو اس وقت ہم کس کی پیروی کریں؟

آپ نے فرمایا: میرے اس بیٹے علی کی، وہ امام اور اماموں کے باپ ہیں۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا ومولی! وہ ابھی کم سن ہیں۔

آپ نے فرمایا: ہاں ان کے بیٹے محمدؑ (۹) سال کی عمر میں درجہ امامت پر فائز ہوں گے، آپ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور فرمایا: اس وقت وہ علم کو کھول کر بیان کریں گے۔ (کفایۃ الاثر صفحہ ۲۲۳، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۹)

حبابہ والبیہ کی جوانی لوٹ آئی۔

(۱۲-۹۸۴) جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "کمال الدین" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر کے نواسے محمد بن اسماعیل کہتے ہیں:

میرے والد گرامی اپنے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، وہ اپنے پدر گرامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے پدر عالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

ان حبابة الوالبية دعا لها علی بن الحسین علیه السلام فرد الله علیها شبابها، واشار الیها باصبعه فحاضت لوقتها، ولها یومئذ مائة سنة ثلاث عشرة سنة۔

" حبابہ والبیہ (ایک مومنہ خاتون تھی) اس کے لیے میرے والد بزرگوار امام سجاد علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ جوان ہو گئی، آنحضرت نے اپنی انگشت مبارک سے اس کی طرف اشارہ کیا، وہ اسی وقت حائضہ ہو گئی، یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کا سن ایک سو تیرہ (۱۱۳) تھا"

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۳۷، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۲۷، المناقب شہر آشوب جلد ۴ صفحہ ۱۳۵)

مولف: عنقریب ایک حدیث نقل کی جائے گی جس میں مذکور ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے حبابہ والبیہ کے لیے دعا فرمائی تو وہ جوان ہو گئی۔

البتہ ممکن ہے کہ ان دو حدیثوں کے درمیان منافات کو دو طریقوں سے ختم کیا جا سکے۔

(۱) یہ کہیں کہ اس کے بڑھاپے کا کچھ حصہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کی دعا سے ختم

ہوا ہو اور کچھ حصہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی دعا سے۔

(۲) یا یہ کہ کچھ مدت کے بعد اس کا بڑھاپا پلٹ آیا اور حضرت امام سجاد علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ جوان ہوگئی ہوں۔

امام سجادؑ کے ساتھ ذرات بھی تسبیح خدا میں مصروف

(۱۴۔۹۸۵) کتاب "مناقب" میں رقمطراز ہیں کہ زہری کے بقول سعید بن مسیب نقل کرتے ہیں:

مناسک حج ادا کرنے کے بارے میں یہ معروف تھا کہ جب تک حضرت امام سجاد علیہ السلام مکہ سے روانہ نہ ہوتے تو لوگ بھی سفر حج کے لیے نہ نکلتے، ایک سال میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا، امام علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ نکلا۔ آنحضرت نے راستے میں ایک مقام پر قیام فرمایا، دو رکعت نماز بجالائی اور سجدے میں تسبیح پروردگار میں مشغول ہو گئے، اردگرد کوئی درخت یا مٹی کا ذرہ ایسا نہ تھا جو آپ کے ہمراہ، تسبیح کرنے میں مشغول نہ ہوا ہو۔

میں یہ ماجرا دیکھ کر وحشت زدہ ہوگیا، آنحضرت نے سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا:

"اے سعید! کیا ڈر گیا ہے؟

میں نے عرض کیا! ہاں، اے رسول خداؐ کے فرزند ارجمند۔

آپ نے فرمایا: هذا تسبيح الاعظم یہ ایک عظیم تسبیح ہے۔

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۳۶، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۳۷)

امام سجاد علیہ السلام اور چور

(۱۴۔۹۸۶) شیخ الطائفہ جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "امالی" میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک سال حضرت امام سجاد علیہ السلام اعمال حج بجالانے کے لیے عازم مکہ ہوئے۔ جب آپ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک بیابان میں پہنچے تو ایک راہزن سے واسطہ پڑا

ماہزن نے امامؑ سے کہا: نیچے اترو۔

حضرت نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: میں چاہتا ہوں، تمہیں قتل کر کے سارا سامان لوٹ لوں۔

حضرت نے فرمایا: میرے پاس جو کچھ ہے میں اسے اپنے اور تیرے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حلال کرتا ہوں۔

چور نے کہا: نہیں اس نے یہ بات قبول نہ کی۔

حضرت نے فرمایا: میرے سامان میں سے مجھے اتنا دے دو کہ اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔

چور نے یہ بات بھی ماننے سے انکار کر دیا۔

حضرت نے فرمایا: تمہارا خدا کہاں ہے؟

اس نے کہا: سویا ہوا ہے۔ اچانک دو شیر آئے اور ایک نے سر سے پکڑا اور دوسرے نے پاؤں سے پکڑا۔ حضرت نے فرمایا:

زعمت ان ربک عنک نائم۔

"تم خیال کرتے ہو کہ تمہارا پروردگار تم سے غافل اور سویا ہوا ہے؟

(امالی طوسی صفحہ ۶۷۳، المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۰۴، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۴۱)

مولف: عواطف انسانی سے سرشار اس اخلاق کو امام ہمام کے ایک فرزند جناب آیۃ اللہ سید مرتضیٰ کشمیری نے اپنے لیے نمونہ عمل قرار دیا ہے۔ آپ بدھ کی ایک رات میں مسجد سہلہ میں گئے، راستے میں ایک چور سے واسطہ پڑا، وہ چاہتا تھا کہ زبردستی لباس وغیرہ چھین لے۔ آپ نے کہا: اجازت دو میں یہ تمام لباس تمہیں ہدیہ کرتا ہوں، تا کہ حلال طریقے سے تیرے اختیار میں ہوں، اس نے قبول کیا۔

امامؑ کو غلام نے جواب کیوں نہ دیا

(۹۷۸۔۱۵) کتاب "اعلام الوری" اور "ارشاد" میں آیا ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ایک غلام کو دو بار آواز دی، لیکن اس نے جواب نہ دیا، جب آپ نے تیسری مرتبہ آواز دی تو اس نے جواب دیا۔

آنحضرت نے فرمایا: میرے بیٹے! کیا میری آواز نہیں سنی تھی۔

کہا: کیوں؟ سنی تھی۔

آپ نے فرمایا: پھر جواب کیوں نہیں دیا؟

اس نے کہا: چونکہ آپ سے کوئی خوف نہیں تھا۔

حضرت نے فرمایا: الحمد للہ الذی جعل مملوکی یا منی.

"سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں، جس نے میرے غلام کو مجھ سے بے خوف قرار دیا ہے" (اعلام الوری صفحہ ۲۹۱، الارشاد صفحہ ۲۵۸، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۵۶)

امامؑ کن لوگوں کے ہمراہ سفر کرتے

(۹۸۸۔۱۶) جناب شیخ صدوق کتاب "عیون الاخبار الرضا" میں لکھتے ہیں کہ احمد بن عیسیٰ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت امام سجاد علیہ السلام ہمیشہ ایسے لوگوں کے ہمراہ سفر کرتے ہیں، جو آپ کو نہ جانتے اور ان سے طے کرتے کہ وہ ضرور ان کی خدمت کریں گے"

ایک دفعہ آپ کچھ لوگوں کے ہمراہ ہمسفر ہوئے تو ان میں ایک شخص نے آپ کو پہچان لیا، اس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ شخصیت کون ہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: یہ علی بن الحسینؑ حضرت امام سجاد علیہ السلام ہیں۔

ان لوگوں نے جب یہ سنا تو آنحضرت کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا: اے رسول خدا کے بیٹے! آپ ہمیں آتش جہنم میں جلانا چاہتے ہیں، اگر ہم کوئی گستاخی کرتے اور آپ سے کچھ کہتے تو اس صورت میں ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جاتے، کون سی چیز باعث بنی ہے کہ

آپ نے ہمارے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: انی کنت قد سافرت مرۃ مع قوم لعرفونتی فاعطونی برسول اللّٰہ مالا استحق بہ ، فانی اخاف ان تعطونی مثل ذلک فصار کتمان امری احبالیّ۔

"ایک دفعہ میں نے ایسے لوگوں کے ہمراہ سفر کیا جو مجھے جانتے تھے، انہوں نے رسول خداؐ کی وجہ سے میری ایسی عزت افزائی کی جس کے میں لائق نہیں تھا، اس لیے مجھے ڈر تھا کہ آپ لوگ بھی ویسے ہی کریں گے، اسی وجہ سے گمنام ہونا میرے لیے بہتر تھا"

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۱۴۳، بحار الانوار جلد ۴۶، صفحہ ۶۹)

نماز میں امام سجادؑ کا رنگ متغیر ہو جاتا

(۹۸۹۔۱۷) جناب شیخ صدوق کتاب "علل الشرائع" میں لکھتے ہیں: ابان تغلب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ جس وقت آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ متغیر و دگرگوں ہو جاتا۔

آپ نے فرمایا:

واللّٰہ انّ علی بن الحسین علیہ السلام کان یعرف الّذی یقوم بین یدیہ۔

"خدا کی قسم! بے شک حضرت امام سجاد علیہ السلام جس کے حضور میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے اسے خوب پہچانتے"

(علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶۷)

حضرت امام سجادؑ کی خواہش

(۹۹۰_۱۸) قطب راوندی کتاب "دعوات" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

میرے والد گرامی حضرت سجادؑ نے فرمایا: ایک دن میں سخت مریض ہو گیا تھا، میرے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟

میں نے عرض کیا ایسا بننا پسند کرتا ہوں کہ خداوند کریم سے کسی قسم کی پیش نہاد نہ کروں، سوائے اس کے جو میرے مقدر میں کرے۔

میرے والد بزرگوار نے فرمایا: شاباش تم تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مانند ہو گئے ہو، جس وقت جبرئیل نے ان سے کہا: کیا کسی چیز کی ضرورت ہے؟

انہوں نے کہا: لا اقترح علی ربی، بل حسبی اللہ ونعم الوکیل.

"اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی قسم کا اظہار نظر نہیں رکھتا، بلکہ وہی میرے لیے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ونگہبان ہے" (بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶۷)

بھٹکے ہوؤں کا ہادی

(۹۹۱_۱۹) جلیل القدر جناب سید بن طاؤوس اپنی کتاب "فتح الابواب" میں تحریر کرتے ہیں کہ حماد بن عطار کوفی کہتے ہیں:

ایک سال کسی کارواں کے ہمراہ عازم مکہ ہوا، رات کے وقت ہم نے مقام زبالہ سے کوچ کیا، اس وقت سیاہ آندھی نے قافلے کا استقبال کیا، شدت طوفان نے قافلے کو درہم برہم کر دیا، ہم اس دشت صحرا میں سرگردان پھرتے ہوئے ایک بے آب وعلف بیابان میں پہنچ گئے۔

جب ہر سو رات کی تاریکی چھا گئی تو ہم نے ایک بہت پرانے درخت کے نیچے پناہ لی جس وقت تاریکی شب اور صبح کی روشنی آپس میں ملی (نزدیک سحر کا وقت ہوا) تو اس وقت میں نے ایک سفید عمامہ پوش نوجوان دیکھا، جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی، میں نے اپنے

آپ سے کہا: یہ جوان اولیائے خدا میں سے ہے، میں ڈر گیا کہ اسے پتہ چل گیا کہ میں یہاں پر ہوں تو وہ یہاں سے چلا جائے گا اور جو کچھ انجام دینا چاہتا ہے، اسے انجام نہیں دے پائے گا۔ اسی وجہ سے میں نے کوشش کی کہ اپنے آپ کو ایک گوشے میں چھپائے رکھوں، وہ اس مکان سے نزدیک ہوا اور نماز کے لیے آمادہ ہوا، وہاں پر کھڑے ہو کر کہتا ہے:

یامن احار کل شی ملکوتا، وقھر کل شی جھروتاً اولج قلبی فرح الاقبال علیك، والحتضی بمیدان المطیعین لك۔

"اے خدا! جس نے ہر شئے کو اپنے ملکوت سے حیران کر دیا اور جو از لحاظ جبروت تمام اشیاء پر غالب ہے۔ میرے دل میں اپنی طرف سے خوش نصیبی کا مزا ڈال دے اور مجھے اطاعت گزاروں کے میدان سے ملحق فرما:

پھر نماز شروع کی، جب میں نے دیکھا کہ اس کے اعضاء اور حرکات وسکنات مکمل طور پر آرام سے ہیں، میں کھڑا ہوا اور اس مقام پر گیا جو نماز کے لیے آمادہ کیا گیا تھا، اچانک میں نے ایک چشمہ دیکھا کہ اس سے سفید پانی جاری تھا، میں نے بھی وضو کیا اور نماز کے لیے آمادہ ہوا، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کھڑا ہو گیا، اچانک میں نے ایک محراب دیکھا، گویا کہ وہ اسی وقت اس کے تیار کیا گیا ہو، وہ جب بھی اس آیت کی تلاوت کرتا جس میں وعدہ وعید کا ذکر ہوتا تو گریہ کرتے ہوئے اس کا تکرار کرتا، جب رات نے اپنا سیاہ پردہ اٹھا لیا اور صبح نمودار ہوئی تو وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے۔

یامن قصده الطالبون فاصا بواه مرشدًا وامّه الخائفون فوجدوه متفضّلا ولجأ الیه عابدون فوجدوه موئلا نوالًا متی راحة من نصب بغیرك بدنه ومتی فرح من قصد سواك بنیّه۔

الٰهی قد تقشع الظلام ولم اقض من خدمتك وطرًا ولامن حاض منا جاتك صدرًا، صلّ علی محمّد وآله وافعل بی

اولی الامزین بك یاارحم الرحمین۔

"اے وہ کہ تلاش کرنے والے جس کا قصد کرتے ہیں، وہ اس تک پہنچ گئے اور رشد یافتہ ہو گئے، اے وہ کہ خائفین جس کی طرف گئے تو اسے محسن اور بخشنے والا پایا عبادت کرنے والوں نے اس کے دامن میں پناہ لی تو اسے احسان مند پایا"

"وہ کس طرح سے آرام پائے گا جس نے اپنے بدن کو تیرے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال کیا؟ وہ کب خوش رہ سکتا ہے جس نے اپنی نیت میں تیرے علاوہ کسی کا ارادہ کیا ہو؟"

"خداوندا رات نے اپنی بساط لپیٹ لی ہے، لیکن ابھی تک میرا دل آپ کی بارگاہ سے نہیں بھرا اور آپ کی مناجات سے میرا سینہ پر نہیں ہے، محمد وآل محمد علیہ السلام پر درود بھیج، میرے لیے وہی کچھ انجام دے جو آپ کے لائق ہو اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے"

میں ڈر گیا کہ اگر ہاتھ ملایا تو وہ غائب ہو جائے گا، اسی لیے میں اس کے پاؤں میں گر گیا اور کہا: اس کی قسم جس نے رنج وغم کو تم سے دور کیا اور خوف خدا کی لذت سے نوازا! مجھے بھی اپنی رحمت کے زیر سایہ لے لو اور اپنی محبت کے سائے میں جگہ دو کہ میں راستہ بھٹکا ہوا ہوں، جو کچھ تم نے انجام دیا وہ میری آرزو اور میرا شوق ہے۔

اس نے فرمایا:

"اگر تو اپنے توکل میں سچا ہے تو ہر گز گم نہیں ہو گا، میرے پیچھے پیچھے آ۔"

جب ہم درخت کے پاس پہنچے تو اس نے مجھے پکڑا، میں نے خیال کیا کہ زمین میرے پاؤں سے نکل گئی ہے، جب صبح کی روشنی پھوٹی تو مجھ سے فرمایا: تمہیں مبارک ہو یہ مکہ مکرمہ ہے۔

میں نے لوگوں کی آوازیں سنیں ہراساں دیکھا اور اس سے کہا: تجھے اس کی قسم کہ روز قیامت جس سے امید رکھتے ہو تم کون ہو؟

اس نے فرمایا:

"اب تم نے قسم دی ہے لہٰذا تجھے بتاتا ہوں میں علی بن الحسین بن علی ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین ہوں"۔ (فتح الابواب صفحہ ۱۲۵۔۱۲۶، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۷۷)۔

امامؑ غلاموں کو دعا سکھائی

(۹۹۲۔۲۰) کتاب "اقبال الاعمال" میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن عجلان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

جب ماہ رمضان المبارک کا آغاز ہوتا تو حضرت امام سجاد علیہ السلام اپنے کسی بھی غلام یا لونڈی کو نہ ڈانٹتے، اگر کوئی غلام یا کنیز کسی خطا کا مرتکب ہوتا تو آنحضرت یادداشت کر لیتے کہ فلاں کنیز یا غلام نے یہ خطا کی ہے، تمام کی غلطیاں اکٹھی کر لیتے، جب ماہ مبارک رمضان کی آخری شب ہوتی تو تمام کو ایک جگہ پر اکٹھا کر لیتے اور جس کاغذ پر ان کی خطائیں یادداشت کی ہوتیں، اسے نکال کر نشان دہی کرتے کہ اے فلاں! تم فلاں روز فلاں غلطی کے مرتکب ہوئے ہو، میں نے تجھے سزا نہیں دی تھی، کیا تمہیں یاد ہے؟

وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا: ہاں، یا ابن رسول اللہ! آنحضرت تمام سے باز پرس کرتے اور وہ ایک ایک کر کے اپنی غلطی کا اقرار کرتے، اس کے بعد حضرت امام سجاد علیہ السلام ان کے وسط میں کھڑے ہو جاتے اور ان سے فرماتے: تمام کے تمام بلند آواز سے کہو:

"اے علی بن الحسین تمہارے پروردگار نے بھی تمام اعمال اسی طرح سے یادداشت کیے ہوئے ہیں جس طرح تو نے ہمارے اعمال کی لسٹ بنائی ہوئی ہے۔ اس کے پاس ایک ایسی تحریر ہے جس میں تمام اشیاء کی حقیقت

تمہارے لیے بیان کرتا ہے، اس میں کسی بھی چھوٹے بڑے سے چشم پوشی نہیں کی گئی، جو کچھ تو نے انجام دیا ہے وہ سب کچھ اس میں دیکھ لوگے، جس طرح سے ہم نے اپنے اعمال تیرے پاس تحریر شدہ پائے، ہمیں معاف کر دے اور ہمارے اعمال پر قلم عفو پھیر دے، جس طرح سے تم اللہ تعالیٰ سے عفو و گذشت کے امیدوار ہو، جس طرح سے تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہیں معاف کر دے اسی طرح تم بھی ہمیں معاف کر دو تا کہ وہ بھی تمہیں معاف کر دے اور تمہارے ساتھ اپنی رحمت و مغفرت کا سلوک کرے، کہ وہ کسی پر بھی ظلم وستم جائز نہیں سمجھتا"

"اے علی بن الحسین! اس رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں اپنی پشت مقامی کو یاد رکھو جو فیصلہ حق کرنے والا ہے، وہ ایسا عالی ہے جو رائی کے دانے برابر کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور روز قیامت اسے حساب کے لیے حاضر کر دے گا، اس کی گواہی کافی ہے"

پس آج ہمیں معاف کر دو اور ہماری خطاؤں پر قلم عفو کھینچ دو، تا کہ اس دن خدا تمہیں معاف کر دے اور بخش دے اس کا بیان حقیقت بیان ہے":

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(سورہ نور آیہ ۲۲)

"ہر ایک کو معاف کرنا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم یہ نہیں جانتے کہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور اللہ بے شک بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے"

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر اتنی خوبصورت گفتگو انھیں تلقین فرمائی، انہوں نے بھی با آواز بلند کہا، آنحضرت نے اشک بہاتے ہوئے فرمایا:

ربّ! انّك امرتنا ان نعفو عمّن ظلمنا فقد ظلمنا انفسنا فنحن

وقد عفونا عمّن ظلمنا كما امرت فاعف عنا فانّك اولى بذلك منّا ومن المآمورين، وامرتنا ان لانرد سائلا عن ابوابنا، وقد اتيناك سؤّالا ومساكين، وقد انخنا بفنائك وببابك نطلب نائلك ومعروفك وعطاءك فامتن بذلك علينا ولا تخيبنا فانّك اولى بذلك منا ومن المامورين الهى كرمت فاكرمنى اذكنت من سوالك وجدت بالمعروف فاخلطنى باهل نوالك ياكريم۔

"پروردگار! تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جو ہمارے اوپر ظلم کرے ہم اسے معاف کردیں، اب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، آپ کے حکم کے مطابق ہم نے اسے معاف کردیا ہے تو بھی ہمیں معاف کردے، کہ تو معاف کرنے میں مجھ اور تمام لوگوں سے جنہیں معاف کرنے کا حکم دیا ہے اولیٰ ہے۔

اے میرے پالنے والے! تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ گداگر کو اپنے دروازے سے خالی مت پلٹاؤ، اب ہم گدائی کے لیے فقیر بن کر آپ کے دروازے پر آئے ہیں آپ کے آستانے پر آئے ہیں اور آپ سے عنایت و احسان کے طلب گار ہیں، ہمارے اوپر احسان فرما اور ہمیں ناامید نہ کر، کہ تو اس کام کے لیے مجھ اور دوسروں کے لائق تر ہے"

"خداوندا تو بخشنے والا ہے مجھے بھی بخش دے، کہ میں تم سے بخشش کا تقاضا کرتا ہوں، اے کریم! میں نے تجھے اہل معروف میں سے پایا ہے پس مجھے بھی اپنے لطف وکرم میں شامل فرما"

اس کے بعد حضرت امام سجاد علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"میں نے تمہیں معاف کردیا ہے کیا آپ لوگوں نے بھی مجھے معاف کردیا

ہے؟ اور میری بدسلوکی سے چشم پوشی کرتے ہو کہ میں برا اور ستم گر آقا ہوں، اور اس خدا کا بندہ ہوں جو بزرگوار بخشنے والا، فیصلہ کرنے والا، احسان کرنے والا اور عنایت کنندہ ہے۔

ان لوگوں نے جواب میں کہا: اے ہمارے آقا و مولیٰ! ہم نے آپ کو معاف کردیا باوجود اس کے کہ آپ سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس طرح سے کہو کہ خداوند! علی بن الحسینؑ کو معاف کردو جس طرح اس نے ہمیں معاف کیا ہے، اسے آتش جہنم سے نجات بخش، جس طرح سے اس نے ہمیں غلامی سے رہائی بخشی ہے"

ان لوگوں نے مذکورہ جملوں کا تکرار کیا، امام علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! دعا قبول کر، اے پروردگار عالمین۔ اس کے بعد فرمایا:

"چلے جائیں، میں نے آپ تمام کو معاف کردیا ہے اور آزاد کرتا ہوں اس امید سے کہ خداوند تعالیٰ مجھے بخش دے اور آتش جہنم سے نجات عطا فرمائے"

پس امام سجاد علیہ السلام نے عید الفطر کے روز اتنی مقدار میں انعام و اکرام سے نوازا کہ وہ لوگوں سے بے نیاز ہو جائیں۔

آنحضرت ہر ماہ رمضان کی آخری رات میں کم و بیش بیس غلاموں کو آزاد کرتے؟

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں سحری کے وقت آزاد کرتے، جو تمام کے تمام آتش جہنم کے لائق ہوتے۔ جب ماہ رمضان المبارک کی آخری شب ہوتی تو پورے رمضان کے مطابق غلاموں کو آزاد کرتے، میں دوست رکھتا ہوں کہ خداوند کریم دیکھے کہ میں

نے دنیا میں غلاموں کو آزاد کیا ہے اس امید کے ساتھ کہ وہ مجھے آتش جہنم سے آزادی عطا فرمائے"

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے کسی بھی خدمت گذار کو اپنے پاس ایک سال سے زیادہ مدت کے لیے نہیں ٹھہرایا۔ جب بھی سال کی ابتدا یا وسط میں کسی غلام کے مالک بنتے تو عید الفطر کی رات آزاد کر دیتے۔ اسی طرح دوسرے سال کسی اور غلام کے مالک بنتے تو پہلے والے کو آزاد کر دیتے۔

آنحضرت جب تک حیات رہے ایسے ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ جوار رحمت الٰہی سے چلے گئے۔ (الاقبال صفحہ ۵۶۱، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۰۳)

قاتل کو آزاد کر دیا

(۹۹۴-۲۱) شہید قدس سرہ کتاب "مسکن الفواد" میں تحریر کرتے ہیں:

ایک دن کچھ مہمان آنحضرت کی خدمت میں تھے، آپ کا ایک غلام بھونا ہوا گرم گرم گوشت جلدی سے لایا تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر امام سجاد کے ایک بیٹے کے سر پر گرا جس سے وہ فوت ہو گیا۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام جلدی سے اپنے بیٹے کے سر پر پہنچ کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا، آپ نے غلام کو فرمایا:

انت حر، اما انك متعمد۔

"تم آزاد ہو، تم نے یہ کام جان بوجھ کر انجام نہیں دیا۔

اس کے بعد اپنے بیٹے کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے۔

(بحار الانوار جلد ۹۶ صفحہ ۹۹، کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۸۱)

امامؑ اپنے شیعوں کے لیے دعا کرتے

(۹۹۴-۲۲) روایت ہوتی ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

انی لأدعو لمذنبی شیعتنا فی الیوم واللیلة مائة مرّة۔

"میں ہر شب وروز اپنے گناہ گار شیعوں کے لیے سو (۱۰۰) مرتبہ دعا کرتا ہوں"

مولف کہتے ہیں: کیا معصومین علیہم السلام کے دوستدار اپنے اماموں کی اس قدر عطوفت ومحبت اور ان کے لطف وکرم کے باوجود ان کی مدد نہ کریں اور ان کی نصرت کے لیے کمر بستہ نہ ہوں؟

عبدالملک کی خواہش اور امامؑ کا جواب

(۹۹۵۔۲۳) کتاب "الصراط المستقیم" میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام بیت اللہ میں طواف کعبہ میں مشغول تھے کہ عبدالملک بن مروان سے سامنا ہوا۔

عبدالملک نے کہا: ہمارے پاس کیوں نہیں آتے ہو کہ ہماری دنیا کی کوئی چیز آپ تک پہنچے؟ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اپنی ردا مبارک پھیلائی اور فرمایا:

اللّٰھم اره حرمة اولیائك۔

"اے معبود! اپنے اولیاء کا مقام ومرتبہ اسے دکھا"

اچانک آپ کی ردائے مبارک موتیوں سے بھر گئی۔ پھر حضرت امام سجادؑ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں:

"وہ شخص جس کا مقام ومرتبہ اللہ کی بارگاہ میں اس قدر ہو، اسے تمہاری دنیا کی کوئی ضرورت نہیں"

پھر فرمایا: خداوندا! یہ لے لو، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۲۰، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۵۵)

فرزدق شاعر کا امامؑ سے شکوہ

(۹۹۶۔۲۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جب عرب کے مشہور شاعر فرزدق نے امام سجاد علیہ

السلام کی مدح میں یہ خوبصورت شعر ہشام بن عبدالملک کے سامنے پڑھا کہ:

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته
والبیت یعرفه والحل والحرام

"یہ وہ ہستی ہیں جنہیں سرزمین بطحاء پہچانتی ہے اور خانہ خدا، حل و حرم اسے پہچانتے ہیں"

ہشام اس مدح سرائی سے خشم ناک ہوا اور اسے زندان میں بند کر دیا۔ جب اس کی قید طولانی ہوئی تو امام علیہ السلام سے شکوہ کیا، آنحضرت نے دعا فرمائی تو وہ قید سے آزاد ہو گیا۔

فرزدق نے کہا خلیفہ نے میرا نام کاٹ دیا ہے اور بیت المال سے میرا سہم ختم کر دیا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے اسے چالیس سال کے اخراجات عطا فرمائے اس کے بعد فرمایا:

لو علمت انك تحتاج اکثر مدد لاعطیتك۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہیں اس سے زیادہ ضرورت ہے تو تمہیں اور عطا کرتا"

فرزدق چالیس سال کے بعد دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۱، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۶۷، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۴۱)

زہری کا اعتراف

(۹۹۷۔۲۵) فقیہ عالی قدر اور محدث محقق جناب شیخ حر عاملی "وسائل الشیعہ" میں تحریر کرتے ہیں:

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: میں نے زہری سے پوچھا: تم نے علی بن الحسینؑ کو دیکھا ہے۔

اس نے کہا: ہاں، میں نے فضیلت میں ان سے زیادہ کسی کو نہیں پایا۔



قابل ذکر دو نکتے

صحیفہ سجادیہ کی اہمیت

نکتہ اول نقل ہوا ہے کہ شہر بصرہ میں ایک بلیغ سخن ور کے نزدیک صحیفہ سجادیہ کے بارے میں گفتگو ہوئی، اس نے جسارت کرتے ہوئے کہا: اس کے بارے میں کوئی بات نہ کرو، یہاں تک کہ میں بھی تمہیں اس کی وجہ املاء کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد قلم ہاتھ میں لیا، لکھنے کی غرض سے سر نیچے جھکایا، لیکن پھر سر نہ اٹھا سکا، یہاں تک کہ اس کی روح بدن سے پرواز ہو گئی۔

مؤلف کہتا ہے: یہ کسی قسم کی پریشان کن بات نہیں ہے، کیونکہ یہ صحیفہ انسانی، دنیاوی اور اُخروی قواعد و ضوابط کا مکمل دورہ ہے۔

یہ علم الٰہی کے بیکراں او قیانوس اور علم نبی کے موجیں مارتے ہوئے سمندر سے ایک قطرہ ہے، ایسا کیسے نہ ہو حالانکہ یہ صحیفہ نور چراغ رسالت کے پرتو اور باغ امامت کی خوشبو ہے۔

اس کے بارے میں ایک عارف کہتا ہے: یہ صحیفہ آسمانی کتابوں کے چشموں سے پھوٹا ہے اور صحف عرش ولوح کے راستے پر رواں دواں ہے، کیونکہ وہ شناخت و معرفت کے حقائق کے انوار پر مشتمل ہے اور اس میں حکمت کے باغوں کے پھل ہیں۔

برگزیدہ دانشوروں، مکتب تشیع کے نقادوں اور گزشتہ علماء نے اسے "زبور آل محمدؐ" اور "انجیل اہل بیت" کا لقب دیا ہے۔

اس بیان کی بلاغت کے سامنے کلام وسخن میں جادو جگانے والے سجدہ ریز ہو گئے ،اور بزرگ علماء نے اپنی کم مائگی کا اعتراف کیا اورانہوں نے یقین کرلیا کہ پیغمبر کاہن و جادوگر نہیں ہے، حق و باطل ہرگز ایک مقام ومرتبہ پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

زہری امام سجادؑ کی خدمت میں

نکتہ دوم کتاب "احتجاج" میں لکھتے ہیں کہ امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن مسلم بن شہاب زہری غم واندوہ سے نڈھال حضرت امام سجاد کی خدمت میں شرفیاب ہوا، جب امام نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا: تم کیوں اتنے غمگین ومحزون ہو؟

اس نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! جس غم واندوہ نے مجھے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو میری نعمتوں سے جلتے ہیں، کہ جن کے ذریعے مجھے آزمایا گیا ہے، وہ لوگ جن کے ساتھ میں نے اچھائی کی ہے، میں بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ نیکی کریں، لیکن اب تک میری توقع پوری نہیں ہوئی ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: احفظ علیك لسانك تملك به اخوانك۔

"اپنی زبان کی حفاظت کرو، اس کے ذریعے تم نے اپنے بھائیوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا ہے؟"

زہری کہتا ہے: یابن رسول اللہ! جس قدر ہو سکتا ہے، میں اپنی زبان کے ذریعے ان سے نیکی کرتا ہوں۔

حضرت امام سجاد السلام نے فرمایا: هيهات هيهات ! ايّاك وان تعجب من نفسك بذلك ،وريّاك ان تتكلم بمايسبق الى القلوب انكاره، وان كان عندك اعتذاره، فليس كل من

تسمعه شرًّا يكنك ان نوسعه عذرًا۔

"حیف صد حیف! ہرگز خود پسندی کا شکار نہ ہو، ہرگز ایسی بات مت کرو، جسے دل قبول نہ کرے اگر چہ اس کی توجیہ کر سکتے ہو، کیونکہ جو بھی نامناسب بات سنو گے تو عذر کے باوجود اس کی توضیح نہیں کر سکتے ہو"

اس کے بعد فرمایا:

یا زهری ! من لم يكن عقله من اكمل مافيه كان هلاكه من ليسر مافيه۔

"اے زہری! جس کی عقل وخرد ہر چیز سے کامل تر نہ ہو، اس کی نابودی ہر شے سے آسان تر ہو گی"

پھر فرمایا: "اے زہری آگاہ ہو جاؤ تمہارے اوپر لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک خاندان کے نازل منزلہ سمجھو، بوڑھوں کو باپ، بچوں کو بیٹے اور ہم سن افراد کو اپنا بھائی بناؤ" اگر شیطان لعین کہ اس پر خدا کی لعنت ہو تمہارے اندر وسوسہ ڈال دے اور تجھے اس فکر میں ڈال دے کہ تو مسلمانوں میں سے کسی ایک پر برتری رکھتا ہے، اس وقت غور وفکر سے کام لو کہ اگر وہ شخص تم سے افضل تر ہو تو کہو وہ ایمان وعمل میں مجھ سے بہتر اور سبقت حاصل کرنے والا ہے"

"اگر وہ شخص تم سے چھوٹا ہو تو کہو: میں نے گناہ کرنے میں اس پر سبقت حاصل کی ہے، لہٰذا وہ مجھ سے بہتر ہے"

اگر تم سے بڑا ہو تو کہو: مجھے گناہ گار ہونے کا یقین ہے لیکن اس کے بارے میں مشکوک ہوں، پس میں کیوں اپنے یقین کو شک وتردید کے ذریعے ختم کروں؟"

"اگر دیکھتے ہو کہ مسلمان تمہیں صاحب عظمت سمجھتے ہیں اور تیرا احترام

کرتے ہیں، اس وقت کہو! یہ ان کا احسان ہے جس کا وہ اظہار کرتے ہیں"

"اگر دیکھتے ہو کہ ان میں سے کوئی تمہارے اوپر ظلم کرتا ہے تو کہو: یہ ایسا گناہ ہے جو میں نے انجام دیا ہے"

بے شک جو کچھ میں نے کہا اگر اس پر عمل کرے گا تو خداوند متعال زندگی کو تمہارے لیے آسان بنا دے گا، تمہیں چاہنے والے زیادہ اور تمہارے دشمن کم تر ہو جائیں گے، تو ان کے احسان سے خوش حال ہو گا، اور ان کے ظلم وستم سے ناراحت ومحزون نہیں ہو گا"

"جان لو! لوگوں میں سے محترم ترین شخص وہ ہے کہ جس سے ہمیشہ لوگوں کو فائدہ ہو جبکہ وہ لوگوں سے بے نیاز اور پاک دامن رہے، اس کے بعد لوگوں کے درمیان محترم ترین شخص وہ ہے جو اظہار بے نیازی کرے اگرچہ نیازمندی کیوں نہ ہو"

"کیونکہ اہل دنیا ہمیشہ مال ودولت کے پیچھے ہیں، اگر ان کی اس خواہش کے درمیان کوئی حائل نہ ہو تو قابل احترام سمجھتے ہیں اور اگر کوئی حائل نہ ہوا اور ان کے لیے کچھ دنیاوی امکانات فراہم کرے تو وہ عزیز وگرامی تر ہو جائے گا"

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۵۰۱،۵۱۰، بحار الانوار جلد ۷۱ صفحہ ۲۲۹ و جلد ۹۲ صفحہ ۲۴۲،۲۴۳)



ساتواں حصّہ

پیغمبروںؑ کے علوم کو شگافتہ کرنے والے

حضرت امام

محمد بن علی الباقر

صلوات اللہ علیہ

کے فضائل و مناقب کے بحر بیکراں سے ایک

قطرہ

امامؑ وارث پیغمبرؐ

(۱۹۹۸) جناب طبری اپنی کتاب "دلائل الامامہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

میں اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: کیا آپ پیغمبر خدا کے ورثاء ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا پیغمبر خداؐ بھی پیغمبروں کے وارث تھے اسی چیز میں جسے وہ جانتے اور عمل کرتے تھے۔ فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں، اندھے کو آنکھیں اور برص کے مریض کو شفا دے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں، البتہ خدا کی اجازت سے"

اس کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"اے ابا محمد! میرے قریب آ ئیں"

میں آنحضرت کے قریب ہوا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرا تو میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، سورج، آسمان، زمین اور وہ سب کچھ دیکھا جو گھر میں موجود تھا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اتحب ان تكون على هذا ولك ماللناس وعليك ما عليهم

یوم القیامۃ او تعود کما کنت ولک الجنۃ خالصۃ؟

"کیا تم پسند کرتے ہو کہ اسی حال میں باقی رہو اور لوگوں کی طرح زندگی گزارو، اور روز قیامت جو کچھ لوگوں کے ساتھ ہو وہی کچھ تمہارے ساتھ بھی ہو یا پہلے کی طرح نابینا رہنا چاہتے ہو کہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جاؤ؟" میں نے عرض کیا: پہلے کی طرح ہونا چاہتا ہوں۔

آنحضرت نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرا تو میں پہلی حالت میں واپس چلا گیا، (یعنی بینائی جاتی رہی)۔ (دلائل الامامہ صفحہ ۲۲۲، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۶۹، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۷۲)

مردے کو حکم خدا سے زندہ کیا

(۹۹۹-۲) کتاب "الثاقب والمناقب" کے مؤلف کہتے ہیں:

میں مشہد حضرت امام رضا علیہ السلام میں اپنے استاد ابا جعفر محمد بن حسین شوہانی کے گھر میں ٹھہرا تھا، انہوں نے اپنی کتاب سے یوں پڑھا۔ البتہ راوی کا نام بھول گیا ہوں۔

شام کا رہنے والا ایک جوان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا رہتا تھا، ایک دن اس نے آنحضرت کے درس میں کہا: خدا کی قسم، میں آپ کی محبت کی وجہ سے درس میں حاضر نہیں ہوتا ہوں، بلکہ آپ کے علم و فصاحت کی خاطر آتا ہوں۔

امام علیہ السلام مسکرائے اور کچھ نہ فرمایا:

کچھ دن گزرے لیکن اس نوجوان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔ امامؑ نے اس کے بارے میں پوچھا، ایک شخص نے بتایا کہ وہ مریض ہے۔

اس دوران ایک شخص آیا اور کہتا ہے: یا ابن رسول اللہ! وہ شامی نوجوان جو آپ کے درس میں اکثر و بیشتر آتا تھا فوت ہو گیا ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی نماز جنازہ آپؑ پڑھائیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"جس وقت اسے غسل دے لو تو اسے تخت پر ہی لیٹے رہنے دینا اور

میرے آنے تک اسے کفن نہ پہنانا"

پھر آنحضرت کھڑے ہوئے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی، اس کے بعد سجدے میں سر رکھا، کافی لمبا سجدہ بجالائے، پھر کھڑے ہوئے رسول خداؐ کی رداتن پوش کی اور پاؤں میں جوتے پہن کر اس کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ گھر میں داخل ہوئے، جب آپ کمرے میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسے غسل دے کر کمرے میں تخت پر لٹایا ہوا تھا، آنحضرت نے اس کا نام لیکر اسے آواز دی اور فرمایا:

اے فلاں! اچانک اس جوان نے جواب دیا اور کہا: لبیک۔

اس نے سر اٹھایا اور اٹھ کر بیٹھ گیا، حضرت نے ستو منگوا کر اسے پلائے۔

پھر پوچھا: تمہیں کیا ہوا تھا؟

اس نے کہا: اس میں ذرا برابر شک نہیں کہ میری روح قبض ہوگئی تھی، جب میری روح بدن سے خارج ہوئی تو اس وقت میں نے ایک دل نشین آواز سنی، البتہ میں نے آج تک اتنی اچھی آواز نہیں سنی تھی۔

کہنے والے کہتے ہیں: ردوا الیہ روحہ فانّ محمد بن علیّ قد سألناہ.

"اس کی روح واپس کردیں کیونکہ محمد بن علیؑ نے اسے ہم سے مانگا ہے"

(الثاقب والمناقب صفحہ ۳۶۹)

امامؑ کی والدہ نے دیوار کو روکا

(۱۰۰۰۔۳) جناب شیخ کلینی اپنی گرانقدر کتاب "کافی" میں اور اسی طرح علمائے میں سے ایک عالم ایک قدیم خطی نسخہ میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

میری والدہ ماجدہ دیوار کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، اچانک دیوار پھٹ گئی میں نے اس کے پھٹنے کی آواز سنی، میری والدہ ماجدہ نے اپنے ہاتھ سے دیوار کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

﴿۱﴾ وحق المصطفیٰ! ما اذن اللّٰہ لک فی السقوط۔

"نہ، حق مصطفیٰ کی قسم، خدا نے تمہیں گرنے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی ہے"

دیوار اسی طرح سے ہوا میں معلق ہو گئی اور میری والدہ وہاں سے اٹھ گئیں۔

میرے پدر بزرگوار نے میری مہربان ماں کی سلامتی جان کے لیے سو دینار کا صدقہ دیا۔

ابو صباح کہتے ہیں: ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی دادی محترمہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

کانت صدیقۃ لم تدرک فی آل الحسن امرأۃ مثلھا۔

"وہ ایسی صدیقہ تھیں کہ آل حسنؑ میں ان کی طرح کوئی خاتون نہیں دیکھی گئی" (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۶۹، بحار جلد ۴۶ صفحہ ۲۱۵، الدعوات صفحہ ۶۸)

جابر جعفی امام علیہ السلام کی خدمت میں

(۱۰۰۱-۴) جابر جعفی کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

میں ایک نابینا اور بوڑھا شخص ہوں، میرے اور آپ کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ میں آپ سے کوئی دستور و حکم چاہتا ہوں کہ اس پر عمل کروں، مخالفین کے مقابلے میں استدلال کر سکوں اور اسے پس ماندگان تک پہنچاؤں۔

جابر کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میری بات سن کر حیران ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد فرمایا:

"اے ابا الجارود! تم نے کیا کہا ہے؟ اپنی گفتگو دہراؤ"

میں نے اپنی بات کا تکرار کیا۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

نعم یا ابا الجارود! شھادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ

وانّ محمدا عبدہ ورسولہ ، واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکاۃ ، وصوم شھر رمضان ،وحج البیت ،وولایۃ ولیّنا، وعداوۃ عدونا والتسلیم لامرنا، وانتظار قائمنا والورع والا جتھاد۔

ہاں، اے ابالجارود! اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے،نماز قائم کرنا،زکوٰۃ ادا کرنا، ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھنا،خانہ خدا کا حج کرنا، ہمارے دوستوں کو دوست رکھنا، ہمارے دشمنوں سے دشمنی کرنا، ہمارے امر کے سامنے تسلیم ہونا، ہمارے قائمؑ کا انتظار کرنا،تقویٰ و پاک دامنی اور دین میں جدو کوشش کرنا" (الدعوات صفحہ ۱۲۳-بحارالانوار جلد ۶۹ صفحہ ۱۳)

حبابہ والبیہ کی جوانی لوٹ آئی

(۱۰۰۲-۵) کتاب "بصائر الدرجات" اور "عیون المعجزات" میں مذکور ہے کہ روایت ہے:

حبابہ والبیہ حضرت امام محمد باقرؑ کی امامت کے دوران باحیات تھیں، ایک دن وہ آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوئی ،حضرت نے فرمایا:

"اے حبابہ! کیا ہوا ہے کہ تم ایک مدت سے ہمارے پاس نہیں آئی ہو"

کہا: میں بوڑھی ہو چکی ہوں ، میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور غم واندوہ زیادہ ہو گئے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے نزدیک آؤ۔

پس وہ آنحضرت کے قریب آئی ،آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا، پھر کوئی دعا پڑھی کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا وہ کون سی دعا تھی ،فوراً اس کے سر کے بال سیاہ ہو گئے اور وہ جوان ہو گئی، وہ بہت خوش ہوئی ۔امام علیہ السلام بھی اس کے خوشحال ہونے سے مسرور وخوش حال ہوئے۔

حبابہ نے کہا: میں آپ کو اس کے حق کی قسم دیتی ہوں، جس نے آپ کے لیے پیغمبروں سے عہد و میثاق لیا، آپ عالم اشباح میں کیسے تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یا حبابۃ! نورًا قبل ان خلق اللّٰہ آدمؑ نسبح اللّٰہ سبحانہ، فسبحت الملائکۃ بتسبیحنا ولم تکن قبل ذلک فلما خلق اللّٰہ تعالی آدم علیہ السلام اجری ذلک النور فیہ۔

"اے حبابہ! حضرت آدمؑ کو خلق کرنے سے پہلے ہم نور تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے، ہماری تسبیح کی وجہ سے فرشتوں نے تسبیح کی، البتہ اس سے قبل وہ ایسے نہ تھے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق کیا تو وہ نور ان کے صلب میں رکھا"

(بحار الانوار جلد ۲۶، صفحہ ۳۱۸، بصائر الدرجات صفحہ ۱۷۰)

امامؑ کو ہر شی پر قدرت حاصل ہے

(۱۰۰۳-۶) شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منسوب کتاب "اختصاص" اور اسی طرح "بصائر الدرجات" میں مذکور ہے کہ جابر کہتے ہیں:

میں اپنے مولا امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا، اور اپنی حاجت کا اظہار فرمایا۔ حضرت نے فرمایا:

"اے جابر! میرے پاس اس وقت ایک بھی درہم نہیں ہے"

زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ کمیت نامی شاعر آیا، اس نے امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں نے آپ کی شان میں جو قصیدہ لکھا ہے، اسے پڑھوں؟

فرمایا: پڑھو، کمیت نے اپنے اشعار پڑھے، امام علیہ السلام نے اپنے غلام سے کہا: اس

کمرے میں جاؤ اور کمیت کے لیے درہموں کی تھیلی لاؤ۔اس نے لا کر کمیت کے حوالے کر دی۔

کمیت نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! کیا اجازت مرحمت فرمائیں گے کہ میں نے ایک اور بھی قصیدہ لکھا ہے وہ بھی پڑھوں؟

حضرت نے فرمایا: پڑھو، کمیت نے پڑھا، امامؑ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ دوسری تھیلی بھی لا کر اسے دو۔

وہ تھیلی لایا اور کمیت کو دی۔

کمیت نے کہا: کیا اجازت عطا فرمائیں گے کہ میں نے ایک اور قصیدہ بھی لکھا ہے وہ بھی پڑھوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

پڑھو! اس نے تیسرا قصیدہ بھی پڑھا، امام علیہ السلام نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک اور تھیلی لے آؤ۔

غلام نے اطاعت کی اور تھیلی لا کر کمیت کے سپرد کی۔

کمیت نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، خدا کی قسم، میں آپ کی محبت میں جو مدح سرائی کرتا ہوں یہ دنیا کی خاطر نہیں ہے بلکہ ان اشعار کے ذریعے میرے پیش نظر پیغمبر خدا کی خوشنودی اور اس حق کو ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے جسے ادا کرنا خدا نے میرے اوپر واجب کیا ہے۔

جابر کہتے ہیں: امام علیہ السلام نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے بعد فرمایا:

اے غلام! ان تھیلیوں کو لے جا کر اسی مقام پر رکھ دو۔

جب میں نے یہ سارا ماجرا دیکھا تو دل میں کہا کہ حضرت نے مجھے فرمایا تھا: میرے پاس ایک درہم تک نہیں ہے، جبکہ ادھر سے یہ حکم صادر فرمایا کہ کمیت کو تیس (ہزار) درہم انعام دیں۔

جب کمیت وہاں سے چلے گئے تو میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! آپ نے مجھے فرمایا کہ میرے پاس ایک بھی درہم نہیں ہے، لیکن حکم صادر فرمایا: کہ کمیت کو تیس (۳۰) ہزار انعام دیں؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"جابر اٹھ کر کھڑے ہو اور کمرے میں جاؤ"

میں کھڑا ہوا اور کمرے میں داخل ہوا، لیکن وہاں پر ان درہموں کا نام و نشان تک نہ پایا اور واپس پلٹ آیا۔ حضرت نے فرمایا:

یا جابر! ما سترنا عنکم اکثر مما اظھرنا لکم۔

"اے جابر! وہ خدائی طاقت جو ہم نے چھپائی ہوئی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے، جس کا اظہار کرتے ہیں"

پھر حضرت اٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں داخل ہوئے اپنے پاؤں مبارک سے زمین پر ٹھوکر ماری اچانک سونے کے سکے ایسے نمایاں ہوئے جیسے اونٹ کی گردن نمایاں ہوتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

یا جابر! انظر الی ھذا ولا تخبر بہ احداً الا من تثق بہ من اخوانک، ان اللہ اقدرنا علی ما نرید ولو شئنا ان نسوق الارض بازمتھا لسقناھا۔

"اے جابر! ان سونے کے سکوں کی طرف دیکھو اور کسی کو مت بتاؤ مگر ان لوگوں کو جن پر تمہیں اطمینان ہو"

"بے شک خداوند متعال نے ہمیں ہر اس چیز پر قدرت عطا کی ہے جسے ہم چاہیں، زمین کی لگام ہمارے اختیار میں ہے، ہم جہاں چاہیں لے جانے پر قادر ہیں"

(الاختصاص صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶، بصائر الدرجات صفحہ ۳۷۵، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۳۹)

امامؑ کی عظمت

(۱۰۰۴-۷) شیخ قطب الدین راوندی "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں کہ حلبی حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

کچھ لوگوں نے میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: ما حد الامام؟ امام کی حد کہاں تک ہے؟

فرمایا: حد عظيم اذا دخلتم عليه فوقروه وعظموه، آمنوا بما جآء به من شيء وعليه ان يهدي كم وفيه خصلة اذا دخلتم عليه لم يقدر احد ان يملأ عينه منه اجلالاً وهيبة لان رسول الله كذلك كان وكذلك يكون۔

"امام کی شان و شوکت بہت عظیم ہے، جب بھی خدمت امام میں حاضر ہو ان کا احترام کرو، انہیں صاحب عظمت سمجھو، اور وہ جو کچھ بتائیں اس پر یقین کرو، ان پر ضروری ہے کہ وہ تمہاری ہدایت و راہنمائی کریں"

ان کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ میں سے جو کوئی بھی ان کی خدمت میں پہنچے وہ ان کے جلالت و ہیبت کی وجہ سے انہیں نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا، کیونکہ رسول خداؐ ایسے ہی تھے اور آئمہ معصومین علیہم السلام بھی ان کی طرح سے ہیں۔

پوچھتے ہیں: کیا امام علیہ السلام اپنے شیعوں کو پہچان لیں گے؟

فرمایا: ہاں، جب انہیں دیکھیں گے تو پہچان جائیں گے۔

پوچھتے ہیں: کیا ہم آپ کے شیعوں میں سے ہیں؟

فرمایا: ہاں، آپ لوگ میرے شیعوں میں سے ہیں۔

پوچھتے ہیں: اس کی نشانی کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے والدین اور اپنے قبیلہ اسامی بیان کروں؟

انہوں نے فرمایا: ہاں

حضرت نے اپنے تمام خصوصیات بیان فرمائے اور ان کی تصدیق کی۔

حضرت نے فرمایا: اب بتاؤں گا کہ تم کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ تم اس آیت کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ۔ (ابراہیم آیۃ ۲۴)

"(اللہ تعالیٰ نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال) شجرۂ طیبہ سے بیان کی ہے،

جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے"

انہوں نے عرض کیا: درست ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ پاکیزہ درخت ہم ہیں کہ جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے:

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

"اس کی اصل ثابت اور شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے"

"ہم اپنے شیعوں میں سے جس کسی کو چاہتے ہیں اپنا علم عطا کرتے ہیں"

پھر فرمایا: کیا قانع ہو گئے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم اس سے کم تر پر بھی قانع تھے۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۹۶، بحارالانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۳، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۳)

زمین آلِ محمدؐ کے اختیار میں

(۱۰۰۵۔۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اسود بن سعید کہتے ہیں:

میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا قبل اس کے کہ میں کچھ پوچھتا، حضرت نے فرمایا:

نحن حجة الله، ونحن باب الله ،ونحن لسان الله، ونحن وجه

اللہ ونحن عین اللہ فی خلقہ، ونحن ولاۃ امر اللہ فی عبادہ۔

"ہم حجت خدا، باب خدا، زبان خدا، وجہ اللہ، اور عین اللہ ہیں۔ اولیاء خدا اس کی مخلوق سے اور اس کے بندوں میں سے ہیں"

پھر فرمایا: "بے شک ہمارے اور زمین کے ہر حصے کے درمیان معمار کی ڈوری کی مانند ایک دھاگا متصل ہے، جب بھی اللہ تعالیٰ کسی سرزمین کے بارے میں ہمیں حکم دیتا ہے تو ہم اس دھاگے کو کھینچتے ہیں، اس طرح وہ سرزمین اپنے تمام مناطق، بازاروں اور محلات کے ہمراہ ہمارے پاس آ جاتی ہے اور ہم اس کے بارے میں حکم خدا کو انجام دیتے ہیں"

"بالکل ایسے ہی جیسے ہوا کا کنٹرول حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ میں تھا، اب اللہ تعالیٰ نے اسے آل محمدؐ کے لیے مسخر فرمایا ہے اور ان کے اختیار میں دے دیا ہے" (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۸۷، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۵۵)

حبابہ والبیہ کی روایت

(۱۰۰۶۔۹) جلیل القدر عالم جناب ابن شہر آشوب کتاب "مناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ حبابہ والبیہ کہتی ہیں:

میں شہر مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں تھی، عصر کا وقت تھا، یہ وہ وقت تھا جب آفتاب نے سر پر تاج کی مانند اپنا سنہری نور پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھیلاء ہوا تھا، میں نے ایک شخص کو کعبہ یا حجر اسود کے درمیان دیکھا جو اپنی کمر کو ریشمی عمامے کے ساتھ باندھے ہوئے خاک پر کھڑا تھا اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور دعا کی۔

لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مشکل مسائل پوچھتے رہے، آپ مسلسل جواب ارشاد فرماتے رہے، یہاں تک کہ ایک ہزار مسئلوں کا جواب دیا، پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ اس دوران کسی فریادی نے با آواز بلند فریاد کی:

ألا ان هذا النور الابلج المسرح والنسيم الارج والحق المرج۔

"آگاہ ہو جاؤ! بے شک یہ (آقا) ایسا تاباں و درخشاں نور، ایسی خوشبودار نسیم اور ایسی برحق شخصیت ہیں کہ لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے"

بعض لوگوں نے کہا: یہ کون شخص ہے؟

حاضرین میں سے ایک نے کہا: وہ محمد بن علی باقرؑ ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ کسی فریادی نے با آواز بلند فریاد کی:

الاان هذا باقر علم الرسل ،وهذا بين السبل ،هذا خير من رسخ فی اصلاب اصحاب السفينة ،هذا ابن فاطمة الغرا لعذراء الزهراء، هذا بقيته الله فی ارضه ،هذا ناموس الدهر ،هذا ابن محمد و خديجة وعلی وفاطمة عليهم السلام هذا منار الدين القائمة۔

"آگاہ ہو جاؤ! یہ شخص پیغمبروں کے علوم کو کھولنے والا ، راستوں کو روشن کرنے والا اور اصحاب سفینۂ نوح کے اصلاب میں سے بہترین فرد ہے"

"یہ فاطمہ غرا ، عذرا زہراء کا فرزند ہے، یہ ارض خدا پر بقیۃ اللہ ہے، یہ ناموس دہر ہے، یہ محمد مصطفیٰؐ ، خدیجۃ الکبریٰ ، علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراءؑ کا بیٹا ہے، یہ شخص دین خدا کا پائیدار ستون ہے"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۵۹)

علی بن حمزہ اسرار سے آگاہ

(۱۰۰۷-۱۰) جناب علامہ مجلسی "بحار الانوار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ علی بن ابی حمزہ اور ابو بصیر کہتے ہیں:

ہم نے عہد کیا ہوا تھا کہ اپنے آقا و مولیٰ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس

میں شرفیاب ہوں، پس ہم ابولیلیٰ کے ہمراہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت نے فرمایا: اے سکینہ! چراغ لے کر آؤ۔

وہ چراغ لائیں تو آپ نے فرمایا: فلاں مقام پر ایک صندوقچہ پڑا ہے وہ لے آؤ۔

وہ صندوقچہ اٹھا کر لائیں، حضرت نے اس کی سیل کھولی ملایک زرد رنگ کا صحیفہ باہر نکالا۔

علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام اس صحیفہ کو کھول کر دیکھتے اور پلٹتے جاتے، جب اس کے تیسرے یا چوتھے حصے تک پہنچے تو اس وقت میری طرف ایک نگاہ کی، ان کی نگاہ سے میں ڈر گیا میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔

جب انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا:

''کیا تمہاری حالت بہتر ہو گئی ہے؟''

میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں، ہاں۔

فرمایا: کیا دیکھ رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: اپنا، اپنے باپ اور اپنے ان فرزندوں کا نام دیکھ رہا ہوں جنہیں میں پہچانتا نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا: لولا ان لك عندی مالیس لغیرك ما اطلعتك علی هذا، اما انهم سیزدا دون علی عد ماها هنا۔

''اے علی! اگر میرے نزدیک تیرا کوئی مقام و مرتبہ نہ ہوتا تو میں تمہیں ان اسرار سے آگاہ نہ کرتا، آگاہ ہو جاؤ! عنقریب تیری اولاد میں اس مقدار میں اضافہ ہو جائے گا جتنی تو نے یہاں پر دیکھی ہے''

علی بن حمزہ کہتے ہیں: خدا کی قسم! اس ماجرے کو بیس (۲۰) سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس دوران میرے ہاں اتنے بچے متولد ہوئیں، جتنے میں نے صحیفہ میں اپنی آنکھوں

سے دیکھیے............ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۶۶)

اموال سے کیسے باخبر ہوا؟

(۱۰۰۸-۱۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو عیینہ کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک خدا پرست شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اپنے فاسق و ناصبی باپ کے بارے میں شکایت کی، کہ اس نے مرتے وقت اپنا تمام مال چھپا دیا تھا"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے باپ کو دیکھو اور اس سے اپنے اموال کے بارے میں پوچھو۔

اس نے کہا: ہاں، کیونکہ میں نیاز مند اور محتاج ہوں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے سفید کاغذ پر خط لکھا اور اسے بند کر دیا، اس کے بعد فرمایا: آج رات یہ خط لے کر قبرستان بقیع میں جاؤ، جب اس کے وسط میں پہنچو تو آواز دو: یا درجان!

اس شخص نے خط لے لیا اور حکم امام کو انجام دیا۔

اس وقت ایک شخص آیا، وہ خط اسے دیا، جب اس نے پڑھا تو کہا: اگر اپنے باپ کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا، تا کہ اسے لے آؤں کیونکہ وہ اس وقت ضبجان (پہاڑ کا نام) میں ہے۔

وہ گیا، زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ وہ ایک سیاہ چہرے والے شخص کے ہمراہ واپس آیا، اس کی گردن میں سیاہ رسی تھی، وہ زبان لٹکائے ہوئے سانس لے رہا تھا اس نے بدن پر سیاہ شلوار پہنی ہوئی تھی۔ وہ شخص میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے یہ تمہارا باپ ہے، لیکن آتش کے شعلوں، دوزخ کے دھویں اور کھولتے ہوئے پانی نے اس کی حالت یوں کر دی ہے۔

میں نے اپنے باپ سے حالات پوچھے۔

اس نے کہا: میں بنی امیہ کو دوست رکھتا تھا، جبکہ تم اہل بیت رسول کے محب تھے اس لیے تجھ سے نفرت کرتا تھا، لہٰذا میں نے اپنے اموال سے تمہیں محروم رکھا اور انہیں چھپا کر آیا ہوں۔ میں آج پشیمان ہوں۔ پس میرے باغ میں جاؤ، درخت زیتون کے نیچے کھودو، وہاں سے تمہیں ایک لاکھ پچاس ہزار ملیں گے، وہ اٹھالو، ان میں پچاس ہزار حضرت امام باقرؑ کو دے دینا اور باقی تمہارے ہیں۔

راوی کہتا ہے: اس نے اپنے باپ کی کہی ہوئی بات پر عمل کیا، حضرت امام محمد باقرؑ نے ان پیسوں سے قرض ادا کیا، زمین خریدی، اس کے بعد فرمایا:

اماانه سینفع المیت الندم علی ما فرط من حبنا وضیع من حصنا بما ادخل علینا من الرفق و اسرور۔

"بہت جلد وہ مردہ جو ہماری محبت میں کوتاہی کرنے اور ہمارا حق ضائع کرنے سے پریشان ہوا، وہ اس وجہ سے فائدہ اٹھائے گا کہ اس نے ہمیں خوش حال مسرور کیا" (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۶۷)

امامؑ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں

(۱۰۰۹-۱۲) قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں:

ابوبصیر کہتے ہیں: جب میں مسجد میں اپنے مولا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس وقت لوگوں کی رفت و آمد تھی،

امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

"لوگوں سے پوچھو، کیا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟"

میں نے ہر ملنے والے سے پوچھا: کیا تم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ ہر کوئی کہتا: نہیں، حالانکہ امامؑ وہاں پر کھڑے تھے، یہاں تک کہ ایک نابینا ابوہارون داخل ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے پوچھو۔

میں نے کہا: کیا تم نے حضرت امام باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: کیا وہ یہاں پر نہیں کھڑے ہیں؟

میں نے کہا: تمہیں کیسے پتا چلا ہے؟

اس نے کہا: کیسے پتہ نہ چلتا ہو، حالانکہ آنحضرت ایک درخشاں نور ہیں۔

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے سنا کہ افریقہ سے ایک شخص آیا تھا، حضرت نے اس سے فرمایا:

"راشد کا کیا حال ہے؟"

اس نے کہا: جب میں اس سے علیحدہ ہوا ہوں وہ زندہ و خوش حال تھا اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر رہا تھا۔

حضرت نے فرمایا: خدا اس پر رحمت کرے۔

اس نے عرض کیا: کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟

آپ نے فرمایا: تمہاری روانگی کے دو روز بعد وہ دنیا سے چل بسا۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ نہ بیمار تھا اور نہ اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف تھی۔

آپ نے فرمایا: جو کوئی بھی مرتا ہے وہ کسی بیماری یا کسی علت کی وجہ سے مرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ شخص کون تھا؟

آپ نے فرمایا: وہ ہمارے دوستوں اور ہم سے محبت کرنے والوں میں سے ایک تھا۔

آپ نے فرمایا:

لئن ترون انه ليس لنا معكم اعين ناظرة واسماع سامعه، لبئس مارأيتم، والله لايخفى علينا شئ من اعما لكم فاحضرونا جميعا، وعوذو انفسكم الخير، وكونوا من اهله

تعرفون به فانی بهذا آمر ولدی وشیعتی۔

"اگر تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے پاس چشم بینا اور گوش شنوا نہیں تو تم نے بہت غلط خیال کیا ہے، خدا کی قسم! تمہارا کوئی عمل بھی ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے، پس آپ تمام ہمیں اپنے پاس حاضر سمجھیں، اپنے آپ کو اچھے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور نیکوکار بنیں تاکہ ان خصوصیات کے ذریعے سے تمہاری اچھی پہچان ہو سکے، پس میں اپنی اولاد اور اپنے شیعوں کو اس کام کی سفارش کرتا ہوں" (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۹۵، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۴۳)

فقراء میں صدقہ تقسیم

سید بزرگوار جناب سید بن طاؤوس اپنی کتاب "فلاح السائل" میں رقمطراز ہیں کہ روایت ہوتی ہے: حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک دن میں اپنے والد گرامی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ اس وقت مدینہ کے فقراء میں صدقہ بانٹ رہے تھے، آنحضرت نے آٹھ ہزار دینار ان کے درمیان تقسیم کیے اور وہ خاندان جس کے گیارہ افراد غلام تھے سب کو آزاد کر دیا" (فلاح السائل صفحہ ۱۶۹، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۳۰۲)

امامؑ نے صبح کیسے کی؟

(۱۰۱۱-۱۲) ابو علی بن شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "امالی" میں تحریر کرتے ہیں کہ شقیق بلخی ایک اہل علم سے نقل کرتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ نے صبح کس حال میں کی ہے؟ آپ نے فرمایا:

اصبحنا غرقی فی النعمة، موفورین بالذنوب یتحبب الینا الهنا بالنعم وتمقت الیه بالمعاصی، ونحن نفتقر الیه، وهو غنی عنا۔

"میں نے اس حال میں صبح کی کہ خدا کی نعمتوں میں غرق ہوں، گناہوں نے مجھے گھیرا ہوا ہے، خداوند متعال اپنی نعمتوں سے ہم پر مہربانی کرتا ہے، ہم گناہ کے ذریعے اس سے دشمنی کرتے ہیں، ہم اس کے محتاج ہیں لیکن وہ ہم سے بے نیاز ہے" (امالی شیخ طوسی صفحہ ۶۴۱، بحار الانوار جلد ۶۴ صفحہ ۳۰۳)

حضرت الیاسؑ امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں

(۱۰۱۲_۱۵) ثقۃ السلام جناب شیخ کلینیؒ کتاب "کافی" میں تحریر کرتے ہیں:

حسن بن عباس بن حریش حضرت امام جواد علیہ السلام سے اور آپ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا:

"ایک دن میرے پدر بزرگوار طواف کعبہ میں مشغول تھے، ایک مرد جس نے اپنا چہرہ عمامے کے ایک حصے میں چھپایا ہوا تھا، آنحضرت کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ کو طواف کرنے سے روک دیا، پھر وہ میرے پدر بزرگوار کو کوہ صفا کے پاس ایک کمرے میں لے گیا اور مجھے بلانے کے لیے کسی شخص کو میرے پاس بھی بھیجا، اس طرح ہم تین افراد ہو گئے"

وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: شاباش اے رسول خدا کے فرزند! پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور کہا: اے اپنے اجداد اطہار کے بعد خدا کے امین! خداوند متعال آپ کو خیر عطا کرے۔

پھر اس نے میرے باپ سے کہا: اے ابو جعفر! اگر چاہیں تو آپ میرے لیے وضاحت کریں یا آمادہ ہوں کہ میں تشریح کروں، چاہیں تو آپ پوچھیں یا میں آپ سے پوچھوں، اگر چاہیں تو میں آپ کی تصدیق کروں اور اگر پسند فرمائیں تو آپ تصدیق کریں۔

اس مرد نے کہا: جب میں آپ سے سوال کروں تو ایسا نہ ہو کہ جواب میں حقیقت کو پنہاں کریں۔

آپ نے فرمایا: انما یفعل ذلك من فی قلبه علمان، یخالف احد هما صاحبه، وانّ الله عزّوجلّ ابی ان یکون له علم فیه اختلاف۔

"ایسا جواب وہ شخص دیتا ہے جس کے دل میں دو علم ہوں کہ اس میں ایک علم دوسرے علم کے مخالف ہو، لیکن خداوند متعال پسند نہیں کرتا کہ اس کے پاس ایسا علم ہو، جس میں اختلاف پایا جائے"

اس نے کہا: میرا سوال بھی یہی تھا، کہ جس کے کچھ حصہ کی آپ نے وضاحت کردی ہے، اب یہ بتائیں کہ وہ علم کس کے پاس ہے جس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا: اما جملة العلم، فعند الله جلّ ذکره، واما مالابد للعباد منه، فعند الاوصیآء۔

"وہ سارا علم خداوند ذوالجلال کے پاس ہے، البتہ لوگوں کی احتیاج کے مطابق اس کا کچھ حصہ اولیاء خدا کے پاس بھی ہے"

حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس شخص نے عمامے کا کچھ حصہ اپنے چہرے سے اٹھایا اور پاؤں کے بل زمین پر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ خوشی سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا، اس نے کہا: میرا مقصود بھی یہی تھا اور اسی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ جس علم میں کسی قسم کا اختلاف نہیں، وہ صرف اولیاء الٰہی کے پاس ہے، وہ اس علم سے کیسے آگاہ ہوتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا: کما کان رسول اللهؐ یعلمه الّاانهم لایرون ماکان رسول اللهؐ یری، لانه کان نبیًّا وهم محدثون، وانّه کان یفد الی الله جلّ جلاله فیسمع الوحی وهم لایسمعون۔

"ویسے ہی آگاہ ہوتے ہیں جیسے رسول خداؐ آگاہ ہوئے ہیں، البتہ فرق یہ

ہے کہ انہوں نے وہ کچھ نہیں دیکھا جو رسول خداؐ نے دیکھا ہے، کیونکہ وہ پیغمبر تھے اور یہ محدث (جانشین) ہیں، وہ رضوان پیغمبر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور بغیر کسی واسطہ کے وحی سنتے ہیں، درحالانکہ اوصیائے الٰہی بدون واسطہ سے نہیں سنتے"

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا: اے رسول خداؐ کے فرزند! اب ایک مشکل سوال کرنے لگا ہوں، اس کا جواب دیں تا کہ جان سکوں، یہ علم جس طرح رسول خداؐ پر ظاہر ہوتا ہے اب کیوں ظاہر نہیں ہوتا؟

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس وقت میرے والد مسکرائے اور فرمایا:

"خداوند متعال ہرگز کسی کو اپنے علم سے آگاہ نہیں کرتا مگر جس کے ایمان کی آزمائش کر چکا ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ اس کی اجازت کے بغیر مشرکین سے جنگ نہ کریں اور اُن کی اذیت و آزار پر صبر کریں، انہوں نے کس قدر پوشیدہ طور پر حکم خدا کی تبلیغ کی، یہاں تک کہ یہ حکم آیا:"

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ (سورہ حجر آیہ ۹۴)

"پس جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے واضح طور پر بیان کرو اور مشرکین سے روگردان ہو جاؤ"

خدا کی قسم! اگر وہ حکم خدا آنے سے قبل آشکارا دعوت کرتے تو وہ محفوظ تھے لیکن انہوں نے حکم خدا کی اطاعت لحوظ خاطر رکھی، حکم خدا کی مخالفت سے پرہیز کیا اور اسے انجام نہ دیا۔

فوددتُ ان عینیك تكون مع مهدی هذه الامة، والملائكة بسیوف آل داود بین السمآء والارض تعذب ارواح الكفرة

من الاموات ویلحق بھم ارواح اشبا ھھم من الاحیاء۔

"میں دوست رکھتا ہوں کہ تیری آنکھیں مہدی امت کی شاہد ہوں تاکہ دیکھ سکوں کہ فرشتے کس طرح آل داود کی تلواروں سے آسمان وزمین کے درمیان مردہ کفار کی روحوں کو عذاب کرتے ہیں اور زندوں میں سے جو ارواح ان کے مشابہہ ہیں انہیں بھی ان کے ساتھ ملحق کریں گے"

پھر اس شخص نے تلوار نکالی اور کہا: یہ وہی تلواریں ہیں؟

میرے باپ نے کہا: ہاں، اس خدا کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ کو بشریت کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس دوران اس شخص نے عمامے کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر ڈالا اور اپنا چہرہ چھپا لیا اور فرمایا: میں الیاسؑ ہوں، جو کچھ میں نے آپ سے پوچھا ہے میں اس سے آگاہ تھا، میں صرف یہ چاہتا تھا کہ یہ حدیث آپ کے اصحاب کے لیے ایک قوت ہو"

حضرت نے حدیث کو جاری رکھا اور فرمایا:

"وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور چلا گیا میں نے دوبارہ اسے نہیں دیکھا"

(کافی جلد ۱ صفحہ ۲۴۲، بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۷، جلد ۴۲ صفحہ ۷۲)

حرز امام محمد باقر علیہ السلام کتاب "مہج الدعوات" میں لکھتے ہیں

(۱۳-۱۰-۱۶) امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک حرز ہے کہ جس میں اپنے شیعوں کے لیے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بِسمِ اللهِ الرحمنِ الرَّحِيمِ ،یادان غیر متوان ،یاأرحم الرَّاحمين اِجعَل لِشِيعَتِي مِنَ النَّارِ وِقَاء ، وَلَهُم عِندَكَ رِضاً

وَاغفِر ذُنُوبَہم وَیَسِّراُ مورہم، وَاقضِ دُیُونَہم، واستر عوراتہم وَھَب لَہم الکَبائر التی بینك وَبَینَہم یامَن لایخاف الضیم وَلَاتاخُذہ سنۃٌ وَلَانوم اِجعَل لِی مِن کُلِّ غَمٍّ فَرَجاً ومخرجاً اِنَّك علی کُلِّ شیئٍ قَدِیر۔(مجمع الدعوات صفحہ ۳۶۲،۳۳۱ بحار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۷)

"رحمان ورحیم خدا کے نام سے، اے خدائے بزرگوار نزدیک کہ جو ہر گز سست نہیں ہوتا، اے ارحم الراحمین، میرے شیعوں کو آتش سے محفوظ رکھو اور ان سے راضی رہ، ان کے گناہ معاف کر دے، ان کے کام آسان کر دے ان کا قرض ادا کر دے، ان کے عیوب پر پردہ ڈال دے، ان کے ان کبیرہ گناہوں کو معاف کر دے جو تیرے اور ان کے درمیان ہیں، اے وہ خدا جو ستم سے نہیں ڈرتا، اے وہ کہ جسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، مجھے ہر غم سے آزاد اور رہا کر دے کہ تو ہر چیز پر قادر ہے"

(۱۰۱۴۔۱۷) کتاب "کنز الفوائد" میں لکھتے ہیں کہ علی بن محمد بن بشیر کہتے ہیں: محمد بن علیؑ نے ابن حنفیہ سے فرمایا:[1]

انما حبنا اھل البیت شئی یکتبہ اللہ فی ایمن قلب المؤمنین ومن کتبہ اللہ فی قلبہ لایستطیع احد محوہ۔

ہم اہل بیت کی محبت ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ قلب مومن کے دائیں طرف لکھتا ہے، وہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ لکھ دے اسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا"

---

[1] قابل ذکر ہے کہ ظاہراً یہاں پر مؤلف اشتباہ کا مرتکب ہوا ہے، کیونکہ اصل مصدر، بحار الانوار اور تفسیر برہان میں آیا ہے: محمد بن علی ابن الحنفیہ کہتا ہے: بحار الانوار میں ایک مقام پر آیا ہے کہ محمد بن الحنفیہ کہتا ہے۔ دونوں صورتوں میں بہت زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے (مترجم)

کیا آپ نے خداوند قدوس کا یہ فرمان نہیں سنا:

أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ (سورہ مجادلہ آیہ ۲۲)

"اللہ نے صاحبان ایمان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعہ تائید کی ہے"

اس بناء پر ہمارے خاندان کی محبت ہی ایمان ہے۔

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۷۶، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۳۶۶ و ۳۸۹، تفسیر برہان جلد ۹ صفحہ ۳۳۶)

الیاء پیغمبر کے مناجات پر گریہ

(۱۰۱۵-۱۸) قطب راوندی کتاب "الخرائج" میں لکھتے ہیں کہ روایت نقل ہوئی ہے:

ایک گروہ جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اجازت لے کر حاضر ہونا چاہتا تھا، وہ کہتے ہیں! جب ہمیں اجازت دی گئی اور دہلیز خانہ میں داخل ہو گئے تو ایک آواز سنی کہ کوئی سریانی زبان میں خوبصورت لہجے سے پڑھ رہا تھا اور گریہ میں مشغول تھا، اگرچہ ہم کلمات کے معانی نہیں سمجھے لیکن آواز اتنی محزون و مغموم تھی کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔

ہم نے گمان کیا کہ اہل کتاب کی ایک تعداد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہے اور ان میں سے کوئی ایک پڑھنے میں مشغول ہے، جب آواز آنا ختم ہو گئی تو ہم داخل ہوئے لیکن آنحضرت کے پاس کسی کو بھی نہیں پایا، ہم نے کہا: یا بن رسول اللہ! ہم نے سریانی لہجے میں آواز سنی ہے کہ وہ خوبصورت انداز سے پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا:

ذکرت مناجاۃ الیا النبی فابکتنی۔

"میں الیائے پیغمبر کے مناجات پڑھ کر گریہ کر رہا تھا"

البتہ بعض نسخوں میں الیاس آیا ہے۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۸۶۔ بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۰۴)

سوال کا جواب نہ دے سکتے

(۱۰۱۶-۱۹) کتاب "بصائر الدرجات" میں لکھتے ہیں کہ ابو عمران کہتے ہیں، امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

لقد سأل موسى العالم مسألة لم يكن عنده جوابها ، ولقد سأل العالم موسىً لم مسالة لم يكن عنده جوابها ،ولوكنت بينهما لأخبرت كل واحد منهما بجواب مسألته ،ولسألتهما لمن مسالة لايكون عندهما جوابها۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضرؑ سے سوال پوچھا، وہ اس کا جواب نہیں جانتے تھے، اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے سوال پوچھا وہ بھی جواب نہیں جانتے تھے، اگر میں وہاں پر ہوتا تو دونوں کے سوالوں کا جواب دیتا اور ان سے ایسا سوال پوچھتا کہ دونوں کے پاس اس کا جواب نہ ہوتا"

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۹، الخرائج جلد ۲، صفحہ ۲۹۷، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۹۵)

صاحب الزمانؑ کی سواری

(۱۰۱۷-۲۰) جناب شیخ مفید سے منسوب کتاب "اختصاص میں آیا ہے:

عبد الرحیم قصیر کہتے ہیں: قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا، حضرت امام باقر علیہ السلام نے گفتگو شروع کی اور فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! ذوالقرنین کو دو بادلوں کی پیش کش کی گئی۔ انہوں نے پرسکون بادل کا انتخاب کیا اور تند و تیز بادل کو تمہارے صاحب کے لیے چھوڑ دیا"

میں نے عرض کیا: تند و تیز کیا ہے؟

فرمایا: ماكان من سحاب فيه رعد وصاعقة وبرق فصاحبكم

یرکب ،اما انہ سیر کب السحاب ویرقی فی الاسباب ،اسباب السماوات السبع والارضین السبع خمس اوامر وثنتان خراب۔

"وہ ایسا بادل ہے جس میں رعد و برق ہے، آپ کا صاحب اس پر سوار ہو گا، آگاہ ہو جاؤ! کہ وہ عنقریب اس بادل پر سوار ہو کر آسمان کے ساتھ اور زمین کے سات طبقات جن میں پانچ آباد ہیں اور پانچ غیر آباد تک پہنچ جائے گا اور بلند ہو گا" (بصائر الدرجات صفحہ ۴۰۸، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۲۱)

مذکورہ کتاب میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس حدیث کے بعد فرمایا:

اگر ذوالقرنین تند و تیز بادل کو منتخب کرتے تو وہ ان کے لیے نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قائمؑ کے لیے ذخیرہ فرمایا ہے۔

امام جعفر صادقؑ کا بہترین موعظہ

(۱۰۱۸-۱۲) حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک موعظہ نقل ہوا ہے۔

ایک دن کچھ شیعہ حضرت امام باقرؑ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، آنحضرت نے انہیں واعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں غلط کاموں سے منع کیا، لیکن افسوس کہ انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی اور اپنی ہی باتوں میں سرگرم رہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام ان کی اس حالت سے بہت ناراحت ہوئے تھوڑی دیر کے لیے سر نیچے کیا، پھر بلند کرتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

انّ کلامی لو وقع طرف منہ فی قلب احد کم لصار میتا۔

"بے شک اگر میری گفتگو کا کچھ حصہ ان میں کسی ایک کے دل میں نفوذ کر جاتا تو مر جاتا"

"آگاہ ہو جاؤ اے بے جان وجود کے مالکو! اے چراغ کے بغیر تیرو! گویا

تم خشک لکڑیاں اور زندہ بت ہو، کیا تم پتھر سے سونا جدا نہیں کرتے ہو؟ کیا تم نورِ درخشاں سے شفا میں حاصل نہیں کرتے ہو؟ کیا تم سمندر سے مروارید نہیں نکالتے ہو؟ جو کوئی بھی اچھی بات کرے، اسے محفوظ کرلو اگرچہ وہ خود اس پر عمل نہ کرتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے"

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ (سورہ زمر آیہ ۱۸)

"جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اچھی نہیں ہوتی ہے اس کا اتباع کرتے ہیں"

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے انسان گویا تو نے خوفناک راتوں کو فراموش کردیا ہے؟ وہ راتیں کہ جن میں تو نے خدا کو پکارا اور اس نے تمہیں جواب سے نوازا، اس نے تم پر جتنے احسان کیے ان کا شکر کرنا تمہارے اوپر لازم کیا، لیکن تو نے اسے بھلا دیا ہے اور اس کے فرمان کی مخالفت کی ہے ہائے بہشت کے خواہش مندا تیری نیند کس قدر لمبی، تیری سواری کس قدر سست اور تیری ہمت کس قدر کمزور ہے؟ پس تجھے خدا کی قسم تمہاری کیسی آرزو ہے اور تم کیا چاہتے ہو"

"اے آتش سے دور بھاگنے والے! اپنی سواری کو اس کی طرف کس قدر تیزی سے دوڑا رہے ہو اور اس چیز کو کس قدر فراہم کر رہے ہو جو تمہیں اس کے وسط میں پھینکے گی۔"

"ان قبور کی طرف نگاہ کرو کہ وہ کس طرح سے تمہارے گھروں کے قریب قطار میں بنائی گئی ہیں؟

مزید فرماتے ہیں:

یا بن الایام الثلاث ! یومک الذی ولدت فیہ ،ویومک الذی تنزل فیہ قبرک ،یومک الذی تخرج فیہ الیٰ ربّک ،فیالہ من

یوم عظیم۔

"اے تین دنوں کے بیٹے! ایک وہ دن جس سے تم پیدا ہوئے، دوسرا وہ دن جس میں تم پروردگار کے لیے قبر سے باہر آؤ گے، افسوس کہ وہ کتنا بڑا دن ہے۔ اے وہ لوگوں! جن کی شکلیں حیران کنندہ ہیں، اے وہ لوگو! جو پیاسے اونٹوں کی مانند چشموں کے کنارے گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے ہو! کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے جسم صحیح و سالم ہیں لیکن تمہارے قلوب ویران وغیر آباد ہیں"

"آگاہ ہو جاؤ، خدا کی قسم! اگر اسے کہ جس سے ضرور بر ضرور ملاقات کرو گے اور جس کی طرف ہر حال میں جاؤ گے، اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے تو کہتے"

یَالَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَانُکَذِّبَ بِاٰیَاتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

(سورہ انعام آیہ ۲۷)

"کاش ہم پلٹا دیئے جاتے اور پروردگار کی نشانیوں کی تکذیب نہ کرتے اور مومنین میں شامل ہو جاتے"

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

بَلْ بَدَالَھُمْ مَا کَانُوا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْرُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ تَکْذِبُوْنَ۔ (سورہ انعام آیہ ۲۸)

"بلکہ ان کے لیے وہ سب واضح ہو گیا ہے جسے پہلے چھپا رہے تھے اور اگر یہ پلٹا بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے روکے گئے اور یہ سب جھوٹے ہیں" (بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۱۰۷ جلد ۴)



آٹھواں حصّہ

امام ہمام حقائق کو روشن کرنے والے

حضرت جعفر بن محمد امام صادق

علیہ السلام

کے مناقب وفضائل کے بحر بیکراں سے ایک

قطرہ

امام صادقؑ کے گھر کو آگ لگانے کا حکم

(۱۰۱۹۔۱) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ مفضل بن عمر کہتے ہیں:

منصور دوانیقی نے ایک شخص کو شہر مکہ و مدینہ کے گورنر حسن بن زید کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ جعفر بن محمد کے گھر کو جلا دے۔

اس نے حکم کے مطابق امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی، آگ گھر کے دروازوں اور کمروں تک پہنچ گئی۔ امام علیہ السلام نے آگ پر پاؤں رکھا اور اس کے اوپر چلتے ہوئے فرماتے ہیں:

انا ابن اعراق الثری ، وانا ابن ابرھیم خلیل اللّٰہ۔

"میں زمین کی رگوں اور اس کے ارکان یعنی حضرت اسماعیل کا بیٹا ہوں، میں ابراہیم خلیل اللہ کا فرزند ہوں"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۳۶، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۳۶، الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۲۷)

روایت ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا، لوگوں نے دیکھا کہ آگ نے حضرت ابراہیمؑ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی، نمرود نے کہا:

"یہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ ارکان زمین سے ہے اور نہیں ہے اس کی رگ اور اصل سوائے زمین کی رگوں کے (یعنی آگ اس پر اثر نہیں کرتی)"

مؤلف: "اعراق الثری" حضرت اسماعیل سے کنایہ ہے، شاید علت کنایہ یہ ہو گا

کہ ان کی اولاد ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

فرشتوں کی تعداد

(۲-۱۰۲۰) کتاب "مناقب دیلمی" میں آیا ہے کہ حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں: کسی شخص نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا فرشتوں کی تعداد بیشتر ہے لوگوں کی؟

حضرت نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لملائکۃ اللہ فی السماوات اکثر من تراب الارض، وما فی السماء موضع قدم الا وفیہ ملک ساجد او راکع یسبح اللہ تعالٰی ویمجدہ ویقدسہ ولا فی الارض شجرۃ الا وفیھا ملک یحفظھا وکلھم یستغفرون لمحبینا ویدعون لھم ویلعنون باغضینا ویسألون اللہ تعالٰی ان یرسل علیھم العذاب۔

"اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! آسمان پر فرشتوں کی تعداد زمین کے ذرات سے زیادہ ہے۔ آسمان میں قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہاں پر کوئی فرشتہ سجدے یا رکوع میں ہے جو خدا کی تسبیح، تمجید اور تقدیس میں مصروف ہے"

"اسی طرح زمین پر کوئی درخت نہیں مگر یہ کہ کوئی نہ کوئی فرشتہ اس کا محافظ ہے وہ تمام کے تمام ہمارے دوستوں کے لیے استغفار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتے ہوئے خدا سے ان کے لیے عذاب کی درخواست کرتے ہیں" (بحار الانوار جلد ۵۹، صفحہ ۱۷۶)

امام صادق کی دعا سجدہ

(۳-۱۰۲۱) کتاب "قرب الاسناد" میں تحریر کرتے ہیں کہ علی بن رئاب کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے:

اللّٰھمّ اغفرلی ولاصحاب ، فلانی اللّٰھم لقَ فیھم من یستنقصی۔

"اے معبود! مجھے اور میرے باپ کے اصحاب کو بخش دے میں اچھی

طرح سے جانتا ہوں کہ ان میں سے ایسے ہیں جو مجھے حقیر سمجھتے ہیں"

(قرب الاسناد صفحہ ۱۲۱، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۷)

گٹھلی پر لا الٰہ الا اللّٰہ

(۱۰۲۲-۳) کتاب "الثاقب والمناقب" میں مرقوم ہیں کہ ابو ہارون عبدی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور کہتا ہے: کس چیز کی خاطر ابو طالب کی اولاد ہم پر فخر کرتی ہے؟

راوی کہتا ہے: حضرت امام صادق علیہ السلام کے سامنے طشت میں کھجوریں رکھی ہوئی تھی، آپ نے ایک کھجور اٹھائی اور اس سے گٹھلی نکالی، اسے زمین میں بویا اور اس پر آب دہن ڈالا، وہ اسی وقت پھوٹی اور زمین سے باہر نکل آئی، وہ گٹھلی درخت بنی اور کھجوریں اٹھائیں، آنحضرت نے اس سے کچھ کھجوریں توڑیں اور طشت میں رکھ دیں اور اس شخص کو کھانے کی دعوت دی۔

اس نے ایک کھجور اٹھائی، اس سے گٹھلی نکالی اور اسے کھا گیا، اچانک کیا دیکھتا ہے کہ گٹھلی پر لکھا ہوا ہے!

لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اھل بیت رسول اللّٰہ خزان اللّٰہ فی ارضہ۔

"خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں محمد خدا کا پیغمبر ہے اور اہل بیت رسول زمین پر خدا کے خزانہ دار ہیں"

پھر حضرت امام صادق علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں: کیا تمہارے میں ایسا کام انجام دینے کی قدرت ہے؟

اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! جس وقت میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا، زمین پر مجھ سے بڑھ کر آپ کا کوئی دشمن نہیں تھا، لیکن اب زمین پر آپ سے بڑھ کر کوئی محبوب تر نہیں ہے۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۱۲۶ جلد ۱۳)

ملک الموت کو امام کا حکم

(۱۰۲۳ھ) کتاب "الصراط المستقیم" میں تحریر کرتے ہیں:

عبدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس دن حضرت نے دوسوتی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ عبدی کی بیوی کسی سخت مرض میں مبتلا تھی، اس کا مرض اس قدر شدید تھا کہ اس کے زندہ بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ عبدیؒ نے اپنی بیوی کے بارے میں آنحضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔

حضرت نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکایا، پھر بلند کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے دعا کی ہے، خدا نے اس کی شفاعت فرما دی ہے، جب تم واپس جاؤ گے تو دیکھو گے وہ سکر طبرزد (ایک قسم کی شیرینی ہے) کھانے میں مشغول ہو گی"

عبدی جب اپنی ہمسر کے پاس آیا تو اسے ویسے ہی پایا، جیسے آنحضرت نے فرمایا: اس نے اپنی بیوی سے اس کے بارے میں پوچھا:

اس کی بیوی نے کہا: کوئی بزرگوار شخص دوسوتی لباس زیب تن کیے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا:

یا ملك الموت !!الست امرت لنا بالسمع والطاعة؟

"اے ملک الموت! کیا تم اس پر مامور نہیں ہو کہ ہماری بات سنو اور اطاعت کرو،" اس نے جواب دیا: ہاں۔ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کی روح قبض کرنے میں بیس (۲۰) سال

کی تاخیر کرو"

جب وہ شخص ملک الموت کے ہمراہ گھر سے چلا گیا تو اسی وقت میری حالت بہتر ہوگئی تھی۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، بحار جلد ۴۷ صفحہ ۱۱۵، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۹۴)

امام کا پہاڑ سے خطاب

(۱۰۲۴۔۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں:

میں مکہ و مدینہ کے دوران سفر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا، آنحضرت خچر اور میں گدھے پر سوار تھا، ہمارے پاس کوئی بھی نہیں تھا، میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولیٰ! امام کے حق عظیم میں کون سی چیز واجب ولازم کی گئی ہے؟

آپ نے فرمایا:

یا عبدالرحمن! لو قال لهذا الجبل: سر، لسار۔

"اے عبدالرحمٰن! اگر امام اس پہاڑ سے کہیں: آ جا، تو وہ آ جائے گا"

عبدالرحمٰن کہتے ہیں: خدا کی قسم! کیا دیکھتا ہوں کہ پہاڑ نے چلنا شروع کر دیا، امام علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: میری مراد تم نہیں تھے، پہاڑ ادھر ہی رک گیا۔ (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۲۱، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۰۱، الطراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

خدا سے وعدہ شکنی پر عذاب

(۱۰۲۵۔۷) کتاب "الثاقب والمناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ صالح بن اشعث بزاز کوفی کہتے ہیں۔

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کے یار باوفا مفضل کی خدمت میں تھا کہ اچانک میرے آقا و مولیٰ حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف سے ایک خط ملا، اسے پڑھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر ہم نے جلدی سے اپنے آپ کو امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر

کیا، دروازہ کھٹکھٹایا، عبداللہ بن وضاح آیا اور آ کر کہتا ہے: اے مفضل اپنے دوست کے ہمراہ جلدی سے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دو۔

ہم اپنے آقا و مولیٰ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوئے، آنحضرت کرسی پر تشریف فرما تھے، ان کے سامنے ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے مفضل! اس خاتون کو شہر کے گرد و نواح کے بیابان میں لے جاؤ اور دیکھو اس کا انجام کیا ہوتا ہے پھر فوراً میرے پاس چلے آؤ"

مفضل کہتے ہیں: میں نے اپنے آقا و مولیٰ کے فرمان کی اطاعت کی اور اس خاتون کے ہمراہ شہر سے بیابان میں گیا، جب وہ خاتون بیابان کے وسط میں پہنچی تو کسی آواز دینے والے کی آواز سنی اس نے کہا: اے مفضل! ایک طرف ہٹ جاؤ۔

میں اس خاتون سے دور ہو گیا، اچانک سیاہ بادلوں نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس عورت پر پتھر برسائے یہاں تک کہ اس عورت کا نام و نشان مٹ گیا۔

میں اس حادثے سے ڈر گیا، جلدی سے امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں چاہتا تھا کہ سارا ماجرا عرض کروں لیکن آنحضرت نے مجھ سے پہلے پورے ماجرے کی تفصیل بیان فرما دی اور فرمایا:

"اے مفضل! کیا اس عورت کو پہچانتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: نہیں، میرے آقا و مولیٰ۔

فرمایا: یہ فضال بن عامر کی بیوی تھی، میں نے فضال کو اپنے چاہنے والوں کی دینی تربیت کرنے کے لیے فارس بھیجا ہے اس نے جاتے وقت اپنی زوجہ سے کہا:

میرے آقا و مولیٰ جعفر علیہ السلام تم پر شاہد ہیں کہ میرے ساتھ خیانت نہ کرنا اس نے کہا: ٹھیک ہے اگر خیانت کروں تو خداوند متعال میرے اوپر آسمان سے عذاب نازل کرے۔

لیکن یہ اسی شب خیانت کی مرتکب ہوئی۔اس نے خدا سے جو کچھ مانگا تھا وہی
اس پر نازل ہوا ہے۔

یا مفضل ! اذا هتكت امرأة سترها وكانت عارفة
بالله،هتكت حجاب الله قصمت ظهرها، والعقوبة الى
العارفين والعارفات اسرع۔

"اے مفضل! جب اس عورت نے آگاہ ہونے کے باوجود اپنی ہتک
حرمت کی، اپنی عفت کا لحاظ نہ رکھا، حرمت الٰہی کی رعایت نہیں کی اور
اپنی کمر توڑی ہے بیشک عذاب گناہ زن ومرد پر سریع تر نازل ہوتا ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۱۰ حدیث ۱۰)

قول امام پر گوشت کی گواہی

(۳۲-۱۰۸)مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ سعید بن شریف کہتے ہیں:

ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک
کوہستانی شخص اپنے ہمراہ ہدیا و تحائف لے کر آیا جس میں ایک چمڑے کا تھیلا تھا جس میں
کچھ گوشت اور روٹی تھی۔

آنحضرت نے تھیلے کو اس شخص کے سامنے کھولا اور فرمایا:

"یہ گوشت لے جا کر کتوں کے آگے ڈال دو"

اس شخص نے کہا: کیوں؟

حضرت نے فرمایا:

"یہ گوشت حلال نہیں ہے، کیونکہ یہ شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا ہے"

اس شخص نے کہا: میں نے یہ گوشت ایسے مسلمان سے خریدا ہے کہ جو کہتا ہے یہ
حلال ہے اور شرعی طریقے کے مطابق ذبح شدہ ہے۔

آنحضرت نے گوشت اس تھیلے میں ڈال دیا پھر اس شخص سے فرمایا:

"کھڑے ہو جاؤ اور اسے کمرے کے ایک کونے میں رکھ دو"

اس شخص نے حکم امام کی اطاعت کی۔

حضرت نے کچھ کلمات بیان فرمائے جو میں نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا ہیں اور کون سی دعا ہے؟ اس دوران اس شخص نے گوشت سے آواز سنی، جو کہہ رہا تھا، اے بندۂ خدا! میرے جیسا گوشت امام اور اولاد پیغمبر نہیں کھاتے، کیونکہ میں شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا ہوں۔

اس شخص نے وہ تھیلہ اٹھایا اور امامؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، سارا ماجرا آپ کی خدمت میں بیان کیا۔

آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

اما علمت یا ھارون ! انّا لنعلم مالایعلمه النّاس ؟

"اے ہارون ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم وہ جانتے ہیں، جسے لوگ نہیں جانتے؟"

اس نے کہا: ہاں، آپ پر قربان جاؤں۔

پھر وہ شخص وہاں سے رخصت ہوا، میں بھی اس کے پیچھے نکلا، راستے میں اس نے ایک کتا دیکھا، وہ گوشت اسے ڈال دیا، کتے نے سارے کا سارا گوشت کھالیا، اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۴۱۵، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۰۶، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۹۵)

امام صادقؑ کے نام بادشاہ ہند کا خط

(۱۰۲۷۔۹) مذکورہ کتاب میں حضرت امام کاظم علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث نقل ہوئی ہے، ہم یہاں پر اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں:

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

بادشاہ ہند نے اپنے بعض قابل اعتماد افراد کو کچھ تحائف دے کر میرے والد

بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، ان تحائف کے ہمراہ ایک خوبصورت لونڈی بھی تھی، اس نے ایک خط کے ضمن میں آنحضرت کی خدمت میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من ملك الهند الى جعفر بن محمد الطاهرين من كل نجس

"بادشاہ ہند کی طرف سے جعفر بن محمد کی خدمت میں جو ہر قسم کی نجاست سے پاک ہے" امابعد!

اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے مجھے ہدایت وراہنمائی فرمائی ہے، میرے ایک کارندے نے ایک خوبصورت کنیز مجھے ہدیہ کی ہے، میں نے آج تک ایسی خوبصورت کنیز نہیں دیکھی، وہ صاحب حسن و جمال اور عقل میں کمال ہے، وہ مجھے بطور ہدیہ دی گئی ہے تاکہ اس کے بطن سے میرا بیٹا ہو جو زمام حکومت ہاتھ میں لے۔

میں اس سے اور اس کے اس کام سے حیرت زدہ ہوا وہ شب و روز میرے پاس رہی ہے، میں نے اس کی جلالت و بزرگواری کے بارے میں غور وفکر کیا تو میں نے آپ کے علاوہ کسی کو اس کے لائق نہیں پایا، اس کنیز کو زیوارت، جواہرات اور عطر وغیرہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

میں نے اپنے تمام وزراء، کارکنوں اور امناء کو اکٹھا کیا، ان میں سے جو امانت داری کے قابل تھے ایک ہزار افراد کا انتخاب کیا، ہزار میں سے سو کو اور سو میں دس کو اور دس میں سے ایک شخص "میزاب بن حباب" کو چنا ہے، میں نے اپنی سلطنت میں اس سے عقل مند اور شجاع ترین شخص کسی کو نہیں پایا، اب یہ ہدایا و تحائف اور کنیز آپؑ جناب کی خدمت اقدس میں بھیج رہا ہوں۔

کاروان میزاب بن حباب کی سرکردگی میں ہدایا وغیرہ لے کر مدینہ میں داخل ہوا، آنحضرت نے انہیں اجازت مرحمت نہ فرمائی، وہ مسلسل دروازے پر آتا رہا، کئی لوگوں کو

سفارش بتلایا کہ اجازت مل جائے امام جعفر صادق نے اس سے فرمایا: اے خائن! جو مرے آئے ہو ملے چے بیابان کے ہمراہ ادھر ہی پلٹ جاؤ۔

اس نے کہا: ہم طولانی سفر کی اتنی مشکلات برداشت کر کے بادشاہ کا تحائف لے کر آپ کے دروازے پر حاضر ہوئے ہیں کیا بادشاہ کی طرف سے ان تحائف کو قبول نہیں کریں گے؟

آنحضرت نے فرمایا:

"تیرے لیے میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ میں تمہارا تحائف قبول کرنے والا نہیں ہوں، کیونکہ جو کچھ لائے ہو اور جو امانت تمہارے حوالے کی گئی ہے تم نے اس میں خیانت کی ہے"

اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے نہ بادشاہ کے ساتھ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر تمہارے لباس کا کچھ اس بات پر گواہی دے کہ تو خیانت کا مرتکب ہوا ہے تو کیا مسلمان ہو جاؤ گے؟"

اس نے کہا: مجھے اس کام سے معاف رکھیں آپ جو کچھ چاہتے ہیں پوچھ لیں۔

اس نے بالوں والی کھال کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ امام نے حکم دیا کہ اسے اتار کے کمرے کے ایک گوشے میں پھینک دے، پھر امام کھڑے ہوئے اور طولانی رکوع و سجود کے ساتھ دو رکعت نماز بجا لائے، جو چاہتے تھے وہی دعا میں مانگا۔

جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو آپ کی پیشانی سے نور چمکا، آپ اس چمڑے کے کوٹ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ایہا الفرو الطائع اللہ! تکلم بما تعلم منہ، وصف لنا ماجنی۔

"اے چمڑے کے کوٹ اگر اطاعت خدا میں ہو تو اس شخص کے بارے میں جو کچھ جانتا ہے اسے بیان کرو اور اس نے جو ظلم کیا ہے وہ ہمیں بتاؤ"

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ گوشت کھلا اور ایسے اکٹھا ہوا جیسے ایک مکمل گوسفند ہوتا ہے۔ وہ حکم خدا سے گویا ہوا کہ وہاں پر موجود تمام لوگوں نے اس کی آواز سنی اس نے کہا:

یابن رسول اللہ! اے راست گو! بادشاہ ہند نے اسے اپنا معتمد اور امین شخص قرار دیا، اس لونڈی کو کچھ اموال کے ہمراہ اس کے سپرد کیا اور اس کی حفاظت کی بہت تاکید کی۔

ہم وہاں سے روانہ ہوئے ہم ایک بیابان میں پہنچے بارش میں پھنس گئے، ہمارے پاس جو کچھ تھا سب گیلا ہو گیا ہم وہاں پر پھنا ایک ماہ تک رہے تھا اس کے بعد سورج بادلوں کی اوٹ سے نکلا ہمارے پاس جو کچھ تھا اسے پتھروں اور درختوں پر پھیلایا تا کہ سوکھ جائے۔

اس شخص نے کنیز کے خدمت گزار قوم کو باہر بلایا جس کا نام بشیر تھا، اس سے کہا: اس شہر میں جاؤ اور کھانے پینے کا سامان لے آؤ تا کہ سامان خشک ہونے تک اس شہر کی غذا سے مستفید ہوں ہمارے بہت زیادہ درہم دیئے، وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب وہ چلا گیا تو میراب نے اس کی لونڈی کو حکم دیا کہ اپنے خیمہ سے نکل کر اس خیمہ میں چلی جائے جو سورج کی سامنے نصب کیا گیا تھا۔ اس سے کہا کہ اس خیمہ سے درختوں اور شہر کا نظارہ کرے۔

کنیز خیمہ سے باہر نکلی، چونکہ راستے میں کیچڑ تھا اس نے لباس پنڈلیوں سے اوپر کیا، اس کا اسکاف سر سے گر گیا، اس خائن شخص نے اسے اور اس کے حسن و جمال کو دیکھا تو اسے اپنی طرف بلایا، وہ راضی ہو گئی، پس اس نے مجھے زمین پر پھیلایا اس کے ساتھ چمٹ گیا اور زنا کا مرتکب ہوا، اے رسول خدا کے فرزند اس شخص نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے۔

یہ تھا قصہ اس شخص اور اس لونڈی کا۔

میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اس خدا کے حق کا واسطہ دے کر جس نے دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں آپ کے لیے اکٹھی کی ہیں، میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے

اس وجہ سے عذاب نہ دے کہ میں ان کے فسق و فجور کے لیے بطور بستر استعمال ہوا ہوں۔

"حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے گریہ فرمایا، میں اور تمام حاضرین مجلس بھی گریہ کرنے لگے اور خوف و وحشت سے ان کے رنگ زرد پڑ گئے۔"

میزاب بھی ڈر گیا اس پر شدید قسم کا لرزہ طاری ہوا، اس نے خدا کو سجدہ کرنے والوں کی طرح اپنے آپ کو زمین پر گرایا اور کہا:

میں جانتا ہوں کہ آپؑ جد امجد مومنین پر مہربان ہوتے تھے، آپؑ بھی مجھ پر رحم کریں، خدا آپؑ پر رحم کرے، آپؑ اپنے جد کے اخلاق کو نمونہ عمل بنائیں اور اس واقعہ سے بادشاہ کو آگاہ نہ فرمائیں، کہ میں خیانت کا مرتکب ہوا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"میں ہرگز تم پر رحم نہیں کروں گا، مگر یہ کہ جب تم اپنی خیانت کا اقرار کرو"

اس مرد ہندی نے اس طرح سے اعتراف کیا جیسے کوٹ نے گواہی دی تھی۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: جب اس نے کوٹ پہنا تو وہ اس طرح سے اکٹھا ہوا کہ اس کا گلہ گھٹنے لگا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے کوٹ! اسے چھوڑ دے۔ کوٹ نے کہا: اس خدا حق کی قسم! جس نے آپ کو امامت سے نوازا! مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اسے قتل کردوں۔

آنحضرت نے فرمایا: اس نجس شخص کو چھوڑ دو تا کہ وہ اپنے بادشاہ کے پاس واپس پلٹ جائے، وہ اسے سزا دینے کا زیادہ حق دار ہے۔

الثاقب والمناقب کے مولف فرماتے ہیں: یہ ایک بہت مفصل حدیث ہے ہم نے ضرورت کی مطابق یہاں پر نقل کی ہے۔ جو کوئی پوری حدیث پڑھنا چاہتا ہے مندرجہ ذیل منابع میں میں کسی ایک مشہور ماخذ کی طرف رجوع کرے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۳۹۸، الخرائج جلد ا صفحہ ۲۹۹، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۱۳)

اللہ، رسول اور آل رسول کا محب جہنم میں نہیں جائے گا

(۱۰۲۸۔۱۰) جناب نجاشی اپنی کتاب "رجال" میں تحریر کرتا ہے کہ حسن بن علی بن زیاد وشاء اپنے جد بزرگوار الیاس سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جب میرے جد کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: یہ وقت جھوٹ کا وقت نہیں ہے اس وقت میرے گواہ رہنا کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

واللہ لایموت عبد یحبّ اللہ ورسولہ و یتولی الائمۃ علیھم السلام فتمسّہ النّار۔

"خدا کی قسم! جو بندہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور آئمہ علیہم السلام کی اطاعت کرتا ہے، جب وہ مرے گا تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا"

(رجال نجاشی صفحہ ۳۹)

حضرت خضرؑ حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں

(۱۰۲۹۔۱۱) قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے:

ایک دفعہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ مکہ مشرف ہوئے، وہاں پر ایک شخص ان کی خدمت میں آیا اور سلام کیا اور حضرت کے برابر بیٹھ گیا، اس کے بعد کہتا ہے: میں آپؑ سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"میرے بیٹے جعفر سے پوچھ لو"

وہ شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے: آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا: جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔

اس نے کہا: میں اس شخص کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: کیا اس نے ماہ رمضان کا روزہ ترک کیا ہے؟

اس نے کہا: گناہ اس سے بڑا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا ماہ رمضان میں زنا کا مرتکب ہوا ہے؟

اس نے کہا: گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔

فرمایا: کیا کسی کو قتل کیا ہے؟

اس نے کہا: اس سے بھی بڑا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: ان کان من شیعة علی بن ابی طالبؑ مشی الی بیت اللہ الحرام وحلف ان لا یعود ولن لم یکن من شیعة فلا بأس۔

"ایسا گناہ گار شخص اگر علی بن ابی طالب کا شیعہ ہے تو پیدل بیت الحرام جائے اور وہاں پر قسم کھائے کہ ہرگز دوبارہ ایسا کام کو انجام نہیں دے گا۔ (اور خداوند متعال اس کی توبہ قبول کرے گا) اگر ان کا شیعہ نہیں ہے تو اس کے لیے کوئی راہ نجات نہیں ہے"

اس شخص نے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے اے فاطمہ کے لعل! تین مرتبہ تکرار کیا میں نے رسول خداؐ سے بھی یہی جواب سنا تھا۔

پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"کیا اسے پہچانتے ہو؟ فرمایا نہیں:

فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام تھے میں چاہتا تھا کہ تمہیں ان کی شناخت کروا تا۔

جناب مجلسیؒ اس حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں:

امام صادق علیہ السلام کا یہ فرمان کہ کوئی راستہ نہیں، شاید اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو ایسے گناہ کا مرتکب ہوا ہے اس گناہ کا کوئی بھی کفارہ نہیں ہے کہ وہ توبہ کرے اور یہ توبہ اسے کوئی فائدہ پہنچائے، کیونکہ توبہ کا قبول ہونا ایمان کے ساتھ مشروط ہے جبکہ وہ ایسے کفر کا مرتکب ہوا ہے کہ جس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

آئمہ انبیاءؑ کے وارث

(۱۰۳۰-۱۱۱ھ) جناب علامہ مجلسیؒ "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں کہ چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لن عندی سیف رسول اللّٰہ ولن عندی لرایۃ رسول اللّٰہ المغلبہ ولن عندی لخاتم سلیمان بن داؤد ولن عندی الطشت الذی کان موسی یقرب بھا القربان۔

"رسول خداؐ کی شمشیر میرے پاس ہے، آنحضرتؐ کا ہمیشہ غالب آنے والا پرچم بھی میرے پاس ہے، اسی طرح سلیمان داؤدؑ کی انگوٹھی اور وہ طشت جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام قربانی تقدم کرتے تھے میرے پاس ہے"

"جس طرح وہ اسم اعظم بھی میرے پاس ہے جسے رسول خداؐ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان رکھتے تو ان کا کوئی بھی تیر مسلمانوں تک نہ پہنچتا، بے شک میرے پاس اس کی مثل جسے فرشتے لائے ہیں، میرے پاس مثل اسلحہ ہے جیسے بنی اسرائیل کے پاس تابوت تھے یعنی ان کی دلیل امامت ہے"

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۷۱، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۶)

اعمش کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الواح موسیٰ عندنا، وعصا موسیٰ عندنا، ونحن ورثۃ النبیین۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الواح (تختیاں) اور عصا ہمارے پاس ہے"

ایک اور حدیث میں حضرت نے فرمایا:

علمنا غابر و مزبور، ونکت فی القلوب، ونقر فی الاسماع، وان عندنا الجفر الاحمر و الجفر الابیض، ومصحف فاطمۃ، وان عندنا الجامعۃ فیھا جمیع مایحتاج الناس الیہ۔ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۵)

"ہمارا علم گزشتہ اور آئندہ پر محیط ہے، کبھی دل میں خطور کے ذریعے ہے اور کبھی کانوں سے سننے کے ذریعے، بے شک جفر سرخ، جفر سفید اور مصحف فاطمہ ہمارے پاس ہے، بے شک ہمارے پاس جامعہ ہے جس میں لوگوں کی تمام ضروریات تحریر شدہ ہیں" (المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۷۶، بحار جلد ۴۷ صفحہ ۲۵)

امام جعفرؑ کا اللہ سے مستقیم رابطہ

جناب شیخ مفید "المجالس" میں تحریر کرتے ہیں کہ سالم بن ابی حفصہ کہتے ہیں:

جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو میں نے اپنے دوستوں سے کہا: میرا انتظار کریں تا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہو کر تعزیت و تسلیت عرض کروں۔

میں ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تسلیت کہی، پھر عرض کیا: انا للہ و انا الیہ راجعون. خدا کی قسم دنیا سے ایسی شخصیت رخصت ہوگئی ہے جو فرماتے: رسول خداؐ یوں فرماتے، کسی نے بھی ان سے نہیں پوچھا ہے کہ ان کے اور رسول خداؐ کے درمیان واسطہ کون ہے، خدا کی قسم! ہرگز ان کی مانند نہیں دیکھ سکوں گا۔

راوی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کچھ دیر خاموش رہے اور کچھ نہ فرمایا: پھر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

قال اللّٰہ عزّوجلّ: ان من عبادی من یتصدق بشق تمرۃ فار
بیھا لہ فیھا کی یربّی احد کم فلوّہ حتی اجعلھا لہ مثل احد۔

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک میرے بعض بندے آدھی کھجور صدقہ دیتے ہیں، ہم انہیں اس کے لیے پالتے اور بڑا کرتے ہیں، جس طرح سے آپ اونٹ کے بچے کو پالتے اور بڑا کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کوہ احد کی مانند ہو جائے"

میں اپنے دوستوں کے پاس واپس گیا اور کہا: میں نے اس کام سے حیران تر کچھ نہیں دیکھا۔ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کسی واسطہ کو ذکر کیے بغیر فرماتے کہ رسول خدا نے یوں فرمایا ہے، ہم اسے عظیم شمار کرتے، لیکن آج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی واسطہ کے بغیر فرمایا: اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

(امالی مفید صفحہ ۳۵۴، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۲۷)

گھروں میں فرشتے کے لیے تکیے

(۱۰۴۳-۱۴) حمیری کتاب "الدلائل" میں لکھتے ہیں کہ سلیمان بن خالد کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیہ شریفہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورہ فصلت آیہ ۳۰) "بے شک جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر جمے رہے ان پر ملائکہ یہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہوں اور جنت سے مسرور ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اما واللّٰہ! لربّما وسدنا ھم الوسائد فی منا زلنا۔

"خبردار! خدا کی قسم! ہم نے اپنے گھروں میں کئی باران (فرشتوں) کے لیے تکیے لگائے ہیں" (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۷، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۳۳)

خواب میں کھجوریں

(۱۰۳۳-۱۵) شیخ مفیدؒ "المجالس" میں اور شیخ طوسیؒ کے فرزند "امالی" میں لکھتے ہیں:

جس نے حسان بن سدیر سے سنا تھا وہ کہتا ہے: میں نے ابا سدیر صیرفی سے سنا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو کہا: میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، آنحضرتؐ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا تھا جو اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا، میں آنحضرتؐ کے نزدیک گیا اور سلام عرض کیا۔

آنحضرتؐ نے میرے سوال کا جواب دیا اور طشت کے اوپر سے کپڑا اٹھایا، اس میں کھجوریں تھی، آپ انہیں کھانے میں مشغول ہو گئے، میں نے قریب ہو کر عرض کیا: یارسول اللہؐ! ایک کھجور مجھے بھی عنایت فرمائیں۔

آنحضرت نے مجھے ایک کھجور دی جو میں نے کھائی۔

پھر عرض کیا: یارسول اللہؐ! ایک کھجور اور عنایت فرمائیں، حضرت نے پھر بھی عطا فرمائی، وہ بھی میں نے کھالی، پھر دوبارہ ایک اور مانگی، آپ نے پھر عطا فرمائی، اس طرح سے انہوں نے آٹھ کھجوریں عطا فرمائیں، میں نے کھائیں، اس کے بعد ایک مانگی تو آنحضرت نے فرمایا: بس کافی ہے۔

میں نیند سے اٹھ گیا، اگلی صبح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرف یاب ہوا، دیکھا تو ان کے سامنے ایک طشت پڑا ہوا ہے جو ڈھانپا ہوا ہے، یہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا خواب میں رسول خداؐ کے سامنے دیکھا تھا، میں نے سلام عرض کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر طشت سے کپڑا اٹھایا میں نے دیکھا کہ اس طشت میں کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔

آنحضرتؑ نے ان کھجوروں کو تناول کرنے میں مصروف ہو گئے، میں نے حیران ہو کر عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! مجھے ایک کھجور عنایت فرمائیں، حضرت نے مجھے ایک کھجور عنایت فرمائی، جو میں نے کھائی، دوبارہ ایک اور مانگی تو آنحضرت نے عنایت فرمائی وہ بھی میں نے کھالی، یہاں تک کہ آٹھ کھجوریں کھائیں، پھر اور مانگی تو حضرت نے فرمایا:

"لو زادك جدّی رسول اللّٰہ لزددناك۔

"اگر میرے جد رسول خداؐ تمہیں زیادہ دیتے تو میں بھی اضافہ کر دیتا"

پھر میں نے اپنا خواب آنحضرت کے سامنے بیان کیا۔

حضرت مجھ پر مسکرائے جو اس بات کی حکایت ہے کہ آنحضرت میرے خواب سے آگاہ تھے۔(امالی مفید صفحہ ۳۳۶، بحار جلد ۴۷ صفحہ ۷۲)

بطن مادر محل سکونت

(۱۰۳۳-۱۶) شیخ محمد بن حسن صفار قمیؒ اپنی بہترین کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابراہیم بن مہزم کہتے ہیں:

ایک دن میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، جب رات چھا گئی تو آنحضرت سے گھر جانے کی اجازت طلب کی جو مدینہ میں تھا، میری والدہ بھی میرے ہمراہ تھی، میرے اور میری والدہ کے درمیان ایسی گفتگو ہوئی کہ میں ان سے سختی سے پیش آیا صبح سویرے ہی میں نماز فجر کے بعد آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا، تو آپ نے گفتگو شروع کی اور فرمایا:

یا ابا مہزم! مالك والوالدة اغلظت فی کلامها البارحة؟ اما علمت ان بطنها منزل قد سکنته، وانّ حجر هما مهد قد غمزته وثدیها وعاء قد شربته۔

"اے ابا مہزم! تمہیں اپنی والدہ سے کیا کام تھا کہ گزشتہ شب تو نے اس کے ساتھ سخت کلامی کی ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ اس کا بطن تمہارے لیے محل سکونت ہے، اس کا دامن تمہارے لیے گہوارہ اور اس کے پستان تمہارے لیے کھانے کا برتن" میں نے عرض کیا: ہاں۔

فرمایا: پس ہرگز اس کے ساتھ سختی سے پیش مت آؤ۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۳، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۲، الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۱۰)

بہشت کی ضمانت

(۱۰۳۵۔۱۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

شام کا رہنے والا ایک شخص میرے پاس آیا، میں نے اس کے سامنے امامت ولایت کے بارے میں گفتگو کی، اس نے میری گفتگو قبول کی اور شیعہ ہو گیا۔

ایک دن میں اس کے پاس گیا، وہ بستر موت پر لیٹا ہوا تھا، وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے ابا بصیر! میں نے آپ کی بات قبول کی ہے، اب بہشت کا کیا ہو گا؟

میں نے عرض کیا: اپنے مولا حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف سے تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں، اس گفتگو کے بعد وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اس کے بعد میں اپنے مولا و آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا، قبل اس کے کہ میں گفتگو کرتا آنحضرت نے فرمایا:

قد وفی لصاحبك با لجنة۔

"تو نے جس بہشت کی ضمانت دی تھی وہ اسے مل گئی ہے"

(بصائر الدجارت صفحہ ۲۵۱، بحار الانوار جلد ۴۷، صفحہ ۷۶)

زمین خزائن آئمہ کے اختیار میں

(۱۰۳۶۔۱۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر، ابو سلمہ سراج اور حسین بن ثویر کہتے ہیں: ہم حضرت امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوئے تو آپ نے فرمایا:

لنا خزائن الارض و مفا یتحھا، ولوشئت ان اقول باحدی رجلی اخرجی مافیك من الذھب لاخرجت۔

"زمین کے تمام خزانے اور ان کی کنجیاں ہمارے اختیار میں ہیں، اگر میں

چاہوں تو اپنے کسی ایک پاؤں سے اشارہ کرتے ہوئے کہوں کہ تمہارے اندر جتنا سونا ہے نکال دے تو وہ نکال دے گی"

راوی کہتے ہیں: اس دوران امام علیہ السلام نے اپنے پاؤں مبارک سے لکیر کھینچی تو زمین کھل گئی، پھر اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور بالشت برابر سونے کی ایک لکیر زمین کے اندر سے اٹھائی اور فرمایا:

"سونے کی اس ٹکیہ کی طرف اچھی طرح غور سے دیکھو، تاکہ شک میں مبتلاء نہ ہو سکو" پھر فرمایا: زمین کے اندر جھانک کر دیکھو۔

ہم نے دیکھا کہ زمین کے اندر سونے کی بہت سی ٹکیاں انبار کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں جو چمک رہی ہیں۔ ہمارے دوستوں میں سے ایک نے آنحضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! کیا یہ تمام ثروت آپ کے اختیار میں دی گئی ہے جبکہ آپ کے شیعہ ضرورت مند ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

انّ اللّٰہ سیجمع لنا ولشیعتنا الدنیا والآخرۃ ویدخلھم جنّات النعیم ویدخل عدونا الجحیم۔

"بے شک اللہ تعالیٰ عنقریب ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے دنیا و آخرت کو اکٹھا فرما دے گا، انہیں بہشت جاودانی میں داخل کرے گا اور دشمنوں کو جہنم میں پھینک دے گا"

(بصائر الدرجات صفحہ ۳۸۴، الاختصاص صفحہ ۲۷۳، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۸۷)

پاؤں کی ٹھوکر سے سمندر کا ظاہر ہونا

(۱۰۴۷-۱۹) بصائر الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، حضرت نے اپنا پاؤں زمین پر مارا، اچانک ایک سمندر ظاہر ہوا، جس میں چاندی

کی کشتیاں تھیں۔

میں اپنے آقا و مولی کے ہمراہ ایک کشتی پر سوار ہوا، کشتی سطح آب پر چلنے لگی ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں چاندی کے خیمے نصب تھے۔

آنحضرت ایک خیمے میں داخل ہوئے، پھر باہر نکلے اور فرمایا:

"میں سب سے پہلے جس خیمے میں داخل ہوا، کیا تم نے دیکھا ہے؟"

میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: "وہ رسول خداؐ کا خیمہ تھا، وہ ایک امیر المومنین علی علیہ السلام کا ہے، تیسرا خیمہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کا ہے، چوتھا خیمہ حضرت خدیجہؑ کا پانچواں امام حسن مجتبیٰؑ کا، چھٹا امام حسین علیہ السلام ہے ساتواں امام سجاد، آٹھواں خیمہ میرے بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور نواں خیمہ میرا ہے"

ولیس احدمنا یموت الاوله خیمة یسکن فیه

"ہم میں سے جو بھی دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کے لیے ایک خیمہ ہے جس میں وہ سکونت پذیر ہوتا ہے"

امام موسیٰ کاظمؑ کی بے موسم پھل کھانے کی خواہش

(۱۰۲۸-۲۰) کتاب "مناقب" "خرائج" میں مذکور ہے کہ داؤد بن کثیر رقی کہتے ہیں:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا، ان کے فرزند ارجمند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی وہاں تشریف لائے جو سخت سردی کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

کیف اصبحت؟ صبح کس حال میں کی ہے؟

وہ عرض کرتے ہیں: میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ خدا کی پناہ میں ہوں اور

اس کی نعمتوں میں غرق ہوں، اب میں انگور کا ایک خوشہ یا سبز انار کی خواہش رکھتا ہوں۔

داؤد کہتے ہیں: میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا اب کوئی سردی کا موسم ہے؟ یہ کس طرح ممکن ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

"اے داؤد! خداوند ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، ابھی باغ میں جاؤ"

میں باغ میں گیا، اچانک ایک درخت دیکھا کہ جس پر انگور کا خوشہ اور سبز انار لگا ہوا تھا، میں نے کہا: اے خاندان رسالت! میں پنہاں و آشکارا امور پر ایمان لاتا ہوں، پھر میں نے انہیں توڑا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے لے کر آیا۔

حضرت بیٹھ کر کھانے میں مشغول ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

یا داود! واللہ لهذا افضل من رزق قدیم خص اللہ به مریم بنت عمران من الافق الاعلی۔

"اے داود! خدا کی قسم! یہ لطف خدا رزق قدیم ہے، کہ خداوند کریم نے اسے افق اعلیٰ سے مریم بنت عمران کے لیے مخصوص کیا تھا"

(الثاقب والمناقب صفحہ ۴۲۰، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۰۰، الخرائج صفحہ ۶۱۷، جلد ۲)

آئمہؑ روز قیامت شیعوں کے سرپرست

(۱۰۳۹-۲۱) جناب علامہ مجلسی "بحار" میں لکھتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامة ولّینا امر شیعتنا، فما کان علیهم للہ فهولنا وما کان لنا فهو لهم وما کان للناس فهو علینا۔ (بحار جلد ۲۷ صفحہ ۳۱۳)

"جب روز قیامت برپا ہوگا تو ہم اپنے شیعوں کے امور کے سرپرست ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا جو بھی حق ہے، وہ ہمارے اختیار میں ہے، جو بھی حق ہمارے اختیار میں ہے ہم اپنے شیعوں کو بخش دیں گے اور لوگوں

کے ان پر جتنے حقوق ہیں وہ بھی ہمارے ذمہ ہیں کہ ہم ادا کریں گے"

مولف کہتے ہیں: اے دوستان اہل بیت! یہ حدیث کہیں آپ لوگوں کو مغرور نہ بناوے، کیونکہ یہ حمایت و مہربانی شیعوں کے شامل ہے نہ کہ تمام محبین کو۔

ہاں، جسے مخصوص ہدایت نصیب ہوئی ہے، اگر وہ ایسے افعال کا مرتکب ہوا کہ ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو وہ اس کو یہ حدیث مبارک شامل ہے، اور ان بزرگ ہستیوں کے وسیلہ سے اس کی تلافی ہو گی۔

امام جعفرؑ کا درخت کھجور سے خطاب

(۱۰۴۰-۲۲) کتاب "الخرائج" اور "الصراط المستقیم" میں مذکور ہے کہ علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں:

ایک سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ اعمال حج بجالانے کے لیے روانہ ہوا راستے میں ہم ایک خشک درخت کے نیچے بیٹھے، حضرت نے کوئی دعا پڑھنے کے لیے اپنے مبارک ہونٹوں کو جنبش دی، البتہ میں یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ نے کون سی دعا پڑھی ہے پھر آپ نے فرمایا:

یا نخلۃ! اطعمینا مما جعل اللہ فیک من رزق عبادہ۔

"اے درخت خرما! اللہ تعالیٰ نے تیرے اندر اپنے بندوں کی جو روزی رکھی ہے، وہ ہمیں کھلا"

میں کھجور کے درخت کی طرف متوجہ ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ درخت امامؑ کی طرف خم ہوا، درحالانکہ وہ پتوں اور تازہ کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔

ہم کھجوریں کھانے میں مشغول ہو گئے وہ بہترین کھجوریں تھیں جو ہم نے کھائیں اس دوران ایک اعرابی نے جب یہ سارا ماجرا دیکھا تو کہا: میں نے آج کی طرح کوئی بڑا جادو نہیں دیکھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

نحن ورثة الانبیآء لیس فینا ساحرولا کاھن بل ندعو الله فیجیب ،فان احببت ان ادعوا الله فیمسخك کلبا قصدی الی منزلك علیهم ،وتبصبص لا هلك؟

"ہم انبیاء کے وارث ہیں، ہمارے درمیان کوئی بھی جادوگر یا شعبدہ باز نہیں ہے (یہ سحر نہیں) بلکہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں اور وہ ہماری دعا قبول کرتا ہے، اگر تمہاری خواہش ہو تو خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں کتے کی شکل میں مسخ کردے تاکہ جب گھر اپنے عزیزوں کے پاس جاؤ تو ان کے سامنے دم ہلاؤ؟"

اعرابی نے بے وقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہاں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس کے پیچھے جاؤ۔

میں اس کے پیچھے روانہ ہوا، وہ اپنے گاؤں میں داخل ہوا، جب گھر گیا تو اپنے رشتہ داروں کے سامنے دم ہلائی، انہوں نے ڈنڈا پکڑ کر اسے گھر سے باہر نکال دیا۔

میں آنحضرت کی خدمت میں واپس حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کررہا تھا کہ اچانک وہ آیا اور امام کے روبرو کھڑا ہو کر آنسو بہانے لگا۔

آنحضرت نے اس پر رحم کھایا اور اس کے لیے دعا فرمائی، اس طرح وہ اپنی پہلے والی حالت میں پلٹ آیا امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اے اعرابی! کیا ایمان لے آئے ہو؟"

اس نے کہا: ہاں ہزار مرتبہ، ہزار مرتبہ۔

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۹۶، بحار الانوار ۴۷، صفحہ ۱۱۰، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت امام صادق علیہ السلام کا حضرت ابراہیمؑ جیسا معجزہ

(۱۰۴۱-۲۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یونس بن ظبیان کہتے ہیں:

ہم لوگوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، ہم نے آپ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ۔ (سورہ بقرہ آیہ ۲۶۰)

"پس چار پرندے پکڑلو اور انہیں ذبح کرلو۔ کیا یہ چاروں پرندے ایک ہی جنس کے تھے یا جنسوں کے"

حضرت نے فرمایا: اتحبون ان اریکم مثله؟

"کیا تم پسند کرتے ہو کہ ان کی مانند تمہیں دکھاؤں؟" ہم نے کہا: ہاں۔

حضرت نے فرمایا: اچانک ایک مور پر ہلاتا ہوا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ پھر آواز دی، اے کوے! اچانک کوا حاضر ہوگیا پھر فرمایا: اے باز! اچانک ایک شکاری باز آنحضرت کے سامنے حاضر ہوگیا۔ پھر آواز دی، اے کبوتر! اچانک ایک کبوتر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

حضرت نے حکم دیا کہ چاروں پرندوں کو ذبح کیا جائے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں اور انہیں آپس میں ملادیں۔ اس کے بعد مور کا سر ہاتھ میں پکڑا آواز دی۔ اے مور!

ہم نے دیکھا کہ مور کے تمام اعضاء یعنی گوشت، ہڈیاں اور پر علیحدہ ہوئے اور مور کے سر کے ساتھ چمٹ گئے۔ اس طرح سے آنحضرت کے سامنے مور زندہ ہوگیا، پھر آنحضرت نے کوے کو آواز دی وہ بھی زندہ ہوگیا، پھر شکاری باز اور کبوتر کو آواز دی، وہ بھی زندہ ہوکر آنحضرت کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۹۷، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۱۱)

دہری قرآن کے مقابلے میں اور امام صادقؑ کا جواب

(۱۰۴۲-۲۳) مذکورہ کتاب میں نقل ہوا ہے۔

ایک دفعہ ابن ابی العوجاء نے مکہ میں تین بریوں سے قول و قرار کیا کہ ہر کوئی قرآن کے چوتھائی حصے کے مقابلے میں تحریر کرے۔ ان لوگوں نے آپس میں عہدو پیمان باندھا کہ ہر کوئی سال آئندہ اپنی اپنی تحریر لے کر اس جگہ پر آئے۔

جب وہ اگلے سال مقام ابراہیم پر اکٹھے ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں نے جب یہ آیہ کریمہ دیکھی کہ جس میں ارشاد ہے: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ (سورہ ہود آیہ ۴۴) "اور قدرت کا حکم ہوا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان اپنے پانی کو روک لے" تو میں نے مقابلہ کرنے سے ہاتھ اٹھا لیا۔

دوسرے نے کہا: جب میں اس آیہ کریمہ پر پہنچا جس میں ارشاد ہے فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا۔ (سورہ یوسف آیہ ۸۰) "جب وہ لوگ حضرت یوسف کی طرف سے مایوس ہو گئے تو الگ جا کر مشورہ کرنے لگے" تو میں بھی قرآن کے مقابلہ کرنے سے مایوس ہو گیا۔

یہ سب کچھ اس حالت میں تھے کہ وہ لوگ آپس میں کھسر پھسر کر رہے تھے اچانک چھٹے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گزرے، ان کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ۔ (سورہ اسراء آیہ ۸۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لا سکتے"

ان لوگوں نے جب امام علیہ السلام سے یہ آیہ شریفہ سنی تو گم سم ہو گئے۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۱۰، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۲۷)

حکم امام سے ہارون مکی تنور میں

(۱۰۴۳-۲۱۵) کتاب "مناقب" میں لکھتے ہیں کہ مامون الرقی کہتے ہیں:

میں اپنے مولا و آقا کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک سہل بن حسن خراسانی داخل ہوا اور سلام عرض کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ آنحضرت کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے:

اے رسول خداؐ کے فرزند! آپ رؤف و مہربان ہیں، آپ اہل بیت امامت ہیں، اپنے حق کا دفاع کیوں نہیں فرماتے؟ حالانکہ آپ کے ان شیعوں کی تعداد ایک لاکھ سے بیشتر ہے، جو آپ کے حضور حاضر ہو کر تلوار چلانے کے لیے آمادہ ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے کہا:

"اے خراسانی! بیٹھ جاؤ"

پھر حنیفہ کنیز سے فرماتے ہیں: اے حنیفہ تنور گرم کر دو۔

اس نے تنور جلایا جو سرخ ہو کر آگ کا ٹکڑا بن گیا اور اس کا اوپر والا حصہ آگ کے شعلوں سے سفید ہو گیا، اس کے بعد امام علیہ السلام نے خراسانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے خراسانی! اٹھو اور اس تنور میں چھلانگ لگا دو"

خراسانی نے کہا: اے میرے آقا! اے رسول خداؐ کے فرزند! مجھے اس آگ سے مت جلائیں، میرا جرم معاف کر دیں، خداوند آپ کو معاف کرے۔

حضرت نے فرمایا: تجھے معاف کرتا ہوں۔

اس دوران ہارون کی ہاتھ میں جوتے لیے ہوئے داخل ہوا اور کہا: سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ کے فرزند۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الق انعل من یدك واجلس فی التنور۔

"اپنے ہاتھ سے جوتے پھینک دو اور جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ"

اس نے جوتے پھینکے اور جا کر تنور میں بیٹھ گیا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام خراسانی کے ساتھ محو گفتگو رہے حضرت نے

خراسان کے بارے میں اس کے ساتھ ایسے گفتگو کی، جیسے خود وہاں پر موجود ہوں۔

پھر خراسانی کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے خراسانی! جا کر تنور میں دیکھو کہ کیا خبر ہے؟"

خراسانی کہتا ہے: میں کھڑا ہوا اور تنور کی طرف گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص تنور میں چارزانو بیٹھا ہوا ہے، اس کے بعد تنور سے نکلا اور آنحضرت کی خدمت اقدس میں سلام کیا۔

امام علیہ السلام خراسانی کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

"خراسان میں اس جیسے کتنے لوگ مل سکتے ہیں؟"

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! اس طرح کا ایک شخص بھی نہیں مل سکے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اما انّا لا نخرج فی زمان لا نجد فیه خمسة معاضدین لنا، نحن اعلم بالوقت۔

"میں اس وقت تک قیام نہیں کروں جب تک ایسے پانچ افراد نہ مل جائیں، میں بہتر جانتا ہوں کہ مناسب وقت کون سا ہے"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۳۷، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۲۳)

شیعوں کا حساب آئمہ کے دست مبارک میں

(۱۰۴۴-۲۶) عالم جلیل القدر جناب علی بن موسی اربلی کتاب "دلائل" سے کشف الغمہ سے یوں نقل کرتے ہیں کہ زید شحام کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

"اے زید! تیری عمر کتنے سال ہے؟"

میں نے عرض کیا اتنے سال کا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"اے ابا اسامہ! تجھے خوش خبری ہو کہ تو ہم اور ہمارے شیعوں میں سے ہے، کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ہمارے ساتھ ہو؟"

میں نے عرض کیا:

کیوں نہیں میرے آقا و مولیٰ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں؟"

آپ نے فرمایا: یا زیدا انا الصراط الینا ،وان المیزان الینا،وحساب شعتنا علینا، واللہ یا زیدا انّی ارحم بکم من انفسکم ،واللہ لکانی انظر الیك والی الحارث بن المغیرۃ النضری فی الجنۃ فی درجۃ واحدۃ۔

"اے زید! بے شک صراط و میزان ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمارے شیعوں کا حساب و کتاب ہمارے دست قدرت میں ہے، اے زید! خدا کی قسم! اس میں تیری نسبت تم پر زیادہ مہربان ہوں۔ خدا کی قسم! میں ابھی دیکھ رہا ہوں کہ تم اور حارث بن مغیرہ نضری جنت میں ایک درجہ و مقام پر ہیں"

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۲۴)

امام صادقؑ کی سخاوت

(۱۰۴۵-۲۷) کتاب "مجموعہ ورام" میں آیا ہے کہ فضل بن ابی قرہ کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنی عبا بچھائی اور اس پر دیناروں کی تھیلیاں رکھیں، پھر قاصد سے کہا:

"یہ رقم لے جاؤ اور اپنے خاندان کے فلاں فلاں شخص کو دو اور ان سے کہو کہ یہ رقم عراق سے تم لوگوں کے لیے بھیجی ہے"

راوی کہتے ہیں: اس شخص نے وہ دینار اٹھائے اور لے جا کر انہیں دیئے اور امام کا فرمان بھی بتایا۔

انہوں نے دینار لیے اور کہا: خدا تمہیں جزائے خیر عطا کرے، کہ تم نے رسول خداؐ سے رشتہ داری کا حق ادا کر دیا ہے، لیکن خداوند متعال ہمارے اور جعفر کے درمیان فیصلہ کرے۔

راوی کہتا ہے: جب حضرت صادق علیہ السلام کہ ان کا چہرہ نورانی تر ہوا۔ان کی گفتگو سنی تو سر سجدے میں رکھا اور کہتے ہیں:

اللّهم اذلّ رقبتی لولدابی۔

"اے میرے معبود! مجھے اپنے باپ کی اولاد کے سامنے خاضع قرار دے"

(بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۶۰)

امام نے محبّ کے لیے جنت میں گھر خریدا

(۴۶۔۴۸) کتاب "مناقب" اور "خرائج" میں آیا ہے کہ ہشام کہتے ہیں:

جبل کا ایک بزرگ جب بھی حج سے شرف یاب ہوتا تو حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

امام علیہ السلام اسے مدینہ میں موجود اپنے گھروں میں سے ایک گھر ٹھہرنے کے لیے عنایت فرماتے۔وہ اکثر حج پر آتا اور مدینہ میں ٹھہرتا۔اسی وجہ سے اس نے ایک سال دس ہزار دینار امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تقدیم کیے، کہ مدینہ میں اس کے لیے گھر خریدیں۔

جب وہ اگلے سال واپس آیا تو امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے گھر خریدا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

پھر اس مکان کی رجسٹری اسے دی جس پر لکھا ہوا تھا:

بسم اللّٰه الرّحمن الرّحيم ،هذا ما اشترى جعفر بن محمدؑ لفلان بن فلان الجبلى ،اشترى له دارًا فىّ الفردوس حدها الاول رسول اللّٰه والحد الثانى امير المومنينؑ والحد الثالث الحسن بن على والحد الرابع الحسين بن على عليهما السلام

"اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔یہ اس گھر کی رجسٹری ہے جو

جعفر بن محمدؑ نے فلاں کے بیٹے فلاں جبلی کے لیے خریدا ہے، اس گھر کی
پہلی حد رسول اللہؐ دوسری امیر المومنینؑ، تیسری حسنؑ بن علیؑ اور چوتھی حد
حسینؑ بن علیؑ ہے"

جب اس شخص نے یہ تحریر پڑھی تو کہا: میں اس پر راضی ہوں، خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"میں نے وہ پیسے امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد
میں تقسیم کر دیے ہیں امیدوار ہوں کہ خدا تمہاری طرف سے قبول فرمائے
اور تمہاری جزاء جنت قرار دے"

راوی کہتا ہے: اس شخص نے مکان کی سند لی اور اپنے وطن واپس چلا گیا، کچھ عرصہ بعد وہ مریض ہو گیا، اس نے اپنے خاندان والوں کو اکٹھا کیا اور انھیں قسم دی کہ اس کے مرنے کے بعد وہ سند اس کے ساتھ دفن کریں، اس نے اتنا ہی کہا اور اس کی روح خالق کے سپرد ہو گئی۔

اس کے ورثاء نے اس کی وصیت پر عمل کیا: اگلی صبح جب اس کی قبر پر گئے تو اس کے اوپر ایک سند دیکھی کہ اس میں لکھا ہوا تھا:

"خدا کی قسم! ولی خدا جعفر بن محمد علیہما السلام نے جو کچھ کہا تھا اسے پورا
فرمایا ہے" (المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۳۳، الخرائج جلد صفحہ ۳۰۲)

امام صادقؑ کا اپنے چچا سے سلوک

(۱۰۴۷-۴۹) کتاب "الخرائج والجرائح" میں تحریر کرتے ہیں کہ ولید بن صبیح کہتے ہیں:

ہم ایک رات بعض رفقاء کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک کسی شخص نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، امام علیہ السلام نے لونڈی سے فرمایا: جا کر دیکھو کون ہے؟

کنیز دروازے پر گئی، واپس آ کر کہتی ہے: آپ کے چچا عبداللہ بن علی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: انھیں کہو، اندر آ جائیں اور ہمیں فرمایا کہ دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔

ہم دوسرے کمرے میں داخل ہوئے تو ہمیں محسوس ہوا کہ وہاں پر کوئی موجود ہے، ہم نے خیال کیا کہ شاید یہ امام کے اہل خانہ میں سے کوئی ہو۔ اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے۔

جب عبداللہ بن علی کمرے میں داخل ہوا تو وہ جس قدر کہہ سکتا تھا اس نے امام علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے، اس کے بعد وہ چلا گیا، ہم بھی کمرے سے باہر آئے، امامؑ نے اسی جگہ سے گفتگو شروع کی، جہاں سے اس کے آنے پر ختم کی تھی۔

ہم میں سے ایک نے کہا: اس شخص نے آپ کے ساتھ اس انداز میں گفتگو کی ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی آپ کے ساتھ اس طرح سے پیش آئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ باہر آ کر اس شخص کو جواب دیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"آپ لوگ آرام سے رہیں! ہمارے درمیان کسی قسم کی مداخلت نہ کریں"

رات کا کچھ حصہ گزرا کہ پھر ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت نے لونڈی سے کہا: جا کر دیکھو کون ہے؟

کنیز دروازے پر گئی اور واپس آ کر کہتی ہے: آپ کے چچا عبداللہ بن علی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا آپ اسی جگہ چلے جائیں جہاں پر تھے۔

اس کے بعد اسے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی، وہ گھر میں داخل ہوا اور بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے کہتا ہے: اے میرے بھائی کے بیٹے (یعنی بھتیجے) مجھے معاف کر دیں خدا آپ کو بخش دے۔ آپ مجھ سے درگزر کریں، خدا آپ سے درگزر کرے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:



غفر الله لك يا عمّ ! ما الذي احوجك الى هذا يا عمّ؟

"چچا جان! خدا تمہیں معاف کرے، آپ کو کیا ہوا کہ اس طرح سے کہہ رہے ہیں؟"

اس نے کہا: آپ کے گھر سے جانے کے بعد میں سو گیا تھا میں جونہی سویا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں، دو خطرناک سیاہ پوش افراد میرے اوپر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر بازو باندھ دیئے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔

وہ مجھے جہنم کی طرف لے گیا، اس دوران میں نے رسول خدا کو دیکھا اور عرض کیا: اے رسول خدا! کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ میرے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: "کیا تم وہی نہیں ہو جس نے میرے بیٹے کو ایسی ویسی باتیں کی ہیں؟"

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ آج کے بعد ایسا نہیں کروں گا۔

آنحضرتؐ نے حکم صادر کیا کہ مجھے رہا کریں، لیکن میں اب بھی اسی کی شدت کی وجہ سے درد کا احساس کر رہا ہوں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اپنی طرف وصیت کرو"

اس نے عرض کیا: کیا وصیت کروں؟ میرے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے علاوہ ازیں میں عیال دار اور مقروض ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دينك علىّ وعيالك الى عيالى -

"تیرا قرض میں ادا کرتا ہوں، تیرے اہل و عیال کو میں اپنے اہل و عیال کا حصہ قرار دیتا ہوں"

اس نے وصیت کی، ہم ابھی مدینہ سے خارج نہیں ہوئے تھے کہ عبداللہ بن علی

فوت ہوگیا، حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس کے اہل وعیال کو اپنے اہل وعیال کا حصہ قرار دیا، اس کا قرض ادا کیا اور اس کی لڑکی کی اپنے بیٹے کے ساتھ شادی کر دی۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۱۹، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۹۶)

اعمال امام کے سامنے لائے جاتے ہیں

(۱۰۴۷۔۳۰) شیخ طوسی کے فرزند کی کتاب "امالی" میں آیا ہے کہ داؤد بن کثیر اقی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مبارک باسعادت میں حاضر تھا آنحضرت نے بغیر کسی تمہید کے مجھے فرمایا:

یا داؤد! لقد عرضت علی اعمالکم یوم الخمیس ولرأیت فیما عرض علی من عملك صلتك له اسرع لفناء عمره وقطع اجله۔

"اے داؤد! جمعرات کے دن تمہارے اعمال میرے سامنے لائے گئے، میں نے تیرے اعمال میں دیکھا ہے کہ تو نے اپنے فلاں چچا زاد کے ساتھ صلہ رحم کیا ہے، اس وجہ سے میں بہت خوش ہوا، میں جانتا ہوں کہ تمہارا صلہ رحم کرنا بہت جلد دنیا سے جانے اور قطع اجل کا باعث بنے گا"

داؤد کہتے ہیں: میرا ایک چچا زاد تھا جو دشمن، ناصبی اور خبیث تھا، مجھے معلوم ہوا کہ اس کے مالی حالات بہت خراب ہیں، اسی وجہ سے میں نے مکہ جانے سے قبل اسے کچھ دینار بھیجے تھے۔ جب میں مدینہ میں داخل ہوا تو حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے یہ خبر دی۔

(امالی طوسی صفحہ ۴۱۳ جلد ۷۷، مجلس ۱۴)

شیعوں کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی

(۱۰۴۹۔۳۱) کتاب "کنز الفوائد" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

یا ابا محمد! انّ للّٰہ ملائکۃ تسقط الذنوب عن ظھور شیعتنا

کما تسقط الریح الورق من الشجر اوان سقوطه۔

"اے ابا محمد! خداوند متعال کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے شیعوں کے گناہوں کو یوں جھاڑتے ہیں، جیسے ہوا موسم خزاں میں درختوں کے پتوں کو جھاڑتی ہے"

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا (سورہ غافر آیہ ۷)" "اور وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں" کی تفسیر بھی یہی ہے۔

"خدا کی قسم! ان کا استغفار کرنا صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ دوسروں کے ساتھ، اے ابا محمدؑ! کیا یہ گفتگو تیرے لیے خوش حال اور مسرور ہونے کا موجب بنی ہے؟"

میں نے عرض کیا: ہاں۔ (تاویل الدرجات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸۔ بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۲۰۹۔ الکافی جلد ۸ صفحہ ۳۶)

سبیل اللہ سے مراد علیؑ

ایک اور حدیث میں اسی سلسلہ سند کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا:

"یہ خداوند متعال کے اسی فرمان کی تفسیر ہے کہ ارشاد ہے: وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا .... وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (سورہ غافر: آیہ ۷)" اور وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے میرے پروردگار! تیرے علم اور تیری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کیا ہوا ہے، پس جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کا اتباع کیا، انہیں بخش دے اور انہیں عذاب جہنم سے بچا"

اس بناء پر "سَبِيلَ اللّٰهِ" راہ خدا سے مراد علی علیہ السلام ہے، اور لِلَّذِينَ آمَنُوا سے مراد آپ کے مومنین ہیں، آپ کے علاوہ کسی اور کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸، بحار الانوار جلد ۲۴، صفحہ ۲۱۰)

بقول علیؑ ہم مرتے نہیں

(۱۰۵۰۔۳۲) کتاب ''بصائر الدرجات'' میں تحریر کرتے ہیں کہ سماعہ کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں اپنے آپ سے گفتگو کر رہا تھا کہ امام علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیوں اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہو؟ کیا تم اپنے آقا و امام باقر علیہ السلام کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: اٹھو اور اس کمرے میں جاؤ۔

میں کھڑا ہوا اور اس کمرے میں گیا، اچانک حضرت امام محمد باقرؑ کی زیارت ہوئی۔

آپ نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعوں کی ایک جماعت حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آنحضرت سے کچھ سوالات کیے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اگر امیر المومنینؑ علی علیہ السلام کو دیکھو گے تو پہچان لو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

حضرت نے فرمایا: اس پردے کو اٹھاؤ، انہوں نے پردہ اٹھایا تو اچانک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھا اور آنحضرت کو پہچان گئے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ نے فرمایا:

یموت من مات منّا ولیس بمیّت، ویبقی من بقی منّا حجة علیکم۔

''ہم میں سے جو کوئی رحلت کرتا ہے وہ حقیقت میں نہیں مرتا اور ہم میں سے جو کوئی باقی رہتا ہے وہ آپ لوگوں کے لیے حجت ہے''

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۷۵، بحار الانوار جلد ۲۷، صفحہ ۳۰۳)

شیعوں کی تخلیق کیسے؟

(۱۰۵۱۔۳۳) سید حسن بن کبش اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابا محمدا انّ عند ناسرّا من سر اللّٰہ وعلماً علم اللّٰہ لایحتملہ ملك مقرب ولانبیّ مرسل ولامؤمن امتحن اللّٰہ قبلہ الایمان۔

"اے ابا محمد! ہمارے پاس اللہ کے رازوں میں سے ایسا راز اور اس کے علم میں سے ایسا علم ہے، جسے نہ تو کوئی ملک مقرب اٹھا سکتا ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ ہی وہ مومن کہ جس کے دل کا اللہ تعالیٰ امتحان لے چکا ہے"

"خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھانے کے لیے ہمارے علاوہ کسی اور کو منتخب نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی اور کو یہ کام سونپا ہے۔ بے شک ہمارے پاس خدا کے رازوں میں راز اور لامحدود علموں میں سے علم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس علم کو دوسروں تک پہنچانا ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ ہم نے وہ علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں تک پہنچایا ہے، لیکن اس سے اوپر ہم نے کوئی محل نہیں پایا اور نہ کوئی ایسا پایا جو اس کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا پایا جو اسے اٹھا سکتا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے ایک گروہ حضرت محمدؐ اور ان کی اولاد کی طینت اور اس نور سے پیدا کیا، جس نور سے حضرت محمد اور ان کی اولاد کو خلق کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت محمدؐ سے باقی ماندہ رحمت سے بنایا ہے"

"اللہ تعالیٰ نے جس کام پر ہمیں مامور کیا تھا، ہم نے وہ اس جماعت تک پہنچایا ہے انہوں نے ہماری بات قبول کی اور اس کے متحمل ہوئے اور ہماری یاد ان تک پہنچی پس ان کے دل ہماری معرفت، شناخت کرنے اور ہمارے بارے میں گفتگو کی طرف مائل ہوئے، اگر وہ اس نور اور طینت سے خلق نہ ہوتے تو ہرگز ایسے نہ ہوتے خدا کی قسم! وہ اس عظیم

ذمہ داری کے متحمل نہ ہو سکتے" پھر فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ دوزخ کے لیے خلق کیا ہے، جبکہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک بھی ویسے ہی پہنچائیں جیسے ان تک پہنچایا تھا"

"ہم نے یہ عظیم ذمہ داری ان تک پہنچائی ہے، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور دل متنفر ہو گئے ،انہوں نے اس ذمہ داری کو قبول نہ کیا اور اس کے متحمل نہ ہوئے ، بلکہ تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ جادوگر اور کذاب ہیں"

"پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر مہر لگادی اور یہ ذمہ داری انہیں بھلا دی ،پھر کچھ حقائق ان کی زبان پر جاری کیے: انہوں نے ناآگاہانہ طور پر ان حقائق کا اقرار کیا، لیکن ان کے دل ان کا انکار کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور اطاعت گزار بندوں سے برائی کو دور کرے"

"اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین پر اس کی کوئی عبادت نہ کرتا ،پس ہمیں امر ہوا ہے کہ ہم اسرار کو ان سے پنہاں رکھیں۔

اس بناء پر ان حقائق کو ان لوگوں سے چھپا کر رکھیں ،جن سے خدا نے چھپانے کا حکم دیا ہے اور خدا نے جن لوگوں سے پنہاں کرنے کا حکم دیا ہے ان سے پنہاں کریں"

راوی کہتا ہے: اس کے بعد آنحضرت نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰھمّ انّ ھؤلاء لشرذمة قلیلون فاجعل محیاھم محیانا ومماتھم مماتنا ولاتسلط علیھم اعداءک فتفجعنا بھم فانّك ان

فَجعتنا بهم لم تعبد ابدًافي ارضك۔

"اے میرے معبود! یہ (شیعہ) بہت کم تعداد میں ہیں، ان کی زندگی ہماری زندگی اور ان کی موت کو ہماری موت کی مانند قرار دے، اپنے دشمنوں کو ان پر مسلط نہ کر کہ اس طرح سے ہمارے دل کو اذیت ہو، کیونکہ اگر تو ان کی وجہ سے ہمیں مصیبت میں گرفتار کرے تو ہرگز زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا" (بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، جلد ۱۰۵)

امام نفس نبی ہوتا ہے

(۱۰۵۲۔۳۳) کتاب "مناقب" میں آیا ہے کہ بکیر بن اعین کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنا بازو پکڑا اور فرمایا:

یا بكير! هذا والله جلد رسول الله هذا والله عروق رسول الله، هذا والله عظمه، وهذا والله لحمه، والله انی لاعلم مافی السموات واعلم مافی الارض، واعلم مافی الدنيا، واعلم مافی الاخرة۔

"اے بکیر! خدا کی قسم! یہ رسول خداؐ کا چمڑا ہے، خدا کی قسم! یہ رسول اللہ کی رگیں ہیں، خدا کی قسم! یہ رسول خداؐ کی ہڈی ہے، خدا کی قسم یہ رسول خداؐ کا گوشت ہے، خدا کی قسم! میں ہر اس چیز سے آگاہ ہوں جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ دنیا و آخرت میں ہے"

اس دوران حضرت متوجہ ہوئے کہ اس گفتگو سے بعض لوگوں کے چہرے سرخ ہو رہے ہیں، لہٰذا آنحضرت نے فرمایا:

"اے بکیر! میں نے یہ علم کتاب خدا سے حاصل کیا ہے کہ ارشاد قدرت ہے:"

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْئٍ۔ (سورہ نحل آیہ ۸۹)

"اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۵۰)

کیا امام علم غیب رکھتا ہے؟

(۱۰۵۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ صفوان بن یحییٰ اپنے کچھ افراد سے نقل کرتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

واللہ لقدا عطینا علم والاولین والآخرین۔

"خدا کی قسم! اولین و آخرین کا علم ہمیں عطا کیا گیا ہے"

آپ کے دوستوں میں سے ایک نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ کے پاس علم غیب ہے؟ آپ نے فرمایا:

ویحك ! انی لاعلم مافی اصلاب الرجال وارحام النساء ،ویحکم:وسعوا صدورکم ولتبصرا عینکم ولتع قلوبکم، فنحن حجۃ اللہ تعالی فی خلقہ ولن یسع ذلك الاصدرکل مومن قوی قوتۃ کقوۃ جبال تہامۃ الاباذن اللہ۔

"تم پر افسوس ہے! ہم اسے بھی جانتے ہیں جو مردوں کے صلبوں اور عورتوں کے شکم میں ہے آپ لوگوں پر افسوس ہے! تم اپنے سینوں کو کھلا کرو، آنکھیں کھولو اور ان سے قبول کرواو، ہم مخلوق خدا کے درمیان حجت خدا ہیں، کسی کے سینے میں اس بات کو قبول کرنے کی وسعت نہیں ہے سوائے ہر اس مومن کے جس کے سینہ میں کوہ تہامہ کی طاقت ہو اور حکم خدا سے قبول کرے"

"خدا کی قسم! اگر ریگستان کے ذرات کی تعداد بتانا چاہوں تو وہ بھی بتا سکتا ہوں، کوئی شب و روز ایسا نہیں مگر یہ کہ ریت انسان کی مانند تولید حمل کرتی

ہے، خدا کی قسم! تم لوگ میرے بعد ایک دوسرے کے دشمن ہو جاؤ گے تمہاری
دشمنی اس حد تک ہو گی کہ تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کو ختم کر دیں گے"

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

امام کی تخلیق نور سے

(۱۰۵۴۔۳۶) تفسیر فرات میں تحریر کرتے ہیں کہ فیضہ بن یزید جعفی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس وقت آنحضرت کے پاس یونس بن ابی ورس، ابن ظبیان اور قاسم بن عبدالرحمان صیرفی بھی حاضر تھے، میں سلام عرض کرنے کے بعد بیٹھ گیا اور عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! آپ سے استفادہ کرنے کی غرض سے آپ کی محفلِ مبارک میں حاضر ہوا ہوں۔

آپ نے فرمایا: پوچھو اور جلدی کرو۔

میں نے عرض کیا: آسمان کو بلند کرنے، زمین کو پھیلانے اور نور و تاریکی کو خلق کرنے سے قبل آپ کہاں تھے؟ آپ نے فرمایا:

"اے فیضہ! ان حالات میں تمہیں ایسا سوال کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی ہیں؟ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہماری محبت چھپائی جا رہی ہے اور ہماری دشمنی آشکار ہو گئی ہے، جن بھی ہمارے دشمن ہیں جو ہماری احادیث ہمارے دشمنوں تک پہنچاتے ہیں۔ بے شک دیواروں کے بھی انسانوں کی طرح کان ہیں"

میں نے عرض کیا: یہ ایک سوال ہے جو میں نے آپ سے پوچھا ہے۔

آپ نے فرمایا:

"اے فیضہ! حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پندرہ (۱۵) ہزار سال قبل ہم نور کی صورت میں موجود تھے اور عرش الٰہی پر تسبیح خدا میں مشغول

تھے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا: تو ہمارے نور کو ان کے صلب میں رکھا، ہم مسلسل پاکیزہ اصلاب سے مطہر ارحام میں منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا"

فنحن عروۃ اللہ الوثقی ، من تمسّک بنا نجا، ومن تخلف عنّا ھوی، لاتدخلہ فی باب روی ضلالۃ ولاتخرجہ من باب ھدی ، ونحن رعاۃ دین اللہ ونحن عترۃ رسول اللہ ،ونحن القبۃ الّتی طالت اطنا بھا واتسع فناؤھا ،من ضوی الینا نجا الی الجنۃ،ومن تخلف عنا ھوی الی النار۔

"پس ہم خدا کی مضبوط رسی ہیں، جو کوئی ہم سے متمسک ہوگا وہ نجات پا جائے گا، اور جو کوئی ہماری مخالفت کرے گا برباد ہو جائے گا، جو کوئی بھی ہماری پیروی کرے گا ہم اسے گمراہی میں داخل اور اسے راہ مستقیم سے خارج نہیں کریں گے، ہم دین خدا کے محافظ ہیں، ہم رسول خداؐ کی عترت ہیں، ہم اسلام کا وہی خیمہ ہیں جس کی طنابیں لمبی اور مضبوط ہیں، اس کا محیط بہت وسیع ہے"

میں نے عرض کیا: ہر طرح کی تعریف پروردگار یکتا کے لیے ہے میں آپ سے فرمان خدا "اِنَّ اِلَینَا اِیَابَھُم ،ثُمَّ اِنَّ عَلَینَا حِسَابَھُم" (سورہ غاشیہ آیہ ۲۵و۲۶)" بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے اور ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے" کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا اس آیت کی تفسیر ہمارے بارے میں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں اس کی تفسیر کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: نعم یافیضۃ ! اذا کان یوم القیامۃ جعل اللہ حساب شعیتنا علینا فما کان بینھم وبین اللہ استوا ھبہ محمدؐ من اللہ ،وما

كان فيما بينهم و بين النّاس من المظالم اداه محمدٌ عنهم، وما كان فيما بينا وبينهم و هبناه لهم حتى يدخلون الجنة بغير حساب۔

ہاں، اے فیثمہ! جب روز قیامت برپا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے حوالے کر دے گا، پس اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان جو کچھ ہے، حضرت محمدؐ خداوند متعال سے اس بارے میں طلب مغفرت کریں گے اور جو حقوق ان اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہوں گے، حضرت محمدؐ انہیں ادا کریں گے، جو کچھ ہمارے اور ان کے درمیان ہیں ہم اپنے شیعوں کو بخش دیں گے تا کہ بدون حساب کتاب بہشت میں داخل ہو جائیں۔

(تفسیر فرات صفحہ ۵۵۲ جلد ۷۰۷)

مولف: ہم نے اس حصے کی حدیث نمبر ۲۱ کے ذیل میں اس بارے میں وضاحت کی ہے مراجع کریں۔



خاتمہ

اب اس حصے کے آخر میں پہنچ چکے ہیں، یہاں پر کچھ ایسے مطالب نقل کرتے ہیں جو فائدہ سے خالی نہیں ہیں۔

مداح اہل بیت ابو ہرہ عجلی

(۱) کتاب "منتخب الاثر" میں آیا ہے کہ عیسیٰ بن واب کہتے ہیں:

جس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے جنازہ مطہر کو سپرد خاک کرنے کے لیے جنت البقیع کی طرف لے جایا گیا اس وقت ابو ہرہ عجلی نے کچھ اشعار پڑھے جو درج ذیل ہیں۔

اقول وقد اردوابه یحملونه
علی کاهل من حاملیه وعاتق
أتدرون من ذا تحملون الی الثری
ثبیرًا ثوی من رأس علیاء شاهق

"میں کہتا ہوں، درحالانکہ حاملین، ان کے پیکر کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جا رہے ہیں"

"کیا آپ جانتے ہیں کہ کن کو سپرد خاک کرنے جا رہے ہیں؟ وہ ایک بلند کوہسار ہے جو بلندی سے نشیب کی طرف آ کر قبر میں مدفون ہوگا"

عدا حتی الحاثون فوق ضریحه
ترابا والی کان فوق المفارق
آیا صادق ابن صادقین الیّة
بآبا تلک الاطهار حلفة صادق

"صبح سویرے مٹی ڈالنے والے ان کے مرقد پر خاک ڈالیں گے، حالانکہ وہ خود اس بات کے لائق ہیں کہ اپنے سروں میں خاک ڈالیں"
"اے سچے راہنماؤں کے سچے بیٹے! آپ کے اجداد اطہار کی سچی قسم"

لحقًا بکم ذوالعرش أقسم فی الوری
فقال ا تعالی الله رب المشارق
نجوم هی اثنا عشره کن سبقاً
الی الله فی علم من الله سابق

"حقیقت یہ ہے کہ آپ صاحب عرش ہیں، میں لوگوں کے درمیان قسم کھاتا" ہاں، وہ بارہ (۱۲) ستارے ہیں کہ انہوں نے خداوند متعال کی طرف سبقت حاصل کی ہر سبقت حاصل کرنے والے پر"

(مقتضب الاثر صفحہ ۵۲، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۳۳۲)

امام صادقؑ سے منقول کچھ اشعار

(۲) مندرجہ ذیل اشعار حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

فی الاصل کنّا نجوماً یستضا دبنا
وللبر یه نحن الیوم برهان
نحن الجور الّتی فیها لغائصکم
درثمین ویاقوت مرجان

"ہم درحقیقت ایسے ستارے ہیں کہ ملکوتی حضرات ہمارے وسیلہ سے

روشنی طلب کرتے ہیں اور آج ہم مخلوقات کے لیے دلیل و برہان ہیں"

مساکن القدوس والفردوس نملکھا

ونحن للقدس والفردوس خزّان

من شذ عنّا فبر ھوت ساکنہ

ومن اتانی فجنات وولدان

"ہم مقام قدس اور بہشت بریں کے مالک ہیں اور اس مقام قدسی اور جنت الفردوس کے خزانچی ہیں"

"جو کوئی بھی ہم سے روگردانی کرے گا اس کا ٹھکانہ برھوت ہے اور جو کوئی بھی ہماری طرف آئے گا اس کے لیے بہشت اور غلمان ہیں"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۷۶ و ۲۷۷، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۲۶)

ابو منظر ہشام کو شفا ملی

(۳) کتاب "رجال کبیر" میں آیا ہے کہ ایک علم الانساب کے ماہر، علم و فضل میں معروف دانشور اور مذہب شیعہ امامیہ کی تاریخ سے آشنا ابو منذر ہشام بن محمد بن سائب کہتے ہیں:

میں ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے جو کچھ پڑھا تھا وہ سب بھول گیا بس حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، آپ نے مجھے ایک جام سے سیراب کیا جو علم و دانش سے پر تھا اس طرح میرا علم واپس آ گیا۔

وہ ایسی شخصیت تھے کہ جب بھی امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے آپ انہیں پہلو میں جگہ دیتے اور آنحضرت ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

(تعلیقات علی منہج المقال صفحہ ۳۶۷)

سمعانی اور دوسرے حضرات ان کے حافظہ کے بارے میں کہتے ہیں: انہوں نے

قرآن کو صرف تین دن میں حفظ کر لیا تھا۔

مؤلف: یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، کیونکہ وہ شخص جسے امام علیہ السلام نے کاسہ علم سے سیراب کیا ہو، وہ تین دن سے کم مدت میں بھی قرآن حفظ کر سکتا ہے۔

مذکورہ دانشور نے ایک سو (۱۰۰) تالیفات بطور یادگار چھوڑیں، وہ نسب شناس خاص کر رسول خداؐ کے نسب مبارک کے بارے میں سب سے زیادہ آشنا تھے۔

امام صادقؑ کا بہترین موعظہ

(۴) راہ بندگی حاصل کرنے کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک بہترین موعظہ علامہ بزرگوار جناب مجلسی علیہ الرحمہ کتاب "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں: مجھے ایک کتاب ملی جو شیخ بہائی کا خطی نسخہ تھا، اس میں لکھا ہوتا تھا:

شیخ شمس الدین محمد بن مکی کہتے ہیں: میں شیخ احمد فراہانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نقل کر رہا ہوں، انہوں نے عنوان بصری سے نقل کیا ہے جو چورانوے (۹۴) سال کے بوڑھے شخص تھے۔

عنوان بصری کہتے ہیں: کئی سال سے مالک بن انس کے پاس میری آمد و رفت تھی، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مدینہ منورہ سے تشریف لائے تو میں ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا چاہتا تھا کہ میں بھی مالک کی طرح ان سے استفادہ کروں۔

ایک دن آنحضرت نے مجھ سے فرمایا:

"میں ایسا شخص ہوں جو حکومت کی نظروں میں ہوں، چونکہ میں شب و روز میں باقاعدگی سے کچھ ورد کرتا ہوں لہٰذا مجھے میرے ورد سے نہ روکو، تم مالک کے پاس جاؤ اور اس سے استفادہ کرو جس طرح سے پہلے اس کے پاس جاتے رہے ہو"

یہ بات مجھے ناگوار گذری اور میں مغموم و محزون ہوا، آنحضرتؑ کی خدمت سے

رخصت ہوا اور اپنے آپ سے کہا: اگر وہ مجھ میں کوئی خوبی دیکھتے تو ہرگز مجھے اپنی بارگاہ سے نہ نکالتے، یقیناً آمد و رفت اور کسب فیض کے لیے کوئی راستہ چھوڑتے۔

میں اسی خیال سے مسجد رسول خداؐ میں داخل ہوا، حضرت کی خدمت اقدسؐ میں سلام کیا، اگلے روز پھر رسول خداؐ کے روضہ اقدس کی زیارت سے شرف یاب ہوا، دو رکعت نماز بجالایا اور دعا کرتے ہوئے کہا: اے میرے خدا! میں چاہتا ہوں قلب حضرت جعفر علیہ السلام کو میرے بارے میں مہربان اور ان کے علوم سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ میں بھی ان کے وسیلہ سے راہ مستقیم کی ہدایت پاسکوں۔

اس دعا کے بعد مغموم دل کے ساتھ گھر لوٹ آیا، اور میں نے مصمم ارادہ کیا کہ آج کے بعد مالک بن انس کے گھر نہیں جاؤں گا، کیونکہ میرا دل حضرت امام جعفر صادقؑ کی محبت سے بھر چکا تھا، میں صرف نماز واجب کے علاوہ گھر سے نہیں نکلتا تھا۔

اسی حال میں کچھ دن گزرے کہ مجھ میں طاقت نہ رہی، میرا صبر تمام ہو گیا، اور میرا دل آنحضرتؑ کی زیارت کے لیے مجبور ہو گیا، نماز پڑھنے کے بعد تیار ہوا، جوتے پہنے عبا اوڑھی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا، جب آنحضرت کے دروازے پر پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔

ایک خادم آ کر کہتا ہے: کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: چاہتا ہوں کہ آنحضرت کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کروں اور اپنی ارادت و محبت کا اظہار کروں۔

اس نے کہا: وہ اس وقت مصلی عبادت پر نماز میں مشغول ہیں۔

میں دروازے پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ خادم باہر آیا اور کہتا ہے: برکت خدا سے داخل ہو۔

گھر میں داخل ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا:

"بیٹھ جاؤ خدا تمہیں بخش دے"

میں بیٹھ گیا، آپ نے تھوڑی مدت کے لیے اپنا سر اقدس جھکایا اور بلند کرتے ہوئے فرمایا: تمہاری کنیت کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ

آپ نے مجھے فرمایا:

"خداوند متعال تجھے تیری کنیت پر ثابت قدم رکھے اور تمہیں توفیق دے،

اے ابا عبداللہ تمہارا سوال کیا ہے؟"

میں نے اپنی ذات سے کہا: اگر آقا و مولیٰ کی زیارت، ان کی خدمت میں سلام اور ان کی دعا کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو تو بہت کچھ کافی ہے۔

پھر آپ نے اپنا سر اقدس بلند کیا اور پوچھا: تمہارا سوال کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں نے اللہ کی بارگاہ میں التماس کی کہ میرے بارے میں آپ کا قلب نازنین مہربان کرے اور آپ کے علم سے مجھے بھی عطا فرمائے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول کر لی ہے۔

آپ نے فرمایا:

یا ابا عبداللہ ! لیس العلم بالتعلم، انما هو نور یقع فی قلب من یرید اللہ تبارك وتعالی ان یهدیه فان اردت العلم فاطلب اولًا فی نفسك حقیقة العبودیة واطلب العلم باستعماله، واستفهم اللہ یفهمك۔

"اے ابا عبداللہ! علم حاصل کرنا اور یاد کرنا نہیں ہے بلکہ وہ ایسا نور ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں قرار دیتا ہے۔ اگر تم علم کے درپے ہو تو پہلے دل میں حقیقت بندگی طلب کرو، علم کو عمل سے

حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ سے سمجھنے کی دعا کرو تاکہ سمجھ سکو"

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولیٰ۔

آپ نے فرمایا: کہو، اے ابا عبداللہ۔

میں نے عرض کیا: یا ابا عبداللہ! ماحقیقۃ العبودیۃ؟

"اے ابا عبداللہ! حقیقت عبودیت کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا: ثلاثہ اشیآء ان لایری العبد لنفسہ فیما خوّلہ اللہ ملکاً، لان العبید لایکون لھم ملك یرون المال مال اللہ یضعونہ حیث امرھم اللہ بہ، ولا یدبّر العبد لنفسہ تدبیراً، وجملۃ اشتغالہ فیما امرہ تعالیٰ بہ ونھاہ عنہ۔

حقیقت زندگی تین چیزیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ عطا کیا ہے، بندہ اس میں اپنی ملکیت کا احساس نہ کرے، کیونکہ بندوں کے لیے کوئی ملک و مال نہیں ہوتا، وہ مال کو خدا کا مال سمجھتے ہیں اور اس جگہ پر خرچ کرتے ہیں جہاں اس نے حکم دیا ہے۔

(۲) بندہ ہرگز اپنے نفس کے لیے کسی قسم کی تدبیر نہیں کرتا۔

(۳) اس کی تمام معروفیات احکام خدا کو بجالانے اور منہیات سے پرہیز ہیں۔

جب کوئی بندہ اس چیز کو اپنی ملکیت نہ سمجھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہے تو ان موارد میں انفاق کرنا آسان ہے جن کے بارے میں خداوند متعال نے دستور دیا ہے۔

جب کوئی بندہ اپنی تدبیر اپنے مدبر (اللہ) کے سپرد کردے تو اس پر دنیا کے مصائب و آلام آسان ہوجاتے ہیں۔

جب کوئی بندہ احکام خدا کی اطاعت اور منہیات سے اجتناب میں مشغول ہوجائے

تو اس کے لیے خودنمائی، فخر فروشی اور لوگوں سے جنگ و جدال کے لیے وقت ہی نہیں بچتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا تین خصلتوں سے کسی بندے کو عظمت فرمائے تو دنیا میں زندگی گزارنا، ابلیس اور دوسرے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرنا آسان ہو جاتا ہے، اگر ایسا ہو تو پھر دنیا کو تکاثر، زیادہ طلبی اور دوسروں پر فخر کرنے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اسے اپنی عزت اور دوسروں پر برتری حاصل کرنے کے لیے طلب نہیں کرتا، اور اپنی زندگی بے کار نہیں گزارتا۔

یہ تقویٰ کا پہلا درجہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۔ (سورہ قصص آیہ ۸۳)

"یہ دار آخرت وہ ہے جسے ہم ان لوگوں کے لیے قرار دیتے ہیں جو زمین میں بلندی اور فساد کے طلب گار نہیں ہوتے اور عاقبت تو صرف صاحب تقویٰ کے لیے ہیں"

میں نے عرض کیا: اے ابا عبداللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں:

آپ نے فرمایا:

"میں تجھے تو (۹) چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں یہ ان نصیحتوں میں سے ہیں جو راہ خدا کی جستجو میں ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے"

ان نو (۹) نصیحتوں میں سے تین ریاضیت اور تہذیب نفس کے لیے ہیں، تین حلم و بردباری اور تین علم کے بارے میں ہیں۔ ان نصیحتوں کو محفوظ کر لو، ان پر عمل میں کسی قسم کی سستی نہ کرنا۔

عنوان کہتے ہیں: میں اپنا دل ان کے حوالے کرتے ہوئے اپنے تمام وجود کے ہمراہ ان کا خوبصورت کلام سننے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

اما اللواتی فی الریاضة: فایاك ان تاملٔ ما لاتشتهیه، فانّه یورث الحماقة والبله، ولاتأ کل الاعند الجوع، واذا أکلت فکل حلالًا وسمِّ الله، واذکر حدیث الرسولؐ مامَلأ آدمی وعاء آشرّا من بطنه، فان کان ولابدفلث لطعامه وثلث لشرابه وثلث لنفسه۔

ریاضت اور تہذیب نفس کے تین موارد یہ ہیں۔

"بھوک کے بغیر کھانے سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ حماقت اور بے وقوفی ہے، غذا اس وقت تک نہ کھاؤ جب تک بھوک نہ لگے، جب غذا کھانا چاہو تو ایسی کھاؤ جو حلال ہو اور بسم اللہ پڑھو، علاوہ ازیں رسول خداؐ کی حدیث یاد کرو"

"آدمی اپنے شکم سے بدتر کسی ظرف کو پُر نہیں کرتا اگر اسے بھرنے پر مجبور ہو تو پھر اس کا ایک سوم کھانے سے دوسرا سوم پانی اور تیسرا سوم ہوا سے بھرو"

وامّا اللواتی فی الحلم: فمن قال لك: ان قلت واحدة سمعت عشرًا فقل: ان قلت عشرًا لم تسمع واحدة، ومن شتمك فقل له ! ان کنت صادقا فیما تقول فأسأل الله ان یغفرلی، وان کنت کاذبا فیما تقول فالله أسأل ان یغفرلك، ومن وعدك بلخناء فدة بالنصیحة ولارعاء۔

حلم و بردباری کے موارد یہ ہے:

"جب بھی کوئی کہے کہ اگر ایک کہو گے تو دس سنو گے، تم اس کے جواب میں کہو: اگر تم دس بھی کہو گے تو ایک بھی نہیں سنو گے۔ اگر تمہیں کوئی گالی دیتا ہے، اسے کہو: اگر تم اپنی گفتگو میں سچے ہو تو خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے اور اگر جھوٹے ہو تو خدا تمہیں بخش دے، اگر تمہارے

ساتھ کوئی جھوٹا وعدہ کرتا ہے تو تم اسے وعدہ نصیحت و خیر خواہی دو"

واما اللواتی فی العلم : فأسأل العلمآء ما جهلت ، وایاك ان تسألهم تعنتاً وتجربة ، وایاك ان تعمل برایك شیئاً وخذ بالاحتیاط فی جمیع ماتجد الیه سبیلا واهرب من الفتیا هربك من الاسد، ولاتجعل رقبتك للناس جسرًا۔

علم و دانش کے موارد یہ ہیں:

"جو نہیں جانتے ہو اس کے بارے میں علماء سے پوچھو، ہرگز کسی کا امتحان لینے اور اس سے مجادلہ کرنے کے لیے نہ پوچھو"

ہرگز اپنی رائے پر عمل نہ کرو تمام موارد جن میں مختلف راستے ہوں راہ احتیاط اختیار کرو فتوی دینے سے ایسے ڈرو جیسے شیر سے فرار کرتے ہوئے اور اپنی گردن کو لوگوں کے لیے پل نہ بناؤ"

"اے عبداللہ! اب اٹھو، بے شک میں نے تمہیں وعظ و نصیحت کی ہے اور میرے ورد کو ضائع مت کرو، کیونکہ میں ایسا شخص ہوں جو اپنے نفس کے بارے میں بہت سخت ہوں، سلام ہو اس پر جو در پے ہدایت ہے"

(بحار الانوار جلد ۱، صفحہ ۲۲۳ جلد ۱۷)

حضرت امام جعفر صادقؑ کا ایک اور موعظہ

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مواعظ میں ایک موعظہ وہ ہے جسے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "امالی" میں نقل کیا ہے کوئی شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا اور عرض کرتا ہے: اے رسول خداؐ کے فرزند! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے کوئی واعظ و نصیحت فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا:

ان کان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ قد تکفل بالرزق ،فاھتمامك لماذا ؟

وان کان الرزق مقسوماً، فالحرص لماذا؟

وان کان الحساب حقًّا فالجمع لماذا ؟

وان کان الثواب عن اللّٰہ حقا فالکسل لماذا؟

وان کانت العقوبۃ من اللّٰہ عزّوجلّ النّار فالمعصیتہ لماذا؟

وان کان الخلف من اللّٰہ عزوجل النّار حقّاء فالبخل لماذا؟

وان کان الموت حقًّا فالفرح لماذا؟

وان کان العرض علی اللّٰہ حقًّا فاعکر لماذا؟

وان کان الشیطان عدوًّا فالغفلۃ لماذا؟

وان کان الممرّ علی الصراط حقًّا فالعجب نماذا؟

وکان کل شیٔ بقضاء وقدر فاطزن لماذا؟

وان کانت الدنیا فانیۃ ،فالطما نینۃ الیھالماذا؟

"اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی کا ذمہ دار ہے تو محزون و مغموم کس لیے ہو؟"

"اگر روزی تقسیم شدہ ہے تو پھر حرص ولالچ کس لیے ہے؟"

"اگر حساب حق ہے تو پھر مال جمع کرنا کس لیے ہے؟"

"اگر خداوند متعال کی طرف سے جزا حق ہے تو پھر سستی کس لیے ہے؟"

"اگر خداوند متعال کی طرف سے سزا دوزخ ہے تو پھر گناہ کس لیے ہے؟"

"اگر راہِ خدا میں خرچ کرنے کا عوض اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقت ہے تو پھر بخل کس لیے؟"

"اگر موت حق ہے تو پھر شادمانی کس لیے؟"

"اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا حق ہے تو پھر چالبازی وحیلہ گری

کس لیے؟"

"اگر شیطان دشمن ہے تو غفلت کس لیے؟"

"اگر پل صراط سے گزرنا حق ہے تو پھر خود بینی کس لیے؟"

اگر یہ چیز قضاء قدر کے ذریعے متحقق ہوتی ہے تو پھر حزن وغم کس لیے اگر دنیا فانی اور بے اعتبار ہے تو پھر اس پر اعتماد اور اس کا دل دادہ ہونا کس لیے؟"

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۶ مجلس ۲، ۱ التوحید صفحہ ۳۷۶، ۱ الخصال صفحہ ۱۲۵)



نواں حصّہ

خاندان علم ونبوت کے عالم

ابوابراہیم حضرت امام موسیٰ کاظم

صلوات اللہ علیہ

کے فضائل ومناقب کے سمندر سے ایک

قطرہ

امامؑ دل کی بات جانتے ہیں

(۱۰۵۵۔ا) کتاب "قرب الاسناد" میں تحریر کرتے ہیں کہ عیسیٰ شلقان کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے محضر مبارک میں شرف یاب ہوا، آنحضرت سے ابوالخطاب کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔

آنحضرت نے میرے بیٹھنے سے قبل مجھے فرمایا:

"اے عیسیٰ! میرے بیٹے کے ساتھ ملاقات کرنے اور جو کچھ چاہتے ہو اس سے پوچھنے سے کون سی چیز مانع ہے"

میں خدا کے صالح اور شائستہ بندے حضرت امام کاظمؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ مکتب میں تھے، ان کے ہونٹوں پر روشنائی کے اثرات تھے، آپ نے میرے سوال کرنے سے قبل فرمایا:

- یا عیسی! انّ اللہ تبارك وتعالی اخذ مثاق النّبیین علی النبوّۃ فلم یتحوّلوا عنها ابدًا، واخذ میثاق الوصیین علی الوصیّة فلم یتحوّلوا عنها ابدًا، واعار قوما الایمان زمانا ثمّ یسلبهم ایّاہ، وان ابا الخطاب ممن أُعیر الایمان وسلبه اللہ۔

"اے عیسیٰ! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء سے نبوت پر عہد و میثاق لیا، پس وہ ہرگز اس سے روگردان نہیں ہوئے، اوصیاء سے وصایت و

امامت پر میثاق و عہد لیا، وہ اس پر ثابت قدم ہیں اور رو گرداں نہیں
ہوئے، بعض لوگوں کو ایمان بطور عاریہ وادھار دیا کہ بعد میں ان سے لیا،
بے شک ابا الخطاب انہیں لوگوں میں سے تھا کہ جن کا ایمان عاریۃً تھا جو
خداوند متعال نے سلب کر لیا"

میں ان (آقا زادے) سے یہ جواب سن کر خوش حال ہوا اور گود میں لے کر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، پھر میں نے عرض کیا! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! آپ اس خاندان سے ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (آل عمران آیہ ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی
سننے والا اور جاننے والا ہے"

پھر حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا:

"اے عیسیٰ! تم نے کیا کیا ہے؟"

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں آپ کے فرزند ارجمند کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے پوچھنے سے پہلے میرے سوال کا جواب عنایت فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کا جو صاحب ہے وہی امام ہے۔

حضرت نے فرمایا:

یا عیسیٰ! انّ ابنی هذا الّذی رأیت لو سألته عما بین دفتی
المصحف لاجابك فیه بعلم۔

"اے عیسیٰ! میرے جس بیٹے سے تو نے ملاقات کی ہے اگر تو اس سے
سوال کرے اس چیز کے بارے میں جو قرآن میں ہے تو تمہیں علمی اور
واقعی جواب دے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی وقت انہیں مدرسہ چھڑوا دیا، اسی دن میں سمجھ گیا کہ صاحب امر اور امام وہی ہے۔ (قرب الاسناد صفحہ ۳۲۲، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۲، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۵۴)

امامت کے لیے امتحان

(۱۰۵۶-۲) کتاب "الثاقب فی المناقب" اور "الصراط المستقیم" میں مذکور ہے:

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو آنحضرت کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے بنام عبداللہ بن جعفر نے امامت کا دعویٰ کیا۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ کچھ ایندھن صحن کے وسط میں اکٹھا کرے، پھر کسی شخص کو بھیجا کہ عبداللہ کو گھر آنے کی دعوت دے۔

وہ آیا، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی بعض شیعہ بزرگوں کے ہمراہ گھر میں تشریف لائے۔

امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایندھن کو آگ لگائیں، تاکہ سرخ انگاروں میں تبدیل ہو جائے، پھر اٹھے اور لباس سمیت آگ کے وسط میں جا کر بیٹھ گئے، اور کچھ دیر ان لوگوں سے گفتگو کرتے رہے، پھر کھڑے ہوئے ملباس جھاڑا اور اپنی جگہ پر واپس آ گئے، اس کے بعد اپنے بھائی عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

ان انت تزعم انک امام بعد ابیک فاجلس فی ذالک المجلس۔

"اگر تم خیال کرتے ہو کہ اپنے والد کے بعد امام ہو، تو اٹھو اور آگ کے وسط میں جا کر بیٹھ جاؤ"

مفضل کہتے ہیں: اس وقت میں نے دیکھا کہ عبداللہ کا رنگ دگرگوں ہو گیا، وہ کھڑا ہوا اور جلدی سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے گھر سے باہر نکل گیا، حالانکہ اس کی جاءِ زمین پر لگ رہی تھی۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۷۲، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۶۷، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

ابو حنیفہ کا امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال

(۱۰۵۷-۳) کتاب "المناقب فی المناقب" میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی حدیث من جملہ ان احادیث میں سے ہے جو شیعہ وسنی کے درمیان مشہور ہیں۔

ایک دن ابو حنیفہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا اور ان کے فرزند ارجمند موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گھر کے اندر دیکھتا ہے اور اپنے آپ سے کہتا ہے: شیعوں کا یہ گمان ہے کہ انہیں بچپن ہی سے عطا ہو جاتا ہے، اب میں اس بچے کا امتحان لینے کے لیے اس سے سوال کرتا ہوں۔

پھر حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے لڑکے! جب کوئی مسافر شہر میں آئے تو قضائے حاجت کے لیے اسے کہاں جانا چاہیے؟

امام کاظم علیہ السلام نے غضب ناک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرمایا:

"اے بوڑھے! کتنے بے ادب ہو، سلام کا حکم کہاں گیا ہے"

ابو حنیفہ کہتا ہے: میں پچھلے پاؤں واپس ہوا اور گھر سے نکل گیا، یہ سب کچھ اس حال میں تھا کہ وہ مجھے بزرگوار اور شریف نظر آئے۔ پھر واپس آیا اور سلام کرتے ہوئے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا! اگر کوئی مسافر شہر میں داخل ہو تو اسے کہاں پر قضائے حاجت کرنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا:

"شہر کے برساتی نالوں اور نہروں کے کناروں، لوگوں کے اکٹھا ہو کر بیٹھنے کی جگہ، پھل دار درختوں کے نیچے، گھروں کے اطراف، راستوں، چشموں اور حوضوں کے کناروں سے پرہیز کرے، ان کے علاوہ جہاں چاہے قضائے حاجت کے لیے جا سکتا ہے"

ابو حنیفہ کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول! گناہ کس شخص سے انجام پاتا ہے؟

حضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

اما ان تکون من اللّٰہ او من العبد اومنھما معاً، فان کانت من اللّٰہ فھو اکرم من ان یواخذہ بمالم یکتسبہ، وان کانت منھما فھو عدل من ان یا خذا لعبد بما ھو شریك فیہ ،فلم یبق الّا ان یکون من العبد فان عفا فبفضلہ، وان عاقب فبعدلہ۔

"گناہ یا تو خدا کی طرف سے ہے یا بندے کی جانب سے یا طرفین سے، اگر اللہ کی طرف سے ہو، تو وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ اس معصیت پر سزا دے جس کا وہ بندہ مرتکب نہیں ہوا، اگر طرفین سے ہو تو خداوند متعال اس سے کہیں عادل تر ہے کہ اس گناہ پر سزا دے جس میں خود بھی شریک ہے، پس صرف ایک ہی راستہ باقی ہے کہ معصیت بندے کی جانب سے ہو، اس صورت میں اگر خداوند متعال معاف کردے تو یہ اس کی بزرگی و رحمت کی وجہ سے ہے اور اگر اسے سزا دے تو پس اس نے اپنے عدل سے اس کے ساتھ برتاؤ کیا ہے"

ابوحنیفہ کہتا ہے: میں گلوگیر ہوا، میری آنکھیں آنسوؤں سے پر ہوگئیں، اس وقت میں نے یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔(آل عمران آیہ ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں سے ایک سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۷۱، بحار جلد ۴۸ صفحہ ۱۰۶)

دلہن کا کنگن اور امامؑ کی دعا

(۱۰۵۸۔۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اسحاق بن ابی عبداللہ کہتے ہیں:

جس سال حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بصرہ سے آئے، میں ان کے ہمراہ تھا ہم طوفان کے خوف سے سیلاب زدہ زمین کے راستے سے چلے جہاں ریت اور سنگریزے

تھے، اس دوران ہم نے کچھ لوگ دیکھے جو کشتی پر سوار تھے، ان کے شور و غوغا کی آواز سنائی دے رہی تھی، امامؑ نے فرمایا:

"یہ شور و غوغا کس وجہ سے ہے؟"

عرض کیا گیا: دلہن کو شوہر کی طرف لے جا رہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اچانک ہم نے ایک فریاد سنی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ فریاد کیسی ہے؟

میں نے عرض کیا: دلہن چلو میں پانی لینا چاہتی تھی کہ اس کا کنگن پانی میں گر گیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ادھر ہی رک جائیں اور کشتی کے ناخدا سے بھی کہو کہ کشتی روک لے۔

ہم رک گئے، کشتی کا ناخدا بھی ٹھہر گیا، آنحضرت نے اپنے سینہ مبارک سے کشتی کا سہارا لیا اور آہستہ آہستہ کوئی دعا پڑھی۔

"پھر ملاح سے کہا: پانی میں کود جاؤ اور کنگن لے آؤ"

ملاح نے لنگی باندھی اور پانی میں کود گیا، آدھ گھنٹہ کی جستجو کے بعد کنگن تلاش کر کے لے آیا۔

جب ناخدا کنگن لے آیا تو حضرت امام کاظم علیہ السلام کے بھائی اسحاق نے کہا:

آپ پر قربان جاؤں! آپ نے جو دعا پڑھی ہے ہمیں بھی سکھائیں۔

آنحضرتؑ نے فرمایا:

"اس شرط کے ساتھ سکھاؤں گا کہ تم نا اہلوں کو نہیں سکھاؤ گے صرف مورد اعتماد لوگوں کو تعلیم دینا، اس کے بعد دعا پڑھی"

یا سابِقَ کُلِّ فَوتٍ ویا سَامِعَ کُلِّ صوتٍ ویا بَارِئَ النُّفُوسِ بَعدَ المَوتِ، وَیَا مَن لا تَغشَاهُ الظُّلُمَاتُ ... كَاسِيَ العِظَامِ لَحماً بَعدَ المَوتِ يَا مَن لا تَغشَاهُ

الظُّلُمَاتِ الحندو ميتة ولاتتشابه عليه الاصوات المختلفة ويامن لايشغله شأنٌ لمن شأن يا من له عند كلِّ شيءٍ مِنْ خلقه سمعٌ حاضرٌ وبصرٌ نافذٌ لايُغلطه كثرة المسائل ولا يُبرمه إلحاح الملحين ياحيّ حين لاحيّ في ديمومة ملكه وبقائه يا من سكن العلى واحتجب لمن خلقه بنوره يا من اشرق بنوره ويا حيّ الظلم أسألك باسمك الواحد الفرد الوتر الصمد أن تصلّيَ على محمدٍ وآلِ محمدٍ الطيبين الاخيار۔

"اے فوت شدہ پر سبقت حاصل کرنے والے، اے ہر آواز کو سننے والے، اے موت کے بعد نفوس کو خلق کرنے والے، اے گوشت کے ختم ہونے کے بعد ہڈیوں کو گوشت سے چھپانے والے، اے وہ کہ جسے گھٹا ٹوپ تاریکیاں نہ چھپا سکیں اور جس پر مختلف آوازیں مشتبہ نہ ہوں، اے وہ کہ جسے کوئی امر دوسرے امر سے نہ روکے، اے وہ کہ جو ہر پیدا شدہ چیز کے نزدیک گوش شنوا اور چشم بینا رکھتا ہے کہ بہت زیادہ سوالات اسے اشتباہ میں نہیں ڈالتے اور اصرار کرنے والوں کا اصرار اسے خستہ نہیں کرتا، اے اس زمانے میں زندہ جب اس کے ملک بقاء میں کوئی زندہ نہ تھا، اے وہ کہ جو عرش بالا پر ساکن ہے اور اپنی مخلوق سے اپنے نور کے ذریعے فاصلہ ڈالا، اے وہ کہ جس نے اپنے نور سے اندھیروں کی وادیوں کو نورانی کیا، میں تجھ سے تیرے اس نام کہ احد، واحد، یکانہ، وتر و صمد، کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیج"

(المناقب فی المناقب صفحہ ۲۵۹، بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۲۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۹)

امامؑ اپنے شیعوں کی موت سے آگاہ ہے

(۱۰۵۹۔۵) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ اسحاق بن منصور کہتے ہیں:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ کے فوت ہونے کی اطلاع دی تو میں نے اپنے آپ سے کہا: بے شک یہ شخص جانتا ہے کہ اس کے شیعہ کس دن فوت ہوں گے؟

بس اس بات کا میرے ذہن میں آنا تھا کہ امام موسیٰ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اصنع ماانت صانع ،فانّ عمرك قد فنى ،وقدبقى مده دون ستتين، وكذلك اخوك لايمكث بعدك الّا شهرًا واحداً حتى يموت ،وكذلك عامة ،اهل بيتك ويشتّت كلّهم ، ويتفرق جمعهم، ويشمت بهم اعداؤك ويصيرون رحمةً لاخوانهم ، ان كان فى صدرك۔

”تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو اسے انجام دو کہ تمہاری زندگی بھی ختم ہونے کو ہے تو دو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا، تیرا بھائی بھی تجھ سے دو سال بعد فوت ہو جائے گا، اسی طرح تمہارا خاندان بھی، باقی ماندہ پراگندہ ہو جائیں گے اور ان کا اجتماع بکھر جائے گا، دشمن انہیں سرزنش کریں اور وہ دوستوں کے رحم کے محتاج ہوں گے، کیا تم نے یہ نہیں خیال کیا؟“

میں نے عرض کیا: جو کچھ میرے ذہن میں آیا ہے میں اس پر استغفار کرتا ہوں، ہاں دو سال پورے نہ ہوئے تھے کہ اسحاق بن منصور فوت ہو گیا، اس سے ایک ماہ بعد اس کا بھائی بھی دنیا سے رخصت ہو گیا، اسی طرح اس کا خاندان بھی فوت ہو گیا، ان کے پس ماندگان فقیر ہو کر بکھر گئے، کہ وہ لوگوں کی مدد اور صدقہ کے محتاج ہو گئے۔

(الثاقب والمناقب صفحہ ۴۶۱ ، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ ، بحار جلد ۴۸ صفحہ ۶۸)

امامؑ ہر زبان سے آشنا ہوتا ہے

(۱۰۶۰۔۶) مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ اسحاق بن عمار کہتے ہیں:

میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کے برابر بیٹھ گیا، اچانک ایک خراسانی نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر گیا، اس نے ایسے لہجے میں گفتگو کی کہ میں نے آج تک نہیں سنی تھی، گویا اس کی آواز پرندوں کی آواز کے مشابہ تھی، آنحضرت نے اسے اسی زبان اور لہجے میں جواب دیا، حتیٰ کہ ان کے درمیان گفتگو ختم ہوئی، اس نے اپنے تمام مسائل پوچھے اور وہاں سے چلا گیا۔ آنحضرت نے فرمایا:

"یہ لہجہ اہل چین کے بعض لوگوں کا ہے، البتہ تمام چینیوں کی ایسی زبان اور ایسا لہجہ نہیں ہے، یوں معلوم ہو رہا ہے کہ تم ان کے لہجے میں میری گفتگو سے حیران و پریشان ہوئے ہو؟"

میں نے عرض کیا حیرانگی کی بات تو ہے۔

آپ نے فرمایا: اخبرك بماهو اعجب منه، انّ الام يعلم منطق الطير و منطق كلّ روح خلقه الله تعالى، وما يخفى على الامام شى۔

"میں تجھے اس سے حیران کن تر کی خبر دیتا ہوں کہ بے شک امام پرندوں اور ذی روح جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کی زبان جانتا ہے، امام پر کوئی بھی شئے پوشیدہ نہیں ہے" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۳۶۲، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۷۰)

امام کا اخلاق حسنہ

(۱۰۶۱۔۷) شیخ مفید اپنی کتاب "الارشاد" اور تفسیر مجمع البیان کے مؤلف جناب شیخ طبرسی "اعلام الوریٰ" میں لکھتے ہیں: حسن بن محمد نے اپنے جد سے اور انہوں نے بہت سے لوگوں سے اور انہوں نے اپنے دوستوں سے اور انہوں نے اپنے اساتذہ سے نقل کیا ہے:

عمر بن خطاب کے ایک لڑکے نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو آزار و اذیت دی، وہ جب بھی آنحضرت کو دیکھتا تو انہیں دشنام دیتا، ایک دن امام علیہ السلام کے بعض دوستوں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں کہ اس فاجر کو قتل کردیں۔

آنحضرت نے انہیں سختی سے اس کام سے منع کیا اور اس کام پر ان کی سرزنش فرمائی۔ اس مرد کے کام کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے کہا: وہ مدینہ کے اطراف میں کاشتکاری میں مشغول ہے، آنحضرت اپنے مرکب پر سوار ہوئے کہ اس کی طرف روانہ ہوئے اور کھیتوں میں اس کے پاس چلے گئے، آپ اپنی سواری کے ہمراہ اس کی فصلوں میں داخل ہوئے، عمری نے فریاد بلند کی میری فصل کو خراب مت کرو۔

آنحضرت اسی طرح اپنے مرکب پر سوار اس کی فصلوں سے ہوتے ہوئے اس کی طرف گئے، جب اس کے قریب پہنچے تو اپنی سواری سے نیچے اترے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے کھلے چہرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے فرمایا:

"تم نے اس زراعت پر کس قدر اخراجات کیے ہیں؟"

اس نے کہا: سو دینار۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک تھیلی نکالی جس میں تین سو دینار تھے، وہ اسے دیتے ہوئے فرمایا:

"تیری زراعت اسی حالت پر باقی ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری امید کے مطابق تمہیں رزق عطا کرے"

راوی کہتے ہیں: عمری کھڑا ہوا اور آنحضرت کے سر کا بوسہ لیا، علاوہ ازیں اس بات کا تقاضا کیا کہ آنحضرت اس کی گذشتہ خطاؤں کو معاف فرمادیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مسکرائے اور واپس آگئے۔

راوی کہتے ہیں: آنحضرتؑ مسجد کی طرف گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص مسجد میں بیٹھا ہوا ہے اور آنحضرت کی طرف دیکھ کر یہ آیہ کریمہ پڑھ رہا ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں پر قرار دے"

اس شخص کے دوست اس کے اردگرد اکٹھے ہو کر کہتے ہیں قصہ کیا ہے؟ آج سے قبل تم اس عقیدے کے مالک نہیں تھے اور کبھی بھی ایسی بات نہیں کی؟

عمری نے کہا: ابھی تم لوگوں نے سنا ہے کہ میں نے کیا کہا ہے؟ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے دعا کرنا شروع کر دی، اس کے دوست اس کے دشمن ہو گئے اور وہ بھی ان کا دشمن بن گیا۔

جب امام علیہ السلام اپنے گھر واپس آئے تو اپنے ان اصحاب سے فرمایا جو اسے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں:

ايما كان خيرًا ما اردتم ؟ ام ما اردت ؟ انني اصلحت امره با لمقداد الذي عرفتم وكفيت به شرّه۔

"کون سا سلوک بہتر تھا؟ وہ جو تم نے ارادہ کیا تھا یا جو میں نے انجام دیا ہے؟ میں نے اُنہی پیسوں کے ذریعے اسے راہ راست پر لایا ہے اور اس کے شر کو روک دیا"

(الارشاد صفحہ ۲۹۷، اعلام الوریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶ و ۲۷، بحارالانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۰۲)

امام سمندر کی مانند ہیں

(۱۰۶۲ـ۸) جناب قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن ابی حمزہ کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک وہاں پر تیس (۳۰) حبشی غلام آئے جو آنحضرت کے لیے خریدے گئے تھے، ان میں سے ایک غلام جو خوبصورت تھا اس نے اپنی نادری زبان میں گفتگو کی، امام کاظم علیہ السلام نے بھی اسی لہجے میں اسے جواب دیا۔

غلام اس چیز سے بہت حیران ہوا اور دوسرے بھی حیران ہو گئے، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ امام علیہ السلام ان کی زبان نہیں سمجھتے۔

علی بن حمزہ کہتے ہیں: جب وہ باہر چلے گئے تو میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے ان حبشیوں کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو کی ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا: آپ ان میں سے کسی ایک کے لیے خصوصیت کے قائل ہوئے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

"ہاں، میں نے اس سے کہا ہے کہ اپنے دوستوں کو وعظ و نصیحت کرے، ان میں ہر ایک کو ہر ماہ تیس (۳۰) درہم دے۔ کیونکہ جب اس نے گفتگو کی تو وہ ان سب سے عقل مند ترین تھا، کیونکہ وہ ان کا بادشاہ کی اولاد میں سے ہے، میں نے اسے ان کا رئیس و سرپرست بنایا ہے اور ان سب سے کہا ہے کہ جب کسی کو کوئی ضرورت ہو، وہ اس سے لے لیں، وہ ان تمام میں سب سے اچھا غلام ہے"

پھر آنحضرت نے فرمایا:

"کیا تم اس چیز پر حیران ہوئے کہ میں نے ان کے ساتھ حبشی زبان میں گفتگو کی ہے؟"

میں نے عرض کیا: ہاں، خدا کی قسم۔

فرمایا: "پریشان مت ہو، کیونکہ ہمارے بارے میں تیرے اوپر جو کچھ پوشیدہ ہے وہ اس سے کہیں حیران و پریشان کن ہے جو کچھ تو نے ہم سے سنا ہے یہ ایسے ہے، جیسے پرندہ سمندر سے اپنی چونچ میں پانی اٹھاتا ہے، کیا اس قطرے سے جو پرندے نے سمندر سے اٹھایا ہے سمندر میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے؟"

والامام بمنزلة البحر لاینفذ ما عنده وعجائبه اکثر من عجائب البحر۔

"امام سمندر کی مانند ہے، جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے، اس کی کوئی انتہا نہیں، اس کے حیران کن کام سمندر کی حیرانگیوں سے کہیں زیادہ ہیں"

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۳۱۲، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۷۰)

دیناروں کی تھیلیاں ضرب المثل

(۱۰۶۳۔۹) ابوالفرج کتاب "مقاتل الطالبین" میں تحریر کرتے ہیں کہ یحییٰ بن حسن کہتے ہیں۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام کے پاس جب بھی کسی کے بارے میں کوئی مغموم کنندہ خبر پہنچتی تو آپ اس کے لیے دیناروں کی تھیلی بھیجتے۔ آنحضرت کے پاس جتنی بھی تھیلیاں تھیں وہ دوسو اور تین سو دیناروں کی تھیں، آنحضرت کی تھیلیاں ضرب المثل بن گئی۔

(مقاتل الطالبین صفحہ ۴۱۳، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۰۴)

امام کا ابوحنیفہ کو جواب

(۱۰۶۴۔۱۰) جناب دیلمی "اعلام الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ کہتا ہے:

میں ایک دن کچھ مسائل پوچھنے کے لیے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے کہا کہ آنحضرت سو رہے ہیں۔

میں آنحضرت کے خواب سے بیدار ہونے کے انتظار میں بیٹھ گیا اس دوران پانچ یا چھ سالہ ایک لڑکا دیکھا، جو خوبصورت، ہیبت کا مالک اور نیک رفتار تھا۔

میں نے پوچھا: یہ بچہ کون ہے؟

انہوں نے کہا: یہ موسیٰ بن جعفر ہیں۔

میں نے انہیں سلام کرتے ہوئے کہا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! بندوں کے اعمال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

آنحضرتؑ چارزانو بیٹھ گئے اور اپنی دائیں آستین بائیں آستین پر رکھتے ہوئے فرمایا:

"اے نعمان تم نے سوال کیا ہے، اب اس کا جواب سنو، جب سن لو گے تو سمجھ لو گے تو سمجھو اور حافظے کے سپرد کرو، جب سمجھ گئے تو پھر اس پر عمل کرو"

اعمال کی تین قسمیں

ان افعال العباد لاتعدمن ثلاث خصال : اما من اللہ علی انفرادہ او من اللہ والعبد شرکۃ، اومن العبد بانفرادہ فان کانت من اللہ علی انفرادہ فما بالہ سبحانہ یعذب عبدہ، علی مالم یفعل مع عدلہ ورحمتہ وحکمتہ، وان کانت من اللہ ولعبد شرکۃ فما بال الشریك القویّ یعذّب شریکہ علی ماقد شرکہ فیہ وایمانہ علیہ۔

"بے شک بندوں کے اعمال تین صورتوں سے خارج نہیں ہیں۔

(۱) یا صرف اللہ تعالیٰ اس کام کو انجام دینے والا ہے (۲) یا خداوند متعال اور بندہ ان اعمال کو انجام دینے میں ایک دوسرے کے شریک ہیں (۳) یا صرف بندہ انجام دیتا ہے"

"اگر یہ کام اللہ اور بندے نے مل کر انجام دیا ہے تو طاقتور شریک کمزور شریک کو سزا کیوں دے گا؟ جبکہ خود بھی شریک تھا اور اسے انجام دینے میں اس کی مدد کی ہے"

اس کے بعد آنحضرتؑ نے فرمایا: اے نعمان! یہ دونوں صورتیں یقیناً محال ہیں۔

ابوحنیفہ نے کہا: ہاں۔

آنحضرت نے فرمایا: صرف تیسری صورت باقی ہے کہ صرف بندہ انجام دے۔

پھر آنحضرت نے یہ درج ذیل اشعار پڑھے۔

لم تخل افعالنا اللتی نذم بها
احدی ثلاث خصال حین نبدیها
امّا تفرّد بارئنا بصنعها
فیسقط اللوم عنّا حین ناتیها
اوکان یشرکنا فیها فیلحقه
ما کان یلحقنا من لائم فیها
اولم یکن لالهی فی جنایتها
ذنب من الذنب الا ذنب جانیها

"وہ کام جو ہماری مذمت کا باعث بنتے ہیں تین حالتوں سے خالی نہیں ہیں یا صرف ہمارا پروردگار انہیں انجام دیتا ہے، اس صورت میں اگر وہ کام ہم انجام دیتے ہیں تو ہماری مذمت نہیں ہو گی"

"یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو انجام دینے میں ہمارے ساتھ شامل ہے، اس صورت میں وہ بھی ہماری طرح مورد سرزنش قرار پائے گا"

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ میں شامل نہیں ہے، پس گناہ اسی سے مربوط ہے جو اس کا مرتکب ہوا ہے" (اعلام الوریٰ صفحہ ۳۱۸، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۷۵)۔

ہارون الرشید کا امام کاظمؑ کے بارے میں ارادہ

(۱۰۴۹۔۱۱) علامہ بزرگوار محدث عالی قدر جناب مجلسی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شیعہ عالم کی کتاب میں کچھ یوں پڑھا ہے:

جس وقت ہارون الرشید نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو شہید کرنے کا پکا ارادہ کر لیا تو اس نے آپ کو قتل کرنے کی پیش کش تمام افسروں سے کی، لیکن کسی نے بھی یہ ذمہ داری قبول نہ کی۔

اس نے مجبور ہو کر یورپی ملکوں میں اپنے نمائندوں کو خطوط لکھے کہ میرے پاس کچھ ایسے لوگ بھیجیں، جو خدا اور رسول کو نہ جانتے ہوں، میں ان کے وسیلہ سے کوئی اہم کام انجام دینا چاہتا ہوں۔

ان لوگوں نے پچاس افراد بھیجے جو اسلام حتیٰ کہ عربی لغت سے بھی آشنا نہیں تھے، جب وہ لوگ پہنچے تو ہارون نے انہیں عزت دی اور پوچھا: تمہارا خدا کون ہے؟ تمہارا پیغمبر کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ہم کسی خدا کو جانتے ہیں نہ کسی پیغمبر کو۔ پھر انہیں اس کمرے میں وارد کیا گیا، جس میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید رکھا تھا، تا کہ وہ آنحضرت کو قتل کریں، جبکہ خود ہارون الرشید قید خانے کی کھڑکی سے دیکھتا رہا۔

وہ قید خانے میں داخل ہوئے، جس وقت ان کی نظریں امام موسیٰ کاظمؑ پر پڑیں تو انہوں نے اپنا اسلحہ ایک طرف پھینک دیا اور ان کا بدن کانپنے لگا، وہ آنحضرتؑ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور گریہ کرنے لگے۔

ہارون نے جب یہ سارا ماجرا دیکھا تو اس خوف سے کہ کہیں کوئی فساد نہ اٹھ کھڑا ہو، اپنے وزیر کو آواز دی اور اسے حکم دیا کہ ان لوگوں کو باہر نکالو۔

وہ لوگ امام کے احترام میں پچھلے پاؤں چلتے ہوئے وہاں سے نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہارون کی اجازت کے بغیر اپنے ملک لوٹ گئے۔

(بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۲۴۹)

امامؑ کی خدمت میں ایک نصرانی

محمد الاسلام جناب شیخ کلینیؒ اپنی کتاب "الکافی" میں تحریر کرتے ہیں کہ یعقوب بن جعفر بن ابراہیم کہتے ہیں:

میں کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت امام کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں مدینہ کے عریض نامی صحرا میں حاضر تھا کہ اچانک ایک نصرانی آیا۔

وہ امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: میں ایک بہت لمبا پر زحمت و پر مشقت سفر طے کرنے کے بعد آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں، میں تیس (۳۰) سال سے اللہ کی بارگاہ میں ملتمس ہوں کہ مجھے بہترین دین اور عقل مندترین بندوں کی طرف راہنمائی فرما۔

خواب میں میرے پاس کوئی شخص آیا، جس نے مجھے ایک شخصیت کا تعارف کروایا، جو شہر دمشق کے بالائی حصے میں زندگی بسر کر رہا ہے، میں اس کے پاس گیا ہوں اور اس سے بات چیت کی ہے۔

اس نے کہا: میں اپنے دین کا دانش مندترین شخص ہوں، البتہ مجھ سے داناتر بھی موجود ہیں۔

میں نے اس سے کہا: مجھے اپنے سے داناتر کی طرف راہنمائی کر، کیونکہ میں سفر کی مشکل کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ ہی سفر کی مشقت سے کسی قسم کا کوئی خوف ہے۔ میں نے پوری انجیل اور حضرت داؤدؑ کی کتاب مزامیر بھی پڑھی ہے، میں نے تورات کے چاروں سفر اور ظاہر قرآن بھی پڑھا ہے اور وہ تمام کا تمام مجھے حفظ بھی ہے۔

اس دانشمند نے مجھے کہا: اگر علم نصرانی چاہتے ہو تو عرب و سامری کے بیٹے باطلی کے پاس جاؤ، فی الحال وہ اس علم پر سب سے زیادہ دسترس رکھتا ہے اور اگر اس کی تلاش میں ہو کہ جو اسلام، تورات، انجیل، زبور اور کتاب ہود کا علم رکھتا ہے اور ہر اس چیز کو جانتا ہے جو

پیغمبروں پر نازل ہوئی، خواہ وہ تمہارے زمانے میں ہو یا گذشتہ میں اور اسی طرح ہر اس خیر و نیکی جو آسمان سے نازل ہوئی خواہ کوئی اس سے مطلع ہو یا نہ ہو سے آگاہ ہے۔

وہ ہر چیز کو بیان کرنے والا اور اہل دنیا کو بہبود دینے والا ہے، وہ اس کے لیے سکون کا باعث ہے جو اپنا دل اس کے ہاں گروی رکھتا ہے: وہ اس کے لیے بصیرت آفرینش ہے کہ جس کے لیے خدا نے ارادۂ خیر فرمایا اور جو حق سے مانوس ہوا۔

اب میں تمہیں ایسے شخص کی طرف راہنمائی کرتا ہوں کہ اس کے پاس جاؤ، خواہ تمہیں پیادہ جانا پڑے اگر ایسا نہ کر سکو تو گھٹنوں کے بل چل کر جاؤ، اگر اس سے عاجز آ جاؤ تو پھر زمین پر بیٹھ کر اپنے آپ کو اس کی طرف کھینچو اور اگر اس سے بھی عاجز آ جاؤ تو پھر چہرے کے بل چل کر اس کی طرف جاؤ۔

میں نے کہا: میں مالی و بدنی طور پر اس سفر کی طاقت رکھتا ہوں۔

اس نے کہا: پس فوراً شہر "یثرب" کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

میں نے کہا: میں شہر یثرب سے آشنا نہیں ہوں۔

اس نے کہا: پیغمبر کے شہر کی طرف جاؤ جو عربوں میں مبعوث ہوا، وہ عربی و ہاشمی پیغمبر تھا، جب مدینہ میں داخل ہو جاؤ تو بنی غنم بن مالک نجار کا پوچھنا، وہ شہر میں مسجد کے پہلو میں رہتا ہے، اس شہر میں نصرانی بن کر داخل ہونا، کیونکہ اس شہر کا گورنر آنحضرت کے شیعوں پر سختی سے پیش آتا ہے، جبکہ خلیفہ وقت اس سے بھی سخت تر ہے، اس کے بعد عمرو بن مبذول کے بیٹوں کا پوچھنا وہ بقیع زبیر میں سکونت پذیر ہے۔

اس کے بعد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بارے میں سوال کرنا کہ ان کا گھر کہاں پر ہے؟ وہ خود کہاں ہیں؟ کیا مسافرت پر گئے ہوئے ہیں یا شہر میں موجود ہیں؟ اگر وہ مسافرت پر ہوں تو تم ان کی خدمت میں حاضر ہونا۔

جب ان کی خدمت میں شرف یاب ہوں تو کہنا مجھے دمشق کے شہر "غوطہ" میں

رہنے والے نصرانی "مطران" نے آپ کی طرف راہنمائی کی ہے، آپ کی خدمت میں بہت زیادہ سلام عرض کیے ہیں اور کہہ رہے کہ میں نے ہمیشہ خدا کے حضور دعا کی ہے کہ میرا سلام قبول کرنا آپ کے ہاتھوں پر قرار دے۔

اس نے یہ پوری داستان اپنے عصا پر تکیہ کیے ہوئے بیان فرمائی۔ اس کے بعد کہا: اے میرے آقا و مولیٰ اگر آپ اجازت فرمائیں تو عرض ادب کرتے ہوئے خاک پر آپ کے محضر مبارک میں بیٹھ جاؤں۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہوں لیکن خاک پر نہیں"

وہ بیٹھ گیا اس نے احترام کی خاطر ٹوپی سر سے اتار دی، پھر کہا: آپ پر قربان جاؤں! کیا اجازت عنایت فرمائیں گے کہ کوئی بات کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، تو اسی کام کے لیے تو آیا ہے۔

نصرانی نے کہا: کیا میرے دوست کے سلام کا جواب دیں گے یا نہیں؟

آنحضرتؑ نے فرمایا:

"میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دوست کو ہدایت کرے لیکن سلام کا جواب اس صورت میں ہے کہ جب ہمارے دین میں داخل ہو جائے"

نصرانی نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے کام کی اصلاح فرمائے! میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں، اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو پوچھوں؟

آنحضرتؑ نے فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: مجھے اس کتاب سے آگاہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی پھر اس کی توصیف و تعریف کرتے ہوئے فرمایا

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۔ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا

مُنْذِرِيْنَ ۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (سورہ دخان آیہ ا تا ۴)

"حم، اس کتاب مبین کی قسم! ہم نے اسے بابرکت رات میں نازل کیا ہے، ہم ہمیشہ ڈرانے والے ہیں، اس رات میں تمام حکمت و مصلحت کے امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے"

ان آیات کی تفسیر باطنی کیا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

"حم سے مراد حضرت محمدؐ ہیں یہ نام کتاب ہود میں بھی آیا ہے، لیکن اس کے بعض حروف ناقص ہیں الکتاب المبین سے مقصود امیر المومنینؑ حضرت علی علیہ السلام ہیں، اللیلۃ سے مراد حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں، فیھا یفرق کل امر حکیم سے مراد یہ ہے کہ فاطمہ زہراء سے بہت زیادہ اچھائی وجود میں آئے گی، مرد حکیم، مرد حکیم، مرد حکیم"

اس نصرانی نے کہا: میرے سامنے ان حکیم مردوں میں سے پہلے اور آخری کی تعریف و توصیف بیان کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ان کی توصیف تجھے اشتباہ میں ڈال دے گی، لیکن ان میں سے تیسرے کی تعریف کرتا ہوں اور یہ بیان کرتا ہوں کہ ان کی نسل سے کون سی ہستی وجود میں آئے گی، البتہ ان کتابوں میں جو تمہارے لیے نازل ہوئی ہیں ان کا نام مذکور ہے، اگر تم نے ان میں کوئی تبدیلی نہ کی ہو یا تحریف کر کے کوئی چیز پوشیدہ نہ کر دو یہ آپ کے گذشتگان کا کام تھا"

نصرانی نے کہا: میں جو کچھ جانتا ہوں، آپ سے نہیں چھپاؤں گا اور آپ کو بھی نہیں جھٹلاؤں گا، آپ جانتے ہیں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم کیا ہے اور آپ کو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا ہے کہ کوئی ان کا

تصور بھی نہیں کرسکتا۔ آپ کے فضائل وکمالات اس قدر واضح و آشکار ہیں کہ کسی میں انہیں چھپانے کی قدرت نہیں ہے اور نہ ہی انہیں کوئی جھٹلا سکتا ہے: پس جو کچھ میں بیان کررہا ہوں یہ ایک حقیقت ہے، پس جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ ویسے ہی ہے جیسے میں نے کہا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اعجلك ایضًا حبرًا لایعرفه الّا قلیل ممن قرا الکتب اخبرنی مادسم امّ مریَم ؟ وایّ یوم نضخت فیه مریم ،ویکم من ساعة من النهار ؟ وایّ یوم وضعت مریَم فیه عیسٰی علیه السلام؟ ولکم من ساعة من النهار؟۔

"ابھی ابھی میں تمھیں ایک ایسی خبر دیتا ہوں کہ جسے آسمانی کتب پڑھنے والوں میں سے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ تم مجھے بتاؤ کہ حضرت مریم کی والدہ کا کیا نام تھا، کس دن اس میں نفخ روح ہوا، وہ دن کا کون سا حصہ تھا، کس دن حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے، وہ دن کا کون سا حصہ تھا؟"

وہ دن کا کون سا حصہ تھا؟

نصرانی نے کہا: میں نہیں جانتا ہوں۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: "حضرت مریم کی والدہ کا نام "مرثا تھا عربی میں جس کا مطلب وہیبہ" ہے۔ جس روز حضرت مریمؑ حاملہ ہوئی وہ جمعہ کا دن اور ظہر کا وقت تھا، یہ وہی دن ہے جس میں روح الامین نازل ہوا، مسلمانوں کے لیے اس عید سے بہتر کوئی دن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اور حضرت محمدؐ نے جس دن کو عظمت بخشی اور حکم دیا کہ اسے عید قرار دیں وہ جمعہ کا دن ہے۔ جس دن حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے وہ منگل کا دن تھا جس کے ساڑھے چار گھنٹے گزر چکے تھے"

آنحضرت نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

"کیا تمہیں اس نہر کا علم ہے جس کے کنارے حضرت مریمؑ کے ہاں حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے تھے؟"

اس نے عرض کیا۔نہیں: آپ نے فرمایا:

"وہ نہر فرات کا کنارہ تھا جس کے اردگرد انگور کی بیلیں اور کھجور کے درخت تھے،جنتی انگوروں کی بیلیں اور کھجوریں وہاں پر ہیں،کسی اور جگہ نہیں ہیں"

اس کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی گفتگو کو یوں جاری رکھا:

"جس دن حضرت مریم کی زبان بند ہوگئی اور "قیدوس" نے اپنی اولاد اور اپنے اطرافیوں کو بلایا،پس انہوں نے اس کی مدد کی،آل عمران کو بلایا تاکہ حضرت مریم کو دیکھیں،وہ آئے اور انہوں نے اس کی طرف کچھ باتیں منسوب کیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب اور ہماری کتاب قرآن میں ان کے بارے میں خبر دی ہے کیا تم ان باتوں کو سمجھتے ہو؟"

اس نے کہا: ہاں،میں نے آج ہی انہیں پڑھا ہے۔

حضرت نے فرمایا: پس اس صورت میں تم اپنی جگہ سے نہیں اٹھو گے،مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کرے گا۔

نصرانی کہتا ہے: سریانی اور عربی زبان میں میری ماں کا نام کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "سریانی زبان میں تمہاری ماں کا نام "عنقالیہ" اور دادی کا نام "عنقورہ" تھا،لیکن عربی میں تیری ماں کا نام "میہ" ہے تیرے باپ کا نام عبدالمسیح" ہے جو عربی زبان میں عبداللہ ہے،کیونکہ حضرت مسیح کا کوئی عبد نہیں تھا"

نصرانی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے،میرے دادا کا نام کیا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تیرے دادا کا نام جبرئیل تھا کہ میں آج سے اس کا نام عبدالرحمن رکھتا ہوں۔

نصرانی نے کہا: کیا وہ مسلمان تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''ہاں، انہیں شہید کیا گیا تھا، شام کے کچھ سپاہیوں نے مکروفریب سے ان کے گھر پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا تھا''

نصرانی نے کہا: میری کنیت سے قبل میرا نام کیا تھا؟

آنحضرت نے فرمایا: تمہارا نام عبدالصلیب تھا۔

اس نے عرض کیا: آپ میرے لیے کون سا نام منتخب کریں گے؟

آپ نے فرمایا: تیرا نام عبداللہ رکھتا ہوں۔

نصرانی نے کہا: میں بھی خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہ واحد ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، وہ نہ تو اس طرح سے ہے جیسے نصاریٰ بیان کرتے ہیں اور نہ ہی اس طرح سے ہے جیسے یہودی بیان معتقد ہیں اور نہ ہی ایسا ہے جیسے مشرکین کہتے ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ خدا کا بندہ اور پیغمبر ہے برادے حق کے ساتھ بھیجا ہے، یہ مطلب اس کی اہلیت رکھنے والوں کے لیے آشکارا ہے۔ بے ہودہ گوئی کرنے والے اس کا ادراک نہیں کر سکتے، وہ تمام دنیا والوں کے پیغمبر تھے ، کالے ہوں یا گورے سب اس کے دین میں برابر ہیں۔ پس جو کوئی دیکھنے والا ہوگا، اس نے بصیرت حاصل کر لی، جس کسی نے ہدایت پائی وہ اس کے فائدے میں ہے، بے ہودہ گو اور پیروان باطل اندھیرے میں ہیں۔ اور جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ گمراہی میں ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کا ولی زبان کو حکمت خدا سے کھولتا ہے، جس طرح

گزشتہ انبیاء نے خدا کی حکمت کے بارے میں گفتگو کی اور اطاعت خدا میں مدد کی، باطل اہل باطل اور نجاست اہل نجاست سے دور ہوئے۔ انہوں نے گمراہی کے راستے سے کنارہ کشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اطاعت میں ان کی مدد کی اور انہیں گناہ و عصیان سے بچایا۔

پس وہ اولیاء خدا اور دین کے مددگار ہیں، وہ ہر اچھے کام کی طرف رغبت دلاتے اور اسے بجالانے کا حکم دیتے ہیں۔ میں ان سب پر خواہ ان کا نام ذکر کیا ہے یا نہیں ایمان لاتا ہوں اور اس پروردگار پر ایمان لاتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

پھر اس شخص نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنا زنار توڑ ڈالا اور گلے میں لٹکی ہوئی سونے کی صلیب بھی ٹکڑے ٹکڑے کردی، پھر کہا: حکم فرمائیں کہ میں اپنا صدقہ کسے دوں؟

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"یہاں پر ہر ایک شخص ہے جو تمہارا ہم عقیدہ تھا، وہ قبیلہ قیس بن ثعلبہ سے تیرے رشتہ داروں میں سے ہے اسے بھی تمہاری طرح نعمت میسر آئی ہے اور مسلمان ہوا ہے، اپنے اموال اس کے ساتھ تقسیم کرو اور ایک دوسرے کے ہمسائے بن جاؤ میں نہیں چاہتا کہ اسلام میں آپ کا حق صفات وغیرہ ضائع ہوں"

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! خداوند متعال آپ کے کام میں برکت ڈالے میرے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے، میرے پاس تین سو جوان گھوڑے، گھوڑیاں اور ایک ہزار اونٹ ہیں، ان اموال میں آپ کا مجھ سے حق زیادہ ہے۔

حضرت نے فرمایا:

"تم خدا اور پیغمبر کے آزاد شدہ ہو" کیونکہ تو ان کے وسیلہ سے آتش جہنم سے آزاد ہوا ہے" تیرے خاندانی مقام و مرتبے میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں ہے"

ہاں، وہ مسلمان ہو گیا، اس نے قبیلہ بنی فہر کی عورت سے شادی کی، حضرت امام

کاظم علیہ السلام نے اس کا حق مہر پچاس دینار امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے صدقات سے ادا کیا، آنحضرتؑ نے اسے ایک خادم دیا، جس نے اس کے لیے گھر مہیا کیا، وہ امام کاظم علیہ السلام کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ آنحضرت کو زندان میں لے گئے، وہ اپنے مولا امام کاظم علیہ السلام کے فراق میں جلتا رہا اور ان کے زندان میں جانے سے اٹھائیس روز بعد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۷۸، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۸۵)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی وضاحت کی اور اس میں مشکل الفاظ کی خوبصورت شرح فرمائی ہے، پھر کہتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو عفت و پوشیدگی سے "لیلہ" سے تعبیر کیا گیا ہے،

مولف: ایسی تفسیر آیہ کی باطنی تفسیر ہے، کیونکہ دلالت التزامی کے ذریعے ظاہر آیت اس کو بیان کرتا ہے قرآن شب قدر میں نازل ہوا تھا اور وہ صرف دنیا کے ختم ہونے تک شریعت دین اور قیام حق کی طرف لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے تھا اور یہ صرف اور صرف ہر زمانے میں ایسے امام کے بابرکت وجود سعید سے ممکن ہے، جو لوگوں کی تمام ضروریات سے آگاہ ہو۔

یہ امیر المومنین علی علیہ السلام کو نصب کرنے اور انہیں علم قرآن (خواہ وہ لفظی اعتبار سے ہو یا معنوی اعتبار سے خواہ ظاہری لحاظ سے ہو یا باطنی سے) کا خزانہ قرار دینے سے محقق ہوا ہے، تا کہ کتب مبین کے لیے مصداق ہو۔

دوسری طرف سے آنحضرت کی شادی سیدۃ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے ہوئی، تا کہ ان کے وجود مقدس سے قیامت تک دنیا کی ہدایت و راہنمائی کرنے کے لیے امام وجود میں آئیں، اس بناء پر معلوم ہو کہ قرآن کا ظاہر و باطن باہم مطابقت رکھتے ہیں۔

ہمارے پاس آؤ

(۱۴۰۶۷) شیخ محمد بن حسن صفار قمی اپنی کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ

ہشام بن سالم کہتے ہیں:

میں عبداللہ بن جعفر کے ہاں گیا، حضرت امام کاظم علیہ السلام بھی وہاں پر تشریف فرما تھے، آنحضرت کے سامنے ایک آئینہ نصب تھا، آپ نے پیراہن پہنا ہوا تھا اور ردا اوڑھی ہوئی تھی، میں نے عبداللہ سے کئی ایک سوالات کیے، یہاں تک کہ زکوۃ کے بارے میں گفتگو ہوئی اس نے کہا کیا زکوۃ کے بارے میں پوچھتے ہو؟ کہا: جس کسی کے پاس چالیس درہم ہوں ان میں سے ایک درہم بطور زکوۃ ادا کرے۔

میں یہ حکم سن کر حیران ہوا اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ خدا آپ کے کام کی اصلاح فرمائے۔ تم اپنے پدر بزرگوار سے میری ارادت و محبت کے بارے میں اچھی طرح سے جانتے ہو، ان بزرگوں کی کچھ تحریریں میرے پاس موجود ہیں، اگر چاہو تو لے آؤں۔ اس نے کہا: ہاں، میرے بھائی کے بیٹے! لے آؤ۔ میں وہاں سے اٹھا اور رسول خداؐ کے حرم میں پناہ حاصل کی اور کہا: اے رسول خداؐ! کیا میں قدری و حروری کے پاس جاؤں یا مرجیہ و زیدیہ کے ہاں، کس طرف جاؤں۔

اس دوران ایک بچہ میرے پاس آیا جس کی عمر پانچ سال سے کم تر تھی، اس نے میرا لباس کھینچا اور کہا: ادھر آؤ۔ میں نے کہا: کس کے پاس جاؤں؟

اس نے کہا: میرے مولا و آقا امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں۔

میں اس بچے کے ہمراہ آیا اور آنحضرت کے گھر کے صحن میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ آپ ایک ایسے کمرے میں تشریف فرما تھے کہ جس کے سامنے مچھروں سے بچاؤ کے لیے جالی دار پردہ لٹکا ہوا تھا، آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

اے ہشام! میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: لا الی المرجئة، ولا الی القدريّة، ولكن إلينا۔

"نہ مرجیہ کے پاس جاؤ اور نہ قدریہ کے پاس ہم ہمارے پاس آؤ"

پھر میں کمرے میں داخل ہوا اور ان کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۵۰، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۵۰)

ولایت کا منکر کافر

(۱۰۶۸-۱۴) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ حسین بن عبداللہ بن جندب کہتے ہیں:

جعفر بن محمد نے ایک خط نکالا اور کہا: میرے باپ نے ابوالحسن امام کاظمؑ کے لیے تحریر فرمایا آپ پر قربان جاؤں، میں بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں، اب میں بہت سے کاموں سے عاجز آ چکا ہوں، جنہیں پہلے انجام دینے کی قوت و طاقت رکھتا تھا، آپ پر قربان جاؤں! میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں کہ جو مجھے میرے پروردگار کے قریب کرے اور میرے فہم و فراست میں اضافہ کرے۔ حضرت نے اس کے جواب میں لکھا:

قد بعثت الیك بکتاب فاقراہ وتفهمه، فان فیه شفاء من اراد الله شفاءہ وهدی من اراد الله هدا۔

"میں تمہاری طرف سے خط لکھ کر بھیج رہا ہوں، اسے پڑھو اور سمجھو، کیونکہ اس خط میں ہر اس شخص کے لیے شفاء ہے کہ خداوند متعال جسے شفا دینا چاہے اور ہدایت ہے ہر اس شخص کے لیے جسے خدا ہدایت کرنا چاہتا ہے" بسم الله الرّحمن الرّحیم لاحول ولاقوۃ الّا بالله العلی العظیم "کا بہت زیادہ ذکر کرو اور یہ خط صفوان اور آدم کو پڑھ کر سناؤ"

علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بے شک حضرت محمد بن مصطفیؐ زمین پر خدا کے امین تھے، جب آنحضرت دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے بعد ہم زمین پر خدا کے امین ہیں، بلاؤں، موت فوت، انسان عرب اور زادگاہ اسلام کا علم ہمارے پاس ہے، ہم جس کسی کو بھی دیکھیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے حقیقت میں

اسلام قبول کیا ہے یا دروغ منافق ہے۔ بے شک ہمارے شیعوں اور ان کے باپوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ خداوند متعال نے ہم اور ہمارے شیعوں سے عہد و پیمان لیا ہوا ہے کہ جہاں پر ہم جائیں وہ بھی وہیں جائیں گے، جہاں پر ہم داخل ہوں گے وہ بھی وہاں پر ہی داخل ہوں گے، حضرت ابراہیم کی ملت اور دین پر ہمارے اور ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے"

"ہم روز قیامت اپنے پیغمبر کے نور کو مضبوطی سے پکڑ لیں گے اور رسول خداﷺ کے نور کو مضبوطی سے تھامیں گے، بے شک دامن کبریاء وہی نور ہے، ہمارے شیعہ ہمارے نور کی پیروی کریں گے"

من فارقنا هلك ومن تبعنا نجا ،والجاحد لولا يتنا كافر ولمتبع لولايتنا وتابع اوليا ئنا مومن ،لايحبنا كافرٌ ولايبغضنا مومن ،من مات وهو محبّنا كان حقّا على الله ان يبعثه معنا ، نحن نور لمن تبعنا، ونور لمن اقتدى بنا، من رغب عنا ليس منّا ومن لم يكن معنا فليس من الاسلام فى شيء۔

"جو ہم سے جدا ہو گیا وہ ہلاک ہے، جو ہماری پیروی کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔ ہماری ولایت کا منکر کافر اور ہماری اور ہمارے اولیاء کی ولایت کا پیروکار مومن ہے۔ کافر ہم سے محبت نہیں کرے گا اور مومن ہمارا دشمن نہیں ہوگا"

"جو کوئی ہماری محبت لے کر مرے، اللہ پر ہے کہ اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے، ہم اس کے لیے نور ہیں جو ہماری پیروی اور اقتداء کرے، جو کوئی بھی ہمارے سے منہ موڑے گا وہ ہم سے نہیں ہے اور جو کوئی ہم میں سے نہیں ہوگا اس نے اسلام سے کوئی استفادہ نہیں کیا"

"دین ہمارے وسیلہ سے شروع ہوا اور ہمارے ہی ذریعے سے ختم ہوگا خداوند متعال نے ہمارے ہی واسطے سے نباتات سے بہرہ مند کیا ہے، ہمارے ہی وسیلہ سے آسمان سے بارش برستی ہے، ہمارے ہی وسیلہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو سمندر میں ڈوبنے اور خشکی میں غرق ہونے سے بچاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے وسیلے سے تمہیں زندگی، قبر، محشر، پل صراط، میزان کے نزدیک اور بہشت میں داخل ہوتے وقت فائدہ پہنچاتا ہے، بے شک قرآن میں ہماری مثال اس مشکات (چراغ دین) کی ہے کہ مشکات قندیل میں ہو، پس ہم وہی مشکات ہیں کہ "فیھا مصباح" اس میں چراغ ہیں اور چراغ حضرت محمدؐ ہیں۔" المصباحُ فی زُجاجۃٍ "کہ وہ چراغ شیشے کی قندیل میں ہیں۔"

"ہم وہی شیشے کی قندیل ہیں کہ" الزُّجاجۃُ کَاَنَّھَا کَوکَبٌ دُرِّیٌّ یُوقَدُ مِن شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ زَیتُونَۃٍ لَاشَرقِیَّۃٍ وَّلَاغَربِیَّۃٍ "وہ فانوس کہ جو چمکتے ہوئے ستارے کی مانند زیتون کے اس مبارک درخت سے شعلہ ور ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی (یعنی وہ ہر جگہ خورشید کی مانند نور افشانی کرتا ہے) اس نے نہ تو کسی جگہ پر نور افشانی سے انکار کیا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے زیادہ چمکا ہے، یکَادُ زَیتُھَا، اس کا روغن (نور) نزدیک ہے یُضِیءُ وَلَو لَم تَمسَسہُ نَارٌ "وہ آگ سے مس ہوئے بغیر روشنی دیتا ہے" کہ نور قرآن ہے، نُورٌ عَلٰی نُورٍ یَھدِی اللہُ لِنُورِہٖ مَن یَّشَآءُ "نور کے اوپر نور ہے کہ اللہ اپنے نور سے ہدایت کرتا ہے" جسے چاہتا ہے ہماری ولایت کے ذریعے۔وَاللہُ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ "اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ تر ہے، کہ جسے دوست رکھتا ہے اسے ہماری ولایت کے

وسیلہ سے ہدایت فرماتا ہے"

"خدا پر ہے کہ روز قیامت ہمارے دوستوں کو روشن چہرے کے ساتھ اور واضح برہان کہ اس کی دلیل خداوند رحمٰن کے پاس ہے کہ ساتھ محشور فرمائے اور ہمارے دشمنوں کے سیاہ چہرے اور دلیل و برہان کے ہمراہ محشور کرے گا جو خدا کے سامنے باطل ہے، حق بنتا ہے کہ کہ خداوند متعال ہمارے دوستوں کو پیغمبروں صدیقین، شہداء اور صالحین کا دوست و رفیق قرار دے جو کہ بہترین دوست ہیں" (یہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۶۹ کی طرف اشارہ ہے)

"خدا پر ہے کہ ہمارے دشمنوں کو شیاطین و کافرین کا رفیق قرار دے جو بدترین دوست ہے، ہمارے شہداء دس درجے اور ہمارے شیعوں کے شہداء سات درجے دوسرے تمام شہداء سے برتر ہیں"

فنحن جسباء ونحن افراط الانبیآء ونحن ابناء الاوصیآء، ونحن خلفاء الارض، ونحن اولی الناس باللّٰه، ونحن المخصوصون فی کتاب اللّٰه، ونحن اولی الناس بدین اللّٰه۔

"پس منتخب شدہ، پیغمبروں کی یادگار، اوصیاء کے فرزند اور زمین پر خلفاء ہم ہیں، ہم تمام لوگوں کی نسبت خداوند متعال سے نزدیک تر ہیں۔ ہم کتاب خدا میں برگزیدہ اور ممتاز ہستیاں ہیں، ہم تمام لوگوں کی نسبت دین خدا پر اولویت رکھتے ہیں"

ہم وہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو ہمارے لیے تشریع کیا اور فرمایا:

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوحاً وَالَّذِى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى ۔ (شوریٰ آیہ ۱۳)

"اس نے تمہارے لیے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح

کو کی ہے اور جس کی وحی تمہاری طرف بھی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی کی ہے"

"بے شک ہم جانتے ہیں اور جو کچھ جانتے ہیں وہ پہنچایا ہے اور تمام انبیاء کا علم ہیں عطا کیا گیا ہے"

"ہم پیغمبروں اور اولی العزم پیغمبروں کی اولاد کے وارث ہیں کہ اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ "دین قائم کریں" آل محمدؐ کے توسط سے وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ "اور اس میں تفرقہ نہ ایجاد کریں" اور متحد رہیں، کَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ "مشرکین پر سخت ہے" جس کسی نے علی بن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ شرک اختیار کیا مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ "جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہو" جو کہ ولایت علیؑ ہے، بے شک اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ. "اے محمد اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف پلٹ آئے اسے ہدایت کرتا ہے" (شوریٰ آیہ ۱۳)

حضرت نے فرمایا:

"یعنی اللہ تعالیٰ اس کو چن لیتا ہے اور اس کی ہدایت کرتا ہے جو علی بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں تیری دعوت قبول کرے"

(تفسیر فرات صفحہ ۲۸۳، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۱)

حاجت روائی کی دعا کرنا

(۱۰۶۹۔۱۵) کتاب سید حسن بن کبش میں آیا ہے کہ سماعہ کہتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے سماعہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَاِنَّ لَهُمَا

عندك شأناً من الشأن وقدراً من القدر، فبحق ذلك الشأن، وبحق ذلك القدر ان تصلي على محمد و آل محمد وان تفعل بي كذا وكذا۔

"اے میرے معبود! میں آپ سے محمد و علی علیہما السلام کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کیونکہ وہ آپ کی بارگاہ میں اونچی شان وشوکت اور بلند وبالا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں، پس اس مقام ومنزلت اور قدر ومنزلت کے وسیلہ سے چاہتا ہوں کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیج اور میری فلاں فلاں حاجت کو پورا کر"

" کیونکہ روز قیامت کوئی بھی فرشتہ مقرب، پیغمبر مرسل اور مومن کہ اللہ تعالیٰ نے جس کا دل ایمان کے لیے آزمایا ہے باقی نہیں رہے گا، مگر یہ کہ اس روز وہ ان دونوں عظیم ہستیوں کا محتاج ہے"

(دعوات راوندی صفحہ ۵۱، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۵۹، الصحیفۃ الکاظمیۃ الجامعۃ صفحہ ۳۶)

اتحب ان تری ابا عبداللہ

(۱۰۷۰-۱۶) کتاب "بصائر الدرجات" میں آیا ہے کہ سماعۃ بن مہران کہتے ہیں:

میں ساتویں پیشوا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، ان کی خدمت میں کافی دیر تک موجود رہا، آنحضرت نے فرمایا:

أتحبّ ان ترى أبا عبدالله عليه السلام؟

"کیا حضرت امام صادق علیہ السلام کو دیکھنا پسند کرتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! دوست رکھتا ہوں کہ آنحضرت کو دیکھوں۔

آپ نے فرمایا: اٹھو اور اس کمرے میں داخل ہو جاؤ۔

میں اٹھا اور کمرے میں داخل ہوا، اچانک دیکھتا ہوں کہ امام صادق وہاں پر

تشرف فرما ہیں۔(بصائر الدرجات صفحہ ۲۷۶، جلد ۸)

شیعہ کون ہے؟

(۱۷۱۰۷۱) شیخ جلیل القدر جناب علی بن حسین بن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق اپنی کتاب "صفات الشیعہ" میں لکھتے ہیں کہ ابن ابو نجران کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ سلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

من عادی شیعتنا فقد عادانا، ومن والاھم فقدوالانا ملانھم منّا خلقوا من طینتنا ممن احبّھم فھو منّا ،ومن ابغضھم فلیس منّا ،شیعتنا یظرون بنوراللہ ،ویتقلّبون فی رحمۃ اللہ ،ویفوزون بکرامۃ اللہ ۔ماامن احد من شیعتنا یمرض الا مرضنا عرضہ ولااغتمّ الّااغتممنا لغمّہ ، ولایفرح الّا فرحنا لفرحہ،ولایغیب عنّا احد من شیعتنا أین کان فی الارض شرقھا اور غربھا ،ومن ترک من شیعتنا دینا فھو علینا ،ومن ترک منھم مالا فھو لورثتہ۔

"جو کوئی ہمارے شیعوں سے دشمنی کرے، اس نے ہمارے ساتھ دشمنی کی اور جو کوئی ان سے محبت کرے، اس نے ہمارے ساتھ محبت کی ہے، کیونکہ وہ ہم سے ہیں اور ہماری طینت سے خلق ہوئے ہیں، جو کوئی انہیں دوست رکھتا ہے ہم سے ہے اور جو کوئی ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہم سے نہیں ہے۔ ہمارے شیعہ نور خدا سے دیکھتے ہیں اور اس کی رحمت میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ وہ کرامت خدا سے ہدایت پاتے ہیں، ہمارا کوئی بھی شیعہ مریض نہیں ہوتا، مگر یہ کہ ہم اس کے مریض ہونے سے مریض ہوتے ہیں، کیونکہ جب وہ مغموم ہوتے ہیں تو ہم بھی مغموم ومحزون ہوتے ہیں اور اگر وہ خوش حال ومسرور ہوں تو ہم بھی خوش حال ومسرور ہوتے ہیں،

ہمارا کوئی بھی شیعہ ہماری نظروں سے پنہاں نہیں ہے خواہ وہ زمین کے مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں۔ اگر ان میں سے کوئی مقروض ہو کر جائے تو ہم اس کا قرض ادا کرتے ہیں، اگر کوئی ثروت چھوڑ کر دنیا سے جائے تو وہ اس کے وارثوں کی ہے"

"ہمارے شیعہ وہ ہیں جو نماز بجا لاتے ہیں، زکات ادا کرتے ہیں، خانہ خدا کا حج کرتے ہیں، ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھتے ہیں، اہل بیت کی ولایت کو قبول کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہوتے ہیں، جو کوئی انہیں رد کرتا ہے درواقع اس نے خدا کو رد کیا ہے، جو کوئی ان پر اعتراض کرے، درواقع اس نے خدا پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ وہی خدا کے حقیقی بندے اور اس کے سچے دوست ہیں"

"خدا کی قسم! روز قیامت ان میں سے ایک شخص دو قبیلوں ربیعہ ومضر کے افراد کی تعداد کے برابر شفاعت کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کرامت کا ان کے لیے قائل ہے اس کی وجہ سے ان کی شفاعت قبول کرے گا" (صفات الشیعہ صفحہ ۸۲، بحار الانوار جلد ۶۸ صفحہ ۱۶۷)

معصومین کے دوست بہشت میں

(۱۰۷۲_۱۸) جلیل القدر دانشور جناب شیخ مفید سے منسوب کتاب "الاختصاص" میں آیا ہے کہ ابو المعزا کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من كانت له الى الله حاجة واراد ان يرانا وان يعرف موضعه من الله فليغتسل ثلاث ليال يناجى بنافانّه يرانا ويغفر لنا بنا ولايخفى عليه موضعه

"جو کوئی بھی خدا کی طرف محتاج ہو اور ہمیں دیکھنا چاہتا ہو، نیز اللہ کے

نزدیک اپنے مقام و مرتبے سے آشنا ہونا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ تین راتوں میں غسل کرے اور ہمارے ساتھ مناجات و گفتگو کرے وہ اس صورت میں ہمیں دیکھ لے گا، ہمارے وسیلہ سے بخشا جائے گا اور اس پر اپنا مقام و مرتبہ مخفی نہیں رہے گا"۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولا! کیا یہ ممکن ہے کہ شراب خوار آپ کو خواب میں دیکھے؟ آپ نے فرمایا:

نبیس النبیذ یفسد علیه دنیه انما یفسد علیه ترکنا و تخلف عنا انّ اشقی اشقیاء کم من یکذبنافی الباطن بمایخبر عنا، یصد قنا فی الظاهر ویکذبنا فی الباطن۔

"شراب اس کے دین کو ختم نہیں کرتی، بلکہ جو چیز اس کے دین کو ختم کرتی ہے وہ ہم سے دوری ہے۔ بے شک تم میں سے بدترین شخص وہ ہے جو ہم سے کوئی خبر نقل کرے، لیکن باطن میں اس کی تکذیب کرے، یعنی ظاہری طور پر ہماری تصدیق کرے لیکن اپنے باطن میں ہمیں جھٹلائے۔ ہم رسول خداؐ اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد اور رب العلمین کے دوست ہیں"

"کتاب خدا کی ابتداء ہم ہیں، دانشور ہمارے ہی وسیلہ سے گفتگو کرتے ہیں، اگر اس کے علاوہ کچھ ہوتا تو تمام کے تمام گونگے ہوتے۔ میناروں کو ہم نے بلند کیا ہے، لوگوں کو قبلہ کی شناخت ہم نے کروائی ہے اور زمین و آسمان کے درمیان حجر بیت ہم ہیں"

بنا غفر لآدم وبنا ا بتلی ایّوب، وبنا افتقد یعقوب وبنا حبس یوسف، وبنا دفع البلاء وبنا اضاءة الشمس۔

"آدمؑ کو ہمارے سبب سے بخشا گیا، ایوب پیغمبر ہمارے سبب سے جلاء ہوا، یعقوب نے ہمارے سبب سے اپنے یوسف کو گم کیا، یوسف ہمارے

سبب سے زندان میں ڈالا گیا! بلائیں ہمارے سبب سے دور ہوتی ہیں اور سورج ہمارے سبب سے نور افشانی کرتا ہے۔ ل

ہمارے اسماء ہمارے پروردگار کے عرش پر لکھے ہوئے ہیں، وہاں پر تحریر ہے

محمدؐ خیر النبیین علی سید الوصیین و فاطمۃ سیدۃ نساء العلمین۔

"محمدؐ خیر النبیین، علی سید الوصیین اور فاطمہ سیدۃ نساء العالمین ہیں"

"میں خاتم اوصیاء اور طالب باب ہوں، صاحب صفین میں ہوں، اہل بصرہ سے انتقام لینے والا میں ہوں اور صاحب کربلاء میں ہوں"

من احبنا وتبرّا من عدونا کان معنا ومن لی الظلّ الممدود والماء المسکوب۔

"جو کوئی بھی ہمیں دوست رکھتا ہو اور ہمارے دشمنوں سے نفرت کرتا ہو وہ ہمارے ساتھ ہوگا اور وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو بہشت میں بلند و بالا درختوں کے سائے میں اور آب زلال سے بہتی ہوئی نہر کے کنارے ہوں گے"

مؤلف: یہ حدیث بہت طویل ہے اس کے آخر میں آیا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اوصیاء کو علم و اطاعت میں مشترک قرار دیا ہے"

(الاختصاص صفحہ ۸۷ و ۸۸، بحار الانوار جلد ۲۶، صفحہ ۲۵۶)

امام کاظمؑ کی حماد کے لیے دعا

(۱۰۷۳-۱۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں:

ل جناب علامہ مجلسیؒ حدیث کے اس حصے کی وضاحت میں فرماتے ہیں: حضرت ایوب کا مبتلا ہونا حضرت یعقوب کا فراق اور حضرت یوسف کا زندانی ہونا دو جہتوں سے ہے۔

الف: یا تو اس کی وجہ وہ چھوٹی سے کوتاہی تھی جو انہوں نے ان کی معرفت اور ان سے متوسل ہونے میں کی، یہ کوتاہی ایسی تھی جو گناہ کا موجب نہیں ہے۔

ب: یا ان کے بارے میں کمال معرفت و توسل کی وجہ سے مبتلاء ہوئے، کیونکہ ابتلاء فضل و کمال کی نشانی ہے (مترجم)

میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے محضر مبارک میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے گھر، بیوی اور اولاد اور نوکر مرحمت فرمائے اور ہر سال خانہ خدا کی زیارت نصیب کرے۔

امام علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰھم صلّ علی محمد وّآل محمّد ،وارزقه دارًا وزوجة وولدًا وخادما والحج خمسین سنة۔

"اے میرے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ پر درود و سلام بھیج، اور حماد کو گھر، بیوی، اولاد، نوکر اور پچاس سال حج بیت اللہ نصیب فرما"

حماد کہتے ہیں: جب آنحضرت نے حج میں پچاس سال کی قید لگائی تو میں سمجھ گیا کہ پچاس سال سے زیادہ خانہ خدا کی زیارت کی توفیق نہیں ہو سکے گی۔

حماد مزید بیان کرتے ہیں: اس دعا کے بعد آج تک اڑتالیس (۴۸) بار حج کر چکا ہوں۔ یہ میرا گھر ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا: اور وہ میری بیوی ہے جو پردے کے پیچھے کھڑی میری گفتگو سن رہی ہے، یہ میری اولاد اور یہ میرا خادم ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے عنایت فرمایا ہے۔

اس قصے کو نقل کرنے کے بعد وہ دو مرتبہ پھر حج سے شرف یاب ہوا، کہ پچاس حج مکمل ہو گئے۔ اس کے بعد پھر حج کے لیے روانہ ہوا، ابو العباس نوفلی قصیر اس کا ہمسفر تھا، جب احرام باندھنے کے مقام پر پہنچے حماد غسل کرنے کی غرض سے نہر میں داخل ہوا، پانی زیادہ ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ غرق ہو گیا اور اس مرتبہ حج بجالانے سے قبل دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس اور اس کے باپ پر رحمت نازل کرے۔

اس کا تعلق قبیلہ جہینہ سے تھا، وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہا اور دو سو نو (۲۰۹) ہجری میں دنیا سے رخصت ہوا۔ (الاختصاص صفحہ ۲۰۱،۲۰۳، بحارالانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۸)

خاتمہ

اس حصے کے آخر میں کچھ اشعار ذکر کرتے ہیں جن میں سے بعض حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی فرمائش پر کہے گئے ہیں۔

امامؑ کی مدحت میں عبدالباقی عمری کے اشعار

خلعنا نفوسنا قبل خلع نعالنا
غداة حللنا مرقدا منک مانوسا
ولیس علینا من جناح نجعلها
لانک بالوادی المقدس یاموسی

"جب علی الصبح آپ مرقد مطہر کی طرف متوجہ ہوں، تو قبل اس کے کہ اپنے نعالین اتاریں، اپنے جسمانی قالب کو اپنی جان و روح سے خالی کردیتے ہیں"

"ہمارے لیے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے کہ ہم انہیں بطور تواضع اتاریں کیونکہ اے موسیٰ! تیرا وجود وادی مقدس میں ہے"

وہ ایک اور قصیدے میں لکھتا ہے۔

للمو استجر معتو صّلا
ان ضاق امرک اولعسر

بابی الرضا جدًا تجوا
محمد موسی بن جعفرؑ

"پھر تیرے کام میں گرہ پڑ گئی اور یہ امر آپ پر سخت اور مشکل ہو گیا امام رضاؑ کے پدر بزرگوار اور امام جواد علیہ السلام کے جدِ امجد حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی بارگاہ میں پناہ لو اور ان سے متوسل ہو"

ایک اور قصیدے میں کہتا ہے:

أیا ابن النبیّ المصطفی وابن صنوه
علی و یابن الطهر سیدة النسآء
لئن کان موسی قد تقدس فی طوی
فانت الذی وادیه قبر تقدسا

"اے محمد مصطفیٰؐ اور ان کے بھائی علی مرتضیٰؑ کے بیٹے! اے عورتوں کی سردار و طاہرہ بی بی کے فرزند"

"اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی طویٰ میں پاک و مقدس ہوئے ہیں تو آپ تو وہ ہیں کہ آپ کی وادی آپ کے وجود سے پاک و مقدس ہوئی ہے"

وہ ندیم یک اشتری کے سامنے یوں گویا ہوتے ہیں:

سمی الکلیم اتاک الندیم
بصدق الصمیم وقلب سلیم
تقبل دعاه وابلغ مناه
واحسن قراه فانت الکریم
بحق النبی وحق الوصی
ابیک ولی العلی العظیم

"اے موسیٰ کلیم کے ہمنام! قدیم خالص نیت اور سالم دل لے کر تیری

خدمت میں حاضر ہوا ہے"

"اس کی دعا قبول کر اور اسے اس کی آرزو تک پہنچا اور اس کی اچھی طرح

سے مہمان نوازی کرو کہ تم بہت عظیم ہو"

"نبی اور اس کے وصی کی قسم تمہارا باپ بلند و بالا خدا کا ولی ہے"

امام کاظمؑ کے معجزات

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے، جو ابن

الخار بغدادی نے لکھا ہے:

ولہ معجز القلیب فسل عنہ

رواۃ الحدیث بالنقل تخبیر

ولدی اسجن حین ابدی الی السجن

قولا فی السجن والا مرمشھر

ثم یوم العضاد حتی أتی الآسی

الیہ فردہ وھو یذعر

ثم نادی آمنت باللّٰہ لاغیر

وان الامام موسی بن جعفر علیہ السلام

واذکر الطائر الّذی جاء بالصک

الیہ من الامام وبشّر

ولقد قدموا الیہ طعاما

فیہ مستعلمح اباہ انکر

وتجافی عنہ وقال حرام

اکل ھذا فکیف تعرف منکر

واذکر الفعیان ایضا فضیھما

فضله اذهل العقول وابهر
عند ذاک استقال من مزمت
کان هوالي أصحابه و تغير

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۷۹)

"ان کے عجیب معجزات ہیں، ان میں سے ایک معجزہ اس پرانے کنویں کا ہے، کہ اس کا قصہ حدیث کے راویوں سے پوچھو تاکہ وہ تجھے آگاہ کریں"

"ان کا زندان میں بھی معجزہ ہے کہ پھر وہ قیدیوں کے درمیان آشکارا ہو گیا اور یہ معجزہ بھی مشہور ہے"

"اس وقت جب فصد کھولنے کا دن تھا طبیب ان کے پاس آیا اور ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گیا"

"پھر اس نے فریاد بلند کی کہ میں خداوند کریم پر ایمان لایا ہوں، اور بے شک اے موسیٰ بن جعفرؑ آپ امام اور رہبر ہیں"

"اس پرندے کو یاد کرو جو امام کی جانب سے خط لے کر اس کی طرف آیا اور اسے خوش خبری دی"

"آپ کے معجزات میں سے وہ کھانا ہے جو امام کے لیے لایا گیا اور آپ نے اسے دیکھا اور واپس کر دیا" "وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے اور اسے کھانا حرام ہے، پس منکر کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟"

"اس معجزے کو دیاد کرو جو دو نوجوانوں کے بارے میں تھا، وہ ایسی فضیلت ہے جو عقلوں کو مبہوت و پریشان کر دیتی ہے"

"یہی وقت تھا کہ وہ اپنے مذہب سے دست بردار ہوا اور اعتقادی اعتبار سے دگرگوں ہو گیا جبکہ وہ اپنے دوستوں کو پسند کرتا تھا"

حاجت روائی کے اشعار

اب ان اشعار کو ذکر کرتا ہوں جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ارادتمندوں کے نزدیک مشہور مجراب ہیں کہ جب بھی کسی کی کوئی حاجت ہو، وہ ان اشعار کو لکھے اور آنحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو اور شفاء حاصل کرنے اور اپنے حوائج پورے ہونے کے لیے ان اشعار کو ضریح مقدس کے اندر ڈالے۔

لم تزل للا نام تحسن صنعا
وتجیر الذی اتاک وترعی
واذا اضاقت الفضاء بی ذرعی
یا سمی الکلیم جئتک اسعی
والھوی مرکبی وحبک زادی

"تو ہمیشہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے، جو کوئی بھی تیری طرف آتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہے" "اور جب ہر طرف میرے لیے تنگ ہو جاتی ہے تو موسیٰ کلیم کے ہمنام میں تیری طرف دوڑ کر آتا ہوں"

"درحالانکہ مرکب عشق پر سوار ہوتا ہوں اور آپ کی محبت میرے لیے زادِ راہ ہے"

انت غیث للمجد بین ولولا
فیض جدو یکم الوجود اضمحلا
قسماً بالذی تعالیٰ وجلاّ
لیس تقضی لنا الحوائج الاّ
عند باب الرجآء جدّ الجواد

"تو جلے ہوئے دلوں کے لیے باران رحمت ہے کہ اگر آپ کا فیض بے انتہا نہ ہوتا تو یہ عالم وجود میں بکھر جاتا"

"قسم ہے، قسم ہے، اس خدا کی جو بزرگ و برتر ہے! کسی جگہ پر بھی میری حاجتیں پوری نہیں ہوتی ہیں"

"سوائے امام جواد علیہ السلام کے جد بزرگوار کے خانہ امید سے"

امامؑ کی اپنی اولاد کو وصیت

کتاب کشف "الغمہ" میں آیا ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بچوں کو بلایا اور ان سے فرمایا:

یا بنیّ انی موصیکم بوصیة فمن حفظها لم یضیع معها، ان اتاکم آت فاسمعکم فی الاذن الیمنی مکروها، ثم تحول الی الاذن الیسری فاعتذر وقال: لم اقل شیاً فاقبل عذره۔

"اے میرے بچو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جو کوئی اسے یاد رکھے اور اس پر عمل پیرا ہو وہ ضائع نہیں ہوگا، وہ یہ ہے کہ جب کوئی آئے اور تمہارے دائیں کان میں ناپسندیدہ باتیں کرے اور پھر پلٹ جائے اور بائیں کان میں آ کر عذر خواہی کرے اور کہے: میں نے کوئی بات نہیں کی ہے، اس کا عذر قبول کریں" (کشف الغمۃ: جلد۲ صفحہ ۲۱۸)

حضرت امام کاظم علیہ السلام سے ایک مفید نصیحت

روایت ہوئی ہے کہ ایک دن ہارون الرشید نے امام کاظم علیہ السلام کی طرف لکھا:

مجھے مختصر سا موعظہ کریں۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں تحریر کیا:

ماهن شیٔ تراه عینك الّا و فیه موعظة۔

"کوئی چیز نہیں کہ جسے تیری آنکھ دیکھے مگر یہ کہ اس میں پند و نصیحت ہے"

(یعنی تمہاری آنکھوں جو چیز بھی دیکھتی ہے اس میں ضرور کوئی نہ کوئی پند و نصیحت ہے۔ (امالی شیخ صدوق صفحہ ۵۹۹ مجلس ۷۶، بحارالانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۱۹)

دسواں حصّہ

امام ضامن، سب کی امید، آٹھویں امام ہدایت

اور ہمارے آقا و مولیٰ

حضرت علی بن موسیٰ الرضا

صلوات اللہ علیہ

کے فضائل و مناقب کے بحر بیکراں سے ایک

قطرہ

آیت میں صالحین سے مراد کون؟

(۱۰۷۴-۱) کتاب "مناقب دیلمی" میں مذکور ہے کہ محمد بن خرج کہتے ہیں:

میں نے اپنے آقا و مولیٰ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا: آپ پر قربان جاؤں! آیہ شریفہ۔ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (شعراء آیہ ۸۳) "اے میرے پروردگار مجھے حکم و علم عطا فرما اور مجھے شائستہ لوگوں کے ساتھ ملحق کر" میں صالحین سے مراد کون لوگ ہیں؟ جن کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملحق ہونے کی دعا کی ہے؟

جواب آیا:

یا عاجزا من تراهم، نحن هم۔

"اے ناتوان! تو کن لوگوں کو سمجھتا ہے؟ وہ صالحین ہم ہیں"

امام رضاؑ کی والدہ کا قصہ

(۱۰۷۵-۲) عماد الدین طبری کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ہشام بن احمد کہتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

هل علمت احدًا من اهل المغرب قدم؟

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اہل مغرب سے کوئی آیا ہے؟"

میں نے عرض کیا: نہیں۔

فرمایا کیوں؟ ایک شخص آیا ہے، اٹھو اور اس کی طرف چلیں۔

ہم دونوں مرکب پر سوار ہوئے اور اس کے پاس گئے، اس کا تعلق مغرب سے

ہے اور اس کے پاس غلام اور لونڈیاں ہیں، حضرت امام کاظم علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

"اپنی لونڈیاں دکھاؤ"

اس نے ہمیں نو (۹) کنیزیں دکھائیں، جو بھی دیکھی امام علیہ السلام نے فرمایا:

اسے نہیں چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: اور کوئی کنیز نہیں ہے۔

امام نے فرمایا: کیوں؟ ایک اور کنیز دکھاؤ۔

اس نے کہا: خدا کی قسم ایک کنیز اور ہے جو مریض ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: اگر کوئی مشکل نہ ہو تو وہ دکھاؤ؟

اس نے وہ کنیز دکھنے سے انکار کیا، امام علیہ السلام واپس آ گئے۔

اگلی صبح امام علیہ السلام نے مجھ اس کے پاس بھیجا اور فرمایا:

"اس سے کہو: اس کی آخری قیمت کتنی ہے؟ جب وہ کہے کہ فلاں مقدار

میں تو تم کہنا: میں خریدتا ہوں"

اگلی صبح اس کے پاس گیا اور کہا: وہ کنیز کتنے میں فروخت کرو گے؟

اس نے کہا: فلاں مبلغ سے کم میں فروخت نہیں کروں گا۔

میں نے کہا: میں اسی قیمت پر خریدتا ہوں۔

اس نے کہا: (میں نے قبول کیا) یہ کنیز تمہاری ملکیت ہو گئی، لیکن یہ بتاؤ کہ کل جو

شخص تمہارے ساتھ تھا وہ کون تھا؟

میں نے کہا: وہ بنی ہاشم سے تھے۔

اس نے کہا: میں اب تمہارے سامنے اس کنیز کے داستان بیان کرتا ہوں، میں

نے اسے مغرب کے دور ترین علاقے سے خریدا ہے، کسی اہل کتاب عورت نے مجھے دیکھا

اور کہا: یہ کیسی کنیز ہے جو تیرے پاس ہے؟

میں نے کہا: اسے میں نے اپنے لیے خریدا ہے۔

اس نے کہا: مناسب نہیں ہے کہ ایسی کنیز تجھ جیسے شخص کے پاس ہو، یہ کنیز اس لائق ہے کہ یہ زمین پر سب سے اچھے شخص کے پاس ہو، وہ اس کے پاس بہت کم مدت گزارے گی کہ اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا اور مشرق سے لے کر مغرب تک تمام دنیا اس کے تابع ہوگی۔

ہشام بن احمر کہتے ہیں: میں نے اس کنیز کو اپنے مولی و آقا حضرت امام کاظمؑ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا، اسے زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ اس سے حضرت امام رضا علیہ السلام متولد ہوئے۔

معصومینؑ خدا کے ساتھ محو گفتگو

(۱۰۷۶-۳) جناب طبری کتاب "دلائل الامامۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن صدقہ کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا:

"گزشتہ شب میں نے رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ، حسین مجتبیٰؑ، حسین سید الشہداء، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد اور اپنے والد بزرگوار امام کاظم علیہم السلام سے ملاقات کی، وہ عظیم ہستیاں خداوند متعال کے ساتھ گفتگو میں معروف تھیں"

میں نے عرض کیا: خداوند متعال کے ساتھ؟

آپ نے فرمایا: رسول خداؐ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھے اپنے اور امیر المومنین علی علیہ السلام کے درمیان بٹھایا، اس کے بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

كانّى بالذرّيّة من ازل قدا صاب لاهل السمآء ولاهل الارض ،بخ بخ لمن عرفوه حق معرفته ،والّذى فلق الحبة وبرأ النسمه ،العارف به خير من كل ملك مقرّب وكل نبىّ مرسل ،وهم والله يشاركون ارسل فى درجاتهم۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ میری ذریت کے ذریعے روز ازل سے آسمانوں اور زمین والوں پر برکتیں نازل ہوئی ہیں، مبارک ہو مبارک ہو اسے، جو ان کی مکمل شناخت رکھتا ہے، اس خدا کی قسم، جو دانے کو شگافتہ کرنے اور موجودات کو پیدا کرنے والا ہے، ان کی شناخت اور معرفت رکھنے والے مقرب فرشتے اور پیغمبر مرسل سے بہتر ہیں، خدا کی قسم! وہ درجات میں پیغمبروں کے ساتھ شریک ہیں"

پھر امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

يا محمد! بخ بخ ،لمن عرف محمّدًا وعليًا والويل لمن ضلّ عنهم وكفى بجهنّم سعيرًا۔

"اے محمد! آفرین ہو آفرین ہو اس پر جس نے محمد و علی کی معرفت حاصل کی اور ہلاکت ہے اس کے لیے جو ان سے دور ہوا اس کے لیے جہنم کا ابھرتا ہوا شعلہ کافی ہے۔ (دلائل الامامۃ صفحہ ۲۷۴ جلد ۲۷)

علی بن اسباط کی مشکل حاجت روائی

(۱۰۷۷۔م) جناب عماد الدین طبری اپنی کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ علی بن اسباط کہتے ہیں: میں روز عرفہ اپنے مولی و آقا حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے مجھے فرمایا:

"میرے گدھے پر زین رکھیں" (۵۔۱۰۵)

میں نے گدھے پر زین رکھی، آنحضرت اس پر سوار ہو کر اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کے لیے مدینے سے بقیع کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی آنحضرت کی خدمت میں ان کے ہمراہ تھا۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! میں کن کن کو سلام کروں؟ آپ نے فرمایا:

سلّم علی فاطمة الزّهراء البتول، وعلی الحسن ، والحسین، وعلی علیّ بن الحسین ، وعلی محمد بن علی ، و علی جعفر بن محمد ، وعلی موسیٰ بن جعفر علیهم افضل الصلوات و اکمل التحیّات۔

"تم سلام بھیجو فاطمہ زہراء جو کہ بتول ہے، امام حسن، امام حسین، امام سجاد امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم پر کہ ان پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہوں"۔

میں نے اپنے آقا و مولیٰ کے فرمان کے مطابق اپنے آقاؤں پر سلام بھیجا، جب ہم واپس ہوئے تو میں نے راستے میں عرض کیا: میرے آقا! میں ایک فقیر اور محتاج شخص ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں اس عید پر اپنے خاندان پر خرچ کر سکوں۔

اس وقت امام علیہ السلام نے اپنے تازیانے کے ساتھ زمین پر ایک لکیر کھینچی، پھر اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور اس کے اندر سے چھوٹی سے طلائی کشتی نکالی، جس میں ایک سو دینار تھے، وہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا:

"یہ طلائی کشتی پکڑو"

میں نے وہ لی اور اسے اپنی ضروریات پر خرچ کیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۲۳)

امام کی طرف سے خط کا جواب

(۱۰۷۸-۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے۔

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں: میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت کے بارے میں مشکوک تھا، میں نے ان کی خدمت اقدس میں خط لکھا اور حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، میں نے دل میں پکا ارادہ کیا ہوا تھا کہ آنحضرت کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوں گا تو ان سے تین آیات کے بارے میں پوچھوں گا جنہیں سمجھنا میرے لیے مشکل تھا۔

آنحضرت کی طرف سے خط کا جواب یوں آیا۔

کفانا اللّٰہ وایاک ،اماماطلبت من الاذن علیّ ، فان الدخول علیّ صعبٌ ،وہولاء قد ضیقوا علیّ فی ذلک فلست تقدد علیه الآن ،وسیکون ان شاء اللّٰہ تعالی۔

"ہمارے اور آپ کے لیے اللہ ہی کافی ہے، جس چیز کا تو نے تقاضا کیا ہے کہ حاضر ہونے کی اجازت دوں، فی الحال میرے ساتھ ملاقات کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ انہوں (حکومت عباسی) نے میرے اوپر بہت سختی کی ہوئی ہے، لہٰذا تم میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ہو، لیکن انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بہت جلد آؤ گے"

آنحضرت نے قرآن کی تینوں آیات کے جوابات بھی اس خط میں تحریر فرمائے، خدا کی قسم! جبکہ میں نے اپنے خط میں کوئی بھی سوال نہیں لکھا تھا، جب میں نے خط پڑھا تو متوجہ ہوا کہ یہ تینوں آیات میرے لیے مشکل تھیں، اب ان کے جوابات مل چکے ہیں اور میں ان معانی سے آگاہ ہو چکا ہوں جو آنحضرت نے تحریر کیے تھے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۷۷، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۶)

کیا اپنی ہی طرح کے بشر کی پیروی کروں؟

(۱۰۷۹-۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابن ابی یحییٰ کہتے ہیں:

جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شہید ہو گئے تو لوگوں نے آنحضرت کی

امامت کے بارے میں توقف اختیار کیا، میں بھی اسی سال خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے مکہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا دل میں نیت کرتے ہوئے میں نے یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ (سورہ قمر آیہ ۲۴)

"کیا ہم اپنی ہی طرح کے بشر کی پیروی کریں؟"

آنحضرت بجلی کی طرح میرے قریب سے گذرے اور فرمایا:

انا البشر الذی یجب علیك ان تتبعنی۔

"میں وہی بشر ہوں کہ اس کی پیروی کرنا تمہارے اوپر واجب ہے"

میں نے عرض کیا میرے مولیٰ! میں خداوند متعال اور آپ کے حضور میں معافی چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: تمہارا عذر انشاء اللہ قبول ہے۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۴۷۷)

امامؑ نے قرض ادا کر دیا

(۱۰۸۰۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو محمد غفاری کہتے ہیں:

میں قرض کے نیچے دب چکا تھا، میں نے اپنے آپ سے کہا: مولا امام رضاؑ کے علاوہ کوئی بھی میرا قرض ادا نہیں کر سکتا، اسی لیے صبح سویرے امام علیہ السلام کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، اندر جانے کی اجازت مانگی۔

آقا نے مجھے اجازت عنایت فرمائی۔ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا، آپ نے فرمایا:

یا ابا محمد! قد عرفنا حاجتك و علینا قضاء دینك۔

"اے ابا محمد! میں تمہاری حاجت سے آگاہ ہو چکا ہوں اور قرض ادا کرنا ہی ہماری ذمہ داری ہے"

جب رات چھا گئی تو آپ کے لیے افطار کا کھانا لایا، ہم نے مل کر کھایا، کھانا کھانے کے بعد آنحضرت نے فرمایا:

''اے ابا محمد! آج رات یہاں ٹھہرو گے یا جاؤ گے؟''

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! اگر میری حاجت پوری فرما دیں تو میرے لیے واپس چلا جانا بہتر ہے۔

آنحضرت نے اپنا دست مبارک قالین کے نیچے مارا اور مجھے مٹھی بھر دینار عنایت فرمائے، میں نے دینار لیے اور باہر نکل آیا، روشنی میں جا کر دیکھا تو وہ دینار سرخ اور زرد رنگ کے تھے پہلا دینار اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

''اے ابا محمدؑ میں نے تمہیں پچاس دینار دیئے ہیں، ان میں چھبیس (۲۶) دینار قرض ادا کرو اور چوبیس (۲۴) دینار اپنے گھر والوں پر خرچ کرو''

صبح سویرے جس قدر تلاش کیا لیکن وہ دینار نہ مل سکا، جبکہ ان میں سے ایک دینار بھی کم نہیں ہوتا تھا۔ (الثاقب المناقب صفحہ ۴۷۷، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، بحارالانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۸)

امامؑ نے نسخہ تجویز کیا

(۸۱۰۔۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے:

ابو احمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن المعروف صفوانی کہتے ہیں: جن دنوں حضرت امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے مرو کی طرف لے جایا گیا، انہی دنوں کوئی کاروان خراسان سے کرمان کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں نے ان کا راستہ بند کر دیا، ان میں سے ایک کو اس خیال سے پکڑ لیا کہ وہ ثروت مند ہے، اسے اذیت کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک مدت تک اسے برف کے درمیان بٹھائے رکھا اور اس کا منہ برف سے بھر دیا، اس وجہ سے اس کا منہ زخمی ہو گیا، اس کی زبان نے کام کرنا چھوڑ دیا اور وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا۔

چوروں کی ایک عورت نے اس پر رحم کیا اور اسے آزاد کر دیا، وہ وہاں سے

خراسان کی طرف فرار ہو گیا، اس دوران اسے معلوم ہوا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نیشا پور میں ہیں، اس نے خراسان جانے کا ارادہ کیا۔ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا تھا ہے: رسول خداؐ کے بیٹے خراسان میں ہیں، ان کے ہاں جاؤ اور اپنی مشکل بیان کرو تا کہ وہ تمہارے لیے کوئی دوا تجویز کریں، جس سے تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔

وہ کہتا ہے: میں عالم خواب میں خراسان پہنچا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے اپنی مشکل کے بارے میں آنحضرت سے شکایت کی اور اپنی بیماری کے بارے میں بتایا، آپ نے مجھے فرمایا:

خذمن ابكمون والشعير والملح ودقه وحرمنه فى فمك مرتين أوثلاثا تعافى۔

"کچھ مقدار زیرہ، جو اور نمک لو، انہیں ملا کر کوٹ ڈالو پھر اس میں کچھ مقدار دو یا تین مرتبہ منہ میں رکھو، ٹھیک ہو جاؤ گے"

میں نیند سے اٹھا، جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس پر کوئی توجہ نہ دی، اور اپنا سفر جاری رکھا، نیشا پور کے دروازے پر پہنچا اور آنحضرت کے بارے میں معلوم کیا۔

لوگوں نے کہا: حضرت امام رضا علیہ السلام نیشا پور سے تشریف لے جا چکے ہیں اور اب "رباط سعد" میں ہیں، میرے دل میں آیا کہ آنحضرت کی خدمت میں وہاں پر حاضر ہو کر اپنی مشکل بیان کروں، یہ سوچ کر "رباط سعد" کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچا، جب آقا و مولیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! میرے ساتھ یہ گزاری ہے، اب میرا منہ زخمی ہے اور زبان نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے، بڑی مشکل سے بات کرتا ہوں، آپ سے گذارش ہے کہ میرے لیے یہ کوئی دوا تجویز کریں تا کہ میں بہتر ہو جاؤں۔آنحضرت نے فرمایا:

"کیا میں نے تمہیں نسخہ نہیں بتایا تھا؟ جاؤ اور جو کچھ خواب میں دیکھا ہے

اس پر عمل کرو"

میں نے کہا: یابن رسول اللہ! اگر ممکن ہو تو لطفاً اس کا تکرار فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا: زیرہ لے کر اسے جو اور نمک میں مخلوط کرو، اسے کوٹ لو اور دو تین مرتبہ منہ میں رکھو تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔

وہ کہتا ہے: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عنایت فرمائی۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۷۸، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ بحار جلد ۴۹ صفحہ ۱۲۴)

امام رضاؑ کی قبر اور شہادت کے بارے میں

(۱۰۸۲۔۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوصلت ہروی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے ابوصلت! جاؤ اور ہارون کی قبر کے چاروں طرف سے مٹی بھر خاک لے آؤ، میں گیا اور اپنے مولیٰ کے فرمان کے مطابق اس کی قبر کے چاروں طرف سے مٹی لایا، جب اسے آنحضرت کے سامنے رکھا تو آپ نے فرمایا: وہ مٹی جو قبر کے کنارے سے اٹھا کر لائے ہو مجھے دو"

میں نے وہ خاک آنحضرت کو دی، آپ نے اسے پکڑا اور سونگھ کر زمین پر پھینک دیا اور فرمایا:

سیحضر لی فی هذا الموضع ، فتظهر صخرة لو جمع لها کل معول بخراسان لم یتهیأ قلعها۔

"عنقریب اس مقام پر میری قبر کھودیں گے، لیکن وہاں سے ایک پتھر نکلے گا کہ اگر خراسان کے سارے کدال اکٹھے کر لیے جائیں تو اسے اپنی جگہ

سے نہیں نکال سکیں گے"

پھر آنحضرت نے فرمایا:

"اس جگہ پر میری قبر کھودیں گے، ان سے کہنا کہ سات سیڑھیوں تک نیچے جائیں اور ضریح کھودیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو حکم دینا کہ دو ہاتھ اور ایک بالشت کے برابر لحد بنائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا وسیع کر دے گا، جب وہ قبر کو اس طرح سے کھود کر تیار کر لیں گے تو تم سر کی طرف سے کچھ رطوبت دیکھو گے، اس وقت وہ دعا پڑھنا جو میں تمہیں تعلیم دوں گا، وہاں سے پانی نکلے گا اور لحد پانی سے بھر جائے گی اس پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں دیکھو گے، پھر انہیں وہ روٹی باریک کر کے ڈالنا جو میں تمہیں دوں گا، جب وہ ساری روٹی کھا جائیں گی تو ایک بڑی مچھلی ظاہر ہو گی جو تمام چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی، حتی کہ کوئی بھی چھوٹی مچھلی باقی نہیں بچے گی، پھر وہ بڑی مچھلی بھی غائب ہو جائے گی۔ اس وقت اس پر ہاتھ رکھ کر وہ دعا پڑھنا جو تمہیں تعلیم دوں گا، وہ پانی زمین میں جذب ہو جائے گا اور پانی کا قطرہ تک باقی نہ بچے گا، البتہ یہ سارے کام مامون کی موجودگی میں انجام دینا"

پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے یوں فرمایا:

یا اباصلت ! غدًا ادخل الی هذا الفاسق الفاجر، فان انا حرمت مکشوف الرأس فتکلم، اکلّمك، وان خرجت وانا مغطی الرأس فلا تکلمنی۔

"اے ابوصلت ! کل میں اس فاسق و فاجر کے پاس جاؤں گا، جب اس کے ہاں سے واپس آؤں گا، اس وقت اگر میرا سر ننگا ہوا تو مجھ سے جو چاہے بات کرنا اور دیکھو کہ میں نے سر ڈھانپا ہوا ہے تو پھر مجھ سے کوئی بات نہ کرنا"

ابوصلت کہتے ہیں: جب کل ہوئی تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنا لباس پہنا

اور محراب میں کسی کے انتظار میں بیٹھ گئے، اس وقت مامون کا غلام آیا اور کہتا ہے: آپ کو امیر المومنین نے بلایا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے جوتے پہنے، عبا اوڑھی اور چل دیے، مجھے بھی حکم دیا کہ میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ۔

آنحضرت مامون کے گھر میں داخل ہوئے، اس لعین کے سامنے ایک برتن میں انگوار اور کسی قسم کے پھل پڑے ہوئے تھے، اس ملعون کے ہاتھ میں انگوروں کا ایک گچھا تھا، جس میں سے کچھ انگور کھائے ہوئے تھے، جب اس کی نگاہ امام رضا علیہ السلام پر پڑی تو اپنی جگہ سے اٹھا اور آنحضرت کو گلے ملا، آنحضرت کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، پھر انگوار کا گچھا اٹھا کر آپ کو کھانے کی دعوت دی اور کہا: اے رسول خداؐ کی بیٹی کے فرزند! کیا آپ نے اس سے اچھے انگور دیکھے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"بہشتی انگور اس سے بہتر ہیں"

مامون نے کہا: یہ انگور کھائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس کام سے معاف کریں۔

مامون نے کہا: ضرور کھاؤ، کیوں نہیں کھاتے ہو؟ شاید مجھ پر اعتبار نہیں ہے اور مجھے متہم کر رہے ہو۔

مامون نے اس گچھے سے کچھ انگور کھائے اور باقی آنحضرت کو دیئے، آپ نے صرف تین دانے کھائے، انگوروں کا گچھا رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ مامون نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا:

"اس جگہ جہاں پر تو نے بھیجا ہے"

ابوصلت کہتے ہیں: امام نے اپنی عبا سر پر اوڑھی اور مامون کے گھر سے باہر نکل آئے، میں نے آپ کے ساتھ کوئی بات نہیں کی، آپ گھر میں داخل ہوئے......... یہاں

تک کہ وہ (ابوصلت) کہتا ہے، جب امام علیہ السلام شہید ہو گئے مامون نے اسی جگہ پر قبر کھودنے کا حکم دیا جس کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا تھا، اس موقع پر وہ تمام کچھ آشکار ہوا جو امامؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے بھی ویسے ہی عمل کیا جیسے آنحضرت نے فرمایا تھا۔ جب مامون نے پانی اور مچھلیاں دیکھیں تو کہتا ہے: حضرت رضا جس طرح سے ہمیشہ زندگی میں معجزات دکھاتے رہے مرنے کے بعد بھی دکھا رہے ہیں۔

مامون کا وزیر وہاں پر حاضر تھا وہ مامون سے کہتا ہے: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت رضا علیہ السلام ان کاموں کے ذریعے تمہیں کیا سمجھانا چاہتے ہیں؟

مامون نے کہا: نہیں

وزیر نے کہا: وہ تمہیں یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ بنی العباس کے حکمرانوں کی حکومت ان چھوٹی مچھلیوں کی مانند ہے، جب تمہاری مدت ختم ہو جائے گی، تمہارے آثار مٹ جائیں گے اور تمہاری حکومت ختم ہو جائے گی اس وقت اللہ تعالیٰ ہم سے ایک شخص کو تمہارے اوپر مسلط کرے گا جو تمہارے پورے سلسلے کو نابود کر دے گا۔

مامون نے کہا: تم سچ کہہ رہے ہو۔

صاحب الثاقب فی المناقب لکھتے ہیں کہ یہ حدیث کافی طولانی ہے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۸۹، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۴۳، بحار جلد ۴۹، صفحہ ۳۰۰)

یہ روایت پر محمد بن امین نے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)

اہل سنت والجماعت نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۹۱)

امامؑ کا ایک عجیب کام

(۱۰۸۳-۱۰) ایک دن حضرت امام علیہ السلام بازار تشریف لے گئے، وہاں سے ایک کتا، مرغ اور مینڈھا خریدا جاسوسوں نے یہ خبر ہارون تک پہنچائی۔

ہارون نے کہا: اب ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

کچھ عرصہ بعد کے بعد زبیری نے لکھا: علی بن موسی رضا علیہ السلام نے اپنے گھر کا دروازہ کھول دیا اور لوگوں کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔

ہارون الرشید نے کہا: عجیب! کچھ عرصہ قبل لکھا تھا کہ علی بن موسیٰ نے کتا مینڈھا اور مرغ خریدا ہے اب یوں لکھ رہا ہے۔ (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۰۵، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۰۰)

کتاب "الثاقب والمناقب کے مؤلف عماد الدین طبری کہتے ہیں: یہ حیران کن امر ہے، کیونکہ جانتے تھے کہ اس کام سے آپ کو قتل کرنے کا کوئی بہانہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۹۲)

شراب خور ہمسایہ

(۱۰۸۴۔۱۱) محدث عالی مقام جناب عماد الدین طبری تحریر کرتے ہیں کہ ابراہیم بن ابی البلاد کہتے ہیں:

میرا ایک شراب خوار ہمسایہ تھا، صرف خدا جانتا ہے کہ وہ کس قدر ہتک حرمت کرتا تھا، اس کے باوجود حضرت امام رضا علیہ السلام کو دوست رکھتا، ایک دن ہم نے یہ داستان آنحضرت کی خدمت عالیہ میں عرض کی۔

حضرت نے فرمایا:

یا ابا سحاق ! اما علمت انّ ولیّ علیّ علیه السلام لم تزل له قدم الّا ویثبت له اخری؟

"اے ابا اسحاق: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اگر علی کے دوست کا ایک مقام ڈگمگا جائے تو دوسرا ثابت و استوار رہتا ہے؟"

ابراہیم کہتے ہیں: میں آنحضرت کی خدمت اقدس سے رخصت ہوا اچانک امام رضا علیہ السلام کی جانب سے ایک خط ملا، اس میں آنحضرت نے کچھ چیزیں مانگیں اور فرمایا کہ انہیں ساٹھ دیناروں کی رقم سے خریدو۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: خدا کی قسم! آج سے قبل ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آنحضرت نے مجھے کچھ لکھا ہو، کیونکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ان کی طرف سے کوئی چیز خمس وغیرہ میرے ذمے ہو۔

رات ہوئی تو کسی نے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، میں متوجہ ہوا کہ کوئی نشے میں مست شخص مجھے آواز دے رہا ہے، میں دروازے پر گیا، اس نے کہا: باہر آؤ۔

میں نے کہا: رات کے اس وقت میں میرے ساتھ کیا کام ہے؟ اور کس لیے آئے ہو؟ وہ نشے کی حالت میں اچھی طرح سے بات نہیں کر پا رہا تھا، اس نے کہا: اپنا ہاتھ باہر نکالو، یہ تھیلی تو اور میرے مولی کی خدمت میں بھیج دو تا کہ ضرورت پر خرچ کر سکیں۔

میں نے تھیلی پکڑی، وہ چلا گیا، اس میں دیکھا کہ ساٹھ دینار ہیں۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ شخص میرے مولی امام رضا علیہ السلام کے اسی فرمان کا مصداق ہے کہ جو دوست علیؑ کے بارے میں فرمایا تھا اور خط میں اپنی حاجت لکھی تھی۔

جو کچھ آنحضرت نے فرمایا تھا، میں نے وہ سب کچھ خریدا اور ایک خط میں ہمسائے کے سلوک کے بارے میں بھی لکھا۔ آنحضرت نے لکھا:

"یہ انہیں موارد میں ہے"۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۹۳)

امام کے ہاتھ کا بویا ہوا درخت بادام

(۱۰۸۵-۱۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو واسع محمد بن احمد نیشاپوری کہتے ہیں:

میں نے اپنی دادی خدیجہ بنت حمدان سے سنا ہے کہ اس نے کہا:

جب حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور میں داخل ہوئے تو محلہ "قرنی" میں میری دادی کے گھر تشریف لائے، جو آب پسندہ کے نام سے معروف ہے، پسندہ کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے تمام گھروں میں سے اس گھر کو پسند فرمایا تھا، پسندہ فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز پر راضی ہونے اور اسے پسند کرنے کے ہیں۔

وہ کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تو انہوں نے صحن کی ایک طرف بادام کا بیج بویا تھا، جو پھوٹا اور درخت بن گیا،اسی سال اس نے پھل اٹھایا ،شہر کے لوگ اس معجزے کی طرف متوجہ ہوئے، اطراف و اکناف سے لوگ آئے اور اس درخت سے شفاء حاصل کرتے، جو کوئی بھی مریض ہوتا وہ شفاء کے طور پر درخت کا بادام کھاتا تو صحت یاب ہو جاتا، جو کوئی بھی آنکھ کے مرض میں مبتلا ہوتا تو اس درخت کا بادام آنکھ پر رکھتا ،اس کی آنکھ ٹھیک ہو جاتی، اگر کوئی خاتون بچے کی پیدائش کرتے وقت کسی مشکل میں گرفتار ہوتی تو اس درخت کا بادام کھانے سے اس کا بچہ آسانی سے ہو جاتا۔

اسی طرح اگر کسی حیوان کے پیٹ میں قولنج کا درد ہوتا تو اس درخت کی باریک باریک شاخیں توڑ کر اس کے پیٹ پر رگڑتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی برکت سے اس کے پیٹ سے قولنج کی ہوا خارج ہو جاتی۔

ایک مدت گزرنے کے بعد وہ درخت خشک ہو گیا، میرے دادا حمدان نے اس کی شاخیں کاٹیں تو وہ اندھے ہو گئے۔

الثاقب فی المناقب کے مؤلف کہتے ہیں: اس درخت کی بہت سے حیران کن واقعات نقل ہوئے ہیں، جنہیں حافظ ابو عبداللہ نے اپنی تحریر "مفاخر الرضا" میں نقل کیا ہے ،ہم صرف اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۹۶، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۱۳۰، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۲۱۲)

رسول خداؐ کی داڑھی کے بال

(۱۰۸۶۔۱۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن موسیٰ عمانی کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امام رضا علیہ السلام مامون کے ہاں گئے، آپ نے دیکھا کہ مامون غم و غصے میں ڈوبا ہوا ہے، آنحضرت نے فرمایا:

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم غم و غصے میں گرفتار ہو؟"

اس نے کہا: ہاں، ایک بادیہ نشین عرب اپنے ہمراہ سات عدد بال لے کر آیا ہے اور اس بات کا مدعی ہے کہ یہ بال رسول خداؐ کے محاسن مبارک کے ہیں، اس نے مجھ سے انعام مانگا ہے، پس اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوا اور میں اسے انعام نہ دوں تو یہ میری شان وشوکت کے خلاف ہے، اگر وہ جھوٹا ہے اور پھر بھی انعام دوں تو لوگ میرا مذاق اڑائیں گے، میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اب کیا کروں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ بال لے کر آئیں"

جب وہ بال لائے گئے تو آنحضرت نے انہیں سونگھ کر فرمایا:

ھذہ اربعۃ من لحیۃ رسول اللّٰہؐ والباقی لیس من لحیتہ۔

"یہ چار بال رسول خداؐ کے محاسن کے ہیں اور باقی آنحضرتؐ کے محاسن کے نہیں ہیں"

مامون نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

آنحضرت نے فرمایا: آگ لے کر آؤ۔

جب آگ لائی گئی تو آپ نے بالوں کو آگ میں پھینکا ان میں سے تین بال جل گئے لیکن باقی بالوں پر آگ نے کوئی اثر نہیں کیا، آنحضرت نے ان بالوں کو آگ سے باہر نکالا۔

مامون نے کہا: اس بادیہ نشین عرب کو حاضر کیا جائے۔

جب اسے لایا گیا تو مامون نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

بادیہ نشین عرب نے کہا: میرا گناہ کیا ہے؟

مامون نے کہا: سچ سچ بتاؤ ان بالوں کی داستان کیا ہے؟

بادیہ نشین عرب نے کہا: ان میں سے چار بال رسول خدا کے محاسن سے ہیں اور باقی میری داڑھی کے ہیں۔

جب مامون نے آنحضرت سے معجزات دیکھے تو اس کے دل میں آنحضرت کے بارے میں حسد نے ڈیرا ڈال لیا۔ (الثاقب فی المناقب: صفحہ ۴۹۷)

رسول خداؐ خواب میں

(۱۰۸۷۔۱۴) جناب شیخ صدوقؒ "عیون اخبار الرضاؑ" میں تحریر کرتے ہیں:

ابو حبیب بناجی کہتے ہیں: ایک رات میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، جو بناج میں تشریف لائے اور اس مسجد میں داخل ہوئے، جس میں ہر سال حاجی حضرات آ کر رکتے، میں خواب میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا، آنحضرت کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری رکھی ہوئی ہے جس میں مدینہ کی صیحانی کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔

آنحضرت نے مجھے مٹھی بھر کھجوریں عنایت فرمائیں، میں نے انہیں شمار کیا تو وہ اٹھارہ کھجوریں تھیں۔

جب آنکھ کھلی تو میں اپنے خواب کی تعبیر یوں سمجھا کہ جتنے کھجور کے دانے ہیں، اتنے سال زندہ رہوں گا۔

اس خواب کو بیس دن گزر گئے، میں ایسی زمین میں تھا جو میں نے کاشتکاری کے لیے تیار کی ہوئی تھی۔ ایک شخص نے آ کر مجھے اطلاع دی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے ہیں اور اسی مسجد میں نزول اجلال فرمایا ہے، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر ممکن طریقہ سے امام کی خدمت میں شرف یاب ہو رہے ہیں، میں بھی مسجد کی طرف روانہ ہوا، میں نے دیکھا کہ آنحضرت اسی جگہ پر تشریف فرما ہیں جہاں پر میں نے رسول خداؐ کو مسند نشین دیکھا تھا، آنحضرت کے نیچے چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ان کے سامنے کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری میں صیحانی کھجوریں رکھی ہوئی تھی۔

میں نے سلام عرض کیا: آنحضرت نے جواب عنایت فرمایا، مجھے اپنے پاس بلایا

اور مٹھی بھر کھجوریں عطا فرمائیں۔

میں نے ان کھجوروں کو گنا تو ان کی تعداد بھی وہی تھی جو رسول خداؐ نے خواب میں مجھے عطا فرمائی تھیں۔

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں عرض کیا: یا ابن رسول اللہ کچھ زیادہ عنایت فرمائیں، آپ نے فرمایا:

لو زادك رسول اللہ لزدناك۔

"اگر رسول خداؐ زیادہ عنایت فرماتے تو میں بھی زیادہ عطا کر دیتا"

(عیون اخبارؑ جلد ۲ صفحہ ۲۱، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۵)

امام نے اپنے صحابی کے لیے سواری بھیجی

(۱۰۸۸۔۱۵) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ بزنطی کہتے ہیں:

میرے آقا و مولیٰ امام رضا علیہ السلام نے میرے لیے ایک گدھا بھیجا، میں اس پر سوار ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، رات ہو چکی تھی لیکن میں مسلسل آنحضرت کے محضر مبارک میں حاضر رہا، یہاں تک کہ رات کا کچھ حصّہ گذر گیا، جب انہوں نے اندر تشریف لے جانا چاہا تو فرمایا:

"میرے خیال میں اب تم اپنے شہر واپس نہیں جا سکتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: ہاں آپ پر قربان جاؤں۔

آپ نے فرمایا: آج رات ہمارے پاس ٹھہر جاؤ، کل صبح خدا کی حفاظت میں چلے جانا۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ایسا ہی کرتا ہوں۔

آنحضرت اپنی کنیز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یا جاریۃ أفرشی لہ فراشی واطرحی علیہ ملحفتی التی انام فیھا وضعی تحت راسہ مخادّی۔

"اے کنیز! اس کے لیے وہی بستر بچھاؤ جس پر میں سوتا ہوں، میرا لحاف اس کے اوپر ڈال دو اور میرا سرہانہ اس کے سر کے نیچے رکھو"

بزنطی کہتے ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا: کون اس مقام پر پہنچ سکتا ہے جو آج کی رات مجھے نصیب ہوا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے امامؑ کے نزدیک مجھے عزت بخشی ہے اور مجھ پر ایسا لطف فرمایا ہے جو میرے دوستوں میں سے کسی پر نہیں کیا، کہ امام علیہ السلام نے اپنی سواری میرے لیے بھیجی، میں اس پر سوار ہوا، اپنا بستر میرے لیے بچھوایا، میں آنحضرت کے لحاف میں سویا ہوں اور انہوں نے اپنا سرہانہ مجھے عطا فرمایا: اصحاب میں سے کسی کو بھی یہ مقام و مرتبہ نصیب نہیں ہوا ہے۔

میں یہ کچھ سوچ رہا تھا، جبکہ آنحضرت میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے، اچانک میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے احمد! ایک دن امیر المومنین علی علیہ السلام زید بن صوحان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس لطف کی وجہ سے زید نے لوگوں پر فخر کیا"

آنحضرت نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

فلا تذھبنّ نفسك الی الفخر، وتذلّل للہ عزّ وجلّ۔

"ہرگز اپنے نفس کو فخر و مباہات کا اسیر مت بناؤ اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکاؤ"

امام رضا علیہ السلام نے اتنا فرمایا اور اپنے ہاتھ کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، بحار الانوار جلد ۴۹، صفحہ ۳۶)

کیا اپنے جیسے کی اطاعت کریں؟

(۱۶-۱۰۸۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابن ابی کثیر کہتے ہیں:

جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو لوگوں نے آپؑ کی امامت کے بارے میں توقف کیا، میں اسی سال خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے

مکہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا اور دل میں نیت کرتے ہوئے یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ۔ (سورہ قمر آیہ ۲۴)

"کیا ہم ایسے انسان کی پیروی کریں جو ہماری جنس سے ہے؟"

آنحضرت بجلی کی طرح میرے قریب سے گذرے اور فرمایا:

"خدا کی قسم میں ہی وہی بشر ہوں، جس کی اطاعت تمہارے اوپر واجب ہے"

میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولیٰ! اللہ تعالیٰ اور آپ سے معافی کا طلب گار ہوں۔

آپ نے فرمایا: مغفور لک۔ تمہارا عذر قبول ہے۔

امامؑ کی طرف سے مشکل مسائل کے جوابات

(۱۰۹۰-۱۷) جناب برسی اپنی کتاب "مشارق انوار الیقین" میں تحریر کرتے ہیں:

واقفی مذہب سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے کچھ مشکل مسائل اکٹھے کیے اور اپنے آپ سے کہا: اگر حضرت رضا ان مسائل کے جوابات جانتے ہوں گے تو وہ امام اور ولی امر ہیں۔

جب وہ امام رضا علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا تو انتظار کرنے لگا کہ بھیڑ کچھ کم ہو جائے، ادھر حضرت کا خادم آیا، اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا، جس میں اس کے تمام سوالوں کے جوابات تحریر تھے۔

خادم نے کہا: وہ خط کہاں ہے جو تو نے لکھا ہوا تھا، اس شخص نے وہ خط نکالا۔

خادم نے کہا: ولی خدا تمہیں فرما رہے ہیں:

هذا جواب مافيه۔

"اس خط میں ان سوالوں کے جوابات ہیں جو تو نے لمبے چوڑے کاغذ پر لکھے ہوئے ہیں" اس شخص نے وہ خط لیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، بحار جلد ۴۹ صفحہ ۲۸، مشارق انوار الیقین صفحہ ۹۶)

مرنے کے بعد واقفی مذہب شخص کا حال

(۱۰۹۱۔۱۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ نقل ہوا ہے: ایک دن حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے درس میں فرمایا:

"لاالٰہ الّا اللّٰہ" وہ فلاں شخص، حضرت نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور پھر فرمایا: "لاالٰہ الّا اللّٰہ" اسے غسل وکفن دے کر قبرستان کی طرف لے گئے ہیں"

تھوڑی دیر کے بعد فرمایا:

" لا الٰہ الّا اللّٰہ" وضع فی قبرہ وسئل عن ربّہ فاجاب ثم سئل عن نبیّہ فاقر ثم سئل عن امامہ معدّ ھم حتی وقف عندی فما بالہ وقف؟

"لاالٰہ الااللّٰہ" اسے قبر میں لٹایا گیا اور اس سے پروردگار کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا، پیغمبرؐ کے بارے میں سوال کیا تو اس نے اقرار کیا، پھر اس سے امام کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے ایک ایک کر کے تمام کو گنا، لیکن جب مجھ تک پہنچا تو خاموش ہو گیا وہ کیوں خاموش ہوا؟"

قابل ذکر بات ہے کہ وہ شخص واقفی مذہب تھا۔

(مشارق انوار الیقین صفحہ ۹۶، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۷۱)

علی بن اسباط تحائف کے ہمراہ

(۱۰۹۲۔۱۹) جناب برسی مذکورہ کتاب میں ہی ذکر کرتے ہیں:

جب حضرت امام رضا علیہ السلام خراسان میں داخل ہوئے تو اطراف واکناف میں رہنے والے شیعہ آنحضرتؑ کی طرف متوجہ ہوئے، علی بن اسباط بھی ہدایا اور تحائف کے ہمراہ آنحضرت کی طرف روانہ ہوا۔

دوران سفر چوروں نے قافلے پر حملہ کردیا، اس کے تمام اموال اور ہدایا لوٹ لیے اور اسے مارا پیٹا، اس کے منہ پر ایک سخت چوٹ لگائی، جس کی وجہ سے اس کے سامنے والے دو دانت ٹوٹ گئے، وہ مجبور ہو کر ایک قریبی گاؤں میں گیا، سویا تو رات کو خواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا، آنحضرت نے اس سے فرمایا:

لاتحزن انّ هدایاك ومالك وصلت الینا، واما فمك بثنایاك فخذ من السعد المسحوق واحش به فاك۔

''مغموم مت ہو! تیرے اموال اور ہدایا ہم تک پہنچ گئے ہیں، لیکن تمہارے منہ اور دانتوں کے بارے میں یہ ہے کہ کوٹی ہوئی سعد لو اور اس سے اپنا منہ بھر لو''

راوی کہتے ہیں: علی بن اسباط خوش و خرم نیند سے بیدار ہوا کچھ مقدار رگڑی ہوئی سعد لی اور اس سے منہ بھر لیا، خداوند متعال نے اس کے دانت لوٹا دیئے، جب وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا تو آنحضرت نے فرمایا:

''ہم نے سعد کے بارے میں تمہیں جو کچھ کہا ہے وہ ہو چکا اب اس اسٹور میں جاؤ اور دیکھو''

علی بن اسباط اس اسٹور میں داخل ہوئے، اور دیکھتے ہیں تمام کے تمام اموال اور ہدایا کسی کم و بیشی کے بغیر وہاں پر موجود ہیں۔ (مشارق الانوار صفحہ ۹۶، بحار الانوار جلد ۴۹، صفحہ ۴۷)

امام رضاؑ کی مامون پر نفرین

(۱۰۹۳۔۲۰) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ''عیون اخبار الرضا'' میں تحریر کرتے ہیں کہ اباصلت ہروی کہتے ہیں:

مامون کو اطلاع دی گئی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اعتقادات پر درس اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ اس وجہ سے لوگ ان کے دیوانے ہو گئے ہیں۔

مامون نے اپنے چوبدار محمد بن عمر وطوسی کو حکم دیا کہ لوگوں کو آنحضرت کے درس سے پراگندہ کرے اور امام رضا علیہ السلام کو حاضر کیا جائے۔

محمد بن عمر وطوسی نے حکم مامون کے مطابق لوگوں کو آنحضرت کے درس سے منتشر کر دیا اور آپ کو مامون کے پاس لے گیا، چونکہ مامون آنحضرت کے کام کی وجہ سے غصے میں تھا، لہٰذا اس نے حضرت امام رضاؑ کو غصے سے دیکھا اور آپ کی بے احترامی اور اہانت کی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام غصے کی حالت میں وہاں سے نکلے اور زیر لب فرمایا:

"محمد مصطفیٰؐ، علی مرتضیٰؑ اور سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کے حق کی قسم! میں اللہ کی مدد سے اس پر ایسی نفرین کروں گا کہ اس پر ایسی چیز نازل ہوگی جو اس بات کا باعث بنے گی کہ اس سرزمین کے اراذل اور کتے اسے باہر نکالیں گے اور عام وخاص اسے حقیر سمجھیں گے۔"

پھر آنحضرت اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے، پانی حاضر کیا گیا، آنحضرت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز بجالائی دوسری رکعت میں دعائے قنوت یوں مانگی۔

اَللّٰهُم یاذاالقدرة الجامعة، والرحمة الواسعة، والمنن المتتابعة، والآلاء المتوالية، والایادی الجمیلة، والمواهب الجزیلة، یامن لایوصف بالتمثیل، ولایمثل بنظیر، ولا یغلب بظهیر، یا من خلق فرزق، والهم فانطق، وابتدع فشرع، وعلا فارتفع، وقدر فأحسن، وصور فاتقن، واحتج فابلغ وانعم فاسبغ، واعطی فاجزل۔

یامن سمافی العزفقات خواطرالابصار، ودنی فی اللطف فجاز هو احس الافکار، یامن تفرّد بالملك فلانذله فی ملکوت سلطانه، وتوحد بالکبریآء فلا ضدله فی جبروت شأنه۔

یا من حارت فی کبریآء معیته وقائق لطائف الاوهام، وحسرت دون ادراك عظمته خطائف ابصار الانام، یا عالم خطرات قلوب العالمین ،ویا شاهد لحظات البصائر الناظرین یامن عنت الوجه لهیبته،وخضعت الرقاب لجلالته ، وجلت القلوب من خیفته ،وارتعدت الفرائص من فرقه یا بدی یالابیع یا قوی ، یا منیع یا علی یارفیع ،صل علی من شرّفت الصلوة بالصلاة علیه ، وانتقم لی ممن ظلمنی،واستخف بی وطرد الشیعة عن بابی ، واذقه مرارة الذلّ والهوان کما اذا قنیها ،واجعله طرید الارجاس و شرید الانجاس۔

"اے وہ خدا جو قدرت کامل و جامع ،رحمت بیکراں و وسیع، مسلسل احسانات متواتر وخوبصورت نعمات اور بے شمار کرامات کا مالک ہے۔ اے وہ کہ جس کی تمثیل کے ذریعے سے توصیف نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کسی شے کے ساتھ تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ وہ طاقتیں جو ایک دوسرے کی پشتیبان ہیں تیرے اوپر غلبہ حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں۔"

"اے وہ جس نے خلق کیا اور روزی عطاء کی، الہام کیا اور قوت گویائی دی، پیدا کیا اور راستے پر چلایا، برتری و بلندی کو پسند کیا اور نظام بخشا، تقدیر بنائی اور اسے اچھا کیا، نقش و نگار دیئے اور اسے محکم و استوار کیا، استدلال کیا اور اسے کامل کیا، نعمت بخشی اور اسے وسیع کیا، اور بہت زیادہ عطا کیا ہے"

"اے وہ کہ جو عزت و کبریائی میں اس قدر اوج و بلندی پر ہے کہ آنکھوں کی طاقت سے باہر ہے اور لطافت و مہربانی میں اس قدر قریب ہے کہ عقلوں کے ادراک کرنے سے کہیں بلند ہے"

"اے وہ جو سلطنت وحکمرانی میں ایسا منفرد ہے کہ اس کی سلطنت وحکمرانی میں کوئی بھی اس کا شریک وہمسر نہیں ہے اور کبریائی میں یکتائی کو چنا ہے کہ اس کی قدرت جبروتی کے مقابلے میں اس کا کوئی حریف نہیں ہے"

"اے وہ کہ جس کی ہیبت کی عظمت میں گہری سوچ رکھنے والوں کی عقلیں حیران وگردان ہو گئیں اور دیکھنے والوں کی آنکھیں اس کی عظمت کے ادراک سے اپنی بینائی ہاتھ سے دے بیٹھی ہیں، اے قلوب عالمین کی خاطرات کو جاننے والے! اے ابصار الناظرین کے لحظوں کے شاہد! اے وہ کہ جس کی ہیبت سے چہرے زمین پر جا لگے، اس کے جلالت وشکوہ کی وجہ سے گردنیں جھک گئیں، اس کے خوف سے دل کانپنے لگے اور اس کے ڈر سے رگوں میں لرزہ طاری ہو گیا"

"اے ابتداء کرنے والے، اے ایجاد کرنے والے، اے طاقت ور، اے ایسا مضبوط جس پر کوئی بھی غلبہ نہ پا سکے، اے بلند مقام اور اے بلند مرتبہ اس پر درود بھیج کہ اس پر درود بھیجنے سے تو نے نماز کو شرف بخشا ہے، اس سے انتقام لے جس نے میرے اوپر ظلم کیا مجھے حقیر سمجھا اور میرے شیعوں کو میرے گھر سے نکالا، اسے ذلت وخواری کا مزہ چکھا، جیسا کہ اس نے مجھے چکھایا ہے اور اسے دھتکارا ہوا پلید اور نجاستوں کا باقی ماندہ قرار دے"

اباصلت، عبدالسلام بن صالح بن ہروی کہتے ہیں: ابھی میرے آقا ومولی حضرت امام رضا علیہ السلام کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ شہر میں ایک مرتبہ شدید قسم کا زلزلہ آیا، جس سے پورا شہر لرز اٹھا اور ہر طرف سے فریاد بلند ہوئی، رات چھا گئی اور شہر میں بھگدڑ مچ گئی، میں اپنی جگہ سے اٹھا، یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے نماز ختم کی اور سلام کہا، اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے اباصلت! چھت پر جاؤ وہاں سے ایک بدکار و احمق بوڑھی عورت کو دیکھو گے، جو اشرار کو ابھار رہی ہے، اس کے بدن پر گندہ لباس ہے۔ اس کی بے حیائی کی وجہ سے اس شہر کے لوگ اسے "سمانہ" کہتے ہیں۔ اس نے نیزے کی بجائے بانس پکڑا ہوا ہے جس پر اس نے اپنی سرخ چادر کو باندھ کر جھنڈا بنایا ہوا ہے اور لوگوں کی رہبری کر رہی ہے، وہ ظالم و ستم گر فوجیوں کو مامون کے محل اور سپاہیوں کے گھروں کی طرف لے جا رہی ہے"

میں چھت پر گیا، کچھ لوگوں کو دیکھا جو ڈنڈوں سے حملہ کر رہے ہیں اور پتھروں سے سر پھوڑ رہے ہیں۔ میں نے مامون کو وہاں پر دیکھا جو قصر شاہ جہان سے نکل کر فرار کر رہا ہے، اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ہے کہ کیا ہوا، کیا دیکھتا ہوں حجام شاجرد نے گری ہوئی چھتوں سے ایک اینٹ اٹھائی اور مامون کو دے ماری، جو اس کے سر پر لگی، جس کی وجہ سے اس کا ہیلمٹ گرا اور سر پھٹ گیا۔

ایک شخص مامون کو جانتا تھا، اس نے اینٹ پھینکنے والے شخص سے کہا: تیرا اوپر افسوس ہو! وہ امیر المومنین مامون تھا۔

جب سمانہ نے یہ بات سنی تو کہتی ہے چپ رہو! حرام زادے آج کسی کے درمیان کوئی فرق کرنے کا دن نہیں ہے اور نہ ہی مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کسی کا احترام کرنے کا دن ہے۔

اگر وہ واقعا امیر المومنین ہوتا تو ہرگز بدکار مردوں کو باکرہ لڑکیوں پر مسلط نہ کرتا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے مامون اور اس کے سپاہیوں کو بہت ذلیل کیا اور ذلت خواری کے ساتھ نہایت بری طرح سے شہر سے باہر نکال دیا۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۱۷۰، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۸۲)

امامؑ کی اخلاقی خصوصیات

(۱۰۹۴-۲۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابراہیم بن عباس حضرت امام رضا علیہ السلام کی عظیم اخلاقی خصوصیات کی تعریف میں کہتے ہیں:

☆ میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے کسی کو اپنی گفتگو سے ناراحت کیا ہو۔

☆ میں نے ہرگز نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کی بات کاٹی ہو، بلکہ آپ دوسرے شخص کی گفتگو ختم ہونے تک صبر کرتے۔

☆ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی محتاج کو خالی ہاتھ لوٹایا ہو، بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق اس کی مدد فرماتے۔

☆ میں نے آج تک نہیں دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنے غلاموں اور کنیزوں کو غلط الفاظ سے بلایا ہو۔

☆ میں نے ہرگز نہیں دیکھا کہ آپ کسی کے سامنے تھوکتے ہوں۔

☆ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے مسکراتے وقت قہقہہ لگایا ہو، بلکہ آنحضرت کا مسکرانا صرف تبسم کی حد تک تھا۔

☆ جب محفل ختم ہوتی تو دسترخوان بچھاتے، تمام غلاموں حتیٰ کہ اپنے دربانوں اور خاکروبوں کو بھی دسترخوان پر بلاتے۔

☆ حضرت امام علیہ السلام راتوں کو بہت کم سوتے، رات کے اکثر حصے میں بیدار رہتے بلکہ اکثر و بیشتر شب بیداری کرتے۔

☆ آنحضرت اکثر روزہ رکھتے، آپ مہینے کے پہلے تین دنوں کا روزہ کبھی نہ چھوڑتے اور فرماتے:

ذلك صوم الدهر۔

"ان تین دنوں کا روزہ پوری عمر کا روزہ ہے"

☆ آپ اکثر و بیشتر کار خیر انجام دیتے، صدقہ چھپ کر دیتے، اکثر نیک کام رات کی تاریکی میں انجام دیتے، اس بناء پر اگر کوئی یہ گمان کرے کہ مقام و مرتبہ اور فضیلت

وشخصیت کے اعتبار سے صرف انہیں دیکھا ہے تو اس کی بات پر یقین کرو۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۱۸۲، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۹۰)

عبداللہ خوانی کا امامؑ پر مرثیہ

کتاب مقتضب الاثر میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ایک لب بنام علی بن عبداللہ خوانی نے آپ کے بارے میں ایک مرثیہ لکھا، جس میں تمام آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء گرامی ذکر کیے ہیں۔

البتہ اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے بعد دوسرے آئمہ کو نہیں دیکھا، یہ اشعار علی بن ہارون یحییٰ نے ان سے نقل کیے ہیں۔

یا ارض طوس! سقاک اللہ رحمتہ
ماذا ضنمت بن الخیرات یاطوس
طابت بقاعک فی الدنیا وطاب بھا
شخص ثوی بسنا باد مرموس
شخص عزیز علی الاسلام مصرعہ
فی رحمتہ اللہ مغمور و مغموس
یا قبرانت قبر قد تضمنہ
علم وحلم وتطھیر و تقدیس
فالفخر بانک مغبوط بحجتہ
وبالملائکۃ الابرار محروس

"اے سرزمین طوس! خدا تمہیں اپنی رحمت سے سیراب کرے، اے طوس! تو کتنی خوبیوں کی حامل ہے"

"دنیا میں تیری سرزمین پاکیزہ ہو کہ سرزمین طوس کو اس شخص نے پاک کیا

ہے جو سنا باد میں محو خواب ہے"

"وہ ایسی شخصیت ہیں کہ ان کی شہادت اسلام پر سخت ہے، وہ رحمت خدا میں ڈوبے ہوئے اور غوطہ زن ہیں"

"اے ان کی آرام گاہ! تو ایسی آرام گاہ ہے کہ تو نے اپنے اندر علم و حلم اور پاکیزگی و قداست کو جگہ دی ہے"

"پس تو اپنے اوپر فخر و مباہات کر کہ تو ان کے جسد مطہر کی وجہ سے قابل رشک بنی ہے اور نیک فرشتوں کے سبب سے محفوظ ہو"

(عیون اخبار جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، بحار جلد ۴۹ صفحہ ۳۱۷)

مقتضب الاثر میں مرقوم ہے:

في كل عصر لنا منكم امام هدى

فربعه آهل منكم وما نوس

امست نجوم سماء الدين آفلة

وظل اسد الثرى قد ضمها الخيس

غابت ثمانية منكم واربعة

يرجى عطا لعها ماجنّت العيش

حتى متى يزهر الحق المنير بكم

فالحق في غيركم داج ومطموس

"ہر زمانے میں آپؑ کے خاندان سے ہمارے لیے ایک امام ہدایت ہوتا ہے کہ آپؑ کے پیروکاروں سے محفل مملو ہوتی ہے اور محفل انس ہوتی ہے"

"آسمان دین کے ستارے ڈوب گئے ہیں، جنگلی شیر کو جنگل سے پکڑ لیا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے ہیں"

"آپؑ کے خاندان سے آٹھ درخشندہ ستارے غروب کر گئے ہیں اور چار باقی ہیں، امید ہے کہ وہ اس وقت تک طلوع کریں جب اونٹنی اپنے بچے پر مہربان رہے گی"

"اس وقت تک کہ آپ کا چمکتا ہوا حق نور افشانی کرے گا، پس آپ کے غیر میں حق تاریک اور نابود ہے۔(منتخب الاثر صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۳۶۸)

ہر روز کے اعمال امامؑ کی خدمت میں

(۱۰۹۵۔۳۲) کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابان کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ کچھ دوستوں نے مجھ سے التماس کی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا فرمائیں:

آنحضرت نے فرمایا: واللہ انی لتعرض علی کل یوم اعما لھم۔

"خدا کی قسم! ان کے ہر روز کے تمام اعمال و افعال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں" (بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۰ جلد ۱۱)

معصومینؑ خدا کا چہرہ ہیں

(۱۰۹۶۔۳۳) جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "عیون اخبار الرضاؑ" میں ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ ابا صلت کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: یابن رسول اللہ! اس روایت کہ "لا الہ الا اللہ کہنے کی پاداش میں خداوند متعال کے چہرے کو دیکھنا ہے" کا معنی کیا ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابا الصلت ! من وصف اللہ بوجہ کالوجوہ فقد کفر، ولکن وجہ اللہ انبیاؤہ ورسلہ وحججہ علیھم السلام ھم الذین بھم یتوجہ الی اللہ عزّوجلّ والی دینہ ومعرفتہ۔

"اے اباصلت! جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے توصیف کی کہ اس کا چہرہ مخلوق کے چہرے کی طرح ہے، پس اس نے کفر کیا ہے، لیکن خدا کے چہرے سے مراد پیغمبر انبیاء اور حجتیں یعنی آئمہ علیہ السلام ہیں ان کے وسیلہ سے ہی لوگ خدا، دین اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (سورہ رحمٰن آیہ ۲۶ و ۲۷) "جو روئے زمین پر ہیں، سب فنا ہو جانے والے ہیں۔ صرف تمہارے رب کی ذات جو صاحب جلال و اکرام ہے وہی باقی رہنے والی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورہ قصص آیہ ۸۸) "اس کی ذات کے ماسوا چیز ہلاک ہونے والی ہے" پس وہ پیغمبروں اور خدا کی حجتوں کو روز قیامت ان کے درجات و مقامات میں دیکھنے کا مومنین کے لیے اجر عظیم ہے۔

رسول خداؐ کا ارشاد گرامی ہے:

من ابغض اهل بيتى وعترتى لم يرنى ولم اره يوم القيامة۔

"جو کوئی بھی میرے اہل بیت اور عترتی کے ساتھ دشمنی رکھے، روز قیامت نہ وہ مجھے دیکھے گا اور نہ ہی میں اس پر نگاہ ڈالوں گا" (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۹۴)

عمر بن یزید کا امامؑ سے سوال

(۱۰۹۷-۲۳) کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ عمر بن یزید کہتے ہیں:

میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میں نے آپؑ کے والد بزرگوار سے ایک مسئلہ پوچھا تھا، اب آپ سے بھی وہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا:

"کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: یا رسول خداؐ کا علم اور ان کی کتاب، نیز اوصیاء کا علم اور ان کی کتابیں آپؑ کے پاس ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں، اگر اس سے بیشتر پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۵۱۱، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۷۶)

امام کے نصیحت آموز اشعار

(۱۰۹۸۔۲۵) جناب شیخ مفید الرحمہ سے منسوب کتاب "الاختصاص" میں آیا ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو خط میں لکھا: مجھے کوئی نصیحت کریں

حضرت امام رضا علیہ السلام نے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار تحریر فرمائے:

انک فی دنیا لھامدة
یقبل فیھا عمل العامل
اماتری الموت محیطا بھا
یسلب فیھا امل لامل
تعجل الذنب بما تشتھی
وتامل التوبة من قابل
والموت یاتی اھله بغتة
ماذاک فعل الحازم العاقل

"بے شک تو ایسی دنیا میں ہے کہ جس میں رہنے کی مدت محدود ہے اور اس مدت میں ہر عامل کا عمل قابل قبول ہے"

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ موت نے اس دنیا کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، اور آرزو کرنے والوں کی آرزوؤں کو مسلسل سلب کر رہی ہے؟"

"اس دنیا میں اپنی نفسانی خواہشات تک پہنچنے میں جلدی کرتے ہو،

درحالانکہ خدا سے توبہ کرنے اور اس کی طرف بازگشت میں سستی کرتے ہو"

"ناگہانی مرگ اس کے اہل تک پہنچ جاتی ہے، اس طرح سے نہیں ہے

اس شخص کا عمل کہ جو دور اندیش و حامل ہو" (الاختصاص ۹۴و۹۵)

امامؑ کی مفید نصیحتیں

(۱۰۹۹۔۲۶)۔ کتاب "الدرر" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اتقوا اللہ ایھا الناس ! فی نعم اللہ علیکم،فلا تنفروھا عنکم

بمعاصیہ بل استدیموھا بطاعتہ وشکرہ علی نعمہ وایادیہ۔

"اے لوگو! اللہ کی نعمتوں کے بارے میں تقویٰ اختیار کرو، اپنے گناہوں

کے ذریعے انہیں اپنے آپ سے دور مت کرو، بلکہ اطاعت اور ان نعمتوں

کا شکر بجا کر انہیں ہمیشگی بناؤ"

واعلموا ! انکم لاتشکرون بشی بعد الایمان باللہ ورسولہ

وبعد الاعتراف بحقوق اولیآء اللہ من آل محمد علیھم

السلام احبّ الیکم من معاونتکم لاخوانکم المؤمنین علی

دینا ھم الّتی ھی معبر لھم الی جنّات ربّھم ،فان من فعل ذلک

کان من خاصۃ اللہ۔

"جان لو! آپ خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانے کے بعد اور اولیاء آل

محمدؐ کے حقوق کا اعتراف کرنے کے بعد کسی چیز کا شکر ادا نہیں کرتے ہو کہ

جو تمہارے مومنین بھائیوں کی مدد سے محبوب تر ہو، کہ آپ ان کے دنیاوی

معاملات میں ان کی مدد کرتے ہو، وہ دنیا پروردگار کی جنت کی طرف

جانے کے لیے محل عبور ہے"

من حاسب نفسہ ربح ،ومن غفل عنھا خسر، ومن خاف

امن، ومن اعتبر ابصر، ومن ابصر فہم، ومن فہم عقل۔

"جس نے بھی اپنے نفس کا محاسبہ کیا اس نے فائدہ اٹھایا، اور جس کسی نے اپنا محاسبہ کرنے سے غفلت برتی، اس نے گھاٹا کھایا، جو خوف کھاتا ہے وہ حفظ و آمان میں ہوگا، جو کوئی عبرت حاصل کرے گا وہ صاحب بصیرت ہوگا اور جو صاحب بصیرت ہے، وہ سمجھتا ہے اور جو سمجھتا ہے وہ غور و فکر کرتا ہے"

والمؤمن اذا غضب لم یخرجہ غضبہ عن حق، واذا رضی لم یدخلہ رضاہ فی الباطل، واذا قدر لم یاخذ اکثر من حقہ

"مومن جب غضبناک ہوتا ہے تو اس کا غضب اسے حق سے خارج نہیں کرتا، جب خوش ہوتا ہے تو اس کی خوشی اسے باطل میں داخل نہیں کرتی ہے اور جب وہ صاحب قدرت و طاقت ہو جاتا ہے تو اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا پیغمبروں کو قتل کرنے والے لوگ پست فطرت اور بدکار تھے، عامہ (اندھا) ایسا لفظ ہے جو عما (اندھے پن) سے لیا گیا ہے، اللہ تعالی ان پر راضی نہیں ہوا، یہاں تک کہ انہیں چار پائیوں سے تشبیہ دی اور فرمایا

"بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا (سورہ فرقان آیہ ۴۴)" بلکہ وہ گمراہ تر ہیں"

صدیق کل امرء عقلہ، وعدوہ جہلہ، العقل حباء من اللہ عزوجل والادب کلفۃ فمن تکلف الادب قدر علیہ، ومن تکلف العقل لم یزدہ الا جہلا۔

"ہر انسان کا دوست اس کی عقل اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے، عقل خداوند متعال کی طرف سے ایک ہدیہ ہے، ادب ایک زحمت ہے، جو کوئی بھی ادب کے لیے زحمت اٹھائے گا وہ اس کی قدرت حاصل کرے گا

اور جو کوئی بھی اپنی عقل کو زحمت میں ڈالے گا اسے جہالت کے علاوہ کچھ نہیں ہاتھ آئے گا"

التواضع درجات، منها ان يعرف المرء قدر نفسه فينزلها منزلتها بقلب سليم لايحب ان ياتي الى احد الّامثل ما يؤتى اليه، ان اتى اليه سيّئة واراها بالحسنة۔ كاظم الغيظ ،عاف عن الناس ،والله يحب المحسنين۔

"تواضع و انکساری کے درجات ہیں، ان درجات میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اپنی قدر و قیمت پہچانے، اور اسے قلب سلیم کے ساتھ اس کے مقام پر رکھے، دوست نہیں رکھتا ہے وہ جو دوسرے کے ساتھ وہی سلوک اور برتاؤ نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اگر کوئی گناہ انجام دیتا ہے تو اسے نیکیوں کے ذریعے چھپائے، غصے کو پی جاؤ اور لوگوں سے درگزر کرو، اللہ تعالی نیک دوستوں کو پسند کرتا ہے" (بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۳۵، [illegible] جلد ۲۵۹ جلد ۹)



خاتمہ

حضرت امام رضا علیہ السلام کی شان میں چار شعر لکھے گئے ہیں، جو معروف شاعر ابی نواس سے منسوب ہیں۔ عبدالباقی عمری نے ان اشعار کو یوں مخمس کیا ہے:

من معانی البیان اظهرت سرًّا
شاع مابین شیعة الآل جهرًا
وغداة استحال شعری سحرًا
قیل لی انت اشعر الناس طرًّا
فی المعانی وفی الکلام النبیه

فهو الدن وهی فیه مدام
بیدالکفر فض عنها ختام
ولبسلک لایعتریه انفصام
لک من جوهر القریض نظام
یثمر الدر فی یدی مجتنیه

بنفیس منه اشعرین النفوسا
وعلی المشتری ادرت الشموسا
ومن الشعر قد ملات الطروسا
فلماذا ترکت مدح ابن موسی

والخصال التی تجمعن فیه

وھو	القائد	العلا	بزمام
لمقام	مافوقه	من	مقام
فالتزم	مدحه	اشدًا	العزام
قلت	لااستطیع:	مدح	امام

کان جبرئیل خادما لأبیه

"معانی بیان کے ذریعے ایک راز آشکار ہوا اور خاندان رسالت کے شیعوں کے درمیان واضح طور پر منتشر ہوا"

"بوقت صبح میرا شعر سحر میں تبدیل ہو گیا، اور مجھے کہا گیا کہ تو معانی کو سمجھنے اور فن سخنوری میں سب سے ممتاز ہے"

"وہ شراب سے بھرے ہوئے جام کی مانند ہیں، اس کی مہر کھولنے کے لیے دست فکر و اندیشہ کی ضرورت ہے"

"اس طرح سے پیوستہ اور منظم ہیں، جو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے تیرے لیے یہ منظم و مرتب شعر گوہر ہیں"

"وہ ایسے منظم ہیں کہ جیسے کوئی موتی ہاتھ میں ہو"

"ان قیمتی اشعار کے ذریعے جانوں کو خریدا جا سکتا ہے اور سورج انعام و اکرام کرتا ہے"

"ان اشعار سے سینے بھر گئے بس تم نے علی بن موسیٰ کی مدح سرائی کیوں ترک کی ہے"

"وہ مخصوص صفات جو ان میں پائی جاتی ہیں، ان کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہو؟

"وہ بلند مقام رہبر ہیں کہ امور کے باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہے، وہ

ایسے مقام و مرتبے پر فائز ہیں کہ اس سے بالاتر قابل تصور نہیں"

اس بناء پر ان کی مدح سرائی میں اپنے آپ کو محکم و ملتزم بناؤ، میں نے ان کے جواب میں کہا: میں ان امام کی مدح وثنا کی طاقت نہیں رکھتا ہوں جن کی حد بزرگوار کا خادم جبرئیل تھا، ان کے کچھ اشعار اس طرح سے ہیں"

ان	كنت	تخشى	نكبة
من	جائر	اور	نمادر
للجالو		ضابن	الكاظم
من	الصادق	بن	الباقر

"اگر کسی ستمگر اور حیلہ باز کی سختی و مصیبت سے ڈرتے ہو تو پھر حضرت امام رضا علیہ السلام کے آستانے میں پناہ حاصل کرو جو کاظم بن صادق بن باقر علیہم السلام کے فرزند ارجمند ہیں"



گیارہواں حصّہ

آسمان عصمت وطہارت کے
گیارہویں درخشاں ستارے

حضرت محمد بن علی جوادالائمہ

صلوات اللہ علیہ

کے مناقب وفضائل کے سمندر سے ایک

قطرہ

امام قیافہ شناسوں کے سامنے

(۱۱۰۰۔ا) ابو جعفر محمد بن جعفر طبری اپنی کتاب "دلائل الامامۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام فرماتے ہیں:

حضرت امام جواد علیہ السلام کی عمر مبارک دو سال اور ایک ماہ تھی آپ کا خوبصورت چہرہ گندم گون تھا، بعض بے یقینی اور شک کی گندگی میں ڈوبے ہوئے لوگوں (ان پر خدا کی لعنت ہو) نے کہا: العیاذ باللہ۔ حضرت امام جواد علیہ السلام حضرت امام رضا السلام کے فرزند نہیں ہیں، بلکہ ان کے غلام سلیف حبشی سے ہیں، اور بعض نے کہا: لولو غلام سے ہیں۔

یہ ساری باتیں اس وقت ہوئیں جب حضرت امام رضا علیہ السلام خراساں میں مامون کے پاس تھے، وہ لوگ حضرت امام جواد علیہ السلام کو مکہ میں قیافہ شناسوں کے پاس لے گئے، تاکہ وہ ان کے نسب شریف کی شناخت کریں، ان لوگوں نے آپ کو مسجد میں لوگوں کے اجتماع میں قیافہ شناسوں کے سامنے لایا۔

جب انہوں نے آپ کو گہری اور تیز بین نگاہوں سے دیکھا تو وہ آنحضرت کے حسن و جمال کے فریفتہ ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے، پھر اٹھے اور ان بے انصافوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں: تمہارے اوپر افسوس ہے! کیا اس طرح کے درخشاں ستارے اور نور افروز بچے کو ہمارے جیسے لوگوں کو دکھا رہے ہو؟

خدا کی قسم! ان کا حسب نسب نیک، پاک اور خالص ہے، خدا کی قسم ان کا وجود مقدس نیک صلبوں اور پاک ارحام کے علاوہ کہیں پرورش نہیں پایا ہے۔ خدا کی قسم! وہ

امیرالمومنین علیؑ اور رسول خداؐ کی اولاد میں سے ہیں، پلٹ جاؤ، خدا سے معافی مانگو اور استغفار کرو، ایسے نیک طینت بچے کے بارے میں کسی قسم کا شک نہ کرو۔

اس وقت حضرت امام جواد علیہ السلام کہ جن کی عمر دو سال اور ایک ماہ تھی نے ایسے لہجے میں گفتگو فرمائی جو شمشیر براں سے تیز اور فصیح ترین تھا۔ آپ نے فرمایا:

الحمد لله الّذی خلقنا من نوره بيده ، واصطفا نا من بريته ،وجعلنا امناء على خلقه ووحيه ،معاشر الناس ، انا محمد بن على الرضا بن موسى الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن على سيد الساجدين من الحسين الشهيد بن امير المؤمنين على بن ابى طالب و ابن فاطمة الزهراء وابن المصطفىٰ ففى مثلى ليشكّ ؟ وعلىّ وعلى الولى يفترى واعرض على القافة؟

''سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے دست قدرت اپنے نور سے خلق فرمایا اور اپنی تمام مخلوقات میں سے مجھے چن لیا اور مجھے اپنی وحی اور مخلوق پر امین قرار دیا''

اے لوگو! میں محمد بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی سید الساجدین بن الحسین بن امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ ہوں ،میں زہرا کا بیٹا ہوں میں محمد مصطفیٰؐ کا فرزند ہوں، کیا میرے جیسے کے حسب ونسب میں شک کرتے ہو، کیا مجھ اور میرے والدین پر جھوٹ باندھ کر مجھے قیافہ شناسوں کے پاس لے آئے ہو؟''

پھر آپؑ نے فرمایا:

والله انى لاعلم بانسا هم من آباهم، انى والله، لاعم بواطنهم وظواهر هم ،وانى لاعلم بهم احمعين ،وما هم اليه

صائرون، اقول حقا، واظهره صدقا وعدلا، علما ورثناه الله قبل الخلق اجمعين، وبعد بناء السموات والارضين، وايم الله، لولا تظاهر الباطل علينا، وغلبة دوله اكفر، وتوثب اهل الشكوك والشرك والشقاق علينا، مقلت قولا يتعجب منه الاولون والآخرون۔

"خدا کی قسم! میں تمہارے باپوں کی نسبت تمہارے نسبوں سے آگاہ تر ہوں، خدا کی قسم! میں تمہارے باطل وظاہر سے آگاہ تر ہوں، میں تم سب کو اور جو کچھ تمہارے سامنے ہے جانتا ہوں، میں یہ مطلب حق وحقیقت سے کہہ رہا ہوں، سچائی اور عدل سے آشکارا کر رہا ہوں، یہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخلوقات کو خلق کرنے سے پہلے اور زمینوں اور آسمانوں کو بنانے کے بعد عطا فرمایا۔ خدا کی قسم! باطل پرست ہمارے خلاف ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور دولت کفر کا غلبہ ہے، نیز مشکوک مشرک اور سرکش لوگوں کے حرکات ہمارے خلاف ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسی گفتگو کرتا کہ اولین وآخرین تعجب میں گرفتار ہو جاتے"

"پھر ان حجت خدا نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھا اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا: اے محمد خاموش ہو جاؤ اور سکوت اختیار کرو، جس طرح سے تمہارے آباء واجداد نے خاموشی اختیار کی، اس کے بعد آیہ نبی کریمہ: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ .... (سورہ احقاف آیہ ۳۵) "پس ایسے صبر کریں جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے کی تلاوت فرمائی"

اس دوران ایک شخص جو آپ کے پاس کھڑا تھا اس نے آپ کا دست مبارک

تھا اور لوگوں کے درمیان سے گزرا لوگوں نے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آپؑ کے اطراف میں کھڑے لوگ آنحضرت کی طرف دیکھتے ہوئے اس آیہ کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے: وَاللّٰهُ اَعلَمُ حَيثُ يَجعَلُ رِسَالَتَهُ (انعام آیہ ۱۲۴) "اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں پر قرار دے"

میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے کہا: عبدالمطلب کی اولاد سے بنی ہاشم کا ایک گروہ ہے۔

راوی کہتے ہیں: یہ خبر حضرت امام رضا علیہ السلام تک پہنچی آنحضرت اپنے بیٹے کے ساتھ ان لوگوں کے اس ناروا سلوک سے آگاہ ہوئے۔

اس حال میں آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، پھر وہاں پر موجود اپنے شیعوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں نے زوجہ پیغمبر ماریہ قبطیہ پر کیسی تہمت لگائی اور جب رسول اللہ کے فرزند ابراہیم پیدا ہوئے تو کیا الزام لگایا تھا؟"

اس کے بعد واقعہ کی تمام تفصیلات بیان فرمائیں۔

(دلائل الامامہ صفحہ ۳۸۴، جلد ۵۰ صفحہ ۵۰، المناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ صفحہ ۳۸۷)

حجرہ خیزران غرق در نور

(۱۱۰۱-۲) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ علی بن عبیدہ کہتے ہیں، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی حکیمہ فرماتی ہیں:

حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کی زوجہ خیزران کے ہاں ولادت کا وقت قریب تھا، میں اور ایک دائی اس کے کمرے میں موجود تھیں، حضرت امام رضاؑ نے اس کمرے کا دروازہ بند کر دیا، رات کے وقت خیزران کو دردِ زہ شدید ہو گیا، کمرے میں موجود چراغ خاموش ہو گیا، ہم اس وجہ سے بہت ناراحت ہوئے، لیکن زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ حضرت

امام جواد علیہ السلام کا چاند سا چہرہ طلوع ہوا، جس سے پورا کمرا نور میں ڈوب گیا۔

میں نے ان کی والدہ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں چراغ کی روشنی سے بے نیاز کردیا ہے۔ وہ مبارک نومولود ایک طشت میں بیٹھا ہوا ہے اور آپ کے خوبصورت جسم کو جالی نما باریک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔

صبح سویرے امام رضا علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور انہیں گہوارے میں لٹایا، اور مجھے فرمایا:

اس کی مسلسل نگہداری کرو اور گہوارے سے ادھر ادھر نہ ہونا۔

حکیمہ کہتی ہیں: میں آنحضرت کی حفاظت کرنے میں مشغول تھی، جب تین روز گذر گئے تو انہوں نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کیں اور فرمایا اپنے بائیں و دائیں طرف دیکھ کر فرمایا:

اشھدان لاالٰہ الّا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں"

میں اس واقعہ سے حیران ہو گئی اور میرے بدن میں لرزہ طاری ہو گیا، میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں نے اس نومولود سے عجیب حیران کن واقعہ دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"تم نے کیا دیکھا ہے؟"

میں نے عرض کیا: اس بچے نے ابھی اور اسی وقت ایسے ایسے کیا ہے۔

حضرت امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا:

"آج کے بعد ان سے بہت زیادہ حیران کن واقعات دیکھو گی"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۰۴)

عصا نے امامؑ کی گواہی دی

(۱۱۰۲۔۳) مذکورہ کتاب میں ہے کہ محمد بن ابو علاء کہتے ہیں:

میں نے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم سے سنا ہے کہ میں نے ان کے ساتھ بہت زیادہ گفتگو کی، ان کے ساتھ مناظرے کیے، ان پر بہت زیادہ مہربانی کی اور ان کے لیے ہدایا وغیرہ بھیجے ماننا کچھ کرنے کے بعد میں نے ان سے علوم آل محمد علیہم السلام کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے کہا: میں اس شرط پر بتانے کے لیے تیار ہوں کہ جب تک زندہ ہوں، اسے پوشیدہ رکھنا، میری موت کے بعد جیسے آپ کا دل چاہے ویسے کرنا۔

ایک دن میں شہر مدینہ میں مسجد النبوی میں داخل ہوا تا کہ قبر رسول خداؐ کا طواف کروں، اس دوران میں نے محمد بن علی الجوادؑ کو دیکھا کہ آپؑ رسول خداؐ کی قبر کے طواف میں مشغول ہیں۔ میں نے آنحضرتؑ سے اپنے تمام مسائل کے بارے میں مناظرہ کیا۔ آنحضرتؑ نے تمام سوالات کے جوابات دیئے۔

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن آپؑ سے شرم آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا:

اِنّی اخبرك بها قبل ان تخبرنی وتسألنی عنها، ترید ان تسألنی لنی عن الامام۔

”میں تیرے پوچھنے سے پہلے تجھے تیرے سوال کے جواب سے آگاہ کرتا ہوں: تم امام کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو“

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم، میرا سوال بھی یہی تھا۔

آپؑ نے فرمایا: امام میں ہوں۔

میں نے عرض کیا: امام کی علامت کیا ہے؟

اس وقت امام علیہ السلام کا موجود عصا بول اٹھا۔

ان مولای امام ھذا الزمان، ھو حجۃ اللہ۔

"بے شک میرا مولیٰ اس زمانے کا امام اور خدا کی حجت ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۰۸، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۶۸، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴ صفحہ ۳۹۴)

شامی شخص زندان سے کیسے رہا ہوا؟

(۱۱۰۳-۴) مذکورہ کتاب میں مفید کی طرف سے منسوب کتاب "الاختصاص" میں آیا ہے کہ

علی بن خالد (جو زیدی مذہب تھا) کہتا ہے:

میں سامرا کے محلہ عسکر میں تھا کہ میں نے سنا کہ شام کی طرف سے ایک شخص کو پکڑ کر لائے ہیں جسے زنجیروں سے باندھ کر زندان میں ڈال دیا گیا ہے۔

لوگوں نے کہا: وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں حق سے خبر نقل کرتا ہوں۔

میں زندان گیا، دربان سے اجازت لے کر کمرے میں داخل ہوا، جب میں نے اسے دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ صاحب عقل و فہم شخص ہے۔

میں نے کہا: اے فلاں شخص! تمہارا قصہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں شام کا رہائشی ہوں، میں اس مکان میں مسلسل عبادت میں مشغول رہا ہوں جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس نصب کیا گیا تھا، ایک رات میں محراب کی طرف رخ کر کے بیٹھا ہوا ذکر میں مشغول تھا کہ اچانک میں نے اپنے سامنے ایک عظیم شخصیت کو پایا، میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے فرمایا:

"کھڑے ہو جاؤ، میں اٹھ کھڑا ہوا، میں ان کے ہمراہ تھوڑا سا ہی چلا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد کوفہ میں پایا، انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا اس مسجد کو پہچانتے ہو؟" میں نے عرض کیا: یہ مسجد کوفہ ہے۔

وہ مسجد میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے، میں نے بھی ان کے ہمراہ نماز پڑھی، پھر وہ وہاں سے باہر تشریف لے گئے، میں بھی ان کے ہمراہ باہر چلا گیا، ہم نے تھوڑا سا

راستہ طے کیا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ہم مکہ میں ہیں، انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، میں نے بھی طواف کیا۔ اس کے بعد وہاں سے باہر نکلے، تھوڑا سا چلے تھے، اچانک دیکھتا ہوں کہ شام میں اسی جگہ پر ہوں جہاں عبادت میں مشغول تھا، جبکہ وہ شخص میری نظروں سے غائب ہو گئے، میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے حیران اور خوف زدہ ہو گیا تھا۔

اگلا سال آیا، دوبارہ اس عظیم شخص کو اسی جگہ پر دیکھا، میں بہت خوش ہوا۔ انہوں نے مجھے بلایا، میں ان کے پاس گیا، انہوں نے گذشتہ سال کی طرح مجھے مختلف مقدس مقامات کی سیر کروائی اور آخر میں شام لے آئے۔

جدائی کا وقت قریب تھا، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اس خدا کی قسم! جس نے آپ کو یہ توانائی عطا فرمائی، آپ کون ہیں؟

انہوں نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر جھکایا اور اس کے بعد میری طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

انا محمّد بن علی موسی علیہم السلام

"میں محمد بن علی بن موسیٰ ہوں"

یہ خبر مشہور ہو گئی اور معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک زیارت کے کانوں تک پہنچی، اس نے مجھے گرفتار کرنے کے لیے اپنے سپاہی بھیجے، انہوں نے مجھے آہنی زنجیروں میں جکڑ کر عراق کی طرف روانہ کر دیا، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، انہوں نے مجھے زندان میں بند کر دیا ہے، اور مجھ پر ایک محال امر کا دعویٰ کرنے کا الزام لگایا ہے۔

میں نے اس سے کہا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ واقعہ محمد بن عبدالملک تک پہنچاؤں۔

اس نے کہا: ہاں، پہنچا دیں۔

وزیر نے کاغذ کی الٹی طرف لکھا: جس نے تمہیں ایک رات میں شام سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ، مدینہ سے مکہ اور مکہ سے شام تک سیر کروائی ہے، اسے کہو کہ وہ تمہیں زندان

سے آزاد کروائے۔

میں یہ جواب سن کر ناراحت و مغموم ہوا اور اس بندہ خدا کے لیے میرا دل پریشان ہوا، میں محزون و مغموم واپس لوٹا، اگلی صبح زندان کی طرف گیا تا کہ اسے صبر و رضا کی نصیحت کروں۔ میں نے وہاں پر سپاہیوں اور زندان کے محافظوں کے ہمراہ بہت سے لوگ دیکھے کہ جن پر خوف و ہراس چھایا ہوا تھا، میں نے ان لوگوں سے احوال پرسی کی۔

انہوں نے کہا: وہ قیدی جو شام سے لایا گیا تھا، گذشتہ رات غائب ہو گیا، اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ اسے زمین کھا گئی ہے یا آسمان نے اغوا کر لیا ہے۔

جب علی بن خالد نے یہ ماجرا دیکھا تو حضرت امام جواد علیہ السلام کی امامت کا معتقد ہو گیا اور ان کے بارے میں اچھے اعتقاد کا مالک بن گیا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۱۰، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۳۸)

ایک بھیڑ کی امامؑ سے شکایت

(۵۔۱۱۰۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن اسباط کہتے ہیں:

میں حضرت امام علیہ السلام کے ہمراہ کوفہ سے باہر نکلا، آپ گدھے پر سوار تھے، دوران سفر بھیڑوں کا ایک گلہ آپؑ کے پاس سے گذرا، ایک بھیڑ اس گلے سے جدا ہو کر آنحضرتؑ کی خدمت میں آئی اور کچھ کہا:

امام جواد علیہ السلام نے اسے پکڑا اور مجھے حکم دیا کہ چرواہا کو حاضر کیا جائے۔

میں نے اپنے مولیٰ کے حکم کی اطاعت کی، جب چرواہا آیا تو آنحضرت نے اسے فرمایا:

"اے چرواہا! یہ بھیڑ آپ کی شکایت کر رہی ہے اس کا گمان ہے کہ دودھ دوہتے وقت اس پر ظلم کرتے ہو، رات کے وقت جب یہ اپنے مالک کے پاس جائے گی تو اس کے پیچھے دودھ نہیں ہوگا، اس پر ظلم مت کرنا، ورنہ بد

دعا کروں گا کہ خداوند متعال تمہاری عمر کم کرے"

چرواہے نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بے شک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ پیغمبر خدا کے وصی جانشین ہیں، میں آپ جناب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بات کا آپ کو کیسے پتہ چلا ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

نحن خزّان اللہ علی علمۃ وغیبۃ وحکمتۃ واوصیاء انبیائہ، وعبا مکرمون۔

"ہم اللہ کے علم، غیب اور حکمت کے خزانہ دار ہیں، ہم پیغمبروں کے جانشین اور خدا کے مکرم بندے ہیں" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۱۲)

مردہ حکم امامؑ کے تابع

(۱۱۰۵-۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حسن بن علی اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایک شخص حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے:

اے رسول خداؐ کے فرزند! میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں، میرا باپ اچانک دنیا سے رخصت ہو گیا، اس کے پاس ایک ہزار دینار تھے، مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس نے کہاں پر رکھے ہیں، جبکہ میں عیال دار ہوں، اب مجھے بے نیاز فرمائیں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

اذا صلّیت العشآء الاخرۃ فصلِّ علی محمد وّ آل محمد مائۃ مرۃ، فان اباک یأتیک ویخبرک بامر المال۔

"نماز عشاء پڑھ لو گے تو اس وقت محمدؐ و آل محمدؐ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود بھیجو تمہارا باپ تمہارے خواب میں آئے گا اور تمہیں اپنے اموال کے بارے میں بتائے گا"

اس شخص نے حکم امامؑ کے مطابق عمل کیا، رات کو عالم خواب میں اپنے والد بزرگوار کو دیکھا، اس نے کہا: اے میرے بیٹے! میرا مال و دولت فلاں جگہ پر رکھا ہوا ہے جا کر وہاں سے اٹھا لو۔

وہ شخص عالم خواب میں اسی جگہ پر گیا، اس نے وہاں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) درہم اٹھائے، جبکہ اس کا باپ اسی مقام پر کھڑا رہا۔ اس نے کہا: اے میرے بیٹے! اب رسول خداؐ کے بیٹے کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ تو نے وہ مال و دولت وہاں سے اٹھا لیا، جبکہ یہ سب کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے، کیونکہ آنحضرتؑ نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے۔

وہ شخص آنحضرتؑ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے آپؑ کو عزت بخشی اور چن لیا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۲)

سوالات سنے بغیر جوابات

(۱۱۰۶-۷) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ اباصلت ہروی کہتے ہیں: ٥

میں حضرت امام جواد علیہ السلام کے درس میں حاضر ہوا، وہاں پر شیعوں کے علاوہ کچھ دوسرے لوگ بھی موجود تھے، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرتا ہے:

"اے میرے آقا و مولیٰ! آپ پر قربان جاؤں"

قبل اس کے کہ وہ بات آگے بڑھاتا، حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنی نماز قصر مت پڑھو اور بیٹھ جاؤ"

پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہتا ہے: اے میرے مولا آپ پر قربان جاؤں۔ قبل اس کے کہ وہ شخص مزید بات کو آگے بڑھاتا، حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

"تمہیں جو کچھ ملے اسے پانی میں پھینک دو کہ وہ اپنے اہل تک پہنچ جائے گا"

وہ بھی بیٹھ گیا، جب درس ختم ہوا اور تمام لوگ وہاں سے چلے گئے تو میں نے عرض

کیا: آپ پر قربان جاؤں، میرے آقا! میں نے حیران کن چیز دیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں، کیا ان دو شخصوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: ہاں، اے میرے آقا و مولیٰ۔

حضرت امام علیہ جواد علیہ السلام نے فرمایا:

"پہلا شخص جو اٹھا تھا وہ کشتی بان کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ کشتی میں نماز قصر پڑھ سکتا ہے؟"

"میں نے کہا: لایقصر ، لان السفینة بمنزلة بیته لیس بخارج منها اس کی نماز قصر نہیں ہے، کیونکہ کشتی گھر کی مانند ہے اور وہ اس سے خارج نہیں ہوتا"

"دوسرا شخص یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر ہمارے شیعوں میں کوئی شخص زکوۃ کا مستحق نہ مل سکے تو پھر وہ اپنے مال کی زکوۃ کسے دے؟"

"میں نے کہا: ان لم تجدا حدًا من الشیعة فارم بها فی الماء فانها تصل الی اهلها"

"اگر تمہیں ہمارا کوئی شیعہ نہ مل سکے تو پھر اس سال زکوۃ کو پانی میں ڈال دو، وہ اپنے مستحق تک پہنچ جائے گی" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۳)

امامؑ نے مشکل حل فرمائی

(۱۱۰۷۔۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اسماعیل بن عباس ہاشمی کہتے ہیں:

ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی مالی زبوں حالی کا شکوہ کیا۔

آنحضرت نے اپنا سجادہ اٹھایا اور خاک کے اندر سے ایک طلائی کشتی اٹھا کر دی، میں اسے سنار کے پاس لے گیا، اس میں سولہ (۱۶) مثقال خالص سونا تھا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۶، کشف الغمہ جلد۲ صفحہ ۳۶۸، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۴۹)

علی بن عباس کی روایت

(۱۱۰۸-۹) تفسیر عیاشی میں تحریر کرتے ہیں کہ علی بن عباس کہتے ہیں:[1]

میں مصر کے لیے عازم سفر تھا، سفر شروع کرنے سے قبل شہر مدینہ میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرف یاب ہوا، اس وقت آنحضرتؑ کا سن پانچ سال تھا، میں نے بڑی دقیق نظروں سے آنحضرت کو دیکھا تا کہ جب مصر پہنچوں تو اپنے دوستوں کے سامنے آپ کے قد و قامت کی تعریف و توصیف کروں۔

اس دوران حضرت امام جواد علیہ السلام نے مجھ پر نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا:

یا علی ! ان اللہ اخذ فی الامامۃ، کما اخذ فی النبوۃ۔

"اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے امامت کا ویسے ہی انتخاب کیا ہے جیسے نبوت کا"

اور اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا۔ (سورہ یوسف آیہ ۲۲) "اور جب وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے انہیں علم اور حکمت عطا کر دی" پھر ایک اور آیہ مجید پڑھی وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (مریم آیہ ۱۲) "ہم نے انہیں بچپن میں فرمان نبوت عطا کیا"

فقد یجوز ان یعطی الحکم لبن اربعین سنۃ ویجوز ان یعطیہ الصبی۔

"بے شک یہ درست ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ چالیس (۴۰) سال کی عمر میں حکمت عطا کرتا ہے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ بچپن میں بھی عطا فرما دے" (بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۰، الخرائج جلد ۱، صفحہ ۳۸۴)

---

[1] میرے خیال میں یہ اشتباہ ہے کیونکہ اس روایت کے راوی علی بن اسباط ہیں، جبکہ دوسرے منابع میں ذکر ہوا ہے

بی بی حکیمہ کی ڈیوٹی

(۱۱۰۹۔۱۰) کتاب مناقب ابن شہر آشوب میں مذکور ہے:

حضرت امام کاظم علیہ السلام کی بیٹی حکیمہ کہتی ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام کی والدہ ماجدہ خیزران کے ہاں ولادت کا وقت قریب تھا، حضرت امام رضاؑ نے مجھے بلایا اور فرمایا:

یا حکیمۃ! احضری ولادتہا۔

"اے حکیمہ! خیزران کے ہاں ولادت کا وقت قریب ہے، لہٰذا اس کے پاس رہیں"

پھر ایک دائی کے ہمراہ ایک کمرے کی طرف ہماری راہنمائی کی، وہاں پر ہمارے لیے ایک چراغ جلایا اور دروازہ بند کر دیا۔

رات کے وقت جب درد زہ شدید ہوا تو اس وقت چراغ بجھ گیا، جس کی وجہ سے ہم پریشان ہوئیں آپ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا تھا، زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت امام جواد علیہ السلام کا چاند سا چہرہ طلوع ہوا، ان کے خوبصورت وجود کو طشت میں لٹایا گیا، ان کے بدن پر ایک باریک کپڑا ڈالا گیا، جس سے نور چمک رہا تھا ان کے وجود سے کمرہ روشن ہو گیا، میں نے انہیں اٹھایا بغل میں لیا اور وہ باریک کپڑا ہٹا دیا۔

اس وقت حضرت رضا علیہ السلام تشریف لائے، انہوں نے دروازے کو کھولا، ہم نے نومولود کو تیار کیا ہوا تھا، آنحضرت نے انہیں پکڑا، گہوارے میں لٹایا اور مجھے فرمایا:

یا حکیمۃ! الزمی مہدہ۔

"اے حکیمہ! اس کی حفاظت کرنا اور اس کے گہوارے سے دور مت جانا"

اے حکیمہ کہتی ہیں: میں آنحضرت کی نگہداری میں مشغول رہی، جب تین روز گزر گئے تو آپ نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کیں اور دائیں بائیں دیکھتے ہوئے فرمایا:

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"

میں یہ حیران کن امر دیکھ کر خوف کے مارے کھڑی ہوئی اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

میں نے اس نومولود سے حیران کن بات دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا:

کیا سنا؟ میں نے پورا واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا:

یا حکیمۃ! ماترون من عجائبہ اکثر۔

"اے حکیمہ! آج کے بعد اس بچے سے اس سے بھی حیران کن تر چیزیں دیکھو گی"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۳۹۴)

وراثت بطور مساوی

(۱۱۱۰۔۱۱) بہترین کتب "اعلام الوریٰ" اور "ارشاد" میں آیا ہے:

معمر بن خلاد کہتے ہیں: میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے امام کی چند ایک علامات بیان فرمائیں۔ اس کے بعد فرمایا:

"ان نشانیوں کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میرے بیٹے ابوجعفر ہیں کہ انہیں میں نے اپنا جانشین اور قائم مقام بنایا ہے"

آنحضرتؑ نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

انّا اھل بیت یتوارث اصا غرنا اکابرنا القذّۃ بالقذّۃ۔

"ہمارا تعلق ایسے خاندان سے ہے کہ ہمارے چھوٹے ہمارے بڑوں سے بطور مساوی وراثت پاتے ہیں"

(اعلام الوریٰ جلد ۲ صفحہ ۹۳، ارشاد ۳۱۸، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۱)

امام جوادؑ پاک و پاکیزہ خلق ہوئے

(۱۱۱۱۔۱۲) کتاب "عیون المعجزات" میں تحریر کرتے ہیں کہ کلیم بن عمران کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرمائے: آنحضرت نے فرمایا:

"مجھے صرف ایک بیٹا عطا ہوگا جو میرا وارث ہوگا"

جب حضرت امام جواد علیہ السلام متولد ہوئے تو اس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے کہا:

قد ولد لی شبیه موسی بن عمران، فالق البحار وشبیه عیسی بن مریم قدست ام ولدته، قد خلقت طاهرة مطهرة۔

"میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جو موسیٰ بن عمران کی مانند سمندر کو تقسیم کرنے والا ہے اور عیسیٰ بن مریم کی طرح ہے کہ ان کی والدہ پاکیزہ ہے، بے شک وہ پاک و پاکیزہ خلق کی گئی ہیں"

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

یقتل غضبا فیبکی له وعلیه اهل السمآء، ویغضب اللّٰه تعالی علی عدوّه وظالمه، فلایلبث الّا یسیرا حتی یعجل اللّٰه به الی عذابه الالیم وعقابه الشدید۔

"میرے بیٹے کو غضب و خشم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا، آسمان والے اس پر گریہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ظالم دشمن پر غضبناک ہو، زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ اسے دردناک عذاب اور عقاب شدید میں گرفتار کرے گا"

حضرت امام رضا علیہ السلام پوری رات اپنے بیٹے کے گہوارے کے پاس تشریف فرما رہے اور اسے لوری دیتے رہے۔ (بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۵)

زلزلے سے بچنے کا نسخہ

(۱۱۱۲۔۱۳) حضرت امام جواد علیہ السلام کے باوفا دوست علی بن مہزیار کہتے ہیں:

میں نے شہر اہواز سے اپنے مولیٰ و آقا کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس میں میں نے اس بات کا شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شہر میں زلزلے بہت زیادہ آتے ہیں، عرض کیا! کیا آپ مجھے اجازت فرمائیں گے کہ میں اس شہر سے نکل جاؤں؟

آنحضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

لاتتحولوا عنها، وصوموا الاربعاء والخميس والجمعة ،واغتسلوا وطهروا ثيابكم وابرزوايوم الجمعة ،وادعو اللّٰه فانه يدفع عنكم۔

"اس شہر سے کہیں نہ جاؤ، اور بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھو، نیز جمعہ کے دن غسل کرو اور پاکیزہ لباس پہنو، شہر سے باہر جا کر خداوند متعال سے دعا کریں، اللہ تعالیٰ آپ سے زلزلے کو دور کر دے گا"

وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو زمین میں آرام آ گیا۔

(علل الشرائع جلد ۲ صفحہ ۵۵۵، بحارالانوار جلد ۹۱ صفحہ ۱۵۰)

امام رضاؑ کا امام جوادؑ کے نام خط

(۱۱۱۳۔۱۴) کتاب "عیون اخبار الرضا" میں تحریر کرتے ہیں کہ بزنطی کہتے ہیں:

حضرت امام رضا علیہ السلام کی جانب سے ایک خط ان کے فرزند حضرت امام جواد علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا، جو میں نے ان کے سامنے پڑھا، اس خط میں لکھا ہوا تھا:

يا ابا جعفر ! بلغنى ان الموالى اذا ركبت اخر جوك من الباب الصغير، وانما ذلك من بخل بهم لئلا ينال منك احد خير، فاسئلك بحقى عليك لايكن مدخلك ومخرجك، الامن

الباب الکبیر ، واذا رکبت فلیکن معك ذھب وفضة ثم لایسئلك احد الّا اعطیته۔

"اے ابا جعفر! مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب آپ باہر جاتے ہیں تو غلام آپ کو چھوٹے دروازے سے نکالتے ہیں، یہ ان کے بخل کی وجہ سے ہے، وہ چاہتے ہیں کہ آپ سے کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ اس حق کی خاطر جو آپ پر رکھتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ جب بھی باہر جائیں عمومی دروازے سے جائیں، جب باہر نکلنا چاہیں تو اپنے ہمراہ سونا و چاندی رکھ لیں، راستہ میں جو کوئی بھی آپ سے مدد کی درخواست کرے، اس پر نیکی کریں"

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان کی مدد کرو، تو انہیں پچاس دینار سے کم تر نہ دیں اگر اس سے زیادہ عطا کرنا چاہیں تو آپ مختار ہیں۔ اگر آپ کی پھوپھیاں مدد کا تقاضا کریں تو انہیں پچیس دینار سے کم نہ دیں اور اگر اس سے زیادہ دینا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خداوند متعال آپ کا مقام و مرتبہ بلند فرمائے"

"خدا کی راہ میں انفاق کرو اور اس بات سے نہ ڈرو کہ صاحب عرش کی طرف سے فقر و تنگدستی میں گرفتار ہو جاؤ گے"

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۷، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۰۲، و جلد ۹۶ صفحہ ۱۲۱)

امام جوادؑ کا علی بن مہزیار کے نام خط

(۱۱۱۴۔۱۵) جناب علامہ مجلسیؒ "بحار الانوار" میں لکھتے ہیں کہ حسن بن شمعون کہتے ہیں:

حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے علی بن مہزیار کے نام ایک خط لکھا تھا، جس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا علی ! احسن اللّٰہ جزاك واسکنك جنته ،ومنعك من الخزی فی الدنیا والاخرۃ، وحشرك اللّٰہ معنا۔

یا علی ! قد بلوتك وخیرتك فی النصیحة والطاعة والخدمة والتوقیر والقیام بما یجب علیك ،فلو قلت انی لم ارمثلك لرجوت ان اکون صادقا ، فجزاك اللّٰہ جنّات الفردوس نزلًا فما خفی علیّ مقامك ولاخدمتك فی الحرّ والبرد فی اللیل والنهار ،فاسأل اللّٰہ اذا جمع الخلائق للقیامة ان یحبوك برحمة تغتبط بها، انه سمیع الدعاء (بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۰۵)

"خداوند رحمٰن ورحیم کے نام سے۔ اے علی اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا کرے، بہشت میں جگہ عنایت فرمائے اور دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی سے بچائے اور ہمارے ساتھ محشور فرمائے"

"اے علی ! بے شک میں نے تمہیں آزمایا ہے، میں نے تمہیں نصیحت ،اطاعت خدمت، بردباری اور ان وظائف وذمہ داریوں کو انجام دینے کے لیے چن لیا ہے کہ جو تمہارے اوپر ہیں، اگر یہ کہوں کہ میں نے تمہارے جیسا کوئی نہیں پایا تو امید ہے کہ میں نے سچ کہا ہے، خداوند متعال تمہارا اجر بہشت بریں میں تمہاری سکونت قرار دے"

"تمہارا مقام ومرتبہ اور گرمی وسردی اور شب روز میں میری خدمت کرنا میرے نزدیک پوشیدہ نہیں ہے، میں خدا سے چاہتا ہوں کہ روز قیامت جس دن تمام مخلوقات کو اکٹھا کرے گا تمہارے اوپر اپنی خصوصی رحمت عنایت کرے کہ تمام لوگ تمہارے اوپر رشک کریں، وہ دعا کو سننے والا ہے"

امام جواد علیہ السلام کی شان میں عبداللہ بن ایوب خریبی کے اشعار

(۱۱۱۵_۱۶) کتاب "مقتضب الاثر" میں تحریر کرتے ہیں کہ مغیرہ بن محمد مہلبی کہتے ہیں:

ایک نامی گرامی شاعر بنام عبداللہ بن ایوب خریبی جو حضرت امام رضا علیہ السلام کا انتہائی مخلص تھا، اس نے حضرت کی شہادت کے بعد کچھ اشعار سپرد قلم کیے ہیں، البتہ ہم ان تمام کو زیر تحریر نہیں لا رہے ہیں بلکہ ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جن کی یہاں پر ضرورت ہے وہ اپنے اشعار میں حضرت امام جواد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

یا بن اللبیح ویا بن عراق الثری
طابت ارومته وطاب عروقا

یا بن الوصی وصی افضل مرسل
اعنی النبی الصادق المصدوقا

مالف فی خرق القوابل مثله
اسد یلف مع الحریق حریقا

یا ایها الحبل المتین متی اعذ
یوما بعقوته احده وثیقا

انا عائذ بک فی القیامة لائذ
ابغی لدیک من النجاة طریقا

لا یسبقنی فی شفاعتکم غدا
احد فلست بحبکم مسبوقا

یا بن الثمانیة الائمة غرلوا
وابا الثلاثة شرفوا تشریقا

ان المشارق والمغارب انتم
جاء الکتاب بذلکم تصدیقا

"اے فرزند اسماعیل ذبیح! اے زمین کی رگوں کے فرزند! کہ آپؑ کی اصل، ذات اور رگیں پاک ہیں"

"اے بہترین رسولوں کے جانشین کے فرزند! یعنی حضرت محمدؐ راست گو اور تصدیق شدہ ہیں"

"آج تک دائیوں نے ان کی مثل کپڑوں میں نہیں لپیٹا، وہ ایسا شیر ہے جو شجاعت کی وجہ سے اپنی غذا دوسرے کے لیے طعام قرار دیتا ہے"

"اے محکم و مضبوط رسی! جب بھی آپؑ کے آستانہ مقدسہ پر حاضر ہوتا ہوں تو اس رسی کو مضبوطی سے پکڑتا ہوں اور اسے قابل اطمینان پاتا ہوں"

"میں قیامت کے دن آپ کی پناہ میں آؤں گا اور اب بھی آپ کی پناہ میں ہوں اور نجات آپ ہی کے وسیلے سے تلاش کروں گا"

"کل روز قیامت آپ کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے مجھ پر کوئی بھی سبقت حاصل نہیں کر سکے گا، کیونکہ کسی نے بھی آپ کی محبت میں مجھ پر سبقت حاصل نہیں کی ہے"

"اے ان آٹھ اماموں کے فرزند! جو غروب کر گئے ہیں اور ان تین اماموں کے والد بزرگوار جو طلوع کریں گے"

"بے شک دنیا کے مشارق و مغارب آپ ہیں، کتاب خدا نے بھی آپ کے لیے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے"

(منتخب الاثر صفحہ ۵۰ و ۵۱، بحار الانوار جلد ۴۹، صفحہ ۳۲۵)

حضرت امام جواد علیہ السلام کی ایک نصیحت

حضرت امام جواد علیہ السلام اپنی ایک خوبصورت گفتگو میں فرماتے ہیں:

كيف يضيع من الله كافله؟ و كيف ينجو من الله طالبه؟ و من

انقطع الی غیر اللہ وکّلہ اللہ الیہ، ومن عمل علی غیر علم (ما) افسد اکثر مما یصلح۔

"وہ کیسے خراب ہوگا جس کا کفیل خداوند متعال ہے؟ وہ کیسے نجات حاصل کرے گا، جس کی جستجو میں خداوند متعال ہے، جو کوئی بھی اپنا دل غیر خدا سے وابستہ کرے گا تو خداوند متعال اسے اسی سے وابستہ کردے گا۔ جو کوئی بھی علم کے بغیر کوئی کام انجام دے اس کی خرابکاری درستگی سے بیشتر ہوگی۔ (بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۶۴)



بارھواں حصّہ

نور درخشاں، ماہ تاباں، صاحب شرافت، کرامت شکوہ
بزرگواری اور آٹھویں امام

حضرت علی بن محمد امام ہادی

صلوات اللہ علیہ

کے مناقب وفضائل کے بحر بیکراں سے ایک

قطرہ

پچاس مقتول غلاموں کی داستان

(۱۱۱۶۔۱) طبری کتاب "الثاقب فی المناقب" میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے والے معجزات کے حصے میں تحریر کرتے ہیں:

ابراہیم بن طلطون اپنے والد سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا: میں متوکل عباسی کے دربانوں میں سے ایک دربان تھا، ایک دن اسے خزر کی طرف سے پچاس غلام بطور ہدیہ بھیجے گئے، اس نے مجھے حکم دیا کہ انہیں اپنی تحویل میں لے لوں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں۔

اس واقعہ کو پورا ایک سال گزر گیا، ایک دن متوکل کے دربار میں موجود تھا کہ اچانک حضرت امام ہادی علیہ السلام تشریف لے آئے، جب آنحضرت اپنی جگہ پر تشریف فرما ہو گئے تو متوکل نے حکم دیا کہ ان غلاموں کو حاضر کیا جائے۔

میں نے اس کے حکم پر عمل کیا، جب وہ داخل ہوئے اور ان کی نگاہیں حضرت امام ہادیؑ کے نورانی چہرے پر پڑیں تو تمام کے تمام سجدے میں گر گئے۔

جب متوکل نے یہ ماجرا دیکھا تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا، غصے سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا پردے کے پیچھے جا کر چھپ گیا، اس کے بعد حضرت امام ہادی علیہ السلام وہاں سے اٹھے اور باہر چلے گئے۔

جب متوکل کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرت وہاں سے تشریف لے جا چکے ہیں، وہ پردے کے پیچھے سے آیا اور آ کر کہتا ہے: اے طلطون! تیرے اوپر افسوس ہو، غلاموں نے

یہ کیسا کام انجام دیا ہے؟

میں نے کہا خدا کی قسم، مجھے معلوم نہیں ہے۔

اس نے کہا: ان غلاموں سے پوچھو؟

میں نے غلاموں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے یہ کیا کام انجام دیا ہے؟

انہوں نے کہا: جو آقا و مولیٰ یہاں پر تشریف فرما تھے، وہ سال میں دس دن ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے سامنے دین کے مسائل بیان فرماتے، وہ مسلمانوں کے پیغمبر کے جانشین ہیں۔

متوکل جب ان کی پوری داستان سن چکا تو اس نے حکم دیا کہ تمام غلاموں کو قتل کردیا جائے میں نے بھی اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے تمام کو قتل کردیا۔

شام کے وقت میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، آپ کا خادم دروازہ پر کھڑا مجھے دیکھتا رہا، جب اس نے مجھے پہچان لیا تو کہتا ہے اندر چلے جاؤ، میں اندر گیا، حضرت امام ہادی علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے وہ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"بلطون! ان غلاموں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے؟"

میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! خدا کی قسم، سب کو قتل کردیا گیا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: کیا تمام کو قتل کردیا گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، خدا کی قسم۔

آنحضرت نے فرمایا: اتحب ان تراھم؟ کیا انہیں دیکھنا پسند کرو گے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، رسول خداؐ کے فرزند۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ اس پردے کے پیچھے جاؤ میں پردے کے پیچھے گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام غلام بیٹھے ہوئے

ہیں، ان کے سامنے پھل وغیرہ پڑے ہوئے ہیں، کہ جنہیں وہ کھانے میں مصروف ہیں۔
(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۹)

ریت سونے میں تبدیل

(۲_۱۱۱۷) مولف مذکور حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ریت اور پتھروں کے معجزات کے حصے میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں اپنے مولا و آقا حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ہمراہ سامرہ میں بعض آنے والوں کے استقبال کے لیے شہر سے باہر گیا، آنے والوں کو کچھ دیر ہوگئی، میں نے گھوڑوں کی زین کے نیچے ڈالے جانے والا کپڑا ایک طرف زمین پر بچھا دیا، تا کہ آنحضرت اس پر بیٹھ سکیں، میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے مجھے کچھ نصیحت فرمائی: میں نے اپنی تنگ دستی کا گلہ کیا۔ آنحضرت نے دست مبارک سے ریت کی طرف اشارہ کیا اور مٹھی بھر اٹھا کر مجھے عنایت کی اور فرمایا:

اتّسع بهذا یا ابا هاشم ! واکتم مارأیت۔

"اے ابا ہاشم! اس سے اپنی زندگی کو بہتر بناؤ، اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے چھپاؤ"

جب میں واپس ہوا تو وہ ریت اپنے ہمراہ لے آیا، آ کر اسے دیکھا تو وہ آتش فروزاں کی طرح سرخ سونے میں تبدیل ہو چکی تھی۔

میں نے ایک زرگر کو گھر میں بلایا اور کہا: اس طلائی ریت کو پگھلاؤ، اور ایک قالب میں ڈھالو اس نے یہ کام انجام دیا اور کہا: میں نے آج تک اس سے اچھا سونا نہیں دیکھا۔ یہ سونا ریت کی صورت میں ہے، یہ کہاں سے لائے ہو؟

میں نے حقیقت کو چھپاتے ہوئے کہا: یہ وہ چیز ہے جسے پرانے زمانے کی بوڑھی

عورتوں نے ہمارے لیے ذخیرہ کیا ہوا تھا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۳۲، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۳۸، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۷۳)

امامؑ استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے

(۱۱۱۸۔۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

جس سال متوکل کے گورنر بنام "بغا" نے مکہ کا سفر کیا تھا، میں بھی اسی سال حج سے مشرف ہوا، جب مدینہ پہنچا تو حضرت امام ہادی علیہ السلام کے دولت خانے پر حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ آنحضرت اپنے مرکب پر سوار ہو کر "بغا" کے استقبال کے لیے جا رہے ہیں، میں نے سلام عرض کیا: آپ نے فرمایا: اگر میرے ساتھ آنا چاہو تو آ سکتے ہو؟

میں بھی آنحضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، ہم مدینہ سے باہر نکل گئے، جب شہر سے باہر نکلے تو حضرت امامؑ اپنے غلام کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"جاؤ جا کر دیکھو کہ لشکر کے آگے چلنے والے پہنچے ہیں یا نہیں؟

پھر میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

"أنزل بنا یا اباھاشم! اے ابا ہاشم! ہمارے ساتھ اترو"

میں نیچے اترا، آنحضرت سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن شرم کی وجہ سے کبھی پاؤں آگے رکھتا اور کبھی پیچھے۔

حضرت نے اپنے دست مبارک میں پکڑے ہوئے تازیانے سے زمین پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا نقش تحریر کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا آخری حرف یہ تھا کہ "پکڑ لو" دوسرے حرف یہ تھا کہ "چھپاؤ" اور تیسرا یہ تحریر تھا کہ کسی کو بخش دو، پھر اسے تازیانے کے ساتھ اکھاڑ کر مجھے دے دیے۔

جب میں نے دیکھا تو وہ خالص چاندی کی بنی ہوئی کشتی تھی، جس کی چاندی چار سو (۴۰۰) مثقال کے برابر تھی۔

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں سخت ضرورت مند تھا، میں چاہتا تھا کہ آپ کی خدمت اقدس میں درخواست کروں، لیکن شرم کی وجہ سے آگے پیچھے ہو رہا تھا، اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں پر رکھے۔

اس کے بعد سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۳۲)

سعید بن صغیر کیسے شیعہ ہوا؟

(۴۔۱۱۱۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حسن بن محمد بن جمہور قمی کہتے ہیں: میں نے متوکل کے دربان بنام "سعید صغیر" سے سنا ہے کہ اس نے کہا:

ایک دن میں متوکل کے دربان بنام سعید بن صالح کے پاس گیا جو کہ شیعہ تھا، میں نے اس سے کہا: اے ابا عثمان! میں بھی آپ کے حلقہ احباب میں سے ہو گیا ہوں اور آپ کا ہم عقیدہ بن گیا ہوں۔

اس نے کہا: هیهات یہ بعید ہے کہ تو میرا ہم عقیدہ بنے۔

میں نے کہا: کیوں؟ خدا کی قسم! میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اس نے کہا: وہ کیسے؟

میں نے کہا کیونکہ متوکل نے میری ڈیوٹی لگا دی ہے کہ میں حضرت امام ہادیؑ کو زیر نظر رکھوں اور انہیں کنٹرول کروں۔

میں اپنی ڈیوٹی کے مطابق آنحضرت کے دولت خانے پر حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہیں، میں وہاں کھڑا ہو گیا کہ نماز ختم ہو جائے جب نماز ختم ہو گئی تو آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

یا سعید! لایکف عنی جعفر۔ المتوکل الملعون۔ حتی یقطع اربا اربا اذھب وعزب۔

"اے سعید! جعفر یعنی متوکل ملعون۔ اس وقت تک مجھ سے ہاتھ نہیں

اٹھائے گا جب تک اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں"

میں وحشت زدہ ہو کر آنحضرتؑ کے گھر سے باہر آیا، میرے اوپر اس قدر وحشت طاری تھی کہ جو قابل بیان نہیں ہے۔ جب میں متوکل کے دربار میں پہنچا تو آہ و بکاء اور کسی کے مرنے کی خبر سنی، میں نے پوچھا کیا ہو گیا ہے؟

لوگوں نے کہا: متوکل قتل ہو گیا ہے۔

جب آنحضرت سے یہ معجزہ دیکھا تو میں اپنے عقیدے سے منحرف ہو گیا اور آنحضرت کی امامت کا معتقد ہو گیا ہوں۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۳۹)

حرم رسول کی نوکری کی پیش کش

(۱۱۴۰-۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حسن بن محمد بن علی کہتے ہیں:

ایک دن گریہ کرتا ہوا ایک شخص حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا (درحالانکہ اس کے اعضاء بدن لرز رہے تھے) اور امام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔

اے رسول خداؐ کے فرزند! حاکم نے میرے بیٹے کو آپ کی محبت کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے اور اپنے سپاہیوں کے حوالے کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ اسے فلاں پہاڑ سے نیچے پھینکا جائے اور پہاڑ کے نیچے دفن کر دیا جائے۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

"تم کیا چاہتے ہو؟"

اس نے عرض کیا: میرے آقا! میں وہی چاہتا ہوں جو ایک مہربان باپ اپنے بیٹے کے لیے چاہتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

اذهب ءفانّ ابنك ياتيك غدا اذا امسيت ويخبرك بالعجب من افتراقه۔

"جاؤ کل رات تمہارا بیٹا آ جائے گا اور اپنی جدائی کے بارے میں تجھے

حیران کن خبر سنائے گا"

وہ شخص خوش و خرم حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت سے رخصت ہوا، اگلی رات رہ بہترین اور خوبصورت ترین حالت میں واپس آیا، وہ شخص اپنے بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا، اس نے اپنے بیٹے سے کہا: مجھے اپنی سرگذشت سناؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: ابا جان فلاں سپاہی مجھے گرفتار کر کے فلاں پہاڑ کے دامن میں لے گیا تھا، ہم کل رات سے ابھی تک وہاں پر ہی تھے، اسے حکم دیا گیا تھا کہ آج رات ادھر ہی رہے، اگلی صبح مجھے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دے اور جو قبر وہاں پر کھودی گئی ہے، اس میں دفن کر دے۔

اس کام کو انجام دینے کے لیے کچھ لوگوں کو ہماری حفاظت پر مامور کیا گیا تھا، میں نے وہاں پر گریہ کرنا شروع کیا، اچانک وہاں دس افراد پر مشتمل ایک گروہ آیا، جس کے چہرے انتہائی خوبصورت تھے، انہوں نے صاف ستھرے اور پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اپنے آپ کو پاکیزہ خوشبو سے معطر کیا ہوا تھا، میں نے آج تک ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، میں انہیں دیکھ رہا تھا، لیکن حکومتی مامور انہیں نہیں دیکھ پا رہے تھے، انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: کیوں گریہ کر رہے ہو؟ یہ گریہ وزاری اور بے صبری و التماس کوئی کس لیے؟

میں نے کہا: کیا آپ کو وہ تیار شدہ قبر اور پہاڑ کی بلندی نظر نہیں آ رہی ہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ ظالم سپاہی مجھے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا کر اس قبر میں دفن کرنا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ ہاں جو شخص تمہیں پہاڑ سے نیچے پھینکنا چاہتا ہے اگر تمہاری جگہ پر ہم اسے پھینک دیں تو کیا رسول خداؐ کے حرم میں نوکری قبول کرو گے؟

میں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! وہ اس سپاہی کی طرف بڑھے اور پکڑ کر پہاڑ کی طرف گئے وہ آہ و فریاد بلند کر رہا تھا، جبکہ اس کے ساتھی اس کی آواز نہیں سن رہے تھے، وہ

اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور وہاں سے نیچے گرا دیا، اس کی تمام ہڈیاں جدا جدا ہو گئیں اور پہاڑ کے دامن میں بکھر گئیں۔

اس کے ساتھی اس کی طرف دوڑے تو انہوں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور مجھے چھوڑ دیا۔

ان دس افراد نے مجھے سپاہیوں سے نجات دلائی اور اپنے ہمراہ لے کر آپ کے پاس پہنچے ہیں، فی الحال وہ باہر میرے منتظر کھڑے ہیں، تا کہ میں حرم رسول خداؐ میں جا کر خدمت گزاری کے فرائض انجام دوں۔

اس کا باپ حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور پورا واقعہ گوش گزار کیا۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ کچھ سپاہیوں نے اس سپاہی کو گرفتار کیا اور اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر نیچے گرا دیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے اس قبر میں دفن کر دیا جو اس نوجوان کے لیے کھودی گئی تھی۔

اس دوران حضرت امام ہادی علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

انھم لایعلمون مانعلم۔

"جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۴۳)

امامؑ کا عجیب معجزہ

(۱۱۴۱-۶) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے

متوکل کا غلام بنام زرافہ کہتا ہے: ایک دن ہندوستان سے ایک شعبدہ باز شخص متوکل کے پاس آیا، وہ شعبدہ بازی پر مکمل مہارت رکھتا تھا، میں نے آج تک ویسا ماہر شعبدہ باز نہیں دیکھا تھا۔ متوکل بھی شعبدہ بازی کو پسند کرتا تھا، اس نے ارادہ کیا کہ اس شعبدہ باز کے ذریعے حضرت امام ہادی علیہ السلام کو شرمندہ کرے، اسی لیے متوکل نے اس مرد سے کہا: اگر تم نے انہیں شرمندہ کر لیا تو تمہیں ایک ہزار درہم بطور انعام دوں گا۔

اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے ایک محفل منعقد کی، جس میں آنحضرت کو بھی مدعو کیا گیا، تمام لوگ اکٹھے ہو گئے، دستر خوان بچھایا گیا، متوکل بیٹھ گیا، میں بھی اس کی بغل میں بیٹھ گیا، تمام حاضرین وہاں پر بیٹھ گئے، حضرت امام ہادی علیہ السلام بھی تشریف فرما ہوئے، آنحضرت کے دائیں طرف ایک گاؤ تکیہ رکھا ہوا تھا جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، شعبدہ باز بھی اسی گاؤ تکیے کے پاس بیٹھ گیا۔

دستر خوان پر کچھ باریک پکی ہوئی روٹیاں رکھی ہوئی تھیں، جب آنحضرت نے چاہا کہ روٹی کا ٹکڑا اٹھائیں، اس شعبدہ باز نے ایسا کام کیا کہ روٹی ہوا میں اڑی، حضرت نے چاہا کہ دوسری روٹی اٹھائیں اس شخص نے پھر وہی کام کیا اور روٹی ہوا میں لٹک گئی، آنحضرت نے تیسری روٹی اٹھانا چاہی تو پھر بھی آنحضرت کے ساتھ وہی کچھ ہوا، اس شخص نے روٹی کو ہوا میں اڑا دیا، تمام حاضرین ہنس پڑے۔

اس دوران حضرت امام ہادی علیہ السلام نے گاؤ تکیے پر بنی ہوئی شیر کی تصویر پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا: "خذ یہ اس مرد کو پکڑ لو"

اچانک شیر ظاہر ہوا، شعبدہ باز کو نگلا اور اپنی جگہ پر واپس چلا گیا،

تمام حاضرین یہ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے، حضرت امام ہادی علیہ السلام جانے کے لیے اٹھے، متوکل نے کہا: میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اس شخص کو واپس پلٹا دیں۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

واللہ لاترآہ بعدھا، (أ) تسلّط اعداء اللہ علی اولیاء اللہ۔

"خدا کی قسم آج کے بعد اسے نہیں دیکھ سکو گے (پھر متوکل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) کیا تم دشمنان خدا کو اس کے دوستوں پر مسلط کرنا چاہتے ہو؟"

حضرت نے اتنا فرمایا اور وہاں سے باہر نکل گئے اس دن کے بعد وہ شخص بھی کہیں نہیں دیکھا گیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۵۵، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

ایمان اور اسلام میں فرق

(۱۱۲۲۔ے) مسعودی اپنی کتاب "مروج الذہب" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابودعامہ کہتے ہیں:

جن ایام میں حضرت امام ہادی علیہ السلام زہر ستم سے مسموم اور مریض ہو گئے تھے کہ جس کی وجہ سے آپؑ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے، میں آنحضرت کی عیادت کے لیے ان کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، تیمارداری کے بعد جب آپ کی خدمت سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

"اے ابادعامہ! اس عیادت کی وجہ سے آپ نے میرے اوپر حق پیدا کر لیا ہے، کیا یہ نہیں چاہتے ہیں کہ میں آپ کو حدیث کے ذریعے ارشاد و مسرور کروں؟"

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں اے فرزند رسولؐ! بے شک میں اس لطف کا انتہائی شائق اور محتاج ہوں۔ آپؑ نے فرمایا:

"میرے والد گرامی امام جوادؑ اپنے پدر بزرگوار امام رضاؑ سے، آپ اپنے والد گرامی امام کاظمؑ آپ اپنے پدر گرامی امام جعفر صادقؑ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقرؑ سے آپ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام سجادؑ آپ اپنے والد گرامی حسینؑ اور آپ اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے مجھے فرمایا: یا علی! لکھیں"

میں نے عرض کیا: کیا لکھوں؟

آپ نے فرمایا: لکھیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الایمان ماوقرفی القلوب، وصدقته الاعمال، والاسلام ماجری علی اللسان، وحلت به المناکحة۔

"اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ ایمان وہ ہے جو دلوں میں جاگزین ہوتا ہے اور اعمال اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسلام وہ ہے جو صرف

زبان پر جاری ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے نکاح کرنا حلال ہو جاتا ہے"

ابو دعامہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کون سا بہتر ہے، حدیث یا اس کا سلسلہ سند؟

آپ نے فرمایا:

انّها لصحیفة بخطّ علی بن ابی طالب علیه السلام واملا ورسول اللّٰه توارثها صاغرًا عن کابر۔

"یہ صحیفہ رسول خداؐ نے املاء کروایا اور حضرت علی علیہ السلام نے تحریر کیا ہے یہ ہمارے بزرگوں کی طرف سے ہم چھوٹوں کے پاس بطور میراث پہنچا ہے"

(بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۰۸)

ابو ہاشم جعفری کا دعویٰ

(۱۱۲۳۔۸) جناب قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں:

محمد بن حسن بن اشتر علوی کہتے ہیں: میں بچپنا گزار چکا تھا، اپنے باپ کے ہمراہ متوکل کے دروازے پر گیا، جبکہ ہمارے ساتھ ملک کے فوجیوں اور افسروں کے علاوہ آل ابو طالب اور بنی عباس کے کچھ لوگ بھی تھے، وہاں پر مرسوم یہ تھا کہ حضرت ہادی علیہ السلام تشریف فرما ہوتے تو تمام لوگ آنحضرت کے احترام میں اپنے گھوڑوں سے نیچے اتر جاتے۔

ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ہم اس نوجوان کی خاطر کیوں اپنی سواری سے نیچے اتریں؟ حالانکہ وہ نہ تو شرافت میں ہم سے بہتر ہے اور نہ ہی سن کے اعتبار سے ہم سے بڑا ہے اور نہ ہی کوئی ہم سے زیادہ صاحب علم و دانش ہے؟

تمام نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! آج کے بعد اس کے احترام میں اپنی سواری سے نہیں اتریں گے۔

ابو ہاشم جعفری ان لوگوں کے اس احمقانہ بات کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام تشریف لے آئے، جب ان سب کی نگاہیں آنحضرت پر پڑیں تو تمام کے تمام آپ کے احترام میں اپنی سواری سے نیچے اتر آئے۔

ابو ہاشم ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں: کیا تم لوگ ہی نہیں تھے، جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ان کے احترام میں اپنی سواریوں سے نیچے نہیں اتریں گے؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیچے اتر آئے ہو؟

ان سب نے کہا: خدا کی قسم! ہمیں اپنے آپ پر قابو نہیں رہا، ہم بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے ہیں۔ (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۷۵، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۳۸)

رسول خدا خواب میں

(۱۱۳۳۔۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ احمد بن عیسیٰ کاتب کہتے ہیں:

میں نے خواب میں رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ میرے گھر میں محو خواب ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نے مجھے مٹھی بھر کھجوریں عنایت فرمائیں جو پچیس (۲۵) عدد تھیں۔

زیادہ دیر نہیں گزری، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام ایک راہنما کے ہمراہ میرے گاؤں کی طرف تشریف لائے ہیں، وہ راہنما آنحضرت کو میرے گھر پر لے آیا، وہ ہر روز ایک شخص کو میرے پاس بھیجتا جو مجھ سے کھانے پینے کی اشیا لے جاتا، ایک دن اس نے مجھ سے پوچھا: تمہاری کل رقم کتنی بن گئی ہے؟

میں نے کہا: میں آپ سے پیسے نہیں لوں گا؟

اس نے کہا: کیا دوست رکھتے ہو کہ ان علوی کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں سلام کرو؟ میں نے کہا: کوئی بری بات نہیں ہے۔

میں آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: اس گاؤں میں آپ کے چاہنے والے بہت سے لوگ آباد ہیں، اگر آپ حکم فرمائیں تو میں سب کو آپ کی

خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بلا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا:

"یہ ضروری نہیں ہے، یہ کام نہ کرو"

میں نے عرض کیا: ہمارے ہاں بہت اچھی اور عالی قسم کی کھجوریں پائی جاتی ہیں، اگر اجازت فرمائیں تو کچھ مقدار میں آپ کی خدمت میں حاضر کی جائیں۔

آپ نے فرمایا: ان حملت شیئا (ہم) یصل الیّ ولکن احمله الی القائد فانه سیبعث الیّ منه۔

"اگر تم خود دو گے تو مجھ تک نہیں پہنچ پائیں گی، لیکن اس راہنما کو دے دو، وہ کچھ مقدار ہم تک پہنچا دے گا"

میں نے کچھ کھجوریں اس راہنما کو دیں لیکن ان میں سے کچھ اچھی نسل کی کھجوریں اپنی جیب میں ڈال لیں، اس کے علاوہ مکھن کا ایک چھوٹا سا برتن لے کر آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ راہنما نے مجھ سے کہا: کیا اپنے آقا وسولؑ کے حضور حاضر ہونا پسند کرو گے؟

میں نے کہا: ہاں، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ جو کھجوریں میں نے راہنما کو دی تھیں ان میں سے کچھ آنحضرت کے سامنے رکھی ہوئی ہیں میں نے بھی کھجوریں اور مکھن اپنی جیب سے نکالا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔

آنحضرت نے ان میں سے مٹھی بھر کھجوریں مجھے عطا کیں اور فرمایا:

لو زادك رسول الله لزدناك۔

"اگر رسول خداؐ نے زیادہ دی ہوتیں تو میں بھی بیشتر دیتا"

میں نے کھجوریں گنیں تو وہ پچیس ۲۵ تھیں جو میں نے خواب میں دیکھی تھیں۔

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۵۳)

امامؑ کے حکم سے صحرا میں چشمہ اور درخت

(۱۱۲۵۔۱۰) مذکورہ کتاب میں ہے کہ ابو محمد بصری ابراہیم بن محمد کاتب کے بیٹے کے ماموں

ابوالعباس سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہم لوگ حضرت امام ہادی علیہ السلام کی امامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابوالعباس میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے ابو محمد! اس بارے میں میرا کسی پر اعتقاد نہیں ہے، بلکہ میرا بھائی اور دوسرے لوگ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں، میں ہمیشہ ان پر نکتہ چینی کرتا ہوں، ان کی مذمت کرتا اور گالیاں دیتا ہوں۔ ایک دن متوکل کی طرف سے میری ڈیوٹی ان لوگوں کے ہمراہ لگ گئی جنھیں حکم دیا گیا کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام کو حاضر کیا جائے۔

ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، شہر میں داخل ہوئے، جب ان کی خدمت میں پہنچے تو ماموریت کے مطابق وہاں سے روانہ ہوئے، کئی منزلیں طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے، بالآخر ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں پر موسم سخت گرم تھا، ہم نے آنحضرت سے گزارش کی کہ یہاں پر کچھ دیر رک جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

ہم وہاں سے آگے بڑھے، ابھی تک ہم نے نہ کچھ کھایا تھا اور نہ پیا، گرمی میں شدت آ گئی، بھوک و پیاس نے ہمیں بدحال کر دیا، سفر طے کرتے ہوئے ہم ایک ایسے منطقے میں پہنچے جو صحرا تھا، دور تک کوئی شے نظر نہیں آ رہی تھی، نہ کوئی پانی تھا اور نہ ہی کوئی درخت کہ جس کے سائے میں کچھ دیر استراحت کرتے، ہماری نگاہیں آنحضرتؑ پر لگی ہوئی تھیں۔

اس دوران آنحضرت ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"کیا ہو گیا ہے؟ میں گمان کر رہا ہوں کہ تم پیاسے اور بھوکے ہو؟"

ہم نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! اے آقا و مولیٰ ہم تھک چکے ہیں۔

آپ نے فرمایا: یہاں پر اتریں، قیام کریں اور کھائیں پئیں۔

میں آنحضرت کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا، کیونکہ ہم ایسے صحرا میں تھے جو آب و علف سے خالی تھا، وہاں پر نہ کوئی درخت تھا کہ جس کے سائے میں استراحت کرتے اور نہ

ہی کوئی چشمہ تھا کہ جس کے پانی سے استفادہ کرتے۔

تھوڑی دیر کے لیے ہم سوچ و حیرت میں ڈوب گئے: آپ نے فرمایا:

"تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ اتر آؤ"

میں نے جلدی سے قافلے کو روکا تا کہ اپنی سواریوں کو بٹھائیں۔ اچانک متوجہ ہوا کہ دو بہت بڑے درخت ہیں، جن کے سائے میں بہت زیادہ لوگ استراحت کر سکتے ہیں، پھر اچانک متوجہ ہوئے کہ ایک چشمہ زمین پر جاری ہے جس کا پانی انتہائی خوش گوار اور ٹھنڈا تھا۔ درحالانکہ ہم اس علاقے کے بارے میں اچھی طرح سے جانتے تھے کہ وہ ایک وسیع و عریض صحرا ہے۔

ہم اپنی سواریوں سے اترے، وہاں پر قیام کیا، کھانا کھایا، پانی پیا اور کچھ دیر استراحت کی۔

البتہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کا وہاں سے متعدد بار گزر ہوا، اس وقت میرے دل میں کئی حیران کن خیالات آئے، میں نے بڑی دقیق نظروں سے آنحضرت کو دیکھا اور کچھ مدت کے لیے ان کے بارے میں فکر میں غرق ہو گیا۔ جب میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت نے مسکرا کر اپنا چہرہ مبارک میری طرف سے پھیر لیا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: خدا کی قسم! میں ہر حال میں تحقیق کروں گا کہ وہ کس شخصیت کے مالک ہیں؟

جب وہاں سے روانہ ہونے کا وقت قریب آیا تو میں نے درخت اور تلوار زیر خاک چھپا دی اور بطور نشانی وہاں پر دو پتھر رکھ دیے۔ پھر میں نے نماز کے لیے وضو کیا۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"کیا آرام کر لیا ہے؟" میں نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: بسم اللہ! اب یہاں سے کوچ کریں۔

ہم نے اپنا سامان سمیٹا اور وہاں سے روانہ ہوئے، جب ہم نے کچھ فاصلہ طے کر لیا تو میں وہاں سے واپس لوٹا، وہ جگہ تلاش کی جہاں پر نشانی رکھی ہوئی تھی، وہ جگہ تو مل گئی لیکن وہاں درخت تھے نہ کوئی چشمہ، ایسے لگ رہا تھا گویا اس علاقے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر میں حیران و سرگردان ہو گیا، میں نے ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنحضرت کی محبت، ان پر ایمان اور ان کی شناخت و معرفت پر ثابت قدم و استوار رکھے، اس کے بعد قافلے کی طرف روانہ ہوا اور ان تک پہنچا۔

جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے ابو العباس! کیا تم نے تحقیق کر لی؟"

میں نے عرض کیا: ہاں، میرے آقا! بے شک میں اس بارے میں مشکوک تھا، لیکن اب میں آپ کے وسیلہ سے دنیا و آخرت میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا: هو كذلك، هم معدودون معلومون لا يزيد رجل ولا ينقص۔

"ہاں ایسے ہی ہے ہمارے شیعہ گنے چنے اور شناخت شدہ لوگ ہیں کہ نہ تو ان میں سے کوئی شخص کم ہوگا اور نہ زیادہ" (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۱۵، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۵۶)

امامؑ اپنے بیٹے جعفر کی پیدائش پر خوش نہیں ہوئے۔

شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں فاطمہ بنت محمد بن ہیثم کہتی ہیں:

جس وقت حضرت امام ہادی علیہ السلام کے فرزند جعفر کی پیدائش کا وقت تھا، میں حضرت کے گھر میں موجود تھی، میں نے دیکھا کہ تمام گھر والے اس بچے کے متولد ہونے پر خوش و خرم اور مسرور ہیں، لیکن حضرت امام ہادی علیہ السلام خوش نہیں تھے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولی! آپ کیوں اس بچے کی ولادت پر

خوش حال و مسرور نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا:

یہون علیك امرہ، فانّہ سیضل خلقا کثیرًا۔

"اس کا امر تیرے اوپر آسان ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے بہت لوگ گمراہ ہوں گے" (کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۳۳۹، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۳۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۵)

آئمہ کے پاس بہتر اسماءِ اعظم کا علم

(۱۱۲۷ـ۱۲) علی بن محمد نوفلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ہادی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

اسم اللّٰہ الاعظم ثلاثۃ واسبعون حرفا، وانما کان عند آصف منہ حرف واحد، فتکلمہ فانخرقت لہ الارض فیما بینہ وبین سبا فتناول عرش بلقیس حتی صیرہ الی سلیمان بسطت لہ الارض فی اقل من طرفۃ عین، وعندنا منہ اثنان وسعون حرفا، وحرف واحد عند اللّٰہ عزّوجلّ استأثر بہ فی علم الغیب۔

"اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم تہتر (۷۳) حرف ہیں کہ ان میں سے ایک آصف بن برخیا کے پاس صرف ایک حرف تھا جس کے پڑھنے سے زمین اور اس اور ملکہ سبا کے درمیان سکڑ گئی اور اس نے تخت بلقیس کو حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ اس کے بعد زمین دوبارہ پھیل گئی، یہ سب کچھ چشم زدن سے کم مدت میں انجام پایا، لیکن ان اسماء اعظم میں سے ہمارے پاس (۷۲) اسم ہیں، اور ایک حرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کہ اس نے اسے اپنے علم غیب میں رکھا ہوا ہے"

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۵، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۱۶)

ہوا امامؑ کی خدمت گزار

(۱۱۲۸۔۱۴) کتاب "مناقب" میں آیا ہے کہ سلیمہ کاتب کہتے ہیں:

متوکل کے ایک خلیب بنام "ہرثمہ" نے متوکل سے کہا: آپ کے ساتھ کوئی بھی اس طرح سے سلوک نہیں کرتا ہے، جس طرح سے لوگ علی بن محمد کے ساتھ کرتے ہیں۔ جب وہ آپ کے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو تمام کے تمام لوگ ان کی خدمت میں لگ جاتے ہیں اور ہمیشہ ان کے ورود کے وقت پردہ ایک طرف کھینچ دیتے ہیں۔

متوکل نے تمام دربانوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد کوئی بھی ان کی خدمت نہیں کرے گا اور نہ ہی پردہ پیچھے ہٹائے گا۔ کسی نے مطلع کیا کہ علی بن محمد آنے والے ہیں پس نہ تو کوئی ان کے احترام کرے اور نہ ہی پردہ ہٹائے، جب حضرت امام ہادی علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے تو ہوا کا جھونکا آیا اور پردہ خود بخود ایک طرف پلٹ گیا، آنحضرت داخل ہوئے، جب آپ تشریف لے جانے لگے تو پھر ویسے ہی ہوا۔

متوکل نے کہا: آج کے بعد ان کے آنے پر پردہ ہٹایا جائے، میں نہیں چاہتا کہ یہ کام ہوا کرے۔ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۴۰۶، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۰۳)

امام ہادیؑ کی خانہ تلاشی

(۱۱۲۹۔۱۴) مسعودی "مروج الذہب" میں لکھتا ہے: متوکل کو گذارش پہنچائی گئی کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام کے گھر میں کچھ خطوط اور اسلحہ ہے جو قم کے شیعوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ان کا ارادہ ہے کہ متوکل کی حکومت کے خلاف قیام کریں۔

متوکل نے ترک سپاہیوں کے ایک تعداد امام کے گھر کی طرف بھیجی، ان لوگوں نے رات کے وقت آنحضرت کے گھر پر حملہ کر دیا اور خانہ تلاشی شروع کی، انہیں کچھ بھی نہ ملا، ان لوگوں نے امام علیہ السلام کو ایک کمرے میں تنہا دیکھا کہ آپ نے اونی لباس پہنا ہوا ہے اور پتھروں پر بیٹھے عبادت خدا اور آیات الٰہی کی تلاوت میں مشغول ہیں۔ امام کو اسی

حالت میں متوکل کے پاس لایا گیا اور اسے بتایا گیا کہ ان کے گھر سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوا، فقط آپ روبقبلہ قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے متوکل نے مادہ خواری کی محفل سجائی ہوئی تھی شراب کا پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا، جب اس نے آنحضرت کو دیکھا تو آپ کی ہیبت و جلالت اس پر طاری ہوئی، وہ بے اختیار اٹھا اور آنحضرت کی تکریم و تعظیم کی اور انہیں اپنے پاس بٹھایا۔ اس لعین کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ تھا، اس نے آنحضرت کو دعوت دی۔

آپؑ نے فرمایا:

واللہ ! مایخامر لحمی ودمی قطّ فاعفنی۔

"خدا کی قسم ! میرے گوشت اور خون میں ایسی کسی چیز کی ملاوٹ نہیں ہے، میری معذرت قبول کرو"

متوکل نے آنحضرت کا عذر قبول کیا اور اپنا ہاتھ کھینچ لیا، پھر اس نے کہا کوئی شعر پڑھیں: حضرت نے فرمایا:

"میں بہت کم شعر پڑھتا ہوں"

اس نے کہا: کچھ پڑھیں۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے۔

باتوا علی قلل الاجبال تحرسهم
غلب الرجال فلم تنفعهم القلل

واستنزلوا بعد عزمن معاقلهم
واسکنوا حفرا یابئسما نزلوا

ناداهم صارخ من بعد دفنهم
این الاسا وروالتیجان والحلل

این الوجوه التی کان منعمة

من دونها تضرب الاستار والكلل؟

فافصح القبر عنهم حين سالله

تلك الوجوه عليها الدود تنتقل

قد طال ما اكلوا دهرًا وقد شربوا

واصبحوا اليوم بعد الاكل قد اكلوا

"پہاڑوں کی چوٹیوں پر رات کو دن میں تبدیل کیا، درحالانکہ طاقت ور مردان کی حفاظت کرتے رہے، لیکن پہاڑوں کی چوٹیاں انھیں موت کے خطرے سے نجات نہ دے سکیں"

"انھیں عزت کے بعد ان کے مقام امن سے نیچے اتار دیا گیا اور انھیں قبر کی گہرائی میں جگہ دی، وہ کتنی ناپسندیدہ جگہ پر اترے ہیں"

"پھر وہ قبروں میں دفن ہو گئے، اس کے بعد فریادی نے فریاد بلند کی، کہاں ہیں وہ دستبند، تاج اور فاخرہ لباس؟"

"کہاں ہیں وہ چہرے جو بڑے ناز و نعمت سے پالے گئے اور ان کی خاطر پردے لٹکائے گئے"

"قبر انھیں فصیح زبان میں جواب دے گی کہ اب ان کے چہروں پر کیڑے چل رہے ہیں"

وہ ایک زمانے میں خورد و نوش میں مشغول تھے لیکن ابھی نہیں کھایا جا رہا ہے"

راوی کہتا ہے: جب متوکل نے یہ اشعار سنے تو پیچ و تم کھانے لگا، اور اس قدر گریہ کیا کہ اس کی ریش آنسوؤں سے بھیگ گئی، حاضرین مجلس نے بھی گریہ کیا، اس کے بعد متوکل نے چار ہزار (۴۰۰۰) دینار امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تقدیم کیے، اور آنحضرت کو بڑے احترام و اکرام کے ساتھ ان کے گھر کی طرف روانہ کیا۔

جناب کراچکی رحمتہ اللہ علیہ اس روایت کو مزید بیان کرتے ہوئے یوں تحریر کرتے ہیں:

جب متوکل نے یہ اشعار سنے تو وہ دگرگون ہو گیا اور شراب کا پیالہ زمین پر دے مارا، اس طرح سے اس دن عیش و نوش کی محفل درہم برہم ہو گئی۔ (بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۱۱)

وسوسہ شیطانی کا جواب

(۱۱۳۰-۱۵) کتاب "الصراط المستقیم" میں لکھتے ہیں کہ احمد بن ہارون کہتا ہے:

میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آنحضرتؑ گھوڑے سے نیچے اترے تا کہ کچھ تحریر کریں، اس دوران گھوڑا تین بار ہنہنایا۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فارسی زبان میں فرمایا:

"فلاں جگہ جاؤ اور پیشاب و لید کر کے واپس آجاؤ"

گھوڑے نے ایسا ہی کیا۔

میں یہ سارا کچھ دیکھ رہا تھا، میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور میں نے اس کام کو ایک عظیم کام سمجھا، اس دوران حضرت امام ہادی علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

لایعظم علیک انما اعطی اللہ آل محمدؐ اکبر مما اعطی داود وسلیمان۔

"اس کام کو بڑا مت سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آل محمدؐ کو اس سے عظیم تر معجزات عطا کیے ہیں جو حضرت سلیمان اور داؤد کو دیئے گئے تھے"

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

فتح ابن یزید سے امامؑ کی تفصیلی گفتگو

(۱۱۳۱-۱۶) بلند مرتبہ دانشور علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ فتح بن یزید گرگانی کہتے ہیں:

جب میں مکہ سے خراسان کے لیے عازم ہوا تو راستے میں حضرت امام ہادی علیہ

السلام کے ساتھ ہمسفر ہوا، آنحضرت عراق جارہے تھے، میں نے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا:

من اتقی اللہ یتقی، ومن اطاع اللہ یطاع۔

"جو خدا سے ڈرتا ہے دوسرے لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں اور جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں"

حضرت کے اس کلام سے مجھے خوشی ہوئی لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ ان کی خدمت میں شرفیاب ہو جاؤں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا: آنحضرت نے سلام کا جواب دیا اور اجازت فرمائی کہ ان کے محضر مبارک میں بیٹھ جاؤں جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے سب سے جو ارشاد فرمایا، وہ یہ تھا۔

یا فتح! من اطاع الخالق لم یبال لسخط المخلوق، ومن اسخط الخالق فایقن ان یحل به الخالق سخط المخلوق۔

وان الخالق لایوصف الّا بما وصف به نفسه، وانّی یوصف الخالق الّذی یعجزا لحواس ان تدرکه، والاوهام ان تناله، والخطرات ان تحده والابصار عن الاحاطة به۔

"اے فتح! جو خالق کی اطاعت کرتا ہو وہ بندوں کے غصے سے نہیں ڈرتا ہے اور جو کوئی خالق کو خشم میں لے آئے، پس وہ یقین سے جان لے کہ اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے خشم میں گرفتار کرے گا"

"بے شک جس چیز سے خالق نے اپنی تعریف کی ہے اس کے علاوہ کسی اور شئے سے اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی ہے، اس خالق کی کیسے تعریف کی جاسکتی ہے کہ جس کا ادراک کرنے، اوہام اس تک پہنچے، افکار اس کی تعریف کرنے اور آنکھیں اس کا احاطہ کرنے سے ناتواں ہیں، وہ وصف واصفین سے بالاتر اور تعریف کرنے والوں کی تعریف سے کہیں بلند ہے

،وہ دور ہونے کے باوجود نزدیک اور نزدیک ہوتے ہوئے دور ہے، اس کا نزدیک ہونا دور اور دور ہونا نزدیک ہے، اس نے مفہوم "کیسا" ہونے کو وجود بخشا ہے، لہٰذا نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کیسا ہے؟ اس نے مکان کو پیدا کیا ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کہاں ہے، کیونکہ وہ کیسا ہونے اور صاحب مکان ہونے سے منزہ و مبرا ہے"

"وہ تنہا و یکتا اور ہر شی سے بے نیاز ہے، نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے، پس اس کی جلالت و عظمت بلند ہے"

"ہاں، خدا کی توصیف نہیں کرسکتے، بلکہ حضرت محمدؐ کی حقیقت کو بھی نہیں پاسکتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کا نام اپنے اسم مبارک سے مقرون کیا ہے، اسے عطا و بخشش میں اپنے ساتھ شامل کیا ہے، جو شخص ان کی اطاعت کرتا ہے اس کی جزا اپنے جیسی قرار دی ہے"

آپ مزید فرماتے ہیں کہ ارشاد قدرت ہے۔

مَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنۡ اَغۡنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ۔ (توبہ آیہ ۷۴)

"اور ان کا غصہ صرف اس لیے ہے کہ اللہ اور رسول نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو نوازا ہے"

ایک اور مقام پر اس شخص کا کلام حکایت کرتے ہیں کہ جس نے اس فرمان سے سرپیچی کی اور جو جہنم کے طبقوں اور تاریکیوں کے پردوں میں معذب ہے۔

یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا۔ (احزاب آیہ ۶۶)

"کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی"

"یا ان لوگوں کی تعریف کیسے ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کی اطاعت کو

اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ مقرون کیا ہے؟ ارشاد قدرت ہے:

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ۔ (نساء آیہ ۵۹)

"اللہ کی اطاعت کرو اور اطاعت کرو رسول خدا اور ان میں سے صاحبان امر کی"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ۔ (نساء آیہ ۸۳)

"اور اگر رسول خدا اور صاحبان امر کی طرف پلٹا دیتے"

ایک اور مورد کے بارے میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ (نسا آیہ ۵۸)

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو"

ایک اور مقام پر فرمان حق تعالی ہے:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (سورہ نحل آیہ ۴۳)

"اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو"

یافتح! کما لایوصف الجلیل جلّ جلاله، والرسول (و) الخلیل وولد البتول: فکذلك لایوصف المومن اعسلّم لامرنا۔

"اے فتح! جس طرح خداوند بزرگ رسول (اور) خلیل اور بی بی بتول یعنی حضرت زہراء علیہا کے فرزند کی توصیف نہیں ہو سکتی، اسی طرح وہ مومن جو ہمارے امر کے سامنے سر تسلیم ہیں ان کی بھی توصیف نہیں ہو سکتی اس بناء پر ہمارے پیغمبر تمام پیغمبروں سے، ہمارے خلیل تمام خلیلوں سے اور آنحضرت کے جانشین تمام جانشینوں سے افضل ترین اور بلند ترین ہیں، ان کے اسماء مبارک تمام اسماء سے بلند تر ہیں اور ان کی کنیت تمام کنیتوں سے شیریں تر ہے"

"اور اگر یہ طے ہوتا کہ ہمارے ہم نشین صرف وہی ہو سکتے ہیں جو ہماری طرح ہیں تو کوئی بھی ہمارا جانشین نہ ہو سکتا، اور ہمارے ساتھ ازدواج کر سکتے ہیں جو ہماری مثل میں تو کوئی بھی ہم سے ازدواج نہ کر سکتا، ہاں، وہ تواضع و انکساری کے اعتبار سے متواضع ترین، علم و بردباری کے اعتبار سے بزرگ ترین، سخاوت و عطاء کے اعتبار سے سخی ترین اور پناہ گاہ کے اعتبار سے محکم ترین پناہ گاہ ہیں، ان دونوں عظیم ہستیوں کے جانشینوں نے علم و دانش ان سے بطور میراث پایا، پس اپنے امور ان کی طرف پلٹ آؤ اور ان کے سامنے سر تسلیم ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں انہیں کی طرح موت دے گا اور انہیں کی مثل زندگی عطا کرے گا"

"پھر فرمایا: اگر چاہو تو جا سکتے ہو، تمہارا خدا تم پر رحمت کرے"

شیخ کہتے ہیں: میں ان کے محضر مبارک سے رخصت ہوا، اگلے دن دوبارہ شرفیاب ہوا، سلام عرض کیا آپ نے جواب عنایت فرمایا:

میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! کیا اجازت مرحمت فرمائیں گے کہ میں اس سوال کے بارے میں پوچھوں جو کل رات میرے ذہن میں آیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"پوچھو، اگر چاہو تو وضاحت کر دوں گا اور اگر نہیں چاہے گا تو جواب نہیں دوں گا، پس تم اپنے نظریے کو درست کرو اور اپنے سوال پر ثابت قدم رہو، بڑی غور سے جواب سنو، اپنے سوال کو مشکوک و مشکل مت بناؤ کہ اپنے آپ کو اور جواب دہندہ کو مشکل میں ڈالو، کیونکہ جواب دینے اور لینے والے دونوں ہدایت و رشد میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ دونوں نصیحت پر مامور ہیں اور دھوکہ فریب سے روکے گئے ہیں"

واما الّذی اختلج فی صدرک لیلتک فان شآء العالم انباک ان

الله لم يظهر على غيبه احدًا الّا من ارتضى من الرسول ، فكل ما كان عند الرسول كان عند العالم ،وكل ما اطلع عليه الرسول فقد اطّلع اوصياه عليه لئلّا تخلوا رضه من حجة يكون معه علم يدن على صدق مقالته ،وجواز عدالته۔

"لیکن جو کچھ گزشتہ رات تیرے دل میں آیا ہے، اگر امام چاہے تو تمہیں اس سے آگاہ کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی اپنے علم غیب سے آگاہ نہیں کیا، سوائے اس رسول کے جسے اس نے چن لیا ہے، پس جو کچھ پیغمبر کے پاس ہے وہ سب کچھ ہمارے پاس بھی ہے، اور جس جس چیز سے پیغمبر اکرمؐ آگاہ ہیں، اس کے جانشین بھی آگاہ ہیں تاکہ اس کی زمین حجت و راہنما سے خالی نہ ہو اور وہ حجت بھی ایسی ہے جو اس کی سچائی اور عدالت کو بیان کرتی ہے"

"اے فتح! شاید شیطان چاہتا ہے کہ تمہیں اشتباہ میں گرفتار کرے اور جو کچھ میں نے بتایا ہے تمہیں وسوسے میں ڈالے اور ان موضوعات کے بارے میں تمہیں شک و تردید میں ڈالے، جو میں نے بیان کیا ہے، تاکہ راہ خدا اور صراط مستقیم سے منحرف کرے، اگر تم یہ کہو کہ اگر میں یقین کر لوں وہ ایسے مرتبے پر فائز ہیں، پس وہ خدا ہیں"

"معاذ اللہ! وہ خدا کی مخلوق اور اس کے پرورش شدہ فرماں بردار ہیں وہ اس کے سامنے متواضع و خاشع ہیں اور اس کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ جب شیطان تمہیں وسوسوں میں ڈالے تو اس چیز سے دفع کرو جو میں نے تمہیں یاد دلائی ہے"

فتح کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ نے میری مشکل حل

فرمائی ہے اور ان تفصیلات کے ذریعے شیطان ملعون کے وساوس کو دور پھینک دیا ہے۔ اس نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا ہوا تھا کہ آپ سب حجت خدا ہیں۔

فتح کہتے ہیں: جب حضرت امام ہادی علیہ السلام نے میری یہ گفتگو سنی تو سجدہ ریز ہو گئے اور سجدے کی حالت میں فرمایا:

راغمالك يا خالقي! داخراً خاضعاً۔

"اے پالنے والے! میں تیری خاطر سجدہ ریز ہوا ہوں اور خضوع وخشوع کے ساتھ سر خاک پر رکھا ہے"

آنحضرت مسلسل اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا:

"اے فتح! قریب تھا کہ خود بھی ہلاک ہوتا اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا جب نصاریٰ ان کے بارے میں غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے ہلاک وبرباد ہو گئے تھے"

"اگر تم چاہو تم جا سکتے ہو۔ خدا تم پر رحمت کرے"

فتح کہتا ہے: میں خوش خوش آنحضرت کے محضر مبارک سے رخصت ہوا، کیونکہ اللہ نے شیطانی وسوسوں کو مجھ سے دور کر دیا تھا اور ان عظیم ہستیوں کے بارے میں اچھی خاصی شناخت حاصل کر چکا تھا اس وجہ سے میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا ہے۔

میں اسی سفر کے دوران ایک اور مقام پر آنحضرتؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، آنحضرت کا تکیہ لگائے بیٹھے تھے، ان کے سامنے کچھ مقدار بھونی ہوئی گندم پڑی تھی، آپ نے اسے مخلوط کیا، اس وقت شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ امام کو چاہیے، وہ نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے، کیونکہ یہ ایک آفت ہے اور امام آفت کو قبول نہیں کرتا ہے پس اس خیال کا میرے ذہن میں آنا تھا کہ آپؑ نے مجھے فرمایا:

"اے فتح! بیٹھ جاؤ، ہم پیغمبروں کے پیروکار ہیں، وہ کھاتے بھی تھے اور

پیچے بھی تھے، وہ بازار میں بھی چلتے تھے، ہر جسم کے لیے غذا کی ضرورت ہے۔ خداوند متعال کو غذا کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس نے جسموں کو پیدا کیا ہے وہ پیدا نہیں ہوا، وہ محدود نہیں ہے، وہ ہرگز کم و زیادہ نہیں ہوتا، اس کی ذات ہر چیز سے پاک و منزہ ہے جس سے اجسام ترکیب پاتے ہیں، وہ تنہا، یکتا اور بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ وہ کسی سے خلق ہوا ہے، اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے، وہ اشیاء کو پیدا کرنے والا اور اجسام کو وجود عطا کرنے والا ہے، وہ سننے والا، ہوانا، صاحب لطف، آگاہ اور رؤف مہربان ہے اور جو کچھ ستم گر لوگ کہتے ہیں وہ اس سے کہیں پاک و منزہ ہے"



خاتمہ

اب اس حصے کو دو مطالب بیان کرنے کے بعد ختم کرتے ہیں۔

مطلب اول

محمد بن علی اسماعیل بن صالح صیمری نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تسلیت و تعزیت بھی عرض کی ہے۔ یہ قصیدہ "المقتضب" میں مذکور ہے، اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

الارض حزنا زلزلت زلزالها

واخرجت من جزع اثقالها

"اس عظیم مصیبت پر زمین غم اندوہ کی وجہ سے لرزنے لگی، اور اس نے اپنی تمام اشیاء باہر نکال دیں"

اس کے بعد شاعر نے ہر امام معصوم کا تذکرہ کیا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پر اپنا کام ختم کیا، یہ قصیدہ آنحضرت کی ولادت سے پہلے لکھا گیا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

عشر نجوم الفلک فی فلکھا

ویطلع اللہ لنا امثالھا

بالحسن الھادی ابی محمد

تلدرک اشباع الھدی آمالھا
وبعدہ من یرتجی طلوعہ
یظل جوّاب الفلا جوالھا
ذوالغیبتین المطول الحق الّتی
لایقبل اللّٰہ من اسطالھا
یا حجج الرحمن احد عشرہ
آلت بثانی عشر ھا مآ لھا

"آسمان امامت کے دس ستارے غروب ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کی مانند ہمارے لیے آشکار کرتا ہے"

"ان میں گیارہویں امام حضرت ابی محمد عسکریؑ ہیں کہ ان کے وسیلہ سے ہدایت کے پیروکار اپنی آرزوؤں تک پہنچتے ہیں"

"ان کے بعد ایک اور ستارے کے طلوع ہونے کی امید ہے جو زمین میں مختلف مقامات پر زندگی بسر کرے گا"

"ان کے لیے دو طویل غیبتیں برحق ہیں، اگر کوئی شخص اس بارے میں کوتاہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گا"

"اے خدائے رحمٰن کی گیارہ حجتو! بارہویں حجت کے لیے آپ کی آرزو پوری ہوگی"

مطلب دوم: مشکلات سے نجات حاصل کرنے کی دعا

سید جلیل القدر جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب "مہج الدعوات" میں لکھتے ہیں کہ یسع بن حمزۃ قمی کہتے ہیں۔

معتصم عباسی کے وزیر عمرو بن مسعدۃ نے مجھ سے کہا: یہ فاعل تمہارے اوپر سختی

کرنے کے بارے میں ہیں۔

انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا، میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور گلے میں طوق ڈال کر زندان میں بند کر دیا ہے، میں ڈر گیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے اور میرے اموال ضبط کر لیں گے، اسی وجہ سے میں نے ایک خط میں سب کچھ لکھا، حضرت امام ہادی علیہ السلام سے شکوہ کیا، نیز آنحضرت سے گزارش کی کہ میری مشکل حل فرمائیں۔

میرے مولیٰ آقا حضرت امام ہادی علیہ السلام نے جوابی خط میں مرقوم فرمایا:

"تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے، کوئی اہم چیز نہیں ہے، جو دعا لکھ کر تمہیں بھیج رہا ہوں، اسے پڑھتے رہو اور ان کلمات کے ذریعے خدا کی حمد وثناء کرتے رہو، کہ جس مشکل میں تم گرفتار ہو اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں نجات عطا کرے اور تیری مشکل آسان فرمائے، کیونکہ یہ ایسی دعا ہے جسے آل محمدؐ بلاؤں کو نازل ہونے، دشمن کے آشکار ہونے اور فقر وتنگی کے وقت پڑھتے ہیں"

یسع بن حمزہ کہتے ہیں: دن کی ابتداء تھی کہ میں نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا جو میرے مولیٰ نے لکھ کر بھیجی تھی۔ خدا کی قسم! ابھی دن کا زیادہ حصہ نہیں گذرا تھا کہ ایک سپاہی آیا اور کہتا ہے: تمہیں وزیر بلا رہا ہے۔

میں وزیر کے پاس گیا، جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مسکرایا اور حکم دیا کہ ہتھکڑیاں اور طوق اتار دیئے جائیں، اس کے حکم کے مطابق میرے لیے ایک فاخرہ لباس لایا گیا، اس نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا اور میرے ساتھ باتیں کرنے اور مجھ سے عذر خواہی کرنے لگا۔

اس نے تمام اموال جو چھینے تھے واپس کر دیئے۔ بہترین انداز سے میری آؤ بھگت کی، اس کے بعد نہ صرف یہ کہ مجھے اس منطقے میں بھیج دیا جو میرے کنٹرول میں تھا اس میں اضافہ کر دیا۔

وہ دعا جو میرے آقا و مولیٰ حضرت امام ہادی علیہ السلام نے تحریر فرمائی تھی وہ درج

ذیل ہے۔

یامن تحلّ بأسمائه عقد المكاره ، ویامن یفلّ بذکره حد الشدائد ویامن یدعی بأسمائه العظام من ضیق المخرج الی محل الفرج، ذلت بقدرتك الصعاب ،وتسبب بلطف الاسباب ،وجری بطاعتك القضاء ومضت ،علی ذکرك الاشیآء فهی بمشیتك دون قولك مو تمرّة، وباراد تك دون وحیك منزجرة ۔

وانت المرجوّ للمهمات ،وانت المفزع للملّمات ،لایندفع منها ،الّامادفعت ولاینکشف منها الّا ماکشفت ،وقد نزل بی من الا مرما قد فدحنی ثقله ، وحل بی منه ما بهضنی حمله ، وبقدرتك اوردت علی ذلك ،وبسلطانك وجهته الّی ، فلامصدر لما اوردت ، ولامیسّرلما عسّرت ولاصارف لما وجهت ،ولافاتح لما اغلقت ، ولا مغلق لما فتحت ولا ناصر لمن خذلت الّاانت ،صل علی محمّد وآل محمد،وافتح لی باب الفرج بطولك۔

واصرف عنّی سلطان الهمّ بحولك ،وانلنی حسن النظر فیما شکوت ،وارزقنی حلاوة الصنع فیما سألتك ، وهب لی من لدنك فرجا وحیاً ،واجعل لی من عندك مخرجاً هیناً ،ولا تشغلنی بالاهتمام عن تعاهدافرائضك ،واستعمال سنّتك،فقد ضقت بما نزل بی ذرعا، وامتلأت بحمل ما حدث علیّ جزعا ،وانتاقادر علی کشف ما بلیت به، ودفع ما وقعت فیه، فافعل ذلکبی وان کنت غیر مسوجبه منك

،یا ذا العرش العظیم ،وذالمنّ الکریم ،فانت قادر یا ارحم الرحمن ،آمین ،یاربّ العالمین ۔

"اے وہ خدا! کہ جس کے نام سے الجھی ہوئی گتھیاں حل ہو جاتی ہیں، اے وہ ذات! کہ جس کی یاد سے سختیاں دور ہو جاتی ہیں، اے وہ ذات! کہ جس کے اسماء کو سختیوں سے آسانیوں کی طرف نکلنے کے لیے پکارا جاتا ہے، آپ کی قدرت سے سختیاں آرام ہو جاتی ہیں، آپ کا لطف اسباب کے لیے سبب بنتا ہے، قضا آپ کی اطاعت وقدرت میں جاری ہوتی ہے، آپ کے ذکر سے اشیاء پر امضاء ہوتے ہیں، پس جو چاہتے ہیں وہ فقط آپ کی چاہت پر بغیر آپ کے فرمان کے انجام پاتا ہے، فقط آپ کے ارادہ سے بدون وحی رک جاتا ہے، آپ مہمات جہاں کے لیے امید اور پریشانیوں کے لیے پناہ گاہ ہیں، کوئی بھی دکھ درد برطرف نہیں ہوتا مگر یہ کہ تو اسے دور کرے، کوئی بھی مصیبت دور نہیں ہوتی مگر یہ کہ تو اسے برطرف کرے، بے شک میں اسی مشکل میں گرفتار ہوں کہ اس کا وزن قابل تحمل نہیں ہے، میرے ساتھ ایسا برتاؤ ہو رہا ہے جسے برداشت کرنا میرے بس سے باہر ہے، تو نے یہ اپنی قدرت سے میرے اوپر نازل کیا ہے اور آپ کے سلطان نے میرے اوپر ڈالا ہے، پس جو کچھ تمہاری طرف سے نازل ہو، اسے کوئی بھی نہیں ختم کر سکتا ہے، جسے تو مشکل کر دیتا ہے اسے کھولنے والا کوئی نہیں اور جسے تو کھول دیتا ہے اسے باندھنے والا کوئی نہیں جسے تو ذلیل وخوار کرے تیرے علاوہ اس کا کوئی ناصر ومددگار نہیں ہے، محمد وآل محمد پر درود بھیج، تو اپنے فضل سے میرے لیے باب فرج کھول دے، اپنی قدرت کے ذریعے میرے اوپر سے غم کا تسلط ختم

کر دے، میرے لیے اس چیز میں کام کی مٹھاس عطا فرما، جس کی میں نے درخواست کی ہے، اپنی بارگاہ سے مجھے فوری وسعت عنایت فرما، اپنی بارگاہ سے میرے لیے مبارک راستہ عطا فرما، مشکلات کے باوجود مجھے اپنے واجبات بجالانے اور مستحبات کو پورا کرنے سے منحرف نہ فرما، کیونکہ اے میرے پروردگار جو کچھ میرے اوپر آیا ہے اس کی وجہ سے مشکل میں گرفتار ہوں، میرے اوپر جو مشکل آئی ہے اس کی سنگینی سے میرا دل پر ہو چکا ہے، فقط تو ہی اس پر قادر ہے کہ مجھے اس مشکل سے نکالے، جس میں میں گرفتار ہوں اور جس نے مجھے اپنے اندر غرق کیا ہوا ہے یہ کام میرے لیے انجام دو، اگرچہ میں تیری جانب سے اس لائق نہیں ہوں"

اے عرش عظیم کے مالک! اے احسان کریم کے مالک! پس تو قادر ہے، تو ارحم الرحمین ہے، آمین اے عالمین کے پروردگار"



تیرھواں حصّہ

سبط مسرور بشر شافع روز محشر پدر گرامی مہدی منتظرؑ

پاکیزہ و پسندیدہ امام ابو محمد

حضرت حسن بن علی امام عسکری

علیہ السلام

کے مناقب و فضائل کے بحر بیکراں سے ایک

قطرہ

امام دلوں کے راز جانتے ہیں

(۱۱۳۲ـ۱) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں:

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: ایک دن میرے مولا و آقا حضرت امام حسن عسکری اپنے مرکب پر سوار ہو کر صحرا کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی مرکب پر سوار ہو کر آنحضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، آنحضرت آگے آگے اور میں ان کے پیچھے پیچھے جارہا تھا، اچانک مجھے لیا ہوا قرض یاد آ گیا اور اس فکر میں ڈوب گیا کہ اسے کیسے ادا کروں گا؟

اچانک امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اللّٰہ یقضیہ اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا۔

پھر گھوڑے کی زین سے نیچے جھکے اور ہاتھ میں لیے ہوئے تازیانے کے ساتھ زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا:

یا ابا ھاشم! انزل فخذ واکتم۔

"اے ابا ہاشم! نیچے اترو، اسے پکڑو اور چھپا لو"

میں اپنے گھوڑے سے اترا، کیا دیکھتا ہوں کہ سونے کی کشتی ہے، میں نے اسے اٹھا کر اپنی خورجین میں رکھ دیا، اس کے بعد ہم نے اپنا سفر جاری رکھا، میں دوبارہ اس فکر میں غرق ہو گیا اور آپؑ سے کہا: اگر اس سونے کی قیمت میرے قرض کے مطابق ہو گئی تو بہت اچھا ہے ورنہ ضروری ہے کہ قرض دینے والے شخص کو اسی پر راضی کروں اور ابھی سے

موسم سرما کے اخراجات یعنی لباس وغیرہ کی فکر کروں۔

یہی بات میرے ذہن میں آرہی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ امام علیہ السلام دوبارہ زین سے جھکے اور اپنے تازیانے سے لکیر کھینچی اور فرمایا:

انزل فخذ و اکتم۔

"اترو، اٹھالو اور چھپاؤ"

میں دوسری مرتبہ اپنے گھوڑے سے اترا، چاندی کی بنی کشتی اٹھائی اور اپنی خورجین میں رکھ دی، اس کے بعد آنحضرت تھوڑا سا اور آگے گئے اور پھر اپنے گھر کی طرف واپس ہو لیے۔

میں بھی اپنے گھر آیا، گھر پہنچ کر میں نے قرض کا حساب کیا، اس کے بعد طلائی کشتی کا وزن کیا اور اس کی قیمت کا اندازہ لگایا، اس کی قیمت اتنی ہی بنی جتنا میں نے قرض دینا تھا، اس سے تھوڑی سی بھی کم یا زیادہ نہیں ہوئی۔

کتاب "الثاقب فی المناقب" کے مولف اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

اگر کوئی اس حدیث میں غور وفکر کرے تو خود بخود سمجھ جائے گا کہ یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے کہ آپ جو کچھ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے اس کی خبر دے دیتے سے کہیں بالاتر ہے، البتہ یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۱۷ جلد ۲۰)

کیسے سونا چاہیے؟

(۱۱۴۳-۲) جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق وکیل قمی کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولیٰ امام حسن عسکریؑ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں میرے دل میں ایک سوال ہے، جس کی وجہ سے میں غمگین ہوں چاہتا تھا کہ یہ سوال آپ کے والد گرامی سے پوچھوں لیکن ممکن نہ ہو سکا۔

آپ نے فرمایا: تمہارا سوال کیا ہے؟

میں نے عرض کیا میرے آقا و مولیٰ کیا آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے یوں روایت نقل ہوئی ہے۔

ان نوم الانبیاء علی اقفیتهم، ونوم المؤمنین علی ایمانهم، ونوم المنافقین علی شمائلهم ونوم الشیاطین علی وجوههم۔

"بے شک انبیاء کی نیند ان کی پشت کے بل ہے، مومنین دائیں پہلو اور منافقین بائیں پہلو سوتے ہیں، جبکہ شیاطین منہ کے بل (الٹا) سوتے ہیں"

کیا ایسا ہی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں،

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں دائیں پہلو پر سونے کی جتنی کوشش کروں مجھے نیند نہیں آتی ہے۔ امام علیہ السلام نے کچھ دیر کے لیے سکوت کیا اور فرمایا:

"اے احمد! میرے نزدیک آؤ"

میں آنحضرت کے نزدیک ہوا تو آپ نے فرمایا:

یا احمد! ادخل یدك تحت ثیابك۔

"اے احمد! اپنا ہاتھ اپنے لباس کے نیچے لے جاؤ"

میں نے ایسا ہی کیا، آنحضرت نے اپنا ہاتھ اپنے لباس کے نیچے سے باہر نکالا اور میرے لباس کے اندر گھسا دیا، اپنا دایاں ہاتھ میری بائیں طرف اور بایاں ہاتھ میری دائیں طرف پھیرا، تین دفعہ ایسے ہی تکرار فرمایا۔

اس کے بعد آج تک اپنی طرف بائیں نہیں سو سکا ہوں۔

(الاعوات راوندی صفحہ ۷۰، بحار الانوار جلد ۷۶ صفحہ ۱۹۰)

کتاب کافی میں آیا ہے کہ اس دن کے بعد اس پہلو پر بالکل نیند نہیں آتی۔

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۵۱۳، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۸۶)

امامؑ کے لباس پر اعتراض کرنے کا خیال

(۴۔۱۱۳۴) جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں:

محمد بن احمد انصاری کہتے ہیں: مفوضین و مقصرین کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھیجا۔

کامل کہتے ہیں: میں نے اپنے آپ سے کہا: جب میں ان کے محضر مبارک میں شرفیاب ہوں گا تو پوچھوں گا کہ کیا صرف وہی شخص جنت میں جا سکے گا جس کی شناخت و گفتار میری شناخت و گفتار کی طرح ہو؟۔

جب میں اپنے مولی ابو محمدؑ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ نے فاخرہ لباس پہنا ہوا ہے، میں نے اپنے آپ سے کہا: ولی و حجت خدا خود تو فاخرہ لباس پہنتے ہیں اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کی مدد کرو، جبکہ ہمیں ایسا لباس پہننے سے روکتے ہیں؟

چونکہ میرے ذہن میں یہ خیال آیا تو آنحضرت مسکرائے اور اپنی آستینیں اوپر چڑھائیں، کیا دیکھتا ہوں کہ اس لباس کے نیچے سیاہ اون کا سخت لباس زیب تن کیا ہوا ہے، اس کے بعد فرمایا:

هذا الله وهذا لكم۔

یہ لباس اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ ہمارے لیے۔ (الغیبۃ طوسی صفحہ ۱۴۹، بحار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۳)

کیا قرآن مخلوق ہے؟

(۴۔۱۱۳۵) جناب قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں نے اپنے آپ سے کہا: میں یہ جاننا پسند کرتا ہوں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قرآن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیا ان کی نظر میں قرآن مخلوق ہے یا غیر

مخلوق؟ (درحالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے مولیٰ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"کیا تمہیں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول روایت کا علم نہیں ہے؟ کہ حضرت فرماتے ہیں"

لما نزلت "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" خلق لها اربعة الف جناح، فما كانت تمر بملاءٍ من الملائكة الّاخشعوا لها؟! وقال هذا نسبة الرّب تبارك وتعالىٰ۔

"جب سورہ قل ھو اللہ احد نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے چار ہزار پر پیدا کیے، وہ فرشتوں کے ہر گروہ کے سامنے سے گزرا، انہوں نے اس کے لیے خضوع وخشوع کیا اور کہا یہ رب تعالیٰ کی نسبت ہے"

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۸۶، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۴)

جاثلیق اور پیغمبر کی ہڈی

(۱۱۳۶-۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن حسن بن سابور کہتے ہیں:

ایک سال سامرہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں خشک سالی ہو گئی خلیفہ نے محافظ اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ نماز استسقاء پڑھنے کے لیے شہر سے باہر چلے جائیں۔

لوگ مسلسل تین دن تک نماز استسقاء کے لیے جاتے رہے، لوگوں نے دعا کی، لیکن کوئی بارش وغیرہ نہ برسی۔

چوتھے دن ایک جاثلیق اپنے ہمراہ کچھ مسیحیوں اور راہبوں کو لے کر صحرا کی طرف گیا، ان کے درمیان ایک ایسا راہب تھا کہ اس نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے تو بارش برسنا شروع ہوگئی، وہ اگلے روز پھر صحرا میں گیا، اس نے دعا مانگی اس دن بارش برسی، لوگوں نے جب ایسی صورت حال دیکھی تو وہ شک وتردید میں مبتلا ہو گئے اور دین مسیحیت کی طرف

راغب ہونا شروع ہو گیا۔

یہ واقعہ خلیفہ تک پہنچا، وہ حضرت امام حسن عسکری سے مدد حاصل کرنے کے لیے مجبور ہو گیا، جبکہ آنحضرتؑ زندان میں تھے، اس نے ایک سپاہی کو آنحضرت کی خدمت اقدس میں بھیجا، آپؑ کو آزاد کر دیا اور کہا: اپنے جد کی امت کے حال پر رحم کریں کہ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا:

"کل شہر سے باہر جاؤں گا، انشاءاللہ ہر قسم کے شک و تردید کو ختم کر دوں گا"

تیسرے دن پھر جاثلیق راہبوں کے ہمراہ صحرا میں گیا، ادھر سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے اصحاب کی ایک جماعت لے کر صحرا کی طرف گئے، جب آنحضرت کی نگاہ راہب پر پڑی کہ اس نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے ہوئے ہیں، آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کا دایاں ہاتھ پکڑو اور اس کی انگلیوں کے درمیان جو کچھ ہے، وہ اس سے لے لو۔

غلام نے حکم امام پر عمل کیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان سے سیاہ رنگ کی ایک ہڈی پکڑی۔

امام علیہ السلام نے وہ لے لی اور راہب سے کہا:

"اب بارش کے لیے دعا کرو؟"

راہب نے دعا کرنا شروع کی، آسمان پر بادل چھائے ہوئے بادل بھی ادھر ادھر بکھر گئے اور چمکتا ہوا سورج نکل آیا۔

خلیفہ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا: اے ابا محمد! یہ ہڈی کیسی ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

هذا رجل مرّ بقبر نبیّ من الانبیآء فوقع الی یده هذا العظم وماکشف من عظم نبی الّا وهطّلت السمآء بالمطر۔

"یہ شخص انبیاء میں سے کسی نبی کی قبر کے قریب سے گزرا اور اس کے ہاتھ اس پیغمبر کی یہ ہڈی لگ گئی۔ کسی بھی پیغمبر کی ہڈی خدا کی بارگاہ میں ظاہر نہیں ہوتی، مگر یہ کہ بہت جلد آسمان سے بارش پڑتی ہے"

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۴۱، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۲۷۰، المناقب ۴ صفحہ ۴۲۵)

امامؑ نے سرمہ تجویز کیا

(۱۱۳۸-۶) کتاب "رجال کشی" میں ہے کہ محمد بن حسن کہتے ہیں:

میری آنکھ میں سخت تکلیف تھی، میں نے اپنے مولیٰ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت اقدس میں خط لکھا اور التماس کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔

جب خط بھیج چکا تو پھر میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش آنحضرت سے پوچھتا کہ میری آنکھ کے لیے کوئی سرمہ تجویز کر فرماتے۔

آنحضرت کی طرف سے ان کے دست مبارک سے لکھا ہوا جواب موصول ہوا چونکہ میری ایک آنکھ اندھی تھی، اس میں میری آنکھ کے لیے دعا فرمائی اور اس کے بعد لکھا۔

اردت ان اصف لك كحلاً، عليك بصبير مع الاثمد كافورًا وتوتيا، فانه يجلوما فيها من العشا وييبس الرطوبة۔

"تم نے خواہش کی تھی کہ تمہارے لیے کوئی سرمہ تجویز کروں، تم مصبر سرے کا پتھر، توتیا اور کافور لے کر مخلوط کرو اور اس سے سرمہ تیار کرو، اسے اپنی آنکھ میں ڈالو، یہ سرمہ آنکھ کے اندر موجود تار کو ختم کر دیتا ہے، آنکھ کو جلا بخشتا ہے اور رطوبت کو بھی ختم کرتا ہے"

محمد بن حسن کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ کے حکم کے مطابق سرمہ تیار کیا، جس سے میری آنکھ ٹھیک ہوگئی، میں خدا کا بے حد مشکور ہوں۔ (رجال کشی جلد ۲ صفحہ ۸۱۵، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۹۹)

امامؑ کی خواب میں گفتگو

(۱۱۳۸۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ فضل بن حارث کہتے ہیں:

میں سامرہ میں موجود تھا، جب حضرت امام ہادی علیہ السلام کا جنازہ تشیع کے لیے باہر لایا گیا تو میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے سوگ میں گریبان چاک کیے ہوئے چل رہے تھے۔

میں ان کی عظمت و بزرگی کہ وہ ایسی عظمت کے لائق تھے کی وجہ سے حیران و ششدر تھا، نیز میں ان کے خوبصورت گندمی چہرے سے بھی تعجب میں تھا جس کا رنگ فق تھا، ان پر آنے والے دکھ کی وجہ سے میرا دل بہت پریشان تھا، اسی رات میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

اللّون الّذی تعجبت منه اختیار من اللّٰه لخلقه یختبر به کیف یشاء، وانّها هی لعبرة لا ولی الابصار، لایقع فیه علی المختبر ذمّ، ولسنا کالنّاس فنتعجب مما یتعبون، نسال اللّٰه الثیاب ونتفکر فی خلق اللّٰه، فان فیه متسعا، واعلم انّ کلامنا فی النوم مثل کلامنا فی الیقظة۔

"تم میرے چہرے کے رنگ کی وجہ سے جو پریشان ہوئے ہو، وہ اللہ تعالٰی کی طرف سے اپنے بندوں کا امتحان ہے، وہ جس طرح چاہے آزمائش کرتا ہے، اور جس کی آزمائش ہو چکی ہو اس کے لیے کوئی مذمت نہیں، ہم لوگوں کی طرح نہیں ہیں، کہ ان کی طرح غم سے دوچار ہوں، میں خداوند متعال سے ثابت قدمی اور اس کی مخلوق میں تفکر کا خواستار ہوں، کیونکہ اس میں ایسی وسعت ہے، آگاہ ہو جاؤ! کہ خواب میں ہمارا گفتگو بیداری کی حالت میں گفتگو کی طرح ہے"

(رجال کشی جلد ۲ صفحہ ۸۴۳، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۳۰۰)

یمنی مرد کے پاس سنگریزے پر آئمہ کے اسماء

(۱۱۳۹۔۸) صاحب مجمع البیان جناب شیخ ابوعلی طبرسی اپنی تالیف "اعلام الوریٰ" میں تحریر کرتے ہیں:

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، کہ یمن سے آنے والے ایک شخص کے لیے ملاقات کی اجازت مانگی گئی، آنحضرت نے اجازت مرحمت فرمائی، ایک تنومند، بلند قامت اور خوبصورت شخص داخل ہوا، اس نے اظہار و ولایت و دوستی کرتے ہوئے امام علیہ السلام پر سلام بھیجا۔ حضرت نے اس کی دوستی و ولایت کو قبول کرتے ہوئے جواب دیا، اور بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی، وہ شخص میرے پہلو میں بیٹھ گیا، میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش جان سکتا کہ یہ شخص کون ہے؟

اس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

هذا من ولد الاعرابية صاحبة الحصاة التي طبع آبائي فيها بخواتيمهم فانطبعت، فقد جاء بها معه يريدان نطبع فيها۔

"یہ اس عربی عورت کا بیٹا ہے جس کے پاس ایک سنگریزہ تھا کہ میرے آباء اس پر مہر لگاتے رہے ہیں جو اس پر منقش ہے، ابھی وہ سنگریزہ اپنے ساتھ اس لیے لایا ہے کہ میں بھی اس پر مہر لگاؤں"

اس کے بعد آنحضرت یمنی شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"وہ سنگریزہ مجھے دو"

اس نے ایک سنگریزہ باہر نکالا اس کی ایک طرف صاف تھی، امام علیہ السلام نے اسے لیا اور اپنی مہر لگا دی، اسی وقت آنحضرت کا نام اس پر منقش ہو گیا، گویا میں اب یہ دیکھ

رہا تھا کہ اس پر لکھا ہوا تھا: الحسن بن علی۔

میں نے یمنی شخص کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہا: کیا تم نے آج سے قبل حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا ہوا تھا؟

اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں ایک مدت سے عشق کی حد تک چاہتا تھا کہ ان کی زیارت کروں، کچھ دیر پہلے ایک نوجوان آیا تھا، جسے میں نہیں پہچانتا، اس نے مجھے کہا: اٹھو اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ میں اٹھا اور ان کی خدمت میں شرف یاب ہوا ہوں۔

پھر وہ یمنی مرد اٹھا اور کہا: آپ اہل بیت علیہم السلام پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب اور ان کے بعد درجہ امامت پر فائز ہونے والے اماموں کی طرح لازم و واجب ہے، حکمت و امامت آپ پر ختم ہوتی ہے، آپ وہی ولی خدا ہیں کہ آپ کی معرفت کے بارے میں کسی کا عذر قابل قبول نہیں ہے۔

میں نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میرا نام مہجع بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن ام غانم ہے۔ وہ وہی یمنی خاتون ہیں، جن کے پاس، وہ سنگریزہ تھا کہ جس پر امیر المومنین علی علیہ السلام نے مہر لگائی تھی۔

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں نے اس بارے میں کچھ اشعار رقم کیے ہیں:

بدرب الحصا مولی لنا یختم الھی
له الله اصفی بالدلیل واخلصا
واعطاه آیات الامامه کلها
کموسی وفلق البحر والید والعصا
ومامصن الله النبیون حجة
ومعجزه الا الوصیین قمصا

فمن کان مرتا بأبلاک فقصرہ

من الامرالسا جعلوا الدلیل وتفحصا

"میرے مولیٰ نے سنگریزے کے ذریعے کہ جس پر مہر لگائی کہ خداوند متعال نے انہیں منتخب کیا ہے، اس چیز کو ان کے لیے بہترین دلیل قرار دیا ہے"

"انہیں امامت کی تمام نشانیاں عطا فرمائی ہیں، جس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا چیرنے، ید بیضا اور عصا دیا تھا"

خداوند متعال نے جو حجت اور معجزہ اپنے پیغمبروں کو عطا کیا، وہی اوصیاء کو بھی عنایت فرمایا ہے"

"ہاں، جو کوئی بھی اس بارے میں شک کرے درحقیقت اس کی اپنی کوتاہی ہے، اس بارے میں ضروری ہے کہ دلیل کو تلاش کرے اور اس کی جستجو کرے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۱، اعلام الوری جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۳۰۲)

بہشت کے دروازے کا نام "المعروف"

(۱۱۴۰۔۹) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ ابوہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

انّ فی الجنّة بابا یقال: المعروف ولایدخله الّا اهل المعروف۔

"بے شک بہشت کا ایک دروازہ ہے، جسے معروف کہتے ہیں اس دروازے سے فقط نیکوکار ہی داخل ہوں گے"

میں نے اپنے دل میں خدا کا شکر ادا کیا اور اس بات پر بہت خوش ہوا کہ میں لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے زحمات و مشکلات برداشت کرتا ہوں۔

اس وقت امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھتے ہوئے فرمایا:

نعم، دم علی ماانت علیه، فانّ اهل المعروف فی دنیا هم هم اهل

المعروف فی الآخرۃ جعلك الله منهم یا ابا هاشم ورحمك۔

"ہاں، تم اپنے اس کام کو جاری رکھو، کیونکہ جو لوگ دنیا میں نیکوکار ہیں آخرت میں بھی وہی نیک ہیں، اے ابا ہاشم! خداوند متعال نے تمہیں ان میں سے قرار دیا ہے اور تیرے اوپر رحمت فرمائی ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۲، اعلام الوریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۸)

تصدیق ولایت کے بغیر کوئی مومن نہیں

(۱۱۴۱-۱۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تھا کہ محمد بن صالح ارمنی نے آیہ شریفہ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ۔ "اس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے فرزند آدم کی پشتوں سے" (سورہ اعراف آیہ ۱۷۲) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ اس کام کے ذریعے شناخت پروردگار کے بارے میں ثابت قدم و استوار رہے اور یہ کام محقق ہو گیا، لیکن انہوں نے حادثے کو بھلا دیا، البتہ بہت جلد یاد کریں گے، اگر اس کے علاوہ ہوتا تو کوئی بھی نہ سمجھ سکتا کہ خالق و رازق کون ہے"

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں اپنے دل میں اس عظیم نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو عطا کی ہے نیز ان کے علم و دانش کی وجہ سے حیران ہوا اور فکر میں ڈوب گیا، امام علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

الامر اعجب مما عجبت منه یا ابا هاشم! واعظم ما خلقك بقوم من عرفهم عرف الله ومن انكرهم انكر الله ولایكون مومنا حتی یكون لولایتهم مصدقا، وبمعرفتهم موقنا۔

"اے ابا ہاشم! مطلب تمہاری حیرانگی سے کہیں حیران کن تر اور عظیم تر ہے کہ جتنا تم خیال کرتے ہو، اس گروہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جس نے بھی ان کی معرفت حاصل کر لی اس نے درواقع خدا کو پہچان لیا ہے اور جس کسی نے بھی ان کا انکار کیا درحقیقت اس نے خدا کا انکار کیا، ہرگز کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا، جب تک ان کی ولایت کی تصدیق نہ کرے اور ان کی معرفت پر یقین نہ رکھے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۷، کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۴۱۹)

اولیاء شرِ شیطان سے محفوظ

(۱۱۴۳۔۱۱) کتاب شریف "کافی" میں مذکور ہے کہ اقرع کہتے ہیں:

میں نے ایک خط حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا کہ امام کو احتلام ہوتا ہے؟ جب میں نے خط بھیجا تو اپنے دل میں کہا: (احتلام شیطان کا کام ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو شرِ شیطان سے محفوظ فرمایا ہے۔

خط کا جواب یوں ملا۔

حال الائمة فی المنام حالهم فی الیقظة، لایغیّر النّوم منهم شیئا، وقد اعاذاللّٰہ عزّوجلّ اولیاء من الشیطان، کما حدثتك نفسك۔

"امام کی نیند میں وہی حالت ہے جو بیداری میں ہوتی ہے، نیند ان کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں کرتی، اسی طرح سے ہے جیسے تمہارے دل میں خیال آیا تھا، کہ اللہ نے اپنے اولیاء کو شرِ شیطان سے محفوظ فرمایا ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۷۰، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۴۶، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۹۰، اصول الکافی (جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۳)

بیٹا ہوگا یا بیٹی

(۱۱۴۳-۱۲) جناب مسعودی کتاب "اثبات الوصیۃ" میں تحریر کرتے ہیں:

جعفر بن محمد بن موسیٰ کہتے ہیں: میں سامرہ میں خیابان کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو وہاں سے اس حالت میں گزرے کہ آپ مرکب پر سوار تھے، میں بہت زیادہ چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی فرزند عطا کرے، میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا میں بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہوں؟

امام علیہ السلام جب قریب سے گزرے تو اپنے سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں،

میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا بیٹا ہوگا؟

امام علیہ السلام نے اپنے سر اقدس کے ذریعے ارشاد فرمایا: نہیں۔

اس واقعہ کے بعد میری زوجہ حاملہ ہوگئی اور اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

(اثبات الوصیۃ صفحہ ۲۳۷، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۳۸، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۶۸)

امام نے لونڈی خریدنے کے لیے دینار دیئے

(۱۱۴۴-۱۳) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے:

حضرت امام سجاد علیہ السلام کی آل واولاد میں سے ایک شخص علی بن زید کہتے ہیں: میں دارالخلافہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر تک ان کے ہمراہ تھا، آنحضرت اپنے گھر چلے گئے جب میں نے ان کی خدمت میں مرخص ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا:

"جلدی مت کرو اور کچھ دیر صبر کرو"

پھر آنحضرت اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور مجھے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت فرمائی، میں داخل ہوا تو آپ نے مجھے دوسو دینار عطا کیے اور فرمایا:

صیّرها فی ثمن جاریۃ، فانّ جاریتک فلانۃ قد ماتت۔

"ان پیسوں سے ایک لونڈی خرید و کیوں کہ تمہاری فلاں لونڈی فوت ہوگئی ہے"

درحالانکہ جب میں اپنے گھر سے نکلا تھا وہ کنیز بالکل صحیح و سالم تھی، جب میں گھر پہنچا تو میرے غلام نے کہا: فلاں لونڈی مرگئی ہے، میں نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا: پانی پی رہی تھی پانی نے اس کے سانس کی نالی بند کردی لہٰذا وہ دنیا سے رخصت ہوگئی ہے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۱۶، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۲۶، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۶۴)

میراث میں مرد کے دو حصے کیوں

(۱۱۴۵۔۱۴) ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ فہفکی نے آنحضرت سے پوچھا: عورت جو کہ کمزور و ناتواں ہے اسے میراث سے ایک حصہ جبکہ مرد قوی و مضبوط ہے اسے دو حصے کیوں ملتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

لان المرأة لیس علیها جهاد ولا نفقه ولا معقلة انما ذلک علی الرجل۔

"کیونکہ عورت پر نہ تو جہاد ہے اور نہ ہی نان و نفقہ اور نہ ہی دیت، البتہ یہ سب کچھ مرد کے اوپر ہے"

ابو ہاشم کہتے ہیں: میں نے آپ سے کہا: میں نے سنا ہوا تھا کہ یہی سوال ابن ابی العوجاء نے حضرت امام جعفر سے پوچھا تو آنحضرت نے یہی جواب عنایت فرمایا تھا۔

میں یہی سوچ رہا تھا کہ امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"ہاں، ابن ابی العوجا کا بھی یہی سوال تھا، اگر سوال کا مطلب ایک ہو تو اس کا جواب بھی ایک ہوگا"

جری لآخرنا ماجری لاولنا واولنا و آخرنا فی العلم والامر۔ سواء ولرسول الله وامیر المومنین صلوات الله علیهما و آلهما فضلهما۔

"جو کچھ ہمارے اول کے لیے جاری ہوا ہے وہی ہمارے آخر کے لیے بھی ہے ہم سے پہلا اور آخری فرد علم و ولایت کے اعتبار سے برابر ہے البتہ رسول خدا

اور امیر المومنین صلوات اللہ علیہا و آلہما کے کچھ اپنے مخصوص فضائل ہیں"

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۸۵، المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۳۷، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۵)

امام عسکریؑ کنویں میں

(۱۴۴۶-۱۵) کتاب "الانوار البہیہ" میں مذکور ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بچپن میں کنویں میں گر گئے تھے، جبکہ حضرت امام ہادی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے، عورتوں نے چیخ و پکار کی۔

جب امام نے نماز کا سلام پڑھا تو فرمایا: کوئی خوف و خطرہ نہیں ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ پانی کنویں کے کناروں تک بلند ہوا ہے، حضرت امام حسن عسکریؑ پانی کے اوپر بیٹھے پانی کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

(الانوار البہیہ صفحہ ۳۶۱، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۵۱، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۷۴)

باری کے بخار کا علاج

(۱۴۴۶-۱۶) محدث عالی مقام جناب محمد بن یعقوب کلینیؒ کتاب شریف "کافی" میں تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن ظریف کہتے ہیں:

میرے ذہن میں دو سوال تھے، میں چاہتا تھا کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں خط ارسال کر کے ان کے جوابات معلوم کروں، میں نے خط لکھ کر بھیجا۔

حضرت قائم ارواحنا فداہ قیام کریں گے تو کس طرح سے عدل و انصاف کریں گے؟ اور لوگوں کے درمیان ان کی قضاوت اور ان کے فیصلے کیسے ہوں گے؟

خط بھیجنے کے بعد یاد آیا کہ میں تو باری کے بخار کا علاج بھی پوچھنا چاہتا تھا، لیکن بھول گیا ہوں۔ امامؑ کی طرف سے جو جواب آیا وہ اس طرح سے ہے۔

مسألت عن القائم علیه السلام، فاذا قام یقضی بین النّاس بعلمه کقضاء داود علیه السلام لایسئل البیّنة۔

"تم نے حضرت قائم ارواحنالہ الفدا کی عدالت و داوری کے بارے میں پوچھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ قیام کریں گے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم سے فیصلہ کریں گے اور لوگوں سے گواہی کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ ضمناً تم باری کے بخار کا علاج پوچھنا چاہتے تھے لیکن بھول گئے تھے، اس کے علاج کے لیے آیہ شریفہ: يَا نَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ۔ (سورہ انبیا آیہ ۶۹) "اے آگ ابراہیم کے لیے سرد ہو جا اور سلامتی کا سامان بن جا" کو کاغذ پر لکھ کر بیمار شخص کی گردن میں ڈال دو، انشاء اللہ تعالیٰ اذن خدا سے صحت مند ہو جاؤ گے"

حسن بن ظریف کہتے ہیں: میں نے امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق آیہ شریفہ لکھی اور اپنے مریض کی گردن میں لٹکا دی، جس سے وہ صحت یاب ہو گیا۔

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۲۱، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۶۴)

(۱۷_۱۱۴۸) جناب شہید اول کتاب "دروس" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

قبری ب (سرمن رای) أمان لاهل الجانبين۔

"سامرہ میں میری قبر دونوں گروہوں دشمن و دوست کے لیے امان ہے"

(الانوار البہیہ صفحہ ۳۳۰، بحار الانوار جلد ۱۰۲، صفحہ ۵۹)

آئمہ رکن اعظم الٰہی

(۱۸_۱۱۴۹) حسن بن سلیمان اپنی کتاب "مختصر" میں تحریر کرتے ہیں: نقل ہوا ہے کہ میرے مولیٰ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دست مبارک کی ایک تحریر ملی جس میں آنحضرت نے مرقوم فرمایا:

اعوذ بالله من قوم حذفوا محكمات الكتاب، ونسوا الله رب

الارب، والنبی وساقی الکوثر فی مواقف الحساب ،ولظی والطامۃ، الکبری ونعیم دار الثواب ،فنحن السنام الاعظم، وفینا النبوۃ والولا یۃ والکرم، ونحن منار الھدی والعروۃ الوثقی، والانبیاء کانوا یقبسون من انوار نا، ویقتفون آثار نا، وسیظھر حجۃ اللہ علی الخلق بالسیف الملولی لاظھار الحق

"خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس گروہ کے بارے میں جس نے محکمات کتاب خدا کو خدف کیا اور اللہ رب الارباب، پیغمبر اور ساقی کوثر کو حساب کے مقامات، آتش وجہنم، ہنگامہ بزرگ یعنی روز قیامت کی مشکل اور روز آخرت کی جزا کو فراموش کردیا ہے۔ ہم رکن اعظم الٰہی ہیں، نبوت، ولایت اور کرامت ہمارے درمیان ہے، مینار ہدایت اور عروۃ الوثقیٰ ہم ہیں، پیغمبروں نے ہمارے نور کے پرتو سے استفادہ کیا ہے اور ہمارے آثار کی پیروی کی ہے، نیام سے نکالی ہوئی شمشیر کے ذریعے حق کو روشن کرنے کے لیے بہت جلد حجت خدا ظاہر ہوگی۔

یہ تحریر حسن بن علی محمد بن موسیٰ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی امیر المومنین علیہم السلام کے دست مبارک کی ہے۔ (بحار الانوار جلد ۲۶، صفحہ ۲۶۴)

نہ بخشا جانے والا گناہ

(۱۱۵۰۔۱۹) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ ابوہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولیٰ وآقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

من الذنوب التی لاتغفر قول الرجل : یالیتنی لا أُواخذ الّا بھذا۔

"وہ گناہ جو بخشا نہیں جائے گا وہ یہ ہے کہ انسان کہے کہ: اے کاش اس

گناہ کے سوا کسی اور گناہ پر میرا مواخذہ نہ ہوتا"

میں نے اپنے آپ سے کہا: بے شک یہ کلام بہت دقیق ہے بہتر یہ ہے کہ انسان ہر چیز کے بارے میں خود تحقیق و جستجو کرے، کیونکہ سب کچھ اس کے اندر ہے، میں اس فکر میں ڈوبا ہوا تھا کہ امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

صدقت یا اباهاشم ! الزم ما حدّثتك به نفسك ،فان الاشراك فی النّاس اخفی من دبیب الذر علی الصفافی اللیلة الظلماء ، اومن دبیب الذر علی المسح الاسود۔

"اے ابا ہاشم! تم نے سچ کہا ہے، جو کچھ تم نے کہا ہے اس پر کاربند رہو، کیونکہ لوگوں کے درمیان شرک شب تاریک میں صاف پتھر یا سیاہ لباس پر چیونٹی کی حرکت سے مخفی تر ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۸، المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۳۹، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۲۵۰)



خاتمہ

امامؑ کے بعض نصائح

اس حصے کے آخر میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعض خوبصورت نصائح کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

(۱) ایک شیعہ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا جس میں شیعوں کے درمیان موجود اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امامؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

انّما خاطب اللّٰه العاقل، والنّاس فی علی طبقات: المستبصرعلی سبیل النجاة متمسك بالحق، متعلق بفرع الاصل، غیر شات ولامرتاب لایجدعنی ملجأ، وطبقه، لم تأخذالحق من اهله، فهم کراکب البحریموج عند موجه ولیسکن عند سکونه، وطبقة استحوذ علیهم الشیطان، شأنهم الرّد علی اهل الحق، ودفع الحق بالباطل حسدًا من عند انفسهم۔ فدع من ذهب یمینا وشمالا، فان الراعی اذا اراد ان یجمع غنمه جمعها باهون سعی، وایاك والاذاعة وطلب الریاسة فانهما یدعوان الی الهلکة۔ (بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۱)

"خداوند متعال نے صرف عقل مند کو مورد خطاب قرار دیا ہے، میرے بارے میں لوگوں کے چند ایک گروہ ہیں"

(الف) وہ جو رارہ نجات و رستگاری کے لیے بصیرت وعقل رکھتا ہو، وہ جو حق وحقیقت سے متمسک ہو اور اس کی شاخوں کو پکڑے ہوئے ہو وہ میرے بارے میں کسی قسم کے شک وشبے میں گرفتار نہیں ہے اور نہ ہی میرے علاوہ کسی کو اپنی پناہ گاہ کے طور پر تلاش کرتا ہے۔

(ب) وہ گروہ جس نے حق وحقیقت کو ان کے اہل سے حاصل نہیں کیا وہ ایسے تیراک ہیں جو اس وقت جوش وخروش میں ہوتے ہیں جب سمندر جوش میں ہوتا ہے۔ اور اس وقت آرام کر جاتے ہیں جب سمندر پرسکون ہوتا ہے۔

(ج) وہ لوگ جن پر شیطان غالب آچکا ہے ان کا کام اہل حق کو رد کرنا اور اس حسد کی وجہ سے جو دل میں رکھتے ہیں، حق کو باطل کے وسیلہ سے دور کرتے ہیں۔

"بنا بریں وہ لوگ جو اِدھر اُدھر ہوتے ہیں، انہیں چھوڑ دو، کیونکہ چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کو اکٹھا کرنا چاہے تو تھوڑی سی کوشش سے کر لیتا ہے۔ افشا گری اور ریاست طلبی سے پرہیز کرو، کہ یہ دونوں انسان کو ہلاکت و نابودی میں ڈال دیتی ہیں"

کمر شکن مصیبت

(۲) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

من الفوا قرالتی تقصم الظهر: جاران رأی حسنة اخفا ها وان رأی سیئة افشاها۔ (بحارالانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۲)

"وہ مصیبت جو انسان کے لیے کمر شکن ہے وہ ایسے ہمسائے کا وجود ہے کہ اگر کوئی خوبی دیکھے تو اسے چھپائے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اسے آشکار کرے"

شیعوں کی شناخت

(۳) حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے شیعوں کے ساتھ گفتگو کے ضمن میں فرمایا:

اوصیکم بتقوی اللّٰہ، والورع فی دینکم ،والاجتھاد للّٰہ ، وصدق الحدیث ،واداء الامانۃ الی من ائتمنکم من براو فاجر، وطول السجود و حسن الجوار، فبھذا جآء محمدؐ صلّوافی عشائرھم ،واشھدواجنائزھم،وعودوا مرضا ھم ، وادّو حقوقھم ،فان الرجل منکم اذا ورع فی دینہٖ وصدق فی حدیثہ ،وادی لامانۃ، وحسن خلقہ مع النّاس قیل: ھذا شیعیٌ فیسری نی ذلک۔

واتقوااللّٰہ وکونوا زیناً ولاتکونوا شیناً جرّوا الینا کل مودۃ وادفعوا عنّا کلّ قبیح ،فانہ ماقیل فینا من حسن فنحن اھلہ وما قیل فینا سوء فمانحن کذلک، لناحق فی کتاب اللّٰہ ،وقرابۃ من رسول اللّٰہ ،وتطھیر من اللّٰہ ،لایدعیہ احد غیر باالّا کذّاب أکثر واذکر اللّٰہ ،وذکر الموت ، وتلاوۃ القرآن ،والصلوۃ علی النبیؐ ،فان الصلوۃ علی رسول اللّٰہ عشر حسنات احفظوا ماوصّیتکم بہ، واستود عکم اللّٰہ واقرء علیکم السلام۔(بحارالانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۲)

”میں آپ کو تقویٰ الٰہی ،دین میں پرہیز گاری ،خدا کی جدوجہد، راست گوئی ،جس نے آپ کو امین سمجھا ہے خواہ وہ برا ہو یا اچھا، اس کی امانت ادا کرنے ،سجدہ طولانی اور ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی سفارش کرتا ہوں، کیونکہ انہی احکام کے لیے حضرت محمدؐ تشریف لائے ہیں۔اپنے محلے میں مخالفین کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں ان کے جنازوں کی تشییع میں شامل

ہوں، ان کے مریضوں کی عیادت کریں ان کے حقوق ادا کریں، کیونکہ اگر آپ میں سے کوئی ایک بھی اپنے دین کا پابند ہو، سچ گو ہو، امانت ادا کرے اور ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے تو وہ کہیں گے کہ یہ شیعہ ہے، یہی چیز میری خوشی کا سبب ہے"

تقویٰ الٰہی اختیار کریں، ہمارے لیے زینت بنیں، ہمارے لیے ننگ و عار کا سبب نہ بنیں، ہر طرح کی محبت و مودت کو ہمارے ساتھ منسلک کریں ہر طرح کی برائی کو ہم سے دور کریں، کیونکہ ہمارے حق میں جو بھی اچھائی بیان ہوگی، ہم اس کے اہل ہیں اور جس بھی برائی کی نسبت ہماری طرف دیں گے ہم ایسے نہیں ہیں، کتاب خدا میں ہمارے لیے حق ہے، رسول خداؐ سے ہماری قرابت و رشتہ داری ہے، ہماری طہارت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے کہ ہمارے علاوہ جو کوئی بھی ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے"

"اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کریں، موت کو بھی یاد کریں، قرآن پڑھیں، پیغمبرؐ پروردگار پر درود وصلوات بھیجیں کیونکہ رسول خداؐ پر صلوات بھیجنے کی دس نیکیاں ہیں، جن چیزوں کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے انہیں یاد رکھیں، تم سب کو اللہ کے حوالے کرتے ہوئے سب پر سلام بھیجتا ہوں"

عبادت کیا ہے؟

(۳) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

لیست العبادة کثرة الصیام والصلاة، وانما العبادة کثرة التفکر فی امر اللہ۔ (بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۳)

"عبادت زیادہ روزے رکھنے اور نمازیں پڑھنے کا نام نہیں ہے عبادت نام ہے امور الٰہی میں زیادہ غور وفکر کرنے کا"

ہر برائی کی کنجی

(۵) آپؑ کا فرمان ہے:

الغضب مفتاح کل شر، "غضب ہر برائی کی کنجی ہے"(بحار الانوار جلد ۷۸صفحہ ۳۷۳)

کینہ رکھنے کا نتیجہ

(۶) آپ کا یہ بھی ارشاد ہے:

اقل الناس راحة الحقود۔(بحار الانوار جلد ۷۸صفحہ ۳۷۳)

"کم ترین آسائش کینہ رکھنے والے لوگوں کے لیے ہے"

ہر طرح کی اچھائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے

(۷) نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے:

انکم فی آجال منقوصة، وایام معدودة، والموت یأتی بغتة، من یزرع خیرًا یحصد غبطة، ومن یزرع شرًّا یحصد ندامة، لکل زارع مازرع لایسبق بطی بحظه، ولایدرك حریص مالم یقدرله، من اعطی خیرًا فاللّٰه اعطاه، ومن وقی شرًّا فاللّٰه وقاه۔

(بحار الانوار جلد ۷۸صفحہ ۳۷۳)

"آپ لوگوں کی زندگی ایک محدود مدت اور معین ایام تک ہے اور اچانک موت آئے گی، جو کوئی اچھائی کاشت کرے گا وہ دوسروں کے لیے قابل رشک ہے اور جو کوئی برائی کاشت کرے گا، اس کا نتیجہ پشیمانی وندامت ہے۔ ہر کاشتکار کے لیے وہی ہے جسے وہ کاشت کرتا ہے، جو کوئی روزی حاصل کرنے کے لیے سست چلتا ہے، کوئی بھی اس سے استفادہ کرنے کے لیے اس سے سبقت نہیں کرتا اور جو کوئی اسے حاصل کرنے میں لالچ و

حرص سے کام لیتا ہے، پس جو کچھ اس کے مقدر میں نہیں، اسے وہ حاصل نہیں کر سکتا، جس کسی کو کوئی بھی خیر و اچھائی عطا ہو، درواقع وہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور جو کوئی شر سے محفوظ رہے درواقع خداوند متعال نے اس کی حفاظت کی ہے"

حق کو ترک کرنے کا نتیجہ

(۸) نیز یہ بھی فرمان امام ہے۔

ما ترك الحق عزيز الآذل، ولااخذبه ذليل الاعز۔

"کسی بھی صاحب عزت نے حق کو ترک نہیں کیا مگر یہ کہ وہ ذلیل ہوا، کسی بھی ذلیل و بے عزت نے حق کو اپنایا مگر یہ کہ وہ صاحب عزت ہوا"

(بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

دو بلند ترین صفتیں

(۹) نیز امام علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے:

خصلتان ليس فوقهما شئ: الايمان بالله، ونفع الاخوان۔

"دو صفتیں ایسی ہیں کہ جن کے اوپر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اللہ پر ایمان لانا اور بھائیوں کو نفع پہنچانا" (بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

تواضع نعمت ہے

(۱۰) نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے:

التواضع نعمة لاتحسد عليها۔ (بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"تواضع و انکساری ایسی نعمت ہے جو کبھی بھی مورد حسد واقع نہیں ہوتی"

چھپ کر نصیحت کریں

(۱۱) نیز یہ ارشاد بھی ہے:

من وعظ اخاه سرًّا فقد زانه ، ومن وعظ علانية فقد شانه۔

(بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"جو کوئی اپنے بھائی کو چھپ کر نصیحت کرے اس نے اسے زینت بخشی اور اگر کوئی اعلانیہ طور پر موعظہ کرے، درواقع اس نے اس کی توہین کی"

(۱۲) نیز یہ ارشاد بھی ہے:

مامن بلية الاولله فيها نعمة تحيط بها۔(بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"کوئی بھی بلاء ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے پہلو میں اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت قرار دی ہے جو اس بلاء کو ختم کر دیتی ہے"

مومن کے لیے برائی

(۱۳) نیز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی ہے:

ماأقبح بالمؤمن ان تكون له رغبة تذلّه۔(بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"کس قدر برا ہے کہ مومن اس چیز کی طرف راغب ہو، جو اسے ذلیل و خوار کرے"



چودھواں حصّہ

آسمان امامت کے بارہویں درخشاں ستارے، بقیۃ اللہ الاعظم
غموں کو دور کرنے والے، بندوں پر حجت خدا، خلیفہ خدائے رحمٰن
صاحب عصر و زمان مہدی آل محمد علیہم السلام

حضرت حجت بن الحسن امام زمان

صلوات اللہ علیہ

کے مناقب و فضائل کے بحر بیکراں سے ایک

قطرہ

حضرت حجتؑ کی ولادت حکیمہ خاتون کی زبان سے

(۱۱۵۱۔ا) عالم جلیل القدر جناب علی بن الحسین بن بابویہ صدوقؒ اپنی بہترین کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی محترمہ حکیمہ، حضرت حجت ارواحنا فداہ کی ولادت باسعادت کے بارے میں ایک مفصل حدیث نقل کرتی ہیں:

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند امام زمان علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی خوش خبری سنانے کے بعد مجھے فرماتے ہیں: آپ آج کی رات ہمارے پاس رک جائیں، میں نے آپ کے حکم کی اطاعت کی اور بی بی نرجس کی خدمت میں موجود رہی ۔ اس رات میں طلوع فجر تک ان باعظمت بانو کی نگہبان ومحافظ رہی، وہ میرے قریب آرام سے محوخواب رہیں، یہاں تک کہ کروٹ بھی نہ بدلی۔طلوع فجر کا وقت قریب تھا کہ اچانک خوف سے لرزتے ہوئے بیدار ہوئیں، میں ان کی طرف بڑھی انہیں سینے سے لگایا اور ان کے اوپر نام خدا کا دم کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا:

"پھوپھی جان! اس پر سورہ

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ" پڑھیں۔

میں نے سورہ پڑھنا شروع کی تھوڑی دیر بعد آپؑ نے پوچھا: اب کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا: میرے مولیٰ وآقا نے جس کی آپ کو خبر دی تھی وہ ظاہر ہو گیا ہے۔

میں اسی طرح سے ہوں جیسے آقا نے فرمایا تھا میں ان پر سورہ پڑھتی رہی، میں اچانک متوجہ ہوئی کہ وہ بچہ بھی شکم مادر میں میرے ہمراہ پڑھ رہا ہے انہوں نے مجھے سلام کیا جب میں نے ان کی آواز سنی تو ڈر گئی اور حیران و پریشان ہو گئی۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی۔

لاتعجبنی من امر اللہ عزّوجلّ ان اللہ تبارك تعالی ینطقنا بالحکمۃ صغارًا، ویجعلنا حجۃ فی ارضہ کبارًا۔

"پھوپھی جان! اللہ کے کام سے حیران مت ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچپنے میں حکمت سے بولنا سکھایا ہے اور جوانی میں اپنی زمین پر حجت قرار دیا ہے"

ابھی امام کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ بی بی نرجسؑ میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئی، پھر میں نے انہیں نہیں دیکھا، گویا میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو گیا ہو، اسی وجہ سے میں نے فریاد بلند کی اور میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف دوڑی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"پھوپھی جان! پلٹ آؤ، بہت جلد انہیں اپنی جگہ پر دیکھو گی"

میں اسی کمرے میں واپس آئی، زیادہ وقت نہیں گزرا کہ پردہ ہٹ گیا، میں نے بی بی نرجس کو دیکھا کہ ان سے ایک نور چمکا جس نے میری آنکھیں خیرہ کر دیں، اس دوران میں نے ایک بچہ دیکھا کہ جس نے سجدے میں سر رکھا ہوا ہے، جب اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کہتا ہے:

اشھدان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریك لہ، وانّ جدّی محمدًا رسولُ اللہ وانّ ابی امیر المؤمنین۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا
کوئی شریک نہیں اور بے شک میرے جد بزرگوار حضرت محمدؐ خدا کے پیغمبر
اور میرے باپ امیرالمومنین علیؑ ہیں"

یہاں تک کہ اس نے ایک ایک کر کے تمام آئمہ معصومین علیہم السلام کے نام لیے
جب اپنے اسم مبارک پر پہنچے تو فرمایا:

اللھم انجزلی وعدی، واتمم لی امری، وثبت وطاتی وملأ
الارض بی عدلا وقسطا۔

"اے میرے معبود! میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر اور میرے
امر کو آخر تک پہنچا، میرے قدموں کو ثابت و استوار رکھ، میرے وسیلہ سے
زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے۔"

اس دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا:

"پھوپھی جان! اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں"

میں نے اس خوبصورت بچے کو بغلگیر کیا اور امامؑ کی خدمت اقدس میں لے آئی۔
جب میں ان کے والد بزرگوار کے سامنے کھڑی ہوئی اس وقت یہ بچہ میرے ہاتھوں میں تھا،
اس نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

امام علیہ السلام نے اسے پکڑا، اور حالانکہ آپ کے اوپر کچھ پرندے محو پرواز تھے،
امامؑ نے اپنی زبان مبارک اپنے بیٹے کے منہ میں دی، اس نے زبان چوسی، اس کے بعد
میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"پھوپھی جان! اس بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ تا کہ اسے دودھ
پلائے، اس کے بعد میرے پاس لے آنا"

میں نے اپنے آقا و مولا کے حکم کے مطابق اس خوبصورت بچے کو اس کی والدہ

ماجدہ کے حوالے کیا، انہوں نے جب دودھ پلا لیا تو میں اس بچے کو دوبارہ امام کی خدمت میں لے آئی، ابھی تک پرندے آنحضرت کے سر کے اوپر اڑ رہے تھے، آنحضرت نے ایک پرندے کو آواز دیتے ہوئے فرمایا:

احمله واحفظه وردّه الينا فی كل اربعين يوماً۔

"اس بچے کو لے جاؤ، اس کی حفاظت کرو اور چالیس روز کے بعد میرے پاس لے آنا"

اس دوران میں نے سنا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے جانے کے بعد فرمایا: تمہیں خدا کے حوالے کرتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انہیں اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ جب حضرت نرجس نے یہ سب کچھ دیکھا تو رونے لگیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اسكتی ! فان الرضاع عليه محرم الآمن ثديك وسيعاد اليك كمار دموسیٰ الی امه۔

"خاموش ہو جاؤ! وہ تمہارے علاوہ کسی اور کا دودھ نہیں پیئے گا، کیونکہ دوسروں کا دودھ اس پر حرام ہے، عنقریب وہ تمہارے پاس واپس آ جائے گا، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف واپس کیا گیا تھا" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَرَدَدْنَاهُ اِلٰی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۔ (سورہ قصص آیہ ۱۳)

"پھر ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف پلٹا دیا تاکہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور پریشان نہ رہیں"

بی بی حکیمہ کہتی ہیں میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: وہ پرندہ کیسا تھا؟

آپ نے فرمایا: هذا روح القدس الموكل بالائمة عليهم السلام يوفقهم وليسددهم ويربيهم بالعلم۔

"وہ روح القدس تھا جو آئمہ کا محافظ ہے وہ انہیں موفق اور محکم واستوار رکھتا ہے نیز انہیں علم و دانش کے ذریعے تربیت کرتا ہے"

چالیس دن گذر گئے کہ اس خوبصورت بچے کو میرے بھتیجے کے پاس پلٹا دیا گیا۔

جب میں ان کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوئی تو ایک بچہ دیکھا جو آنحضرت کے سامنے راستہ چل رہا تھا، میں نے حیرانگی سے عرض کیا: میرے آقا و مولیٰ یہ بچہ دو سال کا معلوم ہوتا ہے۔ امام علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

ان اولاد الانبیآء والاوصیآء اذا کانوا آئمۃ ینشوون بخلاف ما ینشؤ غیرھم، وان الصبی منّا اذا اتی علیہ شھر کان کمن یأتی علیہ سنتہ وانّ الصبی منّا لیتکلم فی بطن امّہ ویقرءُ القرآن ویعبدربّہ عزّوجل وعند الرضا تطیعہ الملائکۃ وتنزل علیہ صباً حاومساءً۔

"بے شک انبیاء اور اوصیاء کی اولاد جب مقام امامت پر فائز ہو تو ان کی رشد و نمو دوسرے بچوں سے فرق کرتی ہے"

"ہمارے بچے اپنی ماں کے شکم میں تکلم کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہر صبح و شام ان کے فرامین جاری کرنے کے لیے ان کے ہاں نازل ہوتے ہیں" (کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۱)

امامؑ نے ولادت کے بعد فرمایا:

(۱۱۵۲-۲) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ سیاری کہتے ہیں: کہ نسیم اور ماریہ نے میرے سامنے نقل کیا ہے:

جونہی امام زمان علیہ السلام متولد ہوئے، وہ دوزانو بیٹھے، انہوں نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی پھر ایک چھینک ماری اور فرمایا:

الحمد للہ رب العلمین ،وصلی اللہ علی محمد وآلہ عبدًا ذاکرًا اللہ غیر مستنکف ولا مستکبر۔

(المناقب فی المناقب صفحہ ۵۸۴، الصحیفۃ المبارکۃ المہدیہ صفحہ ۳۸۹)

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا رب ہے، خدا کا درود ہو محمد اور اس کی آل پر کہ جو خدا کا عبد ذاکر تھا وہ نہ تو ناک بھوں چڑھاتا اور نہ ہی تکبر کرتا تھا“

اس کے بعد فرمایا:

زعمت الظلمۃ انّ حجۃ اللہ داحضۃ ،ولو اذن لنا فی الکلام لزال الشک۔

”ستمگر یہ خیال کرتے ہیں کہ حجت خدا باطل ہے اور ختم ہو چکی ہے، اگر مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے تو ہر طرح کا شک وشبہ ختم ہو جائے گا“

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۳۰، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۴)

اللہ نے ان چیزوں کو منتخب کیا

(۳-۱۱۵۳) کتاب ”مصباح الانوار“ میں مذکور ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ان اللہ اختار من الایام الجمعۃ ،ومن اللیالی القدر ،ومن الشہور رمضان، واختارنی نبیاً، واختار علیًا لی وصیًا وولیًا، واختار من علی الحسن والحسین حجۃ اللہ علی العلمین تاسعھم اعلمھم واحکمھم۔

(مصباح الانوار مخطوط، منتخب الاثر صفحہ ۹، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۶۷، الغیبۃ نعمانی صفحہ ۶۷)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے روز جمعہ، راتوں میں سے لیلۃ القدر اور مہینوں میں سے ماہ مبارک رمضان کو منتخب کیا ہے ، مجھے

پیغمبروں کے لیے چنا اور علیؑ کو میرا جانشین اور ولی بنایا۔ علیؑ سے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو دنیا والوں کے لیے حجت قرار دیا کہ امام حسینؑ کے نویں بیٹے عالم ترین اور حکیم ترین ہیں"

ظہور امامؑ کے بعد کیا ہوگا؟

(۱۱۵۴۔۴) کتاب "منتخب البصائر" میں تحریر کرتے ہیں:

میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس میں مولا امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات اکٹھے کیے ہوئے تھے، ان میں سے ایک خطبے کے آخر میں حضرت علی علیہ السلام نے حضرت حجت مہدیؑ کے ظہور کے وقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ثم يسير الى مصر فيصعد منبره فيخطب النّاس ،فتستبشر الارض بالعدل ،وتعطى السماء قطر هاء والشجر ثمرها ، والارض بنا تها وتنزين لاهلها، وتامن الوحوش حتى ترتعى فى طرق الارض كا تعامهم، يقذف فى قلوب المؤمنين العلم، فلايحتاج مؤمن الى ماعند اخير من علم۔

"جب آنحضرت ظہور کریں گے، وہ مصر کی طرف جائیں گے، اس شہر کی جامع مسجد میں منبر پر بیٹھیں گے اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھیں گے، پس بہت جلد زمین کو عدل کی بشارت وخوش خبری دی جائے گی، آسمان بارش برسائے گا، درخت پھل دیں گے، زمین تمام نباتات اگائے گی، زمین کو اہل زمین کے لیے زینت بخشی جائے گی، لوگ درندوں سے محفوظ ہو جائیں گے، یہاں تک کہ درندے راستے میں جانوروں کی طرح چریں گے، علم و دانش لوگوں کے دلوں میں جگہ بنائے گی، یہاں تک کہ کوئی مومن علم میں اپنے بھائی کا محتاج نہیں ہوگا"

اس دن اس آیہ شریفہ کی تاویل تحقق ہو جائے گی کہ ارشاد قدرت ہے:

یُغْنِ اللّٰهُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ۔ (سورہ نساء آیہ ۱۳۰)

"اللہ تعالیٰ اپنے خزانے کی وسعت سے غنی و بے نیاز کر دے گا" زمین اپنے خزانے اگل دے گی"

حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:

کلوا هیئاً بما اسلفتهم فی الایام الخالیة۔

"کھاؤ! وہ تمہارے لیے خوشگوار ہو ان اعمال کے سبب سے جو تم نے گزشتہ ایام میں انجام دیے ہیں" (بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۸۵ و ۸۶)

علم کے ستائیس حروف ہیں

(۱۱۵۵۔۵) قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابان کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

العلم سبعة و عشرون حرفا مجمیع ماجاء ت به الرسل حرفان علم عیرف الناس حتی الیوم غیر الحرفین، فاذا قام قائمنا علیه السلام اخرج الخمسة وامعشرین حرفاً فبثها فی الناس وضم الیها الحرفین حتی یبثها سبقه وعشرین حرفا۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۸۴۱، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۳۶)

"علم کے ستائیس (۲۷) حروف ہیں، تمام پیغمبر جو کچھ آج تک لائے ہیں وہ صرف دو حروف ہیں، آج تک لوگوں کے پاس دو حروف سے بیشتر علم نہیں ہے، جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو اس وقت باقی پچیس حروف آشکار کریں گے اور لوگوں کے درمیان پھیلا دیں گے، اور ان کے ساتھ دوسرے حروف بھی منضم کریں گے، اس طرح سے ستائیس (۲۷)

حروف لوگوں کے درمیان منتشر ہوں گے"

میں امام زمان کو دیکھ رہا ہوں (امام صادقؑ)

(۱۱۵۶۔۶) ابوجعفر محمد بن جریر طبری اپنی کتاب "دلائل الامامۃ" میں مفصل اسناد کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا:

کأنی بالقائم علیه السلام علی ظهر انجف، لبس درع رسول اللّٰهؐ تتقلس علیه، ثم ینتقض بها فتستدیر علیه، ثم یغشی ثوب استرق، ثم یرکب فرساً له ابلق بین عینیه شمراخ ینتقض به حتی لا یبقی اهل له الأنام هم بین ذلك اشمراخ حتی تکون آیة له.

"گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کو پشت نجف (کوفہ) میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ رسول خداؐ کی زرہ پہنے ہوئے اسے اپنے بدن پر حرکت دیتے ہیں، پھر اسے اپنے ریشمی لباس میں چھپاتے ہیں، وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار ہیں، ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان سفیدی ہے کہ جس سے نور چمک رہا ہے، وہ اپنے آپ کو حرکت دے رہے ہیں، دنیا میں تمام لوگ ان کے نور کا مشاہدہ کر رہے ہیں، وہ ان سب کے لیے ایک نشانی ہیں پھر رسول خداؐ کا وہ پرچم لہرائے گا جو ہمیشہ کامیاب ہے، اس کی مٹھی عرش الٰہی کے پایوں میں سے ایک پایا ہے اور اس کی حرکت مدد خدا سے ہے وہ پرچم جس چیز پر بھی نازل ہوگا اسے نابود کردے گا"

میں نے عرض کیا: کیا وہ پرچم کسی مقام پر چھپایا ہوا ہے یا آنحضرت کے لیے لایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا:

بل یأتی بها جبرئیل علیه السلام واذا نشرها اضاء لها مابین

المشرق و المغرب ووضع اللّٰہ یدہ علی رؤوس العباد، فلا یبقی مومن الّا صارقلبه اشدّ منزبر الحدید، واعطی قوّة أربعین رجلًا، فلایبقی میّت یومئذ الّا دخلت علیه تلك الفرحة فی قبرہ، حتی تیزاورون فی قبورهم، وتیبا شرون نجروج القائم علیه السلام، فیهبط مع الرایة الیه ثلاثة عشر الف ملك وثلاثما ئةو ثلاثة عشر ملکاً۔

"بلکہ جب جبرئیل یہ پرچم لے کرآئے گا، جس وقت اسے لہرائے گا اس کا نور دنیا کے مشرق و مغرب کو روشن کر دے گا، اللہ تعالیٰ اپنا دست رحمت بندوں کے سروں پر رکھے گا، کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہوگا، مگر یہ کہ اس کا دل آہنی ہو جائے گا اور ہر مومن کو چالیس مردوں کی طاقت دی جائے گی"

"کوئی بھی مردہ ایسا نہیں ہوگا کہ اس دن جس کی قبر میں خوشی داخل نہیں ہو گی، یہاں تک کہ تمام مردے قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کریں گے اور ایک دوسرے کو آنحضرت کے قیام کی خوش خبری سنائیں گے، اس کے پرچم کے ہمراہ آنحضرت کی مدد کے لیے تیرا ہزار تین سو تیرا (۱۳۳۱۳) فرشتے نازل ہوں گے"

میں نے عرض کیا: کیا تمام کے تمام فرشتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں یہ تمام کے تمام فرشتے حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے منتظر ہیں، وہ وہی فرشتے ہیں جو حضرت نوحؑ کے ہمراہ ان کی کشتی میں تھے، وہی فرشتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس وقت تھے جب انہیں آگ میں پھینکا گیا تھا، وہی فرشتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ اس وقت تھے جب انہوں نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو تقسیم کیا تھا،

وہی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس وقت تھے جب اللہ تعالیٰ انہیں آسمان کی طرف لے گیا۔ایک ہزار فرشتے وہ ہیں جو پیغمبر خداؐ کے ہم رکاب تھے، ان میں سب کے پاس نشانیاں ہیں، ہزار فرشتے وہ جوان کے عقب میں قطار بنائے منظم کھڑے تھے، تین سو تیرا (۳۱۳) وہ فرشتے ہیں جو بدر میں پیغمبر خدا کے ہم رکاب تھے"

"چار ہزار وہ فرشتے ہوں گے جو روز عاشورہ نازل ہوئے کہ امام حسین علیہ السلام کے ہم رکاب جنگ کریں، لیکن انہیں اجازت نہ دی گئی، وہ پلٹ گئے تاکہ اجازت حاصل کریں جب وہ دوبارہ نازل ہوئے تو اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام قتل کردیے گئے تھے، وہ اب تک پریشان حالت میں آنحضرت کی قبر کے پاس موجود ہیں، وہ تاقیامت گریہ کرتے رہیں گے، آنحضرت کی قبر اور آسمان کے درمیان فرشتوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے"

(دلائل الامامۃ: صفحہ ۴۵۷، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۲۸، کامل الزیارات صفحہ ۲۳۳)

فرشتوں کے قاضی

(۱۱۵۷۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ محمد بن فضیل کہتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو خداوند متعال اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ مومنین پر سلام بھیجو اور ان کی مجالس میں شریک ہوں، جب کسی مومن کو کوئی احتیاج ہو گی وہ کسی فرشتے کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھیجے گا وہ فرشتہ اس کی اطاعت کرتے ہوئے آنحضرت کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہو کر اس مومن

کی مشکل بیان کرے گا اور واپس چلا جائے گا"

ومن المؤمنين من يسير في السحاب، ومنهم منيطير مع الملائكة ومنهم من يمشي مع الملائكة شيا، ومنهم من يسبق الملائكة ومنهم من يحاكم الملائكة اليه، والمؤمنون اكرم على الله من الملائكة، ومنهم من يصيره القائمؑ قاضياً بين مائة الف من الملائكة ۔ (دلائل الامامۃ صفحہ ۴۵۴)

"اس زمانے میں بعض مومنین بادلوں کے اوپر چلیں گے، کچھ فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہوں گے، کچھ فرشتوں کے ہمراہ راستہ چلیں گے، بعض فرشتوں پر سبقت حاصل کریں گے، اور ان میں سے ایسے ہوں گے کہ فرشتے ان کے پاس انصاف کے لیے رجوع کریں گے"

"ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومنین کی فرشتوں سے زیادہ عزت ہے اس زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام بعض مومنین کو ایک لاکھ فرشتوں پر قاضی مقرر فرمائیں گے"

(۱۱۵۸۔۸) جناب شیخ صدوق کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق بن سعید اشعری کہتے ہیں: میں اپنے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرفیاب ہوا، میں چاہتا تھا کہ آنحضرت سے ان کے جانشین کے بارے میں پوچھوں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے بولنے سے قبل فرمایا:

يا احمد بن اسحاق! ان الله تبارك و تعالىٰ لم يخل الارض منذ خلق آدم ولا يخليها الى ان تقوم الساعة من حجّة لله على خلقه به يدفع البلاء عن اهل الارض، وبه ينزل لغيث، وبه يخرج بنات الارض ۔ (بحار میں آیا ہے برکات الارض)

"اے احمد بن اسحاق! بے شک اللہ تعالٰی نے جس دن سے حضرت آدمؑ کو خلق کیا، اس دن سے لے کر آج تک زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں چھوڑا، اور نہ ہی تا قیام خالی چھوڑے گا، وہ ایسی حجت ہے کہ جس کے وجود مبارک سے اہل زمین سے بلائیں اور مشکلات دور ہوتی ہیں، انہی کے وسیلہ سے بارش برستی ہے اور زمین سے برکتیں اور نباتات نکلتے ہیں"

میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! آپ کے بعد آپ کا جانشین اور خلیفہ کون ہوگا؟

حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً گھر میں گئے جب واپس آئے تو ان کے کاندھوں پر تین سال کا بچہ تھا، اس بچے کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے احمد بن اسحاق! اگر اللہ تعالٰی اور اس کی حجتوں کے نزدیک تیرا کوئی مقام و مرتبہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اپنا یہ بیٹا کبھی بھی نہ دکھاتا، میرا یہ بیٹا رسول اللہ کا ہمنام اور ہم کنیت ہے کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہوگی"

یا احمد بن اسحاق! مثله فی هذه الامة مثل الخضر علیه السلام مثله مثل ذی القرنین، والله لیغیبنّ غیبة لاینجو من الهلکة فیها الّامن ثبته، الله تعالٰی علی القول بامامته ووفقه ،فیها للدعا بتعجیل فرجه۔

"اے احمد بن اسحاق! اس امت میں اس بچے کی مثال حضرت خضرؑ اور حضرت ذوالقرنینؑ جیسی ہے۔ خدا کی قسم! وہ غیبت اختیار کریں گے، اس میں کوئی بھی ہلاکت سے نہیں بچ سکے گا مگر وہ کہ جسے اللہ تعالٰی اس کے

امامت کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے، توفیق دے کہ اس کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کرے"

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ میرے آقا! کیا اس بچے میں ایسی کوئی علامت ہے تاکہ میرا دل بھی مطمئن ہو جائے؟

جب میں نے یہ بات کہی تو اس خوبصورت بچے نے گفتگو کے لیے ہونٹ کھولے اور فصیح عربی زبان میں فرمایا:

انا بقية الله فى ارضه، والمنتقم من اعدائه فلا تطلب اثر ابعد عين يا احمد بن اسحاق۔

"روئے زمین بقیۃ اللہ میں ہوں، دشمنان خدا سے انتقام لینے والا میں ہوں اے احمد بن اسحاق! اپنی آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی دلیل مت مانگو"

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں بہت خوش و مسرور ہوا، خوشی خوشی امام کی خدمت سے رخصت ہوا، اگلے دن اپنے مولیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپ نے کل میرے اوپر جو لطف و کرم کیا (اور اپنے بیٹے کی زیارت کروائی) وہ سنت کون سی ہے جو حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین کی ان میں جاری ہے؟

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"اے احمد! اس سنت سے مراد ان کی طویل غیبت ہے"

میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! کیا ان کی غیبت طویل ہوگی؟

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

اى وربى! حتى يرجع عن هذا الامر اكثر القائلين به، ولايبقى الّا من اخذ الله عزّوجلّ عهده لولايتنا، وكتب فى قلبه الايمان وايده بروح منه۔

"ہاں، خدا کی قسم! ان کی غیبت اس قدر طویل ہوگی کہ آنحضرت کی امامت کے اکثر معتقدین اپنے عقیدے سے منحرف ہو جائیں گے، کوئی اپنے اس عقیدے پر باقی نہیں رہے گا، مگر یہ کہ جس سے اللہ تعالٰی نے ہماری ولایت کا عہد لیا ہوگا، اس کے دل میں لکھ دیا ہوگا اور اپنے روح سے اس کی تائید کی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! ان کی غیبت خدا کے امور میں سے ایک امر، خدا کے رازوں میں سے ایک راز اور اس کے غیبوں میں سے ایک غیب ہے، پس جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے اسے قبول کرو اور مخفی رکھو، (اور اس لطف و مرحمت پر شکر ادا کرو) شکر گزار بنو، تا کہ کل روز قیامت ہمارے ساتھ مقامات عالیہ میں ٹھکانہ کرسکو"

صاحب الامر کون؟

(۱۱۵۹۔۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یعقوب بن منقوش کہتے ہیں:

ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرفیاب ہوا، آنحضرت اپنے گھر میں ایک چبوترے پر تشریف فرما تھے، ان کے دائیں طرف ایک کمرہ تھا جس میں پردہ لٹکا ہوا تھا، میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! صاحب الامر کون ہے؟

آنحضرت نے فرمایا: ارفع الستر۔ کمرے کا پردہ اوپر اٹھاؤ۔

جب میں نے پردہ اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کمرے میں سے پانچ سال کا خوبصورت بچہ باہر آیا، اس کا قد تقریباً آٹھ یا دس بالشت تھا، اس کی پیشانی روشن، چہرہ سفید اور چمکدار اور آنکھیں چمکیلی تھیں، اس کے بازو مضبوط اور زانو طاقت ور تھے، اس کے دائیں رخسار پر خوبصورت تل تھا، اس کے سر کے سامنے والے بال خوبصورتی سے سنوارے ہوئے تھے وہ آیا اور آنحضرت کی شفقت بھری گود میں بیٹھ گیا۔

امام علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"ھذا صاحبکم یہ آپ کا صاحب ہے۔"

جب وہ بچہ جانے کے لیے کھڑا ہوا تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

یا بنی ! ادخل الوقت المعلوم۔

"اے میرے بیٹے ! وقت معلوم تک گھر میں رہو"

وہ خوبصورت بچہ گھر کی طرف چلا گیا، میں نے بھی جاتے ہوئے اسے دیکھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"اے یعقوب ! گھر میں جاؤ اور دیکھو کہ کون ہے؟"

میں گھر میں داخل ہوا تو وہاں پر کسی کو نہ پایا۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۹۵۸، کمال الدین جلد ۲، صفحہ ۴۳۶، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۵)

خوش قسمت کون؟

(۱۱۶۰-۱۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا:

طوبیٰ لمن ادرك قائم اهل بیتی وهو مقتد به قبل قیامه، یأتمّ به وبائمة الهدی من قبلة ویبرء الی الله عزّوجل من عدوهم اولئك رفقائی واكرم أمتی علیّ۔

"خوش قسمت ہے وہ جو ہم اہل بیت کے قائم کو دیکھے گا در حالانکہ ان کے قیام سے قبل ان کے پیروکاروں اور ان سے پہلے والے آئمہ اطہار کے پیروی کرتا ہو اور خداوند متعال کی طرف سے ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری کرے یہاں یہ میرے رفقاء ہیں اور میرے نزدیک بہترین امت ہیں"

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۸۶)

امام زمان کی دو غیبتیں

(۱۱۶۱_۱۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

آیہ شریفہ جس میں ارشاد قدرت ہے: وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ (سورہ احزاب آیہ ۶) "اور مومنین و مہاجرین میں سے قرابت دار ایک دوسرے سے زیادہ اولویت اور قربت رکھتے ہیں" یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے"

"اسی طرح یہ آیہ کریمہ بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے جس میں ارشاد ہو رہا ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِیْ عَقِبِهٖ (سورہ زخرف آیہ ۲۸)" اور انہوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دیا" امامت و ولایت قیامت تک حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہے"

وانّ للقائم علیه السلام غیبتین: احد اهما اطول من الاخری، امّا الاولی فستة ایام اور ستة اشهر اور ستة سنین، وامام الاخری فیطول امد هما حتی یرجع عن هذا الامر اکثر من یقول به فلایثبت علیه الّا من قوی یقینه، وصحّت معرفته ولم یجد فی نفسه مرجا مما قضینا، وسلّم لنا اهل البیت علیهم السلام۔

"بے شک ہمارے قائم کے لیے دو غیبتیں ہیں کہ پہلی غیبت دوسری سے طویل ہے، پہلی غیبت چھ دن، چھ ماہ یا چھ سال ہے"

"دوسری غیبت اس قدر طویل ہو گی کہ ان کی امامت کے اکثر قائلین منحرف ہو جائیں گے، فقط وہی لوگ ثابت قدم رہیں گے جن کا یقین قوی اور معرفت درست ہو گی، جس کا ہم نے دستور دیا ہے اس میں اپنے لیے کوئی نقصان سمجھتے ہوں گے اور ہم اہل بیتؑ کے سامنے سر تسلیم خم ہوں گے"

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۳۲۳، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۴۳)

جناب علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی وضاحت میں کہتے ہیں:

چھ روز سے مراد شاید آنحضرت کے غیبت کے دوران حالات و احوال کی دگرگونی کی طرف اشارہ ہو، کہ چھ دن تک آپ کے نزدیکی رشتہ داروں کے علاوہ کسی کو بھی آپ کی ولادت کا علم نہیں تھا، پھر چھ ماہ کے بعد قریبی رشتہ دار آگاہ ہو گئے تھے، چھ سال بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو بہت سے لوگ آپ کے وجود مبارک سے مطلع ہو گئے۔

علامات ظہور امامؑ

(۱۱۶۲-۱۲) کتاب "الصراط المستقیم" میں آیا ہے کہ حذیفہ حضرت کے ظہور کی علامتوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

مشرق کی سمت ایک شہر آباد ہوگا، جس میں ایسا واقعہ رونما ہوگا کہ اس زمانے کے لوگوں نے اپنی زندگی کی تاریخ میں ایسا واقعہ نہیں دیکھا ہوگا، وہ واقعہ ختم ہو جائے گا، البتہ اس واقعہ سے پہلے شام میں ایک ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ چار لاکھ لوگ قتل ہو جائیں گے۔

پھر اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام تین سو سواروں کو لے کر قیام کریں گے، وہ تمام جنگوں میں کامیاب ہوں گے اور پرچم لہراتے ہوئے مسلسل بڑھیں گے۔

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

(۱۱۶۳-۱۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

زجر الناس قبل قیام القائم عن معاصیھم، وتظھر فی السمآء حمرة، وخسف ببغداد والبصرة، ودماء تسفك بھا، وخراب دورھا، وفناء یقع فی اھلھا، وشمول اھل العراق خوف لایکون مھم معه قرار۔

"حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام سے قبل لوگ اپنے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ سے تنگی میں ہوں گے، آسمان پر سرخی پیدا ہوگی، بصرہ و بغداد کی زمین غرق ہو جائے گی، ان دونوں شہروں میں خون بہایا جائے گا، گھر ویران ہو جائیں گے اور ان میں بسنے والے لوگ نابود ہو جائیں گے، عراق پر خوف و ہراس چھا جائے گا کہ ان کا سکون ختم ہو جائے گا"

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

امام زمانؑ کے اصحاب

(۱۴-۱۱۶۴) شیخ مفید کی طرف منسوب کتاب "الاختصاص" میں آیا ہے کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

میں اپنے آقا مولا و آقا حضرت امام صادق علیہ السلام کی محضر مبارک میں حاضر تھا، آنحضرت کے قریب ایک خراسانی شخص موجود تھا، آنحضرت نے اس کے ساتھ ایسے لہجے میں گفتگو کی کہ میں نہ سمجھ سکا، پھر حضرت نے اس لہجے میں گفتگو فرمائی، جو میں سمجھتا تھا، میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"ارکض برجلك الارض اپنا پاؤں زمین پر مارو"

جب میں نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ایک سمندر ظاہر ہوا جس کے کنارے پر ایسے سوار کھڑے تھے کہ جنہوں نے اپنی گردنیں اپنے گھوڑوں کی زینوں پر رکھی ہوئی تھیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

هولاء من اصحاب القائم۔

"یہ حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں" (الاختصاص صفحہ ۳۱۹ و ۳۲۱)

پانی پر مصلیٰ عبادت

(۱۵-۱۱۶۵) کتاب "الصراط المستقیم" میں تحریر کرتے ہیں:

جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو معتضد عباسی

نے اپنے تین نوکروں کو بھیجا کہ وہ آنحضرت کی خانہ تلاشی کریں اور وہاں پر جیسے بھی پائیں اس کا سر میرے پاس حاضر کریں۔

وہ تینوں شخص حکم کے مطابق آنحضرت کے گھر میں داخل ہوئے، اچانک ان کی نگاہ ایک قبر پر پڑی، جس میں پانی کا ایک حوض تھا، کوئی شخص پانی پر مصلی بچھا کر نماز میں مشغول ہے اور ان لوگوں کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے۔

ان میں سے ایک شخص بنام احمد بن عبداللہ نے اس شخص تک پہنچنے کے لیے پانی میں پاؤں رکھا۔ قریب تھا کہ وہ پانی میں غرق ہو جاتا، لیکن اس کے دوستوں نے اسے بچا لیا، اسی طرح اس نے دوسرا پاؤں پانی میں رکھا۔ پھر غرق ہونے کے نزدیک تھا کہ اس کے رفقاء نے اسے دوبارہ بچالیا، انھوں نے جب یہ دیکھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تو وہاں سے فرار کر گئے وہ معتضد کے پاس گئے اور سارا واقعہ اس کے گوش گذار کیا۔ معتضد نے حکم صادر کیا کہ اس واقعہ کو راز میں رکھا جائے۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

محمل آسمان کی طرف

(۱۱۲۶۔۱۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یوسف بن احمد جعفری کہتے ہیں:

میں حج بجالانے کے لیے شام کی طرف لوٹ آیا، میں نماز پڑھنے کے لیے گھوڑ سے اترا، اچانک میں نے ایک محمل میں چار افراد دیکھے، انہیں دیکھ کر حیران و ششدر ہوا، ان میں سے ایک نے کہا تم نے نماز کو ترک کر دیا ہے؟

میں نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے؟

اس نے کہا: کیا آپ اپنے امام زمانہ کو دیکھنا پسند کریں گے۔؟

میں نے کہا: وہ صاحب علامات ہیں۔

راوی کہتے ہیں: اس دوران میں نے دیکھا کہ وہ محمل اپنے اندر بیٹھے ہوئے افراد کے ہمراہ آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

امام زمان اور ان کے شیعوں کے درمیان حجاب ختم

(۱۱۶۷۔۱۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے ظہور کے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

یمد اللہ لشیعتنا فی اسما عھم والبصار ھم حتی لایکون بینھم وبین قائمھم حجاب سیرید یکلمھم فیسمعون و ینظرون الیه فی مکانه

"اللہ تعالیٰ اس زمانے میں ہمارے شیعوں کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو اس قدر قوت بخشے گا، کہ ان کے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا، اگر امام علیہ السلام چاہیں گے تو اس جگہ سے ان کے ساتھ گفتگو فرمائیں گے اور وہ ان کا دل ربا جمال دیکھ سکیں گے اور ان کی دل نشین آواز سن سکیں گے۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

احمد بن اسحاق امام عسکریؑ کی خدمت میں

(۱۱۶۸۔۱۸) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ سعد بن عبداللہ قمی کہتے ہیں:

میں احمد بن اسحاق کے ہمراہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لیے سامرہ گیا، البتہ کچھ مشکل قسم کے سوالات بھی تھے جو آنحضرت سے پوچھنا چاہتا تھا، ہم سامرہ میں داخل ہوئے اور حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور اندر جانے کی اجازت مانگی۔

ورود کی اجازت عنایت فرمائی گئی، احمد بن اسحاق نے کاندھے پر چمڑے کا بنا ہوا تھیلہ اٹھایا ہوا تھا جو طبری کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، اس میں ایک سو ساٹھ تھیلیاں درہم و دینار کی تھیں کہ ہر تھیلی کا منہ اپنی کو بھیجنے والے کے نام کی مہر لگا کر بند کیا گیا تھا۔

ہم امام علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے، کہ نور نے میرا احاطہ کیا

ہوا تھا میں اس وقت کو یوں تشبیہ دیتا ہوں۔

وہ چودھویں کے چاند کی مانند درخشاں تھے، آنحضرت کے دائیں زانو پر ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا، جس کی خلقت ستارہ مشتری کی مانند تھی، اس بچے کی انتہائی خوبصورت لمبی زلفیں سر کے دونوں طرف سے کانوں پر پڑ رہے تھے، وہ درمیان سے ایسے کھلی ہوئی تھیں، جیسے دو واو کے درمیان الف ہو۔

امام علیہ السلام کے سامنے سنہرے رنگ کا انار رکھا ہوا تھا کہ اس کے قدرتی اور نورانی نقش و نگار چمک رہے تھے، اس میں ان مختلف قسم کے تعجب انگیز نگینوں سے کام لیا گیا تھا، جو بصرہ کے رہنے والے کسی رئیس نے آنحضرت کو بطور ہدیہ دیئے تھے۔

آنحضرت کے دست مبارک میں ایک قلم تھا، جب آپ کسی سفید کاغذ پر کچھ لکھنا چاہتے تو وہ بچہ آپ کی انگلیاں پکڑ لیتا۔

میرے مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس انار کو بچے کے سامنے پھینکا۔ وہ اس کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہو گیا، ایسا اس لیے کیا تا کہ وہ لکھنے میں آنحضرت کے مانع نہ ہو۔

ہم نے ان کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا امام علیہ السلام نے بڑی محبت و مہربانی سے جواب دیا اور اشارہ کیا کہ ہم بیٹھ جائیں، جب آنحضرت ان کو لکھنے سے فارغ ہو گئے تو احمد بن اسحاق نے کپڑے کے اندر سے وہ تھیلہ نکالا اور آنحضرت کے سامنے رکھ دیا۔

اس وقت میرے مولیٰ و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس حسین و جمیل بچے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

"اے میرے بیٹے! تمہارے شیعوں نے تمہارے لیے ہدایا بھیجے ہیں ان کی مہریں کھول دو"

اس بچے نے گفتگو کے لیے ہونٹوں کو جنبش دی اور فرمایا:

یا مولای ! یجوزلی ان امدّ یدی الطاھرۃ الی ھدایا نجسۃ واملوال رجسۃ، قد خلطا حلھا بحر امھا۔

"اے میرے مولیٰ! کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اپنے پاک ہاتھ ان آلودہ ہدایا اور پلید اموال کی طرف بڑھاؤں؟ اس میں حلال و حرام باہم مخلوط ہیں"

امام علیہ السلام نے احمد بن اسحاق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے اسحاق کے بیٹے! جو کچھ اس تھیلے میں ہے اور اسے باہر نکالو، تاکہ میرا بیٹا ان میں حلال کو حرام سے علیحدہ کرے"

احمد بن اسحاق نے امر مولیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے تھیلے سے کچھ تھیلیاں نکالیں جب پہلی تھیلی نکالی تو اس بچے نے فرمایا:

"یہ تھیلی فلاں بن فلاں کی فلاں محلے سے ہے اور اس میں باسٹھ (۶۲) دینار ہیں، ان میں سے کچھ دینار اس کمرے کے ہیں جو اسے بطور میراث ملا اور اس نے فروخت کر دیا وہ تقریباً پینتالیس (۴۵) دینار ہیں اس میں کپڑے کا تھان کی رقم چودہ (۱۴) دینار ہیں اور تین دینار دکانوں کا کرایہ ہے"

میرے مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"اس شخص کے لیے ان میں سے حرام علیحدہ کر دو"

اس بچے نے احمد کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا:

"ان میں ایک دینار سکہ ری ہے جس پر فلاں تاریخ ہے، اس کی ایک طرف کا آدھا حصہ صاف ہو چکا ہے اس آمل کے سونے سے مہر لگائی ہے جس کا وزن ایک دینار کا چوتھائی حصہ ہے اسے باہر نکال کر دیکھو اس کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مالک نے فلاں سال کے فلاں مہینے میں فلاں مقدار میں روئی کاتی جس کا وزن سوا تین کلو ہوا، وہ سوت

اس نے ہمسائے دھینا کو دیا، کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ چوری ہو گیا، اس نے مالک کو سارا واقعہ سنایا لیکن اس نے اسے جھٹلایا اور اس کے عوض میں ساڑھے تین کلو اس سے بہتر سوت لیا، اس کو بیچ کر کپڑا خریدا، پھر کپڑا بھی بیچ دیا۔ یہ دینار اور آدھی سونے کا ٹکڑا اس کپڑے کو بیچ کر خریدا ہے"

جب احمد بن اسحاق نے تھیلی کو کھولا تو دیناروں میں سے ایک خط موصول ہوا، کہ اس پر تھیلی بھیجنے والے کا نام اور سکوں کی مقدار اتنی ہی تھی، جتنی اس خوبصورت بچے نے بیان کی تھی، اسی طرح دینار سکری اور آدھی سونے کا ٹکڑا بھی انہیں شانیوں کے ساتھ موجود تھا۔

اس نے پھر ایک تھیلی نکالی کر بچے کے سامنے رکھی، اس نے فرمایا:

"یہ تھیلی فلاں کے بیٹے فلاں نے فلاں محلے سے بھیجی ہے، اس میں پچاس دینار ہیں انہیں خرچ کرنا ہمارے لیے جائز نہیں ہے"

احمد بن اسحاق نے کہا: کیوں؟

آپ نے فرمایا:

"یہ پیسے اس گندم کے ہیں کہ جس کے مالک نے تقسیم کرتے وقت مزدوروں پر ظلم کیا، اپنا ٹوپا بھر لیتا تھا اور ان کا نہیں بھرتا تھا، بلکہ اوپر سے کچھ خالی رکھتا تھا"

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے نے سچ کہا ہے۔

اس کے بعد احمد بن اسحاق کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے احمد بن اسحاق یہ اموال اکٹھے کر کے مالک تک پہنچا دو، یا کسی کے حوالے کر دو کہ وہ اس کے مالک تک پہنچا دے، ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن وہ کپڑا جو فلاں بوڑھی عورت نے ہمارے لیے بھیجا ہے وہ ہمیں دے دو"

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے وہ کپڑا ایک صندوقچے کے اندر رکھا ہوا تھا اور اسے آقا کی خدمت میں تقدیم کرنے کو فراموش کر چکا تھا۔

سعید کہتے ہیں: جب احمد بن اسحاق وہ کپڑا لینے کے لیے گئے تو میرے آقا و مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے سعید! کس لیے آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا: احمد بن اسحاق نے مجھے میرے مولیٰ و آقا کی ملاقات کا شوق دلایا۔

آپ نے فرمایا: تم جو سوالات پوچھنا چاہتے تھے وہ کون سے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ اسی طرح ہیں، وہ اب بھی میرے پاس ہیں۔

حضرت نے اپنے فرزند ارجمند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، میرے اس نور چشم سے پوچھ لو"

میں نے سوالات پوچھنا شروع کیے، اس بچے نے تمام جوابات عنایت فرمائے۔ جب سوال و جواب ختم ہو چکے تو امام حسن عسکری علیہ السلام اس خوبصورت بچے کے ہمراہ کھڑے ہو گئے میں بھی آنحضرتؑ کی خدمت اقدس سے رخصت ہوا اور احمد بن اسحاق کے پیچھے چلا گیا، میں نے اسے راستے میں آتے ہوئے دیکھا تو وہ رو رہا تھا، میں نے کہا: کیوں رو رہے ہو؟ تم نے اتنی دیر کیوں کر دی ہے؟

اس نے کہا: میرے مولا نے جس کپڑے کو حاضر کرنے کا حکم دیا ہے، وہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں، خود جا کر انہیں بتا دو۔

وہ امام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ مسکراتا ہوا اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتا ہوا واپس آیا۔

میں نے کہا: کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: وہ کپڑا تو میرے مولیٰ کے پاؤں کے نیچے بچھا ہوا تھا اور آنحضرت

اس پر نماز پڑھ رہے تھے۔

سعید کہتے ہیں: میں نے خدا کی اس نعمت پر شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی، میں جتنے دن بھی وہاں پر رہا، امام علیہ السلام کے گھر پر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، لیکن اس دن کے بعد دوبارہ اس بچے کو امامؑ کے پاس نہیں دیکھا۔

جس دن میں نے اپنے وطن واپس لوٹنا چاہا تو میں احمد بن اسحاق اور اپنے شہر کے دو بزرگوں کے ہمراہ امام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا، احمد بن اسحاق آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔

اے رسول خداؐ کے فرزند! ہمارے رخصت ہونے کا وقت قریب آ چکا ہے، آپ سے جدائی ہمارے لیے بہت مشکل ہے، میں خداوند متعال سے چاہتا ہوں کہ آپ کے جد بزرگوار رسول خداؐ پدر گرامی علی مرتضیٰؑ آپ کی مادر گرامی سیدۃ نساء العلمین فاطمہ الزہراءؑ، حضرت امام حسن مجتبیٰؑ، والد بزرگوار امام حسین سید الشہداء جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے بعد دوسرے آئمہ معصومین جو کہ پاک و طاہر ہیں اور آپ اور آپ کے بیٹے پر درود و سلام بھیجے۔ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مقام و مرتبہ کو بلند کرے اور آپ کے دشمنوں کو نابود کرے، اور ہماری زیارت کو آخری زیارت قرار نہ دے۔

جب احمد بن اسحاق نے آخری جملہ کہا تو امام کی آنکھیں آنسوؤں سے پر ہو گئیں، اور اشکوں کے قطرے ان کی خوبصورت چہرے پر بہنے لگے، اس وقت امامؑ نے فرمایا:

"اے اسحاق کے بیٹے! اس دعا پر اصرار نہ کرنا، کہ تم اسی سفر میں ہی اللہ سے ملاقات کرو گے"

جب احمد بن اسحاق نے یہ سنا تو بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر گیا، جب اس کی حالت بہتر ہوئی تو کہتا ہے: آپ کو خداوند متعال اور آپ کے جد امجد کی حرمت کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے افتخار بخشیں اور کوئی کپڑا بطور کفن عنایت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے قالین کے نیچے ہاتھ مارا اور تیرہ درہم نکالے اور فرمایا:

خذها ولاتنفق علی نفسك غیر ها، فانّك لن تعدم ماسألت وان اللّٰه تعالیٰ لایضیع اجر من احسن عملاً۔

"یہ پیسے لے لو! اور انہیں اس چیز کے علاوہ کسی اور چیز میں خرچ مت کرو جو کچھ تم چاہتے ہو وہ تمہیں مل جائے گا، خداوند متعال اعمال صالح بجا لانے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا"

سعید کہتے ہیں: پھر ہم تمام آنحضرتؐ کی خدمت سے رخصت ہوئے، ہم تین فرسخ کا فاصلہ طے کر چکے تھے، جب مقام "حلوان" کے نزدیک پہنچے تو احمد بن اسحاق کو بخار ہو گیا، اس کے بدن کی حالت دگرگون ہو گئی، یہاں تک کہ ہم اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے، ہم راستے میں ایک کاروان سرائے میں رک گئے۔

احمد بن اسحاق نے حلوان میں موجود اپنے ایک ہم شہری کو بلایا، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: آج کی رات میرے پاس کوئی نہ رہے، مجھے تنہا چھوڑ دیں۔ ہم تمام اس کے کمرے سے باہر نکل آئے اور اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

سعید کہتے ہیں: رات گذر گئی، صبح کے نزدیک میرے ذہن میں کوئی چیز آئی، میں نیند سے اٹھا۔

جب میری آنکھ کھلی تو میں نے آقا و مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم کافور کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو اس مصیبت کی گھڑی میں اجر رحمت عطا فرمائے، ہم آپ کے دوست احمد بن اسحاق کو غسل و کفن دے چکے ہیں، اب اٹھیں اور اسے دفن کریں، کیونکہ تمہارے آقا و مولیٰ کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ آپ تمام سے بلند تھا۔

اس نے یہ بات کی اور میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۸۵، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۷۸، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۵۴)

احمد بن ابی روح امام عسکریؑ کی خدمت میں

(۱۱۶۹-۱۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ احمد بن ابی روح کہتے ہیں:

ایک دن "دینور" کے رہنے والی فاطمی خاتون میرے پاس آئی مجھے کہتی ہے:

اے ابی روح کے بیٹے! تم پرہیزگاری وتقویٰ کے اعتبار سے ہمارے شہر میں مطمئن ترین شخص ہو، میں ایک امانت تمہارے سپرد کرنا چاہتی ہوں اور یہ تمہارے ذمے لگاتی ہوں کہ اسے اس کے مالک تک پہنچاؤ۔

میں نے کہا: انشاء اللہ انجام دوں گا۔

اس نے کہا: اس سربستہ تھیلی میں کچھ درہم ہیں، یہ صرف اس شخص کو دینے ہیں جو تمہیں اس کے اندر موجود چیز کے بارے میں مطلع کرے علاوہ ازیں میرے یہ گوشوارے ہیں کہ جن کی قیمت دس دینار ہے، ان میں تین موتی مروارید کے ہیں، ان کی قیمت بھی دس دینار ہے، علاوہ ازیں صاحب الامر سے کچھ سوالات پوچھنے ہیں، میں چاہتی ہوں کہ میرے سوالات کے جوابات پوچھے بغیر بتائیں۔

میں نے کہا: تمہارے سوالات کیا ہیں؟

اس نے کہا: جب میری شادی ہوئی تھی، میری ماں نے کسی سے دس دینار قرض لیا تھا، لیکن مجھے معلوم نہیں ہے، وہ کس سے لیا تھا کہ میں اسے واپس کروں، اگر آنحضرت اس شخص کے بارے میں تمہیں بتادیں تو میں وہ رقم اس کو واپس کردوں گی۔

احمد بن ابی روح کہتے ہیں: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی جعفر بن علی کی امامت کا معتقد تھا، میں نے کہا: اچھا ہوا کہ یہ سوالات میرے اور جعفر بن علی کے درمیان امتحان کا ایک ذریعہ ہیں، میں نے امانت قبضے میں لی اور بغداد کی طرف روانہ ہوا، بغداد میں داخل ہوا، وہاں پر یزید بن وشلہ کے ہاں گیا، سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔

اس نے کہا: کیا کوئی حاجت رکھتے ہو؟

میں نے کہا: میرے پاس ایک امانت ہے جو آپ کو دینا چاہتا ہوں البتہ شرط یہ ہے کہ اس کی کیفیت اور مقدار کے بارے میں بتاؤ۔

اس نے کہا: مجھے اسے لینے کا حکم نہیں ہے، یہ ایک خط ہے جو آپ کے پاس موجود امانت کے بارے میں مجھے دیا گیا ہے، اس میں لکھا ہے:

"احمد بن روح سے وہ اموال قبول نہ کرو اور اسے میرے پاس سامرہ بھیج دو"

میں نے حیرانگی سے سے کہ: لا الہ الا اللہ یہ بزرگ ترین چیز ہے کہ جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔

میں بغداد سے سامرہ کی طرف روانہ ہوا، جب شہر میں داخل ہوا تو میں نے کہا: پہلے جعفر بن علی کے پاس جاتا ہوں، بعد میں کچھ سوچا اور اپنے آپ سے کہا: نہیں پہلے حضرت امام حسن عسکریؑ علیہ السلام کے گھر حاضری دیتا ہوں ہاگر انہوں نے میرے سوالات کے جوابات دے دیئے تو میری مشکل حل ہے ورنہ جعفر کے پاس جاؤں گا۔

میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا، جب آنحضرت کے دروازے پر پہنچا تو ایک خادم باہر آیا اور اس نے کہا: کیا تم احمد بن روح ہو؟

میں نے عرض کیا: ہاں۔

اس نے کہا: یہ خط تمہارے لیے ہے اسے پڑھو، میں نے وہ خط پڑھا اس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

"اے ابی روح کے بیٹے! دیرانی کی بیٹی عاتکہ نے تمہیں ایک تھیلی بھیج دی ہے، تیرے خیال میں اس میں ایک ہزار درہم ہیں، درحالانکہ تیرا خیال درست نہیں ہے ہتو نے امانت داری کا پورا پورا حق ادا کیا ہتو نے تھیلی کو کھولا نہیں، اور نہ ہی جانتے ہو کہ اس کے اندر کیا ہے"

"اس تھیلی میں ایک ہزار اور پچاس دینار سالم ہیں، تیرے پاس وہ عد

گوشوارے ہیں، اس عورت کے گمان کے مطابق ان کی قیمت دس دینار
ہیں، اس نے سچ کہا ہے، اس میں تین موتی مرادورید کے ہیں ان کی قیمت
بھی دس دینار سے کچھ بیشتر ہے، یہ گوشوارے میری فلاں کنیز کو دے دو،
کیونکہ میں نے یہ اسے بخش دیئے ہیں، اس کے بعد بغداد جاؤ اور جا کر
حاجز کو دو اور وہ شخص تمہیں جتنی مقدار میں اخراجات سفر دے وہ لے لو"
"وہ دس دینار کہ جن کے بارے میں خاتون کا گمان ہے کہ اس کی ماں
نے اس کی شادی کے موقع پر قرض لیے تھے اور اسے معلوم نہیں کہ وہ کس
سے لیے تھے، اس کا نام کلثوم بنت احمد ہے، کہ جو ناصبی اور ہمارے
دشمنوں میں سے ہے، وہ خاتون اسے نہیں دینا چاہتی ،اگر وہ نہیں چاہتی تو
انہیں اپنی بہنوں کے درمیان تقسیم کردے، میری طرف سے اجازت ہے"
"اے روح کے بیٹے ! دوسری بات یہ ہے کہ امتحان کی خاطر جعفر کے
پاس مت جاؤ اور اپنے شہر کی طرف پلٹ جاؤ، تمہارے چچا فوت ہو گئے
ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس میں میراث چھوڑی ہے"

ابن ابی روح کہتے ہیں: یہ خط پڑھنے کے بعد میں بغداد کی طرف روانہ ہوا، بغداد میں پہنچ کر وہ تھیلی حاجز کو دی، اس نے وہ دینار اور درہم گنے، اس میں پچاس دینار اور ایک ہزار درہم سالم تھے، پھر اس نے مجھے تیس (۳۰) دینار دیئے اور کہا: مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کو اتنے دینار سفر کے اخراجات دوں۔

میں نے وہ رقم لی اور بغداد میں اپنی قامت گاہ پر گیا، اچانک ایک نامہ بر آیا جس نے ایک بند کیا ہوا خط مجھے دیا، اس میں لکھا ہوا تھا۔

تمہارا چچا مر گیا ہے، میرے خاندان والے چاہتے تھے کہ میں اپنے وطن واپس لوٹ آؤں۔

میں وہاں سے روانہ ہوا، اپنے شہر میں داخل ہوا، پتہ چلا کہ میرا چچا فوت ہو چکا ہے، اس سے تین ہزار دینار اور ایک لاکھ درہم بطور میراث میرے حصے میں آئے ہیں۔
(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۹۴، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۲۹۵)

محمد بن حسن امام زمانؑ کی خدمت میں

(۱۱۷۰۔۲۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ محمد بن صوفی کہتے ہیں:

میں حج کے لیے عازم تھا، میرے ہم شہریوں نے مجھے کچھ اموال دیے تھے کہ میں وہ حضرت امام زمان علیہ السلام کے نائب حسین بن روح کے حوالے کروں، یہ اموال سونا و چاندی کی صورت میں تھے، میں نے انہیں سکہ کی صورت میں ڈھالا۔

میں سرخس پہنچا تو راستے میں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے خیمہ لگایا میں نے سونے اور چاندی کے بارے میں جستجو کی، میرے ہاتھ میں ایک سونے کا سکہ گرا اور ریت میں دفن ہو گیا، لیکن مجھے کچھ پتہ نہیں چلا، میں وہاں سے روانہ ہوا۔

جب ہمدان پہنچا تو دوبارہ لوگوں کے اموال کی حفاظت کی خاطر جستجو و تحقیق کی اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ سونے کا ایک سکہ جس کا وزن ایک سو تین یا ترانوے مثقال تھا گم ہو گیا ہے، میں نے امانت کو پورا پورا ادا کرنے کے لیے اپنی طرف سے اسی مقدار میں سونے کا اضافہ کیا۔

میں مدینۃ السلام (بغداد) میں داخل ہوا شیخ ابا القاسم حسین بن روح کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور وہ امانتیں ان کی تحویل میں دیں۔

جب انہوں نے وہ اپنی تحویل میں لیں تو اپنا ہاتھ تھیلی کے اندر ڈالا اور وہ سونا جو میں نے اپنی طرف سے اضافہ کیا تھا نکال کر مجھے دیا اور فرمایا سونے کا یہ سکہ ہمارا مال نہیں ہے، ہمارا مال سرخس میں اس وقت گم ہو گیا ہے جب تم نے استراحت کرنے کے لیے خیمہ لگایا تھا، وہ سونے کا سکہ ریت میں دب گیا ہے، اگر تم واپس جا کر اسی جگہ پر خیمہ نصب کرو

گے جہاں پر پہلے لگایا تھا، اسے ریت کے اندر سے تلاش کر لو گے، لیکن جب وہ سونا مجھے تحویل دینے کے لیے آؤ گے تو مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔

میں وہاں سے سرخس کی طرف چلا، جہاں پر خیمہ لگایا تھا اسی جگہ پر پہنچا، ریت میں دفن سونے کا سکہ تلاش کیا اور وہاں سے اپنے شہر کی طرف چل پڑا۔

اگلے سال وہ سونے کا سکہ اپنے ساتھ رکھا اور شہر بغداد کی طرف روانہ ہوا، جب شہر میں داخل ہوا تو پتہ چلا کہ شیخ ابو القاسم حسین بن روح وفات پا گئے ہیں، میں امام زمان علیہ السلام کے دوسرے نائب ابو الحسن علی بن محمد سمریؒ کی ملاقات سے شرفیاب ہوا، اور وہ طلائی سکہ ان کی تحویل میں دیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۰۰، بحار الانوار جلد ۵۱، صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱)

ایک عجیب و غریب داستان

(۱۱۷۱-۲۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ احمد بن فارس ادیب کہتے ہیں:

میں نے ہمدان میں ایک حکایت سنی جو اپنے دینی برادران کے سامنے بیان کی، انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسے اپنے ہاتھ سے تحریر کروں۔ ان کی خواہش کو پورا کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، اس وجہ سے میں نے وہ حکایت لکھی ہے، البتہ اس کا ذمہ دار وہی شخص ہے جس نے اس حکایت کو پورا کیا ہے۔

داستان کچھ یوں ہے کہ ہمدان میں ایک معروف و مشہور قبیلہ بنی راشد رہتا ہے، وہ تمام کے تمام شیعہ اثنا عشری تھے، میں نے اس بارے میں جستجو کی اور ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمدان کے لوگوں میں سے صرف آپ کا قبیلہ ہی شیعہ ہے۔

اس بوڑھے اور نیک شخص نے جواب میں کہا: میرے جد بزرگوار کہ جن کے نام سے ہمارا قبیلہ منسوب ہے ایک سال حج سے مشرف ہوئے، انہوں نے سفر سے لوٹنے کے بعد ایک قصہ نقل کیا:

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اعمال حج بجا لا چکا تو ایک قافلہ کے ہمراہ بیابان

میں کچھ منازل سفر طے کیا، میں اپنے قافلے میں کچھ آگے نکل گیا تھا، اونٹ سے نیچے اترا اور کچھ دیر پیدل چلتا رہا، جب چلتے چلتے تھک گیا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: بہتر ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے یہاں پر رک جاؤں اور استراحت کرلوں، جب قافلہ پہنچ جائے گا تو میں بھی اٹھ جاؤں گا۔

میں وہاں سو گیا اور تھکاوٹ کی وجہ سے بیدار نہ ہو سکا، جب سورج کی دھوپ میرے اوپر پڑی تو میں بیدار ہو گیا، میں نے دیکھا کہ وہاں پر کوئی بھی نہیں، میرے اوپر خوف و ہراس چھا گیا، میں نے نہ کوئی راستہ دیکھا اور نہ قدموں کے نشانات، خدا پر توکل کرتے ہوئے کہا: جس طرف وہ چاہے گا اسی طرف جاؤں گا۔ چل پڑا۔

تھوڑا سا فاصلہ طے کیا، اچانک ایک سرسبز شاداب منطقے پر پہنچا، وہاں پر تازہ بارش بری ہوئی تھی خاک معطر تھی، میں نے تھوڑی دقیق نظروں سے دیکھا تو اس منطقے کے آخر میں ایک محل نظر آیا جو شمشیر کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے آج تک ویسا محل دیکھا تھا اور نہ ہی کسی سے اس کی تعریف سنی تھی، میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش اس قصر کو قریب سے دیکھ سکتا۔

میں اس قصر کی طرف روانہ ہوا، جب اس کے دروازے کے پاس پہنچا تو دو چٹے گورے خادم دیکھے اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میٹھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: بیٹھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خیر و بہتری چاہی ہے۔

ان میں سے ایک اٹھا، قصر میں داخل ہوا، کچھ دیر کے بعد آ کر کہتا ہے: اٹھو اور اندر چلے جاؤ۔

میں وہاں سے اٹھا اور محل میں داخل ہوا، وہاں پر ایک عجائب دیکھی کہ آج تک میں نے ویسی خوبصورت اور نورانی عمارت نہیں دیکھی تھی، وہ خادم مجھ سے آگے بڑھا اس نے کمرے کا پردہ ہٹایا اور مجھے کہا: کمرے میں داخل ہو جاؤ۔

میں کمرے میں داخل ہوا، اس کے درمیان میں ایک خوبصورت جوان دیکھا اس کا چہرہ رات کی تاریکی میں چاند کی طرح چمک رہا تھا، کمرے کی چھت کے ساتھ اس کے سر کے اوپر ایک تلوار لٹک رہی تھی کہ اس کا سر مبارک سے کوئی زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ میں نے انہیں سلام عرض کیا، انہوں نے مہربانی اور رسیلے لہجے میں جواب دیا، اس کے بعد پوچھا۔

کیا مجھے پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں خدا کی قسم۔

اس ہستی نے اپنا تعارف کچھ یوں کروایا۔

انا القائم من آل محمدؐ انا لذی اخرج آخر الزمان بھذا السیف واشار الیه فاملأ الارض عدلا کما ملئت جورًا۔

"میں قائم آل محمدؐ ہوں اس شمشیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں آخری زمانے میں اس تلوار کے ساتھ انتقام لوں گا۔ اور زمین کو جو کہ ظلم و وجور سے بھر چکی ہوگی عدل وانصاف سے پر کردوں گا"

جب میں نے یہ خوبصورت کلام سنا اور انہیں پہچانا تو ان کے قدموں میں گر گیا، ان کے پاؤں کی خاک پر اپنا چہرہ رگڑا، آپ نے فرمایا:

"ایسا کام مت کرو، اپنا سر اوپر اٹھاؤ اور کہا: کیا تم بلندی پر واقع شہر بنام ہمدان کے رہنے والے نہیں ہو؟"

میں نے کہا: ہاں، میرے مولیٰ۔

آپ نے فرمایا: اپنے شہر کی طرف واپس جانا پسند کرو گے؟

میں نے عرض کیا: ہاں میرے مولیٰ جب اپنے شہر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر جو اپنا خاص لطف وکرم کیا ہے شہر والوں کو بتاؤں گا۔

اس وقت آنحضرت نے خادم کو اشارہ کیا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھیلی سے

بھری ایک تھیلی مجھے تھمائی، اس کے بعد ہم دونوں ان کی خدمت سے رخصت ہوئے، وہ کچھ قدم ہمارے ساتھ چلے، جب میں نے دیکھا تو ایک سائے بان مور رخت اور مسجد کا مینارہ نظر آرہا تھا، انہوں نے کہا: کیا اس کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا: میرے شہر ہمدان کے نزدیک ایک شہر بنام اسد آباد ہے، یہ بھی بالکل اسی کے مشابہ ہے۔

انہوں نے کہا: یہ اسد آباد ہے، جاؤ تم اپنے شہر پہنچ چکے ہو۔

جب میں واپس آیا تو کسی کو نہیں دیکھا، اسد آباد میں داخل ہوا، اس تھیلی کو دیکھا اس میں چالیس یا پچاس دینار ہیں، وہاں سے روانہ ہوا ہمدان میں داخل ہوا جب اپنے گھر میں پہنچا تو میں نے اپنے خاندان والوں کو اکٹھا کیا اور خداوند متعال نے میرے اوپر جو لطف کیا تھا اس کے بارے میں سب کو خوش خبری سنائی، جب تک وہ سکے میرے پاس رہے، میں ہمیشہ خیر و خوبی کے ساتھ رہا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۰۵، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۱۵۲، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۴۰)

امام زمانؑ حاجیوں کے درمیان

(۱۱۷۲-۲۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ازدی کہتے ہیں:

ایک سال میں مکہ کی زیارت سے مشرف ہوا، ایک دن طواف کعبہ میں مشغول تھا، میں چھ چکر مکمل کر چکا تھا اور ساتواں شروع کرنے والا تھا کہ اچانک میری نظر کچھ حاجیوں پر پڑی جو کعبہ کے دائیں بائیں تھے، ایک خوبصورت اور پر ہیبت جوان کے ارد گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے، وہ اتنی بلند شخصیت ہونے کے باوجود لوگوں سے دور نہیں تھے، بلکہ ان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے، ان کا انداز گفتگو اور لہجہ اس قدر میٹھا اور خوبصورت تھا کہ میں نے آج تک ویسا نہیں دیکھا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر ان سے کوئی بات کروں، لیکن لوگوں کی بھیڑ نے مجھے ایسا نہ کرنے دیا، وہاں پر موجود لوگوں میں سے کسی ایک میں سے میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: وہ رسول خداؐ کے فرزند ہیں جو آخری زمانے میں ظہور کریں گے۔ وہ ہر سال اپنے بعض خاص شیعوں کے لیے ظاہر ہوتے ہیں اور ان سے بات چیت کرتے ہیں۔ ان آقا کی طرف متوجہ ہو کر میں نے کہا: اے میرے مولیٰ و آقا! میں آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں کہ میری ہدایت فرمائیں، کیونکہ آپ کا راہنما اللہ تعالیٰ ہے۔ انہوں نے مجھے مٹھی بھر سنگریزے عطا کیے، میں نے وہ لیے اور وہاں سے باہر نکل گیا، وہاں پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے مجھ سے کہا: انہوں نے تمہیں کون سی چیز عطا فرمائی ہے؟ میں نے کہا: مٹھی بھر سنگریزے، لیکن جب مٹھی کھول کر دیکھا تو وہ سنگریزے سونے میں تبدیل ہو چکے ہیں، میں وہاں سے جا رہا تھا، اچانک وہ میرے پاس آئے اور فرمایا:

"میں نے حجت و برہان تم پر واضح کر دی ہے اور حق تمہارے اوپر ظاہر ہو چکا ہے، گمراہی و ضلالت برطرف ہو گئی ہے، کیا تم نے مجھے پہچانا ہے؟"

میں نے عرض کیا: نہیں آپ نے فرمایا:

انا المهدی ، انا القائم بامر الله ، انا قائم الزمان، انا لذی املاها عدلا کما ملئت ظلما و جورًا ، ان الارض لاتخلو من حجة و لا تبقى الناس فی فترة وهذه امانة تحدث اخوانك من اهل الحق۔

"میں مہدی ہوں، میں قائم ہوں بامر اللہ، قائم زمان میں ہوں، میں وہی ہوں کہ جو ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے پر کروں گا، زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی، لوگ ضعف و کمزوری میں نہیں رہیں گے، یہ گفتگو تمہارے پاس امانت ہے، اسے اپنے اہل حق بھائیوں کے سامنے بیان کرو"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۱۳، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۸۴، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۱)

امام زمانہؑ کی وجہ سے شیعہ محفوظ

(۱۱۷۳-۲۳) جناب مسعودی "اثبات الوصیہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ضریر خادم کہتے ہیں:

میں اپنے مولیٰ و آقا امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تو حضرت نے مجھے فرمایا: "میرے لیے سرخ صندل کی لکڑی لائیں"

میں نے وہ آنحضرت کی خدمت اقدس میں حاضر کردی۔

آپؑ نے فرمایا: کیا مجھے پہچانتے ہو۔

میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: میں کون ہوں۔

میں نے کہا: آپؑ میرے آقا و مولیٰ اور آقا کے بیٹے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میری مراد یہ نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں ملتفت فرمائیں اور اپنی مراد کی وضاحت کریں۔

آپؑ نے فرمایا: اناخاتم الاوصیاء وبی یدفع اللّٰہ البلاء عن اھلی و شیعتی۔

"میں خاتم الاوصیاء ہوں، اللہ تعالیٰ میری ہی وجہ سے میرے خاندان اور شیعوں سے بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے"

(اثبات الوصیہ صفحہ ۲۵۲، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۰، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۴۱)

امام حسینؑ کی اولاد سے نویں مہدی

(۱۱۷۴-۲۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

میرے مولیٰ و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

یکون منا بعد الحسین علیہ السلام تسعۃ تاسعھم قائمھم وھو افضلھم

"حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد میرے خاندان میں سے (۹) امام ہوں گے ان میں نویں حضرت قائم ہوں گے جوان سے افضل ہیں"

(اثبات الوصیہ صفحہ ۲۵۸)

آئندہ کے بارے میں رسول خدا کا فرمان

(۱۱۷۵ـ۲۵) جناب شیخ مفید کتاب "ثواب الاعمال" میں تحریر کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

سیاتی علی امتی زمان لایبقی من القرآن الّا رسمه، ولا من الاسلام الا اسمه یسمّون به وهم ابعد النّاس منه، مساجد عامرة، وهی خراب من الهدیٰ ، فقهآء ذلك الزمان شر فقهآء تحت ظل السمآء ، منهم خرجت الفتنة والیهم تعود۔

"عنقریب امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں قرآن صرف رسمی اور اسلام نام کے طور پر باقی رہ جائے گا، وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں گے، لیکن وہ اسلام سے بہت دور ہوں گے، ان کی مسجدیں عمارت کے اعتبار سے آباد لیکن ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی، اس زمانے کے فقہاء بدترین فقہاء ہوں گے جو زیر آسمان زندگی بسر کریں گے، انہی سے فتنہ سر اٹھائے گا اور انہیں پر ہی ختم ہوگا"

(ثواب الاعمال صفحہ ۲۵۳، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۹۰)

تصدیق شدہ صدقوں کا ثواب

(۱۱۷۶ـ۲۶) عرز کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خدا کا فرمان ہے:

سیاتی علی النّاس زمان لاینال الملك فیه الّا بالقتل والتجبر ولا الغنی الّا بالغضب والبخل ولّا المحبة الا باستخراج الدین

واتباع الهدی فمن ادرک ذلک الزمان فصبر علی الفقر وهو یقدر علی الغنی، وصبر علی البغضة وهو یقدر علی المحبة، وصبر علی الذلّ وهو یقدر علی العزة آتاه الله ثواب خمس صدیقاً ممن صدّق به۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۹۱، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۹، جلد ۱۷، صفحہ ۷۵)

"عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا، کہ حکومت و سلطنت قتل و غارت گری کے سوا، ثروت و توانگری غصب و بخل کے سوا اور محبت و دوستی دین سے خارج ہوئے اور خواہشات نفس کی پیروی کیے بغیر حاصل نہیں ہوگی، پس جو بھی زمانہ پائے گا، وہ فقر پر صبر کرے، یہاں تک کہ دولت و ثروت پر قدرت حاصل کر سکے، لوگوں کی دشمنی پر صبر کرے یہاں تک کہ ان کی محبت طلب کر سکے اور اس زمانے کی ذلت و خواری پر صبر کرے یہاں تک کہ عزت پر قادر ہو سکے، اللہ تعالیٰ اسے ان پچاس صدقوں کا اجر و ثواب دے گا، جن کی میں نے تصدیق کی ہوگی"

امام زمانؑ کا ادراک کرنے سے عقلیں قاصر

(۱۱۷۷۔۲۷) جناب شیخ صدوق "علل الشرائع" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائی علی بن جعفر کہتے ہیں:

میرے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

اذا فقد الخامس من ولد السابع فالله الله فی ادیانکم لا یزیلکم احد عنها یا بنی انه لابد لصاحب هذا الامر من غیبة حتی یرجع من هذا الامر من کان یقول به، انّما هی محنة من الله عزّوجلّ امتحن بها خلقه ، ولوعلم اباء کم واجداد کم

دینا اصح من هذا لانتھوہ۔

"جس وقت ساتویں امام کے پانچویں بیٹے امام غیب ہو جائیں گے تو اس وقت اپنے دین کے بارے میں خدا کی پناہ حاصل کریں، کہ کہیں کوئی تمہارا دین نہ لے جائے"

"اے میرے بیٹے!اس امر کے صاحب (امام زمانؑ) کے لیے غیبت نا گزیر ہے وہ ایسی غیبت ہوگی کہ اس کے معتقدین منحرف ہو جائیں گے، یقیناً وہ ایسی غیبت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو آزمائے گا اگر آپ کے آباؤ اجداد اس سے صحیح ترین دین کے بارے میں جانتے تو اس کی پیروی کرتے"

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! ساتویں امام کے پانچویں امام بیٹے کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

"اے میرے فرزند! آپ لوگوں کی عقل اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہے اور سینے بہت تنگ ہیں، لیکن اگر زندہ رہو گے تو ضرور دیکھو گے"

شیعوں کا بہترین عمل

(۱۱۷۸۔۲۸) جناب شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ عبدالعظیم حسنی رضوان اللہ علیہ کہتے ہیں:

میرے مولی وآقا حضرت امام جواد علیہ السلام نے حضرت قائم ارواحنا لہ الفداہ کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے، اس کے آخر میں فرماتے ہیں:

افضل اعمال شیعتنا انتظار الفرج۔ (کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

---

۱ علامہ مجلسی کہتے ہیں: یہاں پر امام کاظم علیہ السلام نے محبت و شفقت کی وجہ سے اپنے چھوٹے بھائی کو بیٹا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

"میرے شیعوں کے اعمال میں سے بہترین عمل امام زمانؑ کا انتظار ہے"

جناب شیخ صدوق کتاب "خصال" میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

انتظار الفرج ولاتیا سوا من روح اللہ فان احب الاعمال الی اللہ عزّوجل انتظار الفرج۔ (الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۱۶، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۳)

"فرج و کشائش کا انتظار کریں، اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے ناامید نہ ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین عمل انتظار فرج ہے"

ظہور امامؑ کے لیے آزمائش

(۱۱۷۹-۲۹) شیخ طوسی کتاب "الغیبۃ" میں رقمطراز ہیں کہ جعفر جعفی کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ و آقا امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ کی کشائش کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

ھیہات ھیہات ،لایکون فرجنا حتی تغربلوا ثم تغربلوا ثم تغر بلوا ۔یقولہا ثلاثا حتی یذھب اللہ تعالی الکدر ویبقی الصفو۔

"افسوس افسوس، ہمارا فرج محقق نہیں ہوگا، یہاں تک کہ ہمارا امتحان لیا جائے، امتحان لیا جائے، امتحان لیا جائے۔ ان کلمات کا تین مرتبہ تکرار کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آلودہ دور کردے گا اور صاحب و خالص باقی رہ جائے گا۔ (الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۳۳۹، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۱۳)

کتاب "الغیبۃ النعمانیہ" میں مذکور ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

واللہ یکون ماتمدون اعینکم الیہ حتی تمحصوا وتمیزوا وحتی لایبقی الا الاندر فالاندر۔ (الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۲۰۸، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۱۳)

"خدا کی قسم! جس پر تم نگاہیں لگائے بیٹھے ہو، وہ نہیں ہوگا، مگر یہ کہ تمہاری آزمائش ہو اور تم کوئی خصوصیت حاصل کرلو، یہاں تک کہ تم میں سے چھوٹا جز بھی باقی نہیں رہے گا"

ایک اور روایت میں آیا ہے:

حتی یشقی شقی، ولسیعد من سعد۔

"یہاں تک کہ شقی اپنی شقاوت اور سعید اپنی سعادت تک پہنچ جائے گا"

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۱۲)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

لایکون لامر الذی یحظرون حتی یبرا بعضکم من بعض، ویتفل بعضکم فی وجوہ بعض، وحتی یلعن بعضکم بعضاً وحتی یسمی بعضکم بعضاً کذابین۔

"وہ امر کہ جس کے منتظر ہو، واقع نہیں ہوگا مگر یہ کہ آپ میں سے بعض بعض سے بیزاری کا اظہار کریں، بعض کے منہ پر تھوکیں، یہاں تک کہ آپ میں سے بعض بعض پر لعنت بھیجیں اور آپ میں سے بعض بعض کو جھوٹا کہیں" (الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۱۴)

افضل ترین لوگ کون؟

(۱۱۸۰-۳۰) کتاب "احتجاج" میں آیا ہے کہ ابوخالد کابلی کہتے ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمتد الغیبۃ بولی اللہ الثانی عشر من اوصیاء رسول اللہ والائمۃ بعدہ۔

یا ابا خالدا ان اھل زمان غیبتہ، القائلون بامامتہ المنتظرون

لظهوره افضل اهل كل زمان لان الله تعالىٰ ذكره اعطاهم من العقول والافهام والوفة ماصارت به الغيبته عندهم بمنزلة المشاهدة ،وجعلهم فى ذلك الزمان بمنزلة المجاهدين بين يدى رسول اللهؐ بالسيف ،اولئك المخلصون حقًا وسيعتنا صدقا والدعاة الى دين الله سرًا وجهرًا۔ (بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۲)

"رسول اللہ کے بارہویں جانشین، ولی خدا اور امامؑ کی غیبت طولانی ہوگی"

"اے ابو خالد! بے شک وہ لوگ جو امام کی غیبت کے زمانہ میں ان کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے ظہور کے منتظر ہیں، وہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قدر عقل وفہم اور معرفت عطا فرمائی ہے کہ ان کے نزدیک غیبت بمنزلہ حاضر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقام ومنزلت کے اعتبار سے ان مجاہدین کی مثل قرار دیا ہے جنھوں نے رسول خداؐ کے ساتھ مل کر تلوار چلائی ہو۔ وہ حقیقی مخلص، ہمارے سچے شیعہ اور ظاہر بظاہر اور چھپ کر دین کی طرف بلانے والے ہیں"

آنحضرت نے ایک اور مقام پر فرمایا:

انتظار الفرج من اعظم الفرج۔ (الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۵۰ بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۲)

"انتظار فرج عظیم ترین فرج ہے"

بھائی اور صحابی میں فرق

(۱۱۸۱۔۳۶) کتاب "بصائر الدرجات" میں آیا ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں: حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن آپؐ کے اصحاب نے آپؐ کے وجود پر نور کے اردگرد حلقہ باندھا ہوا

تھا، اس وقت پیغمبر خداؐ نے دوبارہ فرمایا:

"اللھمّ لقنی اخوانی ۔ اے میرے معبود میرے لیے میرے بھائیوں کی نشاندہی کرو"

اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا:

لا انکم اصحابی ،واخوانی قوم فی آخر الزمان آمنوا بی ولم یرونی ، لقد عرفنیھم اللّٰہ باسمائھم واسماء اباء ھم من قبل ان یخرجھم من اصلاب آبا ئھم وارحام الھاتھم لا حد ھم اشدّ بقیۃ علی دینہ من خرط القتاد فی اللیلۃ الظلماء ، اوکالقابض علی جمرا لغضاء اولئک مصا بیح الدجی ، ینجیھم اللّٰہ من کل فتنۃ غبراء مظلمۃ

"نہ آپ میرے اصحاب ہیں، میرے بھائی آخری زمانے کے وہ لوگ ہیں درحالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا پھر بھی وہ میرے اوپر ایمان لائیں گے ،خداوند متعال نے باپوں کے اصلاب اور ماؤں کے شکموں سے پیدا کرنے سے پہلے مجھے ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام کے ساتھ شناخت کروائی ہے، ان میں سے کسی ایک کا اپنے دین پر باقی رہنا کانٹے دار درخت کو رات کی تاریکی میں صاف کرنے اور جنگل کے درخت کی لکڑی کی آگ کو ہتھیلی پر محفوظ رکھنے سے سخت تر ہے"

"رات کی تاریکی میں نورانی چراغ ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ رکھے" (بصائر الدرجات صفحہ ۸۴، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۳)

غیبت میں ولایت پر باقی رہنے کا اجر

(۱۱۸۲-۳۲) جناب شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

من ثبت علی ولایتنا فی غیبة قائمنا علیہ السلام اعطاہ اللہ اجر الف شھید مثل شھداء بدر و احد۔ (کمال الدین صفحہ ۳۲۳، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۵)

"جو کوئی بھی ہمارے قائم کی غیبت میں ہماری ولایت پر باقی رہے اللہ تعالیٰ اسے بدر و احد کی مثل ایک ہزار شہداء کا اجر دے گا"

ایسی ہی روایت قطب راوندی نے کتاب "الدعوات" میں ذکر کی ہے۔

(۱۱۸۳-۳۳) شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "الغیبة" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

من عرف ھذا الامر ثم مات قبل ان یقوم القائم علیہ السلام کان لہ مثل اجر من قتل معہ۔

"جو کوئی بھی اس امر کا معتقد ہوا اور حضرت قائمؑ کے قیام سے قبل مر جائے تو اس کا اجر اس کی مثل ہے جو آنحضرت کے ہمرکاب قتل ہوا"

(الغیبة شیخ طوسی صفحہ ۲۶۰، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۳۱)

غیب پر ثابت قدم لوگوں کا کم ترین اجر

(۱۱۸۴-۳۴) شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یاتی علی النّاس زمان یغیب عنھم اماھم فیا طوبی للثابتین علی امرنا فی ذالک الزمان۔

ان ادنی مایکون لھم من الثواب ان ینادیھم الباری عزوجل

عبادی آمنتم بسرّی وصدقتم بغیبی فابشروا بحسن الثواب منی، فانتم عبادی وامائی حقاً، منکم أتقبل وعنکم أعفو ولکم اغفر وبکم اسقی عبادی الغیث، وادفع عنہم البلاء ولو لاکم لانزلت علیہم عذابی۔

"لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کا امام ان سے غیب ہو جائے گا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس زمانے میں ہمارے امر پر ثابت قدم رہیں گے ان کے لیے کم ترین اجر یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں یوں آواز دے گا، اے میرے بندو! میرے پنہاں ہونے پر ایمان لائے اور میرے غیب کی تصدیق کی، آپ کو میرے نیک بندوں کا اجر مبارک ہو، آپ میرے حقیقی غلام اور کنیزیں ہیں، میں آپ کے اعمال قبول کرتا ہوں، آپ کے گناہ بخشتا ہوں اور آپ کو معاف کرتا ہوں، آپ کے وسیلہ سے ہی اپنے بندوں کو بارش سے سیراب کرتا ہوں، اور مشکلات دور کرتا ہوں، اگر آپ نہ ہوتے تو میں ان پر اپنا عذاب نازل کرتا"

جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! اس زمانے میں بہترین عمل کون سا ہے؟ جسے ایک مومن شخص انجام دے؟ آپ نے فرمایا:

حفظ اللسان ولزوم البیت۔ (کمال الدین جلد ا صفحہ ۳۳۰)

"زبان پر کنٹرول کرنا اور گھر میں رہنا ہے"

امت پر آنے والا زمانہ

(۱۱۷۵۔۳۵) جناب شیخ صدوق "کتاب" ثواب الاعمال" میں تحریر کرتے ہیں کہ مسکونی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ کا ارشاد ہے۔

سیأتی علی امتی زمان تخبث فیه سرائرهم، وتحسن فیه

علانيتهم طمعًافي الدنيا لايريد به ما عند الله عزوجل
،يكون امر هم رياء لايخالطه خوف ، يعمهم الله منه بعقات
فيدعون دعاء الغريق فلا يستجاب لهم۔

"عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا باطن پلید ونجس اور ظاہر دنیا کے لالچ کی خاطر نیک ہوگا، وہ اس چیز کو نہیں چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی، ان کا ہر کام خودنمائی ریاکاری کی وجہ سے ہوگا، ان میں خوف خدا شامل حال نہیں ہوگا، خداوند متعال انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کرے گا کہ وہ غرق شدہ لوگوں کی طرح اسے پکاریں گے، لیکن ان کی دعا مستجاب نہیں ہوگی" (ثواب الاعمال صفحہ ۲۵۳، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۹۰)

قیام قائم اور نفس زکیہ کے قتل میں فاصلہ

(۱۱۸۶۔۳۶) کتاب "کمال الدین" میں مذکور ہے کہ صالح مولا بنی العذراء کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا:

ليس بين قيام قائم آل محمد عليهم السلام وبين قتل النفس الزكية الّاخمسة عشرليلة۔

"قائم آل محمد کے قیام اور نفس زکیہ کے قتل کے درمیان پندرہ (۱۵) راتوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے"

ایسی ہی روایت شیخ طوسیؒ نے "الغیبۃ" اور شیخ مفیدؒ نے "ارشاد" میں نقل کی ہے۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۶۴۹، بحار جلد ۵۲، صفحہ ۲۰۳، الغیبۃ صفحہ ۴۴۵، ارشاد صفحہ ۳۶۰)

سفیانی، خراسانی اور یمانی کا خروج

(۱۱۸۷۔۳۷) جناب شیخ طوسیؒ کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ بکر بن محمد ازدی کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

خروج الثلاثة : الخراسانی، والسفیانی، والیمانی فی سنة واحدة فی شهر واحد فی یوم واحد، ولیس فیها برایة باهدی من رایة الیمانی یهدی الی الحق۔

"ان تین افراد خراسانی، سفیانی، اور یمانی، کا خروج ایک سال، ایک مہینے اور ایک دن میں ہوگا، ان میں پرچم یمانی کے علاوہ کوئی بھی ہدایت کرنے والا نہیں ہوگا، وہ لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرے گا"

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۴۶، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۱۰)

قزوین شہر سے ایک مرد کا قیام

(۱۱۸۸۔۳۸) مذکورہ کتاب میں روایت ہوتی ہے کہ پیغمبر خداؐ کا ارشاد ہے:

یخرج بقزوین رجل اسمه اسم نبی لیسرع النّاس الی طاعته المشرك والمؤمن، یملا الجبال خوفاً۔

"قزوین سے ایک مرد قیام کرے گا جس کا نام کسی پیغمبر کا نام ہوگا لوگ خواہ مشرک ہوں یا مومن اس کی بہت جلد اطاعت کریں گے وہ پہاڑوں کو خوف سے بھر دے گا" (الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۴۴، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۱۳)

امامؑ کے ظہور سے قبل دو علامتیں

(۱۱۸۹۔۳۹) مذکورہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ بدر بن خلیل کہتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

آیتان تکونان قبل القائم علیه السلام لم تکونا منذ هبط آدم علیه السلام الی الارض تنکسف الشمس فی النصف من شهر رمضان والقمر فی آخره۔

"حضرت قائمؑ کے قیام سے قبل دو علامتیں ظاہر ہوں گی، جو حضرت آدم

علیہ السلام کے زمانہ ہبوط سے آج تک واقع نہیں ہوئی ہیں۔ رمضان المبارک کی چودہ تاریخ کو سورج گرہن اور اسی ماہ کے آخر میں چاند گرہن لگے گا"

راوی کہتے ہیں: اے رسول خداؐ کے فرزند! سورج ہمیشہ مہینے کے آخر اور چاند اس کے وسط میں کم ہو جاتا ہے۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"میں سمجھتا ہوں کہ تم کیا کہہ رہے ہو، لیکن یہ ایسی علامتیں ہیں جو حضرت آدمؑ کے زمین پر اترنے سے لے کر آج تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں"

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۲۷۲، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۱۳)

آیات آفاق وانفس سے مراد

(۱۱۹۰۔۴۰) شیخ مفید کتاب "ارشاد" میں لکھتے ہیں کہ علی بن حمزہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام کاظم علیہ السلام سے آیہ شریفہ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ (سورہ فصلت آیہ ۵۳) "ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفس کے اندر دکھلائیں گے" کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

الفتن فی افاق الارض، والمسخ فی اعداء الحق۔

"آفاقی نشانیوں سے مراد وہ فتنے ہیں جو زمین کے اطراف میں واقع ہوتے ہیں اور نفس کی نشانیوں سے مراد وہ مسخ ہے جو حق کے دشمنوں میں واقع ہوتا ہے" (الارشاد صفحہ ۳۵۹، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۲۱)

خانہ کعبہ میں رسول خداؐ کا فرمان

(۱۱۹۱۔۴۱) بہترین کتاب "مکارم الاخلاق" کے مولف علامہ جلیل القدر جناب طبرسیؒ اپنی کتاب "جامع الاخبار" میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

جس سال رسول خداؐ نے حجۃ الوداع انجام دیا تھا میں بھی ان کے ہمراہ تھا، رسول

خداؐ نے اعمال حج ختم کیے، اس کے بعد خانہ خدا کو الوداع کہنے کے لیے کعبہ کے قریب آئے
اس دوران کعبہ کے اردگرد ایک دائرہ بن گیا، کسی نے با آواز بلند صدا دی، مسجد الحرام اور
بازار میں موجود تمام لوگ یہ آواز سن کر اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا:

"سنیں، جو کچھ میرے بعد واقع ہوگا وہ آپ لوگوں کے گوش گذار کرنا
چاہتا ہوں، حاضرین یہ بات غائبین تک پہنچا دیں"

اس کے بعد آنحضرت نے اس طرح سے گریہ فرمایا کہ ان گریہ کرنے سے تمام
لوگوں نے رونا شروع کر دیا، جب آنحضرت کا گریہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا:

"خدا آپ لوگوں پر رحمت کرے، آج سے ایک سو چالیس سال بعد تک
آپ لوگوں کی مثال اس پتے کی ہے جس پر کانٹے نہ ہوں، اس کے بعد
دو سو سال تک اس پتے کی مثال ہے جو کانٹے دار ہو"

"اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ پتہ کانٹوں کے بغیر ہو جائے گا، اس
زمان میں ظالم وستمگر بادشاہ، کنجوس وبخیل ثروت مند، عالم تروں کا پجاری
، جھوٹے فقیر، بوڑھے زنا کار، بچے بدکردار اور احمق عورت کے علاوہ کوئی
چیز نظر نہیں آئے گی"

اس کے بعد رسول خداؐ نے گریہ فرمایا: سلمان فارسیؓ اٹھے اور عرض کی: اے رسول
خداؐ کس زمانے میں ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

یا سلمان! اذا قلّت علماؤ کم، وذھبت قرّا ؤ کم، وقطعتم
زکا تکم واظھر تم منکر اتکم، وعلت اصواتکم فی
مساجد کم، وجعلتم الدنیا فوق رؤوسکم، والعلم تحت
اقدامکم، والکذب حدیثکم، والغیبة فا لھتکم، والحرام
غنیمتکم، ولا یرحم کبیر کم صغیر کم، ولا یوقر صغیر کم

کبیرکم، فعند ذلك تنزل اللعنة علیکم، ویجعل بأسکم بینکم، ولبقی الدین بینکم لفظاً بالسنتکم۔

"اے سلمان! یہ وہ زمانہ ہوگا جب علماء کم ہو جائیں گے، آپ کے قاری ختم ہو جائیں گے، لوگ اپنی زکات ادا نہیں کریں گے، برے کام عام ہو جائیں گے، آپ لوگوں کی آوازیں مسجدوں سے بلند ہوں گی، دنیا کو اپنے سروں پر بٹھائیں گے، علم کو پاؤں کے نیچے روندیں گے، تمہاری باتیں جھوٹی ہوں گی، تمہاری گفتگو کی شیرینی ختم ہو جائے گی، مال جو اکٹھا کرو گے وہ حرام کے ذریعے ہوگا، بڑے بچوں پر رحم نہیں کھائیں گے اور چھوٹے بڑوں کا احترام نہیں کریں گے، یہ وہی زمانہ ہے جب تمہارے اوپر لعنت نازل ہوگی تمہاری سختی تمہارے درمیان آجائے گی اور دین تمہارے درمیان صرف لقلقہ زبانی بن جائے گا جب یہ علامتیں دیکھو گے تو اس وقت سرخ آندھی یا مسخ ہونے یا پتھروں کی بارش کا انتظار کرو، اس بات پر گواہی قرآن کی وہ آیہ کریمہ دے رہی ہیں جس میں ارشاد قدرت ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (سورہ انعام آیہ ۶۵)

"کہہ دیجئے کہ وہی اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے یا پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا ایک گروہ کو دوسرے سے ٹکرا دے اور ایک کے ذریعے دوسرے کو عذاب کا مزا چکھا دے دیکھو ہم کس طرح آیات کو پلٹ پلٹ کر بیان کرتے ہیں کہ شاید ان کی سمجھ میں آجائے"

اس دوران اصحاب کی ایک جماعت کھڑی ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے رسول

خداؐ! یہ سب کچھ کب واقع ہوگا؟

رسول خداؐ نے فرمایا:

"جب لوگ نماز پڑھنے میں تاخیر کریں اور شہوت کے پیروکار ہوں گے،
شراب خواری میں مشغول ہوں گے، ماں باپ پر ظلم وستم کیا جائے گا،
جب مال حرام کو غنیمت اور زکات ادا کرنے کو نقصان اور گھاٹا سمجھیں گے،
اس زمانے میں مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کریں گے، ہمسائیوں کو اذیت
دیں گے اور قطع رحم کریں گے"

"بزرگوں میں مہر ومحبت ختم ہو جائے گی اور بچوں میں حیا کم ہو جائے گا، عمارتیں
مضبوط و محکم بنائیں گے غلاموں اور لونڈیوں پر ظلم کریں گے، خواہشات نفس کے مطابق
گواہی دیں گے، عدل وانصاف کرتے وقت ظلم وستم کریں گے، بیٹا باپ کو گالیاں دے گا،
بھائی بھائی سے حسد کرے گا، شریک کار معاملات میں خیانت کریں گے، وفا کم ہو جائے گی
زنا عام ہو جائے گا، مرد اپنے آپ کو عورتوں کے لباسات سے مزین کریں گے اور عورتوں
کے سروں سے حیا کا پردہ ختم ہو جائے گا"

"تکبر وخود خواہی دلوں میں ایسے راسخ ہو جائے گی جیسے زہر بدن میں نفوذ پیدا
کرتا ہے، جرم وگناہ عام ہو جائے گا، اور واجبات خدا کی کوئی اہمیت نہیں
ہوگی"

"اس زمانے میں مال وثروت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تعریف کریں گے اور
اپنے اموال کو گانے بجانے پر خرچ کریں گے، لوگ دنیا میں سرگرم رہیں گے اور آخرت کو
بھول جائیں گے، تقویٰ و پرہیزگاری ختم اور لالچ میں اضافہ ہوگا"

"اس زمانے میں مومن ذلیل وخوار اور منافق صاحب عزت ہوگا اس کی
مسجدیں اذان کی وجہ سے آباد لیکن ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے

قرآن کو حقیر سمجھیں گے، مومن کو ہر طرف سے لوگوں کی ذلت وخواری ملے گی"

وہ زمانہ ایسا ہو گا کہ ان کے چہرے آدمیوں کے لیکن دل شیاطین کے ہوں گے، ان کی باتیں شہد سے زیادہ میٹھیں، لیکن ان کے دل کوڑتے سے زیادہ کڑوے ہوں گے، وہ انسانوں کے لباس میں بھیڑ یے ہوں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں ہر روز خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ

"کیا تمہارا خیال یہ تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹ کر نہیں لائے جاؤ گے"؟ (سورہ مومنون آیہ ۱۱۵)

"مجھے میری عزت وجلالت کی قسم! اگر وہ لوگ نہ ہوتے جو مخلصانہ طور پر میری عبادت کرتے ہیں تو ان لوگوں کو چشم زدن کے برابر بھی امان نہ دیتا، اگر میرے پرہیز گار بندے نہ ہوتے تو آسمان سے ایک قطرہ بارش نہ برساتا اور ایک سبز پتے تک نہ اگاتا"

فواعجباه لقوم آلهتهم اموالهم، وطالت آمالهم، وقصرت آجالهم، وهم يطمعون في مجاورة مولاهم، ولايصلون الى ذلك الا بالعمل، ولايتم العمل الا بالعقل۔

"کتنی تعجب انگیز بات ہے کہ ان لوگوں کی جن کا معبود ان کے اموال ہیں، ان کی آرزوئیں طویل اور عمریں قلیل ہیں، اس کے باوجود وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مولا کی حفاظت میں رہیں، درحالانکہ عمل کے سوا اس مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے، جبکہ عمل عقل کے بغیر کامل نہیں ہوتا"

(جامع الاخبار صفحہ ۳۹۵، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۶۳)

امام زمانؑ کی مدت حکومت

(۱۱۹۲-۴۲) جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوالجارود کہتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان القائم علیه السلام یملك ثلاثمائة وتسع سنین کمالبث اهل الکهف فی کهفهم، یملأ الارض عدلًا وقسطاً کما ملئت ظلماً وجورًا ویفتح الله له شرق الارض وغربها، ویقتل الناس حتی لایبقی الّادین محمدٍ یسیر بسیرة سلیمان بن داؤد علیهما السلام، الخبر۔

"بے شک حضرت قائم علیہ السلام ساڑھے نو سو (۹۵۰) سال حکومت کریں گے، جیسا کہ اصحاب کہف نے اتنی ہی مدت غار میں گذاری تھی"

"آنحضرت زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کریں گے، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کے لیے مشرق سے لے کر مغرب تک ساری زمین فتح کرے گا، وہ اس قدر کفار کو قتل کریں گے کہ دین محمدؐ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا، آنحضرت حضرت سلیمان بن داؤد کی مانند حکومت کریں گے" (الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۲۷۴، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۹۱)

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا حضرت قائم علیہ السلام کتنے سال حکومت کریں گے؟ آپ نے فرمایا:

سبع سنین یکون سبعین سنته من سنینکم هذه۔

"سات سال جو ایک سال آج کے ستر (۷۰) سالوں کے برابر ہوگا"

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۲۷۴، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۹۱)

کتاب غیبت نعمانیہ میں آیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ

حضرت قائمؑ اپنے زمان حکومت میں کتنے سال حکومت کریں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ قیام سے لے کر وفات تک انیس (۱۹) سال حکومت کریں گے"۔

(الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۳۳۲، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۹۹)

مولف: ان احادیث کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی حدیث سے مراد آنحضرت کا پوری زمین پر تسلط کا زمانہ ہے اور بیالیسویں حدیث سے مراد آنحضرت کے ظہور اور رجعت میں بقاء کا زمانہ ہے، دوسری اور تیسری حدیث میں ہر ایک سے مراد دونوں زمانے ہیں یا صرف ظہور کا زمانہ یا رجعت کے بعد آنحضرت کے باقی رہنے کی مدت ہے۔

امامؑ کے اصحاب کی تعداد

(۴۴-۱۱۹۳) بہترین کتاب "کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنی عشرؑ" میں آیا ہے۔ علقمہ بن محمد خضری کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام آباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا:

یا علی! انّ قائمنا علیہ السلام خرج یجتمع الیہ ثلاثمائۃ وثلاثۃ عشر رجلاً عدد رجال بدر، فاذا حان وقت خروجہ یکون لہ سیف مغمود ناداہ السیف قم یا ولی اللّٰہ فاقتل اعداء اللّٰہ۔

(کفایۃ الاثر صفحہ ۲۶۳، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۰۳)

"اے علیؑ! جب ہمارے قائم علیہ السلام قیام کرنے کے لیے آمادہ ہوں گے تو اس وقت آپؑ کے اصحاب آپ کے اردگرد اکٹھے ہو جائیں گے، جبکہ ان کی تعداد اصحاب بدر کی طرح تین سو تیرہ (۳۱۳) ہو گی، جب قیام کا وقت ہو تو ان کی غلاف میں بند تلوار بولے گی، اے ولی خدا اُٹھ کھڑے ہوں اور خدا کے دشمنوں کو قتل کر دو"۔

(۴۴-۱۱۹۴) کتاب "بصائر الدرجات" میں مذکور ہے کہ سعد کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیثنا صعب مستصعب، لایحتمله الّا ملك مقرب، اونبی مرسل او مومن ممتحن او مدینة حصینة۔

فاذا وقع امرنا وجآ مهدینا کان الرجل من شیعتنا اجری من لیث وامضی من سنان، یطأ عدوّنا برجلیه، ویفر به بکفیه وذلك عند نزول رحمة الله وفرجه علی العباد۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۴، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۳۱۸)

"ہماری حدیث مشکل ہے اور اسے حاصل کرنا مشکل تر ہے، فرشتہ مقرب، نبی مرسل، یا وہ بندہ مومن جس کو آزمایا جاچکا ہو اور وہ شہر جس کے دروازے کا کنڈا محکم ہو کے علاوہ اس کا کوئی بھی متحمل نہیں ہوسکتا ہے، جب ہمارا امر محقق ہوگا اور ہمارا مہدیؑ آئے گا تو اس وقت ہمارے ہر شیعہ کے اندر شیر سے زیادہ جرات اور نیزے سے زیادہ نفوذ ہوگا، وہ ہمارے دشمنوں کو پامال کریں گے اور ہاتھوں سے ماریں گے، یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب بندوں پر خداوند کی رحمت اور فرج نازل ہوگی"

امامؑ کے سامنے دنیا ہتھیلی کی مانند

(۱۱۹۵-۳۹) جناب شیخ صدوقؒ "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

انه اذا تناهت الامور الی صاحب الامر رفع الله تبارك وتعالی له کل منخفض من الارض وخفض له کل مرتفع حتی تکون الدنیا عنده بمنزله راحته، فایکم لو کانت فی راحته مفایکم لوکانت فی راحته شعرة لم یبصرها۔

"جب تمام کام حضرت صاحب الامر کے دست کفایت پر پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین کی تمام پستیوں کو بلند کرے گا اور بلندیوں کو صاف کرے گا، یہاں تک کہ پوری دنیا آنحضرت کے سامنے ہتھیلی کی مانند ہو گی، پس آپ میں سے کون ہے کہ جس کی ہتھیلی پر بال ہو اور نہ دیکھ سکے؟"

خانہ کعبہ کے چوروں کا حال

(۱۱۹۶۔۳۶) جناب شیخ مفید کتاب "الارشاد" میں لکھتے ہیں کہ ابوبصیرؒ کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اذاقام القائم علیہ السلام ہدم المسجد الحرام حتی یردہ الی اساسہ، وحول المقام الی الموضع الذی کان فیہ، وقطع ایدی بنی شیبۃ، وعلقہا علی باب الکعبۃ، وکتب علیہا: ہولاء سراق الکعبۃ

"جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو مسجد الحرام کو گرا کر دوبارہ اسی طرح بنائیں گے جیسے پہلے تھی، مقام ابراہیم کو اسی کی اصلی جگہ پر رکھیں گے، شیبہ کی اولاد جو اپنے آپ کو حرم کا متولی سمجھتی ہے، ان کے ہاتھ کاٹ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیے جائیں گے، ان پر لکھ دیں گے کہ یہ کعبہ کے چور اور لٹیرے ہیں"

(الارشاد صفحہ ۳۶۴، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۳۸، علل الشرائع جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

امام زمانؑ کوفہ کی مسجد کی طرف

(۱۱۹۷۔۳۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوالجارود کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا:

اذا قام القائم علیہ السلام سارا الی الکوفۃ فیخرج منہا

بضعة عشر آلاف انفس يدعون " البترية " عليهم السلاح فيقولون له: ارجع من حيث جئت فلا حاجة لنا في بني فاطمه، فيضع فهم السيف حتی يأتي علی آخرهم۔

ثم يدخل الكوفة ، فيقتل بها كل منافق مرتاب ، يهدم قصورها ويقتل مقا تليها حتی يرضی الله عزّوجلا۔

" حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو پہلے کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے، اس شہر کا ایک گروہ بنام " بتریہ [1] جن کی تعداد ایک ہزار سے کچھ اوپر ہو گی مسلح ہو کر آنحضرت کے سامنے ڈٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جدھر سے آئے ہو ادھر واپس چلے جاؤ، ہمیں اولاد فاطمہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے "

" آنحضرت ان پر تلوار کھینچیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے، شہر کوفہ میں داخل ہوں گے اور تمام شاک منافقین کو قتل اور ان کے گھروں کو ویران کر دے گے، جو کوئی بھی آنحضرت کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے گا انہیں قتل کر دیا جائے گا وہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کریں گے "

(الارشاد صفحہ ۳۶۴، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۳۸)

ابولہب کا قرآن میں نام کیوں؟

(۱۱۹۸_۴۸) کتاب غیبت نعمانیہ میں مذکور ہے کہ ابن نباتہ کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ و آقا امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

كاني بالعجم فسا طيطهم في مسجد الكوفة يعلّمون النّاس القرآن كما انزل۔

[1] بتیرہ زیدی فرقہ کا ایک گروہ ہے جو مغیرہ بن سعد کی طرف منسوب ہیں ان کا لقب ابتر ہے

"گویا عجمی لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے مسجد کوفہ میں خیمے نصب کیے ہوئے ہیں اور لوگوں کو ویسے ہی قرآن یاد کروا رہے ہیں جیسے نازل ہوا ہے"

میں نے عرض کیا: اے میر المومنین! کیا قرآن اس طرح سے نہیں ہے جیسے نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں قریش کے ستر (۷۰) افراد کے نام ان کے آباء واجداد کے ساتھ مذکور تھے نکال دیے گئے ہیں صرف ابولہب کا نام رسول خداؐ کی تنقیص کے لیے باقی رکھا گیا کیونکہ وہ رسول اکرمؐ کا چچا تھا۔ (الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۳۱۸، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۶۴)

امامؑ کے عجمی اصحاب کی تعداد

(۱۱۹۹_۴۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو الجاورد کہتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اصحاب القائم ثلاثمائۃ وثلاثۃ عشر رجلاً اولاد العجم بعضهم يحمل فی السحاب نهاراً، يعرف باسمه واسم ابيه ونسبه و حليته وبعضهم نائم علی فراشه فيری فی مكة علی غير ميعاد۔

"حضرت قائم علیہ السلام کے تین سو تیرا (۳۱۳) عجمی اصحاب ہیں، وہ اپنے ناموں، اپنے باپوں کے ناموں اور قوم و خصوصیات کے ذریعے پہچانے جائیں گے، جب آنحضرت کا ظہور ہو گا تو بعض کو دن میں بادلوں کے ذریعے آنحضرت کی خدمت میں لے جایا جائے گا، ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جو اپنے بستر پر استراحت کر رہے ہوں گے۔ وہ پیشگی اطلاع کے بغیر اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے۔

(الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۳۱۵، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۶۹)

پانچ سو دروازوں والی مسجد

(۱۱۰۰۔۵۰) جناب شیخ طوسی کتاب "تہذیب الاحکام" میں تحریر کرتے ہیں کہ حبہ عرنی کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مقام "حیرہ" گئے آپؑ جب وہاں پہنچے تو اپنے دست مبارک سے کوفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

لیتصلنّ هذه بهذه - واومأ بیده الی الکوفة والحیرة حتی یباع الذراع بینهما بد نانیر، ولیبنینّ بالحیرة مسجدًا له خمسمائة باب یصلی فیه خلیفه القائم علیه السلام لان مسجد الکوفة لیضیق علیهم ولیصلّین فیه اثنا عشر اماما عدلًا

"ایک دن کوفہ، حیرہ کے ساتھ مل جائے گا، اس شہر کی قدر و قیمت اس قدر بڑھ جائے گی کہ ان کے درمیان کی ایک ہاتھ زمین کئی درہموں میں فروخت ہو گی، حیرہ میں ایک مسجد بنائی جائے گی، جس کے پانچ سو (۵۰۰) دروازے ہوں گے، اس مسجد میں حضرت قائم علیہ السلام کا نمائندہ نماز پڑھے گا، کیونکہ مسجد کوفہ ان لوگوں کے لیے تنگ ہو جائے گی، اس مسجد میں بارہ (۱۲) عادل پیش نماز جماعت پڑھائیں گے"

میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا مسجد کوفہ میں ان لوگوں کے لیے گنجائش ہو جائے گی جن کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے؟

"آپ نے فرمایا: آنحضرت کے لیے چار مسجدیں تعمیر کی جائیں گی، کہ ان میں سب سے چھوٹی مسجد، مسجد کوفہ، البتہ وہ چار مسجدیں یہ ہیں، مسجد کوفہ اور یہ مسجد اور دوسری مسجدیں جو کوفہ کے اطراف میں تعمیر ہوں گی، آپ نے اپنے دست مبارک سے بصرہ و نجف کی طرف اشارہ کیا"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۷۴)

مسجد کوفہ کیسی ہوگی؟

(۱۲۰۱_۵۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ کافی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے مسجد کوفہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

فی وسطه عین من دهن، وعین من لبن وعین من ماء شراب للمؤمنین، وعین من ماء طهور اللمؤمنین۔

"اس کے وسط میں ایک شب روغن کا، ایک چشمہ دودھ کا، ایک چشمہ مومنین کے لیے پانی پینے کا اور ایک چشمہ مومنین کے لیے پاک ہونے کا ہے"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۷۴)

امام زمانؑ مسجد سہلہ کی طرف

(۱۲۰۲_۵۲) شیخ رضی الدین علی بن یوسف حلی کتاب "العدوا لقویۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"گویا میں قائم علیہ السلام کو شہر کوفہ کے پیچھے دیکھ رہا ہوں، انہوں نے رسول خدا کی زرہ زیب تن کی ہوئی ہے، وہ اپنا لباس اکٹھا کر اسے اپنے بدن پر ہلاتے ہیں تاکہ بدن پر صحیح طرح سے فٹ آسکے، پھر اسے ریشمی کپڑے سے ڈھانپا ہے اس کے بعد چتر ے گھوڑے پر سوار ہوئے ہیں جس کا ماتھا سفید ہے"

"انہوں نے گھوڑے کو اس طرح سے دوڑایا کہ اس کی پیشانی کو نور شہر کے تمام لوگ دیکھیں یہ آنحضرت کے ظہور کی علامت ہے"

"پھر رسول خداؐ کا پرچم لہرائیں گے، اس سے نور ساطع ہوگا جو مشرق و مغرب کے درمیان تمام زمین کو روشن کردے گا"

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''گویا میں آنحضرت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسے گھوڑے پر سوار ہیں، جس کے پاؤں سفید ہیں، اس کا ماتھا سفید و درخشاں ہے وہ وادی السلام سے پانی کے گذرنے کے راستے میں مسجد سہلہ کی طرف روانہ ہیں''

اس دوران انہوں نے ایک دعا پڑھی، جس میں فرمایا:

لا اله الّا الله حقاحقاً ،لا اله الّا الله ایمان وصدقا ،لا اله الاالله تعبدا ورقاً ،اللهم معزّکل مومن وحید ومذل کل جبار عنید، انت کنفی حین تعیینی المذاهب ،وتضیق علیّ الاوض بما رحبت - اللهم خلقتنی وکنت غنیاً عن خلقی ،و لولا نصرك ایای لکنت من المغلوبین یامنشرا لرحمة من مواضعها ،ومخرج البرکات من معادنها، ویامن خص نفسه بشموخ الرفقه ، فاولیائه بعزه یتعززون ،یامن وضعت اله الملوك فیر المذلة علی اعنا قهم فهم من سطوته خائفون- اسا لك باسمك الذی فطرت به خلقتك ، فکل لك مذعنون، اسالك ان تصلی علی محمد و آل محمد وان تنجز لی امری، وتعجل لی فی الفرج وتکلفنی وتعافینی وتقضی حوائجی ،الساعة الساعة اللیة اللیة انك علی کل شی قدیر-

''حق وحقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے، ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں ہے، ہم صرف اللہ کی عبادت و پرستش میں مشغول ہیں''

''اے میرے معبود! اے ہر مومن وحید کو عزت بخشنے والے ہم ستم گر

ہر سرکش کو ذلیل و خوار کرنے والے، جب ہمارے لیے تمام راستے بند ہو جائیں اور زمین اتنی وسیع ہونے کے باوجود تنگ ہو جائے تو میری پناہ گاہ ہے۔ خداوند! تو نے مجھے پیدا کیا ہے درحالانکہ تمہیں مجھے پیدا کرنے کی کوئی احتیاج نہ تھی، اگر تیری مدد شامل حال نہ ہوتی تو شکست خوردہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا"

"اے رحمت کو اس مقام پر پھیلانے والے، اے برکتوں کو ان کے خزانوں سے نکالنے والے، اے وہ خدا جس نے عظمت و بزرگی کو اپنے ساتھ مخصوص کیا اور تیرے دوست تیری وجہ سے عزیز ہیں"

"اے وہ خدا کہ جس کی عظمت کے سامنے بادشاہوں نے سر جھکا دیئے تو نے ذلت وخواری کا بوجھ ان کی گردنوں پر ڈالا ہے اور وہ تیری سطوت و شکوہ سے ہراساں ہیں، میں تجھ سے تیرے اس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو نے دنیا کو خلق کیا ہے، اور تمام کے تمام آپ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کا اعتراف کرتے ہیں"

"میں تجھ سے محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کی التماس کرتا ہوں، ہمارے بارے میں اپنا امر محقق کریں، ہمارے امر کی گشائش و وسعت میں تعجیل فرما، تو میرے لیے کافی ہے تو معاف کرنے والا ہے میری حاجتوں کو پورا فرما، اسی وقت اور ابھی، اسی رات، اسی رات، کیونکہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"

(العدد القویہ صفحہ ۷۴، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۹۱، صحیفہ مہدیہ صفحہ ۳۴۴)

امام زمانؑ کی غیبت میں دعا

(۱۲۰۳-۵۳) سید طاؤسؒ اپنی کتاب "مہج الدعوات" میں تحریر کرتے ہیں:

میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے مجھے دعا سکھائی۔ اس دعا کو امام

زمانؑ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں پڑھنا بہتر ہے وہ دعا یوں ہے۔

یا من فضّل آل ابراهیم و آل اسرائیل علی العالمین باختیاره، واظهر فی ملکوت السموات والارض عزّة اقتداره، واودع محمدًا واهل بیته غرائب اسراره صلّ علی محمد و آله واجعلنی من اعوان حجتك علی عبادك و انصاره۔

"اے وہ خدا جس نے اپنے اختیار سے آل ابراہیم اور آل اسرائیل کو تمام دنیا پر برتری عطا کی، آسمانوں کی بلندیوں اور زمین پر اپنا اقتدار آشکار کیا، تو نے حیرت انگیز راز محمد کہ ان اور ان کی آل پر درود ہو اور ان کے خاندان کے سپرد کیے ہیں، محمد و آل محمد پر درود بھیج، مجھے اپنے بندوں پر اپنی حجت کے اعوان و انصار میں قرار دے"

(مُج الدعوات صفحہ ۲۹۶ و ۲۹۷، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۵)

چھینکنے کا فائدہ

(۱۲۰۴-۵۴) جناب شیخ طوسی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے خدمت گذار بنام نسیم کہتے ہیں:

حضرت صاحب العصر کی ولادت کو ایک مہینہ گزر چکا تھا، میں آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا، آنحضرت کے سامنے بیٹھتے چھینک آ گئی۔ اس عظیم بچے نے میرے چھینکنے پر سلام کرتے ہوئے فرمایا:

یرحمکم الله۔ "اللہ تمہارے اوپر رحمت کرے۔"

میں اس وجہ سے بہت خوش ہوا۔

اس خوبصورت بچے نے فرمایا:

آلا ابشسر فی العطاس۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ چھینکنے پر تمہیں خوشخبری سناؤں"؟

میں نے عرض کیا:

"ہاں میرے آقا و مولی۔

آپ نے فرمایا: ھو امان من الموت ثلاثة ایام۔

"چھینکنے والا تین روز تک موت سے محفوظ رہے گا"

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۳۰، بحار الانوار جلد ۵۱ من الیا الصحیفہ سجادیہ)



خاتمہ

کتاب کے اس آخری حصہ کو اہل بیت سے منقول دعائے توسل وطب شفا اور ناحیہ مقدسہ علیہ السلام کی طرف سے دو توقیع شریف اور ایک بہترین مطلب پر ختم کرتا ہوں۔

توسل

سید جلیل القدر جناب سید طاؤس نے اپنی بہترین کتاب "مہج الدعوات" میں دعائے عبرات کے ذیل میں ایک دعائے توسل ذکر کی ہے، میں دوست رکھتا ہوں کہ اس کتاب کو اس دعا پر ختم کروں، تاکہ ان بزرگوں کے اسماء (کہ جن کے بہترین ناموں کا ذکر قرآن میں ہوا ہے، خداوند متعال کا فرمان ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (اعراف آیہ ۱۸۰)

"اور اللہ کے لیے بہترین نام ہیں لہٰذا انہیں اسی کے ذریعے پکارو"

جیسا کہ روایت میں بھی وارد ہوا ہے۔ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۴) کی بہترین خوشبو سے یہ کتاب ختم ہو، اور اس میدان میں مقابلہ کرنے والے مقابلہ کریں اور ایک دوسرے پر سبقت حاصل کریں۔

اس دعا کا متن یوں ہے۔

الهی واذا قام ذوحاجة فی حاجته شفیعا فوجد ته ممتنع النجاح مطیعا ،فانی استشفع الیك بكرامتك والصوة من

انبیائك (انامك) الّذین لهم انشأ ت مایقل ویظل ونزلت مایدق ویجلّ ،

أتقرب الیك بأوّل من توّجته تاج الجلالة، واحللته من الفطرة محل السلا لة، حجتك فی خلقك ،وامینك علی عبادك محمد رسولك محمدّ ولمن جعلته لنوره مغربا، وعن مكنون سرّه مُقرباً ،سید الاوصیآء وامام الاتقیاء یعسوب الدین ،وقائد الغرّا لمحجلین ،ابی الائمة الراشدین علی امیر المؤمنین صلوات الله علیه۔

واتقرب الیك نجیرة الاخیار ،وام الانوار ،والانسیة الحوراء البتول الفدرا فاطمة الزهراء سلام اللّٰه علیها،وبقرةعین الرسول ، وثمر تَی فواد البتوال السیدین الامامن ابی محمد الحسن وابی عبدالله الحسین ،وبا لسجاد زین العباد، ذی الثفنات ، راهب العرب علی بن الحسین ،وبالاعام العالم، والسید الحاکم، والنجم الزاهره ولقمر البا بر مولای محمد بن علی الباقر ،وبا لامام الصادق مبین المشکلات مظهر الحقائق ،والمفحم عجبة کل ناطق ،فجرس السنة اهل الجدال ،مسکن الشقا شق مولای جعفر بن محمد الصادق ، وبالامام التقی ولمخلص الصفی، والنور الاحمدی، والنور الانور ،والضیاء الازهر مولای موسی بن جعفر۔

وبالامام المرتضی، والسیف المنتضی مولای علی بن موسی الرضا ،وبالامام الامجد ، والباب الاقصد ،والطریق الارشد، والعالم الموید،ینبوع الحکم ، ومصباح الظم ؛

سید العرب والعجم ، الهادی الی الحق ، والرشاد ، والموفق بالتا ییدٖ والسداد مولانا محمد بن علی الجواد۔

وبالامام منحة الجبار، ووالد الائمة الاطهار علی بن محمد، المولود بالعکر الّذی حذّر بمواعظه وانذر ،وبالامام المنزّه عن المائم المطهر عن المظالم الحبر العالم،بدر الظلام، ربیع الانام ،التقی النقی الطاهر الزّکی مولای ابی محمد الحسن بن علیّ العکری۔

واتقرب الیك با لحفیظ العلیم الّذی جعلته علی حزائن الارض والاب الرحیم الّذی ملکته ازمّة البسط والقبض ،صاحب النقیبة المیمونة ،وقاصف الشجرة الملعونة ،مکلم الناس فی المهد،والدل علی منهاج الرشد، الغائب عن الابصار الجائر فی الاحصار الغایب عن العیون ،الحاضرفی الافکار ، بقیة الا خیار،الوارث لذی الفقار، الذی یظهرفی بیت اللّٰہ ذی الاستار ،العالم المطهر محمد بن الحسن علیهماافضل التحیات واعظم البرکات واتم الصلوٰت۔

اللهم فهولاء معاقلی الیك فی طلباتی ووسائلی،فصل علیهم صلاة لاتعرف سواك مقاد یرها، ولایبلغ کثیر الخلائق صغیرها، وکن لی بهم عندا حسن ظنّی، وحقق لی بمقاد یرك تهیة التمنی ۔ الهی الاکن لی اشد منك فاوی الی رکن شدید ،ولاقول لی اسد من دعائك فاستظهرك بقول سدید، ولاشفیع لی الیك اوجه من هولاء فاتیك بشفیع ودید فهل بقی یارب غیران تجیب وترحم منی البکاء والنحیب؟

یامن لاالہ سواہ یامن یجیب المضطر اذا دعاہ ،یاراحم عبرۃ یعقوب ،یاکاشف ضرّایوب ،اغفرلی وارحمنی وانصرنی علی القوم الکافرین ،وافتح لی وانت خیر الفاتحین ،یا ذاالقوۃ المتین یا ارحم الراحمین ۔(مج الدعوات صفحہ۲۰۹تا۲۱۱)

"اے میرے معبود! جب کوئی حاجت مند تیری بارگاہ میں کھڑا ہو اور تجھے اپنی حاجت کے لیے شفیع قرار دے، لیکن تو اسے ایسا شخص سمجھتا ہے کہ جس کی حاجت کا پورا ہونا ممتنع ہے، البتہ وہ تیرا مطیع ہے، میں تجھ سے طلب شفاعت کرتا ہوں تیری عظمت اور تیرے برگزیدہ پیغمبروں کا واسطہ دے کر جن کی خاطر تو نے موجودات کو پیدا کیا اور جو چیز تو نے آسمان سے نازل فرمائی جو دقیق و بزرگ ہے میں تیری قرابت حاصل کرتا ہوں اس فرد کے سبب سے جس کے سر پر تو نے عظمت و شکوہ کا تاج رکھا ہے اور فطرت و خلقت میں اسے بہترین جگہ عطا فرمائی ہے۔ وہ آپ کی مخلوق پر آپ کی حجت اور آپ کے بندوں پر آپ کے امین حضرت محمدؐ ہیں جو کہ آپ کے رسول ہیں۔

میں آپ کا تقرب حاصل کرتا ہوں اس باعظمت ہستی کے وسیلہ سے جسے تو نے اس (رسول اکرمؐ) کے نور کا محل اور اس کا راز بیان کرنے والا قرار دیا وہ اوصیاء کے سردار، متقین کے امام، رہبر دین، سفید پیشانی والوں کے راہنما، اور آئمہ راشدین کے باپ علی امیر المومنین ہیں کہ ان پر اللہ کا درود وسلام ہوں"

"میں آپ کا تقرب حاصل کرتا ہوں اس بی بی کے واسطے سے جو منتخب شدگان میں سے منتخب شدہ انوار کی مادر گرامی، حوراء انسیہ بتول عذراء

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں، ان پر خدا کی سلامتی ہو"

میں تیرا تقرب حاصل کرتا ہوں پیغمبر اکرمؐ کی آنکھوں کے دونوروں فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے دل کے دو پھلوں، دوسرداروں اور دواماموں ابی محمد حسن مجتبیٰ اور ابی عبداللہ الحسین سید الشہداء کے وسیلہ سے، امام سجاد زین العابدین کہ کثرت عبادت سے ان کے اعضائے سجدہ سخت ہو گئے اور راہب عرب علی بن الحسین کے وسیلہ سے، نیز امام عالم، سید حاکم ستارہ فروزاں ماہ تاباں اور میرے مولیٰ محمدؐ بن علی الباقرؑ کے واسطے سے، اور امام صادق جو مشکلوں کو بیان اور حقائق کو روشن کرنے والے ہر بولنے والے کو دلیل سے خاموش کرنے والے، جدال کرنے والوں کی زبان کو گونگا کرنے والے، اور بے ہودہ گوئی کرنے والوں کو ساکت کرنے والے میرے مولیٰ امام جعفر بن محمد صادق کے وسیلہ سے"

امام متقی منتخب شدہ، مخلص نور احمد، نور درخشاں، پرتو تاباں، میرے مولیٰ و آقا موسیٰ بن جعفر اور بنام سے تلوار کھینچے ہوئے امام مرتضیٰ علی بن موسیٰ الرضا کے وسیلہ سے۔

"امام بزرگوار امیدواروں کی امید پوری کرنے والے، ہدایت یافتہ، تائید شدہ، عالم، حکمتوں کا سرچشمہ، ظلمتوں میں چراغ، عرب وعجم کے آقا وسردار، راہ حق کی طرف ہدایت کرنے والے، تائید و ہدایت سے موفق شدہ میرے مولیٰ وآقا امام محمد بن علی الجواد کے توسل سے"

"اس امامؑ کے وسیلہ سے جو خداوند جبار اور آئمہ اطہار کے عطا میرے مولیٰ وآقا علی بن محمد ہیں جو عسکر میں پیدا ہوئے اور وعظ ونصیحت کے ذریعے متنبہ کیا"

"میں اس امام کے وسیلہ سے تیری قربت حاصل کرتا ہوں جو گناہوں سے منزہ، مظالم سے دور عالم نیکوکار، تاریکیوں میں چاند، لوگوں کی بہار، پرہیز گار، پاک، طاہر اور دانا میرے مولیٰ و آقا ابی محمد الحسن بن علی العسکری ہیں"

"آپ کی قربت حاصل کرتا ہوں جاننے والے محافظ کے وسیلہ سے جسے تو نے زمین کے خزائن قرار دیا ہے، بلکہ مہربان کے واسطے سے کہ امور کے قبض و بسط کی باگ دوڑ اس کے حوالے کردی ہے وہ وہی بزرگوار ہیں کہ جن کے مناقب و فضائل مبارک ہیں اور شجرہ ملعونہ کو اکھاڑ پھینکنے والے ہیں، وہ گہوارے میں لوگوں سے تکلم کرنے والے ہیں، راہ امت کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں، وہ آنکھوں سے غائب اور شہروں میں حاضر ہیں، وہ آنکھوں سے پنہاں لیکن افکار میں موجود ہیں، وہ اخبار کی نشانی اور شمشیر ذوالفقار کے وارث ہیں، وہ خانہ خدا میں ظاہر ہوں گے جس کے پردے ہیں، وہ محمد بن الحسن ہیں کہ ان پر افضل ترین سلام، عظیم ترین برکات اور مکمل ترین درود ہوں"

"اے میرے معبود! یہ تمام میری خواہشات میں آپ کی طرف وسیلہ ہیں پس ان پر ایسا درود بھیج کہ تیرے علاوہ کوئی بھی اس کا اندازہ نہ جانتا ہو، تمام مخلوقات ان کے تھوڑے کو بھی نہ سمجھ سکے، ان کے بارے میں میرا گمان بہترین قرار دے اور میری آرزوؤں کو اپنی تقدیرات کے ساتھ محقق فرما۔

"اے میرے معبود! میرے لیے تیرے سوا کوئی محکم تکیہ گاہ نہیں ہے، کہ جس کے دامن میں پناہ لوں، میرے لیے کوئی ایسی گفتگو نہیں ہے جو آپ کی بارگاہ میں دعا کرنے سے محکم ہو، پس میں محکم گفتگو سے اپنی پشت محکم کرتا ہوں، اور میرے پاس ان سے زیادہ آبرومند شفاعت کرنے والا

کوئی نہیں ہے کہ جسے بعنوان شفیع تیرے پاس لا سکوں"

"اے میرے پروردگار! کیا میری دعا کو قبول کرنے اور میرے آنسوؤں پر رحم کرنے کے سوا کوئی راستہ باقی ہے؟ اے وہ کہ جس کے علاوہ کوئی بھی خدا نہیں ہے ہائے اس بے چارہ کی دعا قبول کرنے والے جو اسے پکارتے ہیں، اے حضرت یعقوبؑ کے اشکوں پر رحم کرنے والے، اے حضرت ایوبؑ کے دکھ کو برطرف کرنے والے، مجھے بخش دے اور میرے اوپر رحم کر، قوم کافرین کے خلاف میری مدد فرما، میرے لیے راستہ کھول دے، تو بہترین راستہ کھولنے والا ہے، اے مضبوط قوت کے مالک، یا ارحم الراحمین"

"اب یہاں پر دو توقیع شریف کا ذکر کرتے ہیں جو ناحیہ مقدسہ حضرت صاحب الزمانؑ کی طرف سے مذہب حقہ کے رئیس عالم تبحر جناب شیخ مفید کے نام صادر ہوئیں"

توقیع اول

عالم بزرگوار جناب شیخ طبرسیؒ اپنی کتاب "احتجاج" میں تحریر کرتے ہیں:

ماہ صفر سن ۴۱۰ ہجری کے آخر میں ناحیہ مقدسہ کی جانب سے ایک خط شیخ ابی عبداللہ محمد بن نعمان کے پاس آیا کہ خط لانے والے شخص نے کہا: یہ خط اس طرف سے لایا ہوں جو حجاز کے ساتھ متصل ہے۔

خط کا متن کچھ اس طرح سے ہے

للاخ السدید و الولی الرشید۔

الشیخ المفید ابی عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان اوام

ازہ من مستودع العہد الما خوذ علی العباد۔

بسم الله الرحمن الرحيم

امابعد ،سلام عليك ايها الولى المخلص فى الدين ،المخصوص فينا باليقين ، فانّا حمد اليك اللّٰه الّذى الااله الاهو، ونسـاله الصلوة على سيدنا ومولانا ونبيّنا محمد وآله الطاهرين ونعلّمك ـ ادام اللّٰه توفيقك لنصرة الحق ، واجزل مثوبتك على نطفك عنّا بالصدق ـ انه قد اُذن لنا فى تشريفك بالمكاتبة، وتكليفك ماتؤدّيه عنّا الى موالينا قبلك اعزهم اللّٰه بطاعته وكفاهم المهم برعايته لهم وحراسته فقف ايدك الله لعونه على اعدائه المارقين من دينه على مانذكره و اعمل فى تاديته الى من تسكن اليه بما نرسمه ان شآء الله تعالىٰ۔

نحن وانا كن ثاوين بمكاننا النائى عن مساكن الظالمين حسب الّذى اراناه اللّٰه تعالى لنا من الصلاح ولشيقتنا المؤمنين فى ذلك مادامت دولة الدنيا للفاسقين ،فانا يحيط علمنا بانبائكم ،ولايعرب مناشى من اخبار كم، ومعرفتنا بالزلل الّذى اصابكم مذجنح كثير منكم الى ما كان السلف الصالح عنه شاسعاً ناثين ونبذوا العهد الماخوذ منهم وراء ظهور هم كانّهم الايعلمون ـ

انا غير مهملين لمراعاتكم ولانا سين لذكركم،ولولاذلك لنزل بكم اللأ وا ء واصطلمكم الاعداء ، فاتقواللّٰه جلّ جلاله ،وظاهرونا على انتيا شكم من فتنة قد انافت عليكم يهلك فيها من حم اجله ولحمى عليه من ادرك عمله ،وهى امارة

لازوف حرکتنا مباثتکم بامرنا نهینا واللّٰه متمّ نوره ولوکره المشرکین ،اعتصموا بالتقیة من شب نار الجا هلیّة ،یحششلها عصب امویّه ،تهول بها فرقة مهدیّة، اناز عیم بنجاة من لم یرم منها المواطن الحقیّة وسلك فی الطعن منها السبل المرضیّة، اذاحلّ حجادی الاولی من ستتکم هذه فاعتبروا بما یحدث فیه واستیقظوا من رقد تکم لمایکون فی الّذی یلیه۔

ستظهر لکم من السمآء آیة جلیة ،ومن الارض مثلها بالسویّة ،ویحدث فی ارض المشرق صایحزن ویقلق، ویغلب من بعد علی العراق طوائف عن الاسلام مرّاق یقیق بسوء فعا لهم علی اهل الارزاق ثمّ تتفرج الغمة من بعده ببوار طاغوت من الاشرار ثمّ یسرّ بهلاکه المتقون الاخیار وتیفق لمریدی الحج من الآفاق مایا ملونه منه علی توضیرغلبة منهم واتفاق ولنا فی تیسیر مجهم علی الاختیار منهم الوفاق شان یظهر عی نظام واتّساق فلیعمل کل امری منکم ما یقرب به من محبتنا، ولیتجنب مایدنیه من کراهیتنا ، وسخطنا ، فان امرنا بغتة فجاة حسین لاتنفعه توبةولا ینجیه من عقا بناندم علی حوبة، واللّٰه یلهمك الرشد وللطف لکم بالتوفیق برحمته۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۴، بحار جلد ۵۳ صفحہ ۱۷۴)

"یہ خط برادر عزیز اور دوست رشید ابوعبداللہ محمد بن نعمان شیخ مفید اوام اللہ اعزہ کے نام ان کی جانب سے ہے جن کے بارے میں لوگوں سے عہد و پیمان لیا گیا ہے۔"

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

"اما بعد، سلام ہو آپ پر اے مولیٰ کے دوست۔ آپ دین کے ساتھ مخلص ہونے اور ہمارے اوپر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں، ہم نے آپ کی خاطر اس خدا کی حمد وثناء کی ہے جس کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور اس کی بارگاہ میں التماس کرتے ہیں کہ سید المرسلین حضرت محمدؐ اور ان کی پاک و پاکیزہ آلؑ پر درود بھیجے ہیں۔ خداوند متعال حق کی مدد کرتے ہیں۔ آپؑ کی توفیقات میں دوام بخشے اور ہمارے بارے میں سچی گفتگو کرنے پر اجر وثواب میں اضافہ فرمائے"

ہم آپ پر واضح کرتے ہیں کہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم بذریعہ خط آپ کو عزت بخشیں اور آپ کے ذمہ لگائیں کہ ہماری جانب سے جو کچھ آپ تک پہنچے اسے اپنے اردگرد موجود ہمارے تمام دوستوں تک پہنچائیں، کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کی وجہ سے عزت بخشی اور ان کے اہم امور میں اپنی حفاظت ونگہداری کے سبب ان کے لیے کافی ہے"

"اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مدد کے ذریعے ان دشمنوں پر غلبہ عطا کرے جو دین حق سے خارج ہیں، پس ہم آپ کو جس چیز کی یاددھانی کرائیں، اس پر توجہ دیں اور ہماری ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان لوگوں تک پہنچائیں، جن سے آپ مطمئن ہیں"

"اگرچہ ہم اس وقت ایسی جگہ پر مقیم ہیں جو ستمگروں کے ٹھکانوں سے دور ہے البتہ یہ اس مصلحت کے مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے متعلق سوچی ہے کہ جب تک حکومت فاسقین کے ہاتھوں میں ہے ہم ایسے ہی رہیں ہم آپ کی باتوں سے مکمل طور پر آگاہ ہیں، آپ کی کوئی بات بھی ہم سے پوشیدہ نہیں ہے، آپ جن غلطیوں کا شکار ہوئے ہیں، ہم ان سے بھی آگاہ ہیں، جس وقت سے آپ ایسے کاموں کی

طرف مائل ہوئے جن سے آپ کے سلف صالحین دور تھے جب سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو گمراہی میں زندگی گذار رہے ہیں اور جس چیز کا ان سے وعدہ لیا گیا اسے پس پشت ڈالے ہوئے ہیں گویا وہ اس سے بے خبر ہیں"

"ہم نے آپ کی حفاظت کرنے میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی اور نہ ہی آپ کو فراموش کیا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ پر شدائد و مشکلات نازل ہوتیں اور دشمن آپ کو نابود کر دیتے"

بنابریں تقوی الٰہی اختیار کریں اور ہماری پشت پناہی کرتے ہوئے اس فتنہ سے آپ کو رہائی دلانے کے لیے ہماری مدد کریں جو آپ کی طرف متوجہ ہے وہ ایسا فتنہ ہے جسے بھی موت آئی وہ اس میں نابود ہو گیا اور جس نے اپنی آرزو پالی، وہ اس سے دور ہو گیا، وہی فتنہ ہماری حرکت کے قریب ہونے اور آپ کی طرف سے ہمارے لیے امر و نہی کی اطاعت وعدم اطاعت کی نشانی ہے، یہ اس حال میں ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نور کو تام وتمام کیا ہے، اگرچہ مشرکین اس سے کراہت کرتے ہیں۔ تقیہ کو اختیار کر کے جاہلیت کی آگ سے بچو، جسے امویوں نے جلایا ہوا ہے تاکہ وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو ڈرائیں۔ میں ضامن ہوں اس شخص کی نجات کا، جس نے اپنے آپ کو اس فتنہ میں ان کے مخفی مکانات میں نہ پھنسایا ہو اور ان سے دور رہتے ہوئے پسندیدہ راستوں پر قدم اٹھائے جب جاری سال کا ماہ جمادی الاول آئے گا تو ایک واقعہ رونما ہوگا اس سے عبرت حاصل کریں اور جس نیند میں گرفتار ہیں اس سے بیدار ہو جائیں، کیونکہ اس کے بعد پے در پے واقعات رونما ہوں گے"

بہت جلد آپ کے لیے آسمان اور ویسی ہی زمین سے ایک نشانی ظاہر ہو گی۔ زمین کے مشرق کی جانب سے ایک ایسا واقعہ رونما ہوگا، جس سے لوگ وحشت زدہ اور پریشان ہوں گے ملوگوں کے وہ گروہ جو اسلام سے منحرف ہو چکے ہیں عراق پر مسلط ہو جائیں گے ،ان کے برے اعمال کی وجہ سے ان کے لیے زندگی گذارنا مشکل ہو جائے گی

پھر اشرار میں سے ایک طاغوت و سرکش کی موت سے انہیں اس غم واندوہ سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اس کی ہلاکت سے منتخب شدہ پرہیز گار خوش وخرم ہو جائیں گے۔

اطراف واکناف سے جو لوگ سفر حج کا ارادہ رکھتے ہیں، جو کچھ وہ چاہتے ہیں انہیں آسانی سے میسر آجائے، ہم بھی ان کے حج کو آسان کرنے کے لیے ان کے مزاج کے مطابق کاموں کو مخصوص اور منظم طریقے سے انجام دیں گے۔

اس بناء پر آپ میں سے ہر کسی کو ایسے افعال انجام دینے چاہئیں جو اسے ہماری دوستی ومحبت کے نزدیک کریں اور وہ کام جو ہمارے خشم کا موجب بنیں، انہیں انجام دینے سے پرہیز کرے، کیونکہ ہمارا امر اچانک ظاہر ہو گا اس وقت توبہ کرنا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی اور کیے ہوئے گناہوں سے ندامت اسے ہمارے عقاب سے نہیں بچا سکے گی"

"خداوند متعال آپ کو راہ مستقیم کی طرف الہام کرتے ہوئے اپنی رحمت سے توفیق عنایت فرمائے"



توقیع دوم

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ۲۳ ذی الحجہ سن ۴۱۲ ہجری بروز جمعرات کو ناحیہ مقدسہ حضرت امام زمان علیہ السلام کی جانب سے ایک اور خط صادر ہوا جس کا متن درج ذیل ہے۔

(من عبدالله المرابط فی سبیله الی ملهم الحق ولیله)

بسم الله الرّحمن الرّحیم

سلام علیکم ایها الناصر للحق، الداعی الی کلة الصدق فانّا نحمد الله الیك الّذی الااله الّاهو الهنا واله آبائنا الاولین، ونسا له الصلوة علی (نبینا و) سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین وعلی اهل بیته الطیبین الطاهرین۔

وبعد فانا کنّا نظرنا منا جاتك، عصمك الله بالسبب الذی وهبه لك من اولیائه وحرسك(به) من کیداعدائه، وشفعنا ذلك الآن من مستقر لنا، ینصب فی شمراح من بهماء صرفنا الیه آنفا من عمالیل الجا الیه السهاریت من الایمان ویوشك ان یکون هبوطنا منه الی صحصح من غیر بعد من الدهر ولاتطاول من الزمان ویاتیك نبأ منّا بما یتجدد لنا من حال، فتعرف بذلك ما نعتمده من الزلفة الینا بالاعمال، والله موفقك لذلك برحمته۔ فلتکن حرسك الله بعینه التی لاتنام

ان تقابل لذلك فتنة تستبل نفوس قوم حرست باطلا لاسترهاب المبطلين (و) تبتهج لذمارها المومنون ويجزن لذلك المجرمون۔

وآية حركتنا من هذه اللوثة حادثة بالحرم المعظم من رجس منافق مذمم مستحل للام المحرام يعمد بكيده اهل الايمان، ولايبلغ بذلك غرضه من الظلم لهم والعدوان ،لافتنا من وراء حفظهم بالدعا الذى لا يحجب عن ملك الارض والسمآء فليطمئنّ بذلك من اوليائنا القلوب ،ويشقوا بالكفا ية منه ،وان راعتهم بهم الخطوب ،والعاقبة لجميل صنع اللّٰه سبحانه تكون حميدة لهم ماجتنبوا المنهى عنه من الذنوب۔

ونحن نعهد اليك ايها الولّى المخلص المجاهد نينا الظالمين ايدّك اللّٰه تبصره الّذى ايدّبه السلف من اوليا ئنا الصالحين انّه من اتقى ربه من اخوانك فى الدين واخرج مما عليه الى مستحقيه كان امناً من الفتنه المضلّة ومحنها المضلّة وهن بخل منهم بما اعاره اللّٰه من نعمته على من امره بصلته فانه يكون خاسرًا بذلك لاولاه وآخرته۔

ولوان اشياعنا ــوفقهم اللّٰه بطاعته ـ على اجماع من القلوب فى الوفآء بالعهدا عليهم ،فما تأخر عنهم اليمن بلقائناء وتعجلت لهم السعادة بمشاهدتنا على حق المعرفة وصدقها منهم بناء فما يحبسنا عنهم الّامايتصل بنا محانكر هه ولا نوثره منهم واللّٰه المستعان وهو حسبنا ونعم الوكيل ،وصلواته على سيد نا البشير النذير محمد و آله الطاهرين وسلّم۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵، بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۱۷۶)

"یہ خط اللہ کے اس بندے کی طرف سے ہے جو اس کے راستے کا محافظ و نگہبان ہے اس کے نام جسے حق و دلیل الہام ہوا"

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

"سلام ہو آپ پر اے حق کے ناصر و مددگار کہ آپ سچائی کے ساتھ دعوت حق دیتے ہیں، ہم آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہیں وہ ایسا خدا ہے کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ ہمارا اور ہمارے سلف صالحین کا بھی معبود ہے، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے پیغمبر اور مولا و آقا خاتم النبیین حضرت محمدؐ اور ان کے پاک و پاکیزہ خاندان پر درود و سلام کا سوال کرتا ہوں"

"اما بعد! ہم نے آپ کے مناجات دیکھے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس سبب کے ذریعے محفوظ رکھے جو اس نے آپ کو اپنے اولیاء میں سے عطا کیا اور وہ آپ کو بچائے اپنے دشمنوں کے مکر و فریب سے اس کام کے لیے ہم نے اپنے ٹھکانے سے آپ کی شفاعت کی ہے، وہ مقام پہاڑ کی بلند چوٹی ہے جس تک ہر کسی کی دسترس نہیں ہے تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ہم ایمان سے بہرہ لوگوں کی وجہ سے درختوں سے پر منطقے کو چھوڑ کر یہاں پر آئے ہیں امید ہے کہ ہم تھوڑی مدت کے بعد یہاں سے ایک وسیع اور ہموار منطقے میں چلے جائیں گے، اس وقت ہمارے اخبار اور نئے تازہ احوال آپ تک پہنچیں گے، تاکہ اس کے ذریعے آپ ان اعمل و افعال سے آگاہ ہو سکیں جو ہماری قربت کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت کے وسیلہ سے اس کام کے لیے توفیق دے"

"اللہ تعالیٰ اپنی نگاہ لطف سے کہ جسے گزند نہیں آتی آپ کی حفاظت

کرے، آپ کو چاہیے کہ اس فتنہ جو باطل نے بعض لوگوں کے دلوں میں بویا ہے کے مقابلے میں باطل فکر رکھنے والوں کو ڈرائیں تاکہ ان کی سرکوبی کی وجہ سے مومنین خوش حال ہوں اور مجرمین و تباہ کار لوگ غم و اندوہ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جائیں"

"اس فتنہ کے مقابلے میں ہماری کاروائی کی نشانی وہ حادثہ ہے جو مکہ معظمہ میں پلید نجس منافق کے ہاتھوں رونما ہوگا وہ ایسا منافق ہے جو خون محترم کو بہانا جائز سمجھتا ہے اور حیلے و بہانے سے مومنین کی جان کے درپے رہے گا البتہ وہ اپنے ظالمانہ ہدف تک نہیں پہنچ سکے گا، کیونکہ ہم مومنین کی جان کی حفاظت کے لیے دعا کرتے ہیں، وہ ایسی دعا ہے جو زمین و آسمان کے بادشاہ سے مخفی نہیں اور وہ مستجاب ہے بنابرایں ہمارے دوستوں کو مطمئن رہنا چاہیے کہ انہیں اس سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا اس دوران اگرچہ بہت سے خطرناک امو، انہیں وحشت ناک کریں گے جب تک وہ ان گناہوں سے پرہیز کریں گے جن سے روٗ ہے تو اللہ تعالیٰ کی بہترین تدبیر سے ان کی عاقبت بخیر ہوگی"

اے مخلص دوست آپ ہمارے لیے ستم گروں سے مقابلہ و مبارزہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی مدد سے آپ کی ویسے تائید فرمائے جس طرح اس نے ہمارے نیک سابقین دوستوں کی مدد فرمائی، ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کے بھائیوں کی مدد فرمائی۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کے بھائیوں میں سے جو بھی تقویٰ الٰہی اختیار کرے اور جو کچھ اس کے ذمے ہے اسے مستحقین تک پہنچائے وہ اس گمراہ کنندہ فتنہ اور اس سخت تکلیفوں سے محفوظ رہے گا اور جو کوئی بھی ان نعمات جو اللہ تعالیٰ نے عاریۃً دی ہوئی ہیں کہ مستحقین تک پہنچانے میں بخل سے کام لے، وہ دنیا و آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا، اگر ہمارے شیعہ کہ اللہ

تعالیٰ انہیں اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس عہدہ پیمان کو پورا کرنے کے لیے جو ان سے لیا گیا ہے دل سے اکٹھے ہو جائیں تو اس وقت انہیں ہمارا دیدار کرنے میں کوئی تاخیر نہیں ہو گی اور انہیں بہت جلد ہماری ملاقات کرنے کی سعادت نصیب ہو گی، ملاقات اس حقیقی معرفت کی بناء پر ہے جو انہیں ہمارے بارے میں حاصل ہے"

"پس انہیں کوئی چیز بھی ہم سے دور نہیں کرے گی مگر یہ کہ ان کے وہ کام ہم تک پہنچیں جنہیں ہم ناپسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے ہمارے لیے وہی کافی ہے اور بہترین وکیل ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ پر درود و سلام ہوں جو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے"

فائدہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل و مناقب کے حصے میں روایت نمبر انیس (۱۹) میں آیا ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے ایک سوال پوچھا، لیکن انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا تو وہ بھی جواب نہ دے سکے، اگر میں ان دونوں کے درمیان ہوتا تو ہر ایک کے سوال کا جواب بھی دیتا اور ان سے ایسا سوال کرتا کہ ان میں سے کوئی بھی اس کا جواب نہ دے پاتا"

دوسری طرف جناب شیخ صدوق کتاب "کمال الدین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے"

انه - ای الخضرؑ- لیحضر حیث ذکر ،فمن ذکره منکم

فليسلّم عليه، وانّه ليحضر المواسم فيقضى جميع المناسك ويقف بعرفة فيؤمّن على دعاء المؤمنين ،سيونس الله به وحشة قائمنا فى غيبة ويصل به وحدته ۔(کمال الدین جلد۲صفحہ۳۹۰)

"جہاں پر بھی حضرت خضرؑ کا نام لیا جائے وہاں پر حاضر ہو جاتے ہیں آپ میں سے جو کوئی بھی انہیں یاد کرے، ان پر سلام بھیجئے"

"حضرت خضر علیہ السلام ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں اور تمام کے تمام اعمال حج بجالاتے ہیں، وہ صحرائے عرفہ میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنین کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد انہیں ہمارے قائمؑ کی غیبت میں ان سے مانوس کرے گا اور ان کے وسیلہ سے انہیں تنہائی سے نجات دلائے گا"

جناب کلینیؒ اپنی کتاب "الکافی" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لوكنت بين موسٰى عليه السلام والخضر عليه السلام لاخبر تهما انى اعلم معهما ولانبأ تهما بماليس فى أيديهما۔

"اگر میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان ہوتا تو انہیں کہتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور انہیں ایسے علم کے بارے میں مطلع کرتا جو ان کے اختیار میں نہیں تھا"

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۳۰، بحارالانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۹۶)

مؤلف کی نظر

ہاں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نگاہ

میں حضرت خضر علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ اس منزلت پر فائز ہیں کہ اپنا ذکر کرنے سے حاضر ہو جاتے ہیں اس کے باوجود حضرت خضر علیہ السلام حضرت امام منتظر اروا حنالہ الفداہ کی رعایا میں سے ہیں۔

اے دوستداران اہل بیتؑ! اب سوال یہ مطرح ہوتا ہے کہ جب آنحضرت کا پیروکار اور ان کی رعایا کا ایک فرد اس مقام و مرتبہ پر فائز ہے تو خود ان کے امام و ہادی کس قدر بلند درجہ پر فائز ہوں گے؟

کیا یہ معقول ہے کہ جب آنحضرت کا ذکر ہوا اور وہ حاضر نہ ہوں؟ درحالانکہ کتاب شریف "الکافی" میں مذکور ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے آیہ شریفہ:

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ (سورہ توبہ آیہ ۱۰۵)

"پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ رسول اور صاحبان ایمان دیکھ رہے ہیں"

کی تفسیر میں فرمایا:

بنابرایں ہم کیوں کہ ہمیشہ آنحضرت کے خوبصورت نام کے ساتھ متوسل نہ ہوں، تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے ان کی زیارت اور پیروی ہمارے نصیب میں کرے؟

پس ہم خداوند متعال اور ان بزرگوار کی بارگاہ میں ناپسندیدہ اعمال و کردار سے کیوں کر نہ پرہیز کریں، درحالانکہ ہمارے امام ہمیں دیکھتے بھی ہیں اور ہماری باتیں بھی سنتے ہیں کہاں اس خالق کا مقام جس کے اسماء مقدس اور ظاہری و باطنی نعمتیں فراوان ہیں۔

جو کچھ اس کتاب کی دوسری جلد میں ذکر کیا ہے، اگرچہ یہ بہت زیادہ میں سے بہت کم اور سمندر میں سے نمی کے برابر ہے اس کے باوجود ہدایت کے متلاشی کے لیے اتنا ہی کافی ہے، چنانچہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام

گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔

قارئین سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے اچھے لفظوں میں یاد کریں گے اور اس کتاب کے مطالب سے استفادہ کرتے وقت اپنی دعائے خیر میں فراموش نہیں فرمائیں گے، کتاب کا یہ بہترین مجموعہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے میرے آقا و مولیٰ امیر المومنین علی بن ابی طالب (کہ ان اور ان کے دوستوں پر بہترین درود و سلام ہو) کے مرقد مطہر میں بے نیاز خدا کے بندے احمد بن رضی الدین موسوی مستنبط تبریزی غروی کے ہاتھوں ۲۵ ذی قعدہ سن ۱۳۷۳ ہجری نبوی کو مکمل ہوا۔

